عشرۂ مجالس

سیرتِ معصومینؑ

۷ تا ۱۶ نومبر، یکم تا ۱۰ صفر ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۹۸۳ء

بمقام

امام بارگاہِ شہدائے کربلا۔ انچولی

انیسِ خطابت

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

Presented by Ziaraat.Com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : سیرتِ معصومینؑ (عشرۂ مجالس، دس مجلسیں)

مقرر : علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

اشاعت : اوّل (۱۴۳۵ھ بمطابق ۲۰۱۴ء)

تعداد : ایک ہزار

کمپوزنگ : طارق وحید

قیمت : ۳۰۰ روپے

ناشر : محسنہ میموریل فاؤنڈیشن
فلیٹ نمبر 102، مصطفیٰ آرکیڈ،
سندھی مسلم کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی،
کراچی، فون: 02134306686

website: www.allamazameerakhtar.com

---- { کتاب ملنے کا پتہ } ----

MUSTAFA ARCADE
Flat #102, Plot 119-A
S.M.C.H.S, KARACHI
PAKISTAN
Ph# 02134306686

IMAM BARGAH
DUA-E-ZEHRA
2 Lorne Road
NN 1 3RN U.K.
Ph# 07969344151

Community News & Views
11 Amesbury Court
Robbinsville N.J. 08691
U.S.A Ph# 0016093360915

H.NO.22-3-145,
DarabJang Lane,
Yakutpura,
Hyderabad A.P. INDIA
Ph# 00918099247402

6 Edwards Mews
Islington
London N1 1SG
Ph# 00447968344614
00442072269057

Abbas Book Agency
Rustam Nagar
Dargah Hz. Abbas
Lucknow-3 U.P.
INDIA
Ph# 00919369444864

Alamdar Book Depot
Imam Bargah
Shuhda-e-Karbal
Ancholi Society
Karachi
Ph# 02136804345

Iftikhar Book Depot
43-Main Bazar
Islampura,
Lahore
Ph# 042-37223686

Ahmed Book Depot
Phatak Imam Bargah
Shah-e-Karbala
Rizvia Society
Karachi

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

پیش لفظ ---------------- صفحہ نمبر ۳۴

پہلی مجلس

شوکت و شانِ پیمبریؐ

سیرتِ شہزادی فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا

......(صفحہ نمبر ۳۶ تا ۵۹)......

۱۔ سیاست میں کچھ نہیں ملتا، مجلس میں ملتا ہے ----------------
۲۔ ہادی جو آتا ہے کس کے لئے آتا ہے ----------------
۳۔ ہادی پہلے انسان بعد میں، پانی پہلے پیاس بعد میں ----------------
۴۔ اہم ترین چیز آخر میں آتی ہے ----------------
۵۔ بلندی والے علاقوں میں سختی ہوتی ہے ----------------
۶۔ نشیبی علاقوں میں مٹھاس اور نرمی ہوتی ہے ----------------
۷۔ ''پہلے آپ'' فرانس کی تہذیب میں بھی ہوتا ہے ----------------

Presented by Ziaraat.Com

۸۔ کراچی میں ''پہلے ہم پہلے ہم'' میں ٹرین چھوٹ جاتی ہے ----------

۹۔ عرب دو علاقوں میں منقسم ہے ریگستانی اور پہاڑی ----------

۱۰۔ پہاڑی علاقے میں ختمی مرتبت کو بھیجا گیا----------

۱۱۔ عرب والوں نے رسول اللہ پر الزام لگائے ----------

۱۲۔ دیوانہ، شاعر، مجنون سوچ سمجھ کر کہا ----------

۱۳۔ بوڑھوں کے مقابلے پر ابو طالبؑ کو لائے ----------

۱۴۔ بچوں کے مقابلے پر نو سالہ علیؑ کو لائے ----------

۱۵۔ عورتوں کے محاذ پر اپنی بیوی خدیجہؑ کو لائے ----------

۱۶۔ علیؑ کو دیکھ کر بچے بھاگ جاتے تھے ----------

۱۷۔ ابو طالبؑ سے لوگوں کی شکایت اور ابو طالبؑ کا تاریخی جواب ----------

۱۸۔ شوکت وشانِ پیمبر کل بھی تھی آج بھی ہے ----------

۱۹۔ معصومینؑ کا سارا کردار شان وشوکتِ پیمبری ہے ----------

۲۰۔ اسلام کے تین دور بنا، پھیلا اور ختمی مرتبت کے انتقال کے بعد ----------

۲۱۔ بنایا ابو طالبؑ نے، پھیلایا علیؑ نے، بچایا حسینؑ نے----------

۲۲۔ رسول اکرمؐ کی تاریخ ولادت پر آج تک اتفاق نہ ہوسکا ----------

۲۳۔ بارہ وفات، ولادت بھی، شہادت بھی، صحیح تاریخ ملی ہی نہیں----------

۲۴۔ گھر کی باتیں گھر والے جانتے ہیں باہر والوں کو کیا خبر! ----------

۲۵۔ ابو طالبؑ سے پوچھو کب دنیا میں آئے علیؑ سے پوچھو کب رخصت ہوئے

۲۶۔ ابو طالبؑ کے ایمان سے انکار، علیؑ کا حق چھین لیا، قصہ ختم ----------

۲۷۔ متفقہ فیصلہ علیؑ تیس عام الفیل تیرہ رجب کو پیدا ہوئے ----------

Presented by Ziaraat.Com

۲۸۔ رسولؐ کی وفات ہوگئی، خلافت قائم ہوگئی، بارہ وفات کا اعلان ہوگیا---
۲۹۔ یہ جشنِ عید میلاد النبی نہیں ہے جشنِ خلافت ہے -------------
۳۰۔ جب تک رسولؐ کو اپنے جیسا سمجھیں گے ایمان نہیں ملے گا ---------
۳۱۔ ختمی مرتبت کو اللہ نے بیٹا کیوں نہ دیا، بیٹی کیوں دی؟ -----------
۳۲۔ عرب والوں کو معلوم نہیں تھا کہ نسل بیٹیوں سے بھی چلتی ہے --------
۳۳۔ عرب والے ابتر کہتے رہیں، ہم تو کوثر کہیں گے --------------
۳۴۔ سوائے ختمی مرتبت کسی نے بیٹی کی تعظیم نہیں کی -------------
۳۵۔ علیؑ کی تعظیم کے لئے رسولؐ کبھی کھڑے نہیں ہوئے -------------
۳۶۔ زہراؑ کو رتبہ مل چکا، شریکِ کارِ رسالت ہیں -------------
۳۷۔ سب رسولؐ اللہ کہیں لیکن فاطمہؑ بابا کہیں گی -------------
۳۸۔ بابا کا لفظ سن کر رسولؐ کو بڑا سکون، اللہ کو خوشی ملتی ہے ----------
۳۹۔ فاطمہؑ کے حروف کی تعداد پانچ کیوں ہے؟ ------------
۴۰۔ فاطمہؑ مرکزِ رسالت ہیں، دنیا کیا جانے -------------
۴۱۔ مباہلہ کی ترتیب نبوت کے عقب میں عصمت، عصمت کے عقب میں امامت
۴۲۔ عصمت کے پیروں کے نشانوں کا پردہ ضروری تھا -------------
۴۳۔ بنی ہاشم اور آلِ ابراہیمؑ میں پردے کا دستور تھا-------------
۴۴۔ زینبؑ و امِ کلثومؑ کا بڑے اہتمام سے نانا کے روضے پر جانا ----------
۴۵۔ زینبؑ و امِ کلثومؑ کا نانا کے روضے پہ جانا پورے مدینے میں ہل چل ----
۴۶۔ ماں کا جنازہ حسینؑ کا پکارنا، بندِ کفن کا ٹوٹنا، آ میرے لعل آ! --------
۴۷۔ ۲۸ رجب ۶۰ ہجری ''اماں میں جا رہا ہوں خدا حافظ'' ----------

Presented by Ziaraat.Com

۴۸۔ماں کربلا میں پہلے سے موجود، حسینؑ کا کہنا ''امّاں میں آ گیا'' ------

۴۹۔ زوجۂ حُر کربلا میں نہیں تھی ------------------

۵۰۔زندان کے سامنے درخت کے نیچے سے کس بی بی کے رونے کی آواز آتی ہے

دوسری مجلس

شاہد و مشہود

سیرتِ حضرت علی علیہ السلام، ذکرِ جناب اُمِّ سلمیٰ

......(صفحہ نمبر ۶۰ تا ۹۰)......

۱۔قرآن کو غور و فکر کے ساتھ سمجھنے کی ضرورت ہے --------------

۲۔ آسمان کی قسم، قیامت کی قسم اور شاہد و مشہود کی قسم ----------

۳۔ مولا علیؑ رسولؐ خدا کی رسالت پر گواہ ہیں -------------

۴۔ غالبؔ کے ایک شعر میں شاہد و مشہود کا تذکرہ ------------

۵۔ قرآن رسولؐ کے ربّ نے نازل کیا ہے -------------

۶۔ توریت میں ختمی مرتبتؐ کی رسالت کا ذکر ہے ------------

۷۔ میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں (ارشادِ رسولؐ) ------------

۸۔ علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے ------------

۹۔ دعوتِ ذوالعشیرہ میں علیؑ کا وعدہ -------------

۱۰۔اولاً علیؑ کی زندگی کے دو حصے ہیں ایک زندگی رسولؐ میں ایک بعد ------

۱۱۔اسلام کی پوری تاریخ دو بھائیوں کے وعدے پر کھڑی ہے ---------

Presented by Ziaraat.Com

۱۲۔غدیر کے میدان میں بڑے بھائی نے وعدہ پورا کردیا ------------

۱۳۔رسولؐ کی رسالت پر اللہ اور علم کتاب کا اہل دو گواہ کافی ہیں ---------

۱۴۔کس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے اُسے پہچانو -------------------

۱۵۔عرب میں مور نہیں ہوتا اور پورا خطبہ مور پر ---------------------

۱۶۔یورپ کا دانشور بیس سال چیونٹیوں کے پاس رہا پھر کتاب لکھی --------

۱۷۔علیؑ نے کوفے کے منبر پر بیٹھتے ہی چیونٹی سے متعلق حیران کن باتیں بتائیں

۱۸۔چیونٹی کی زندگی کی پوری تاریخ علیؑ نے سنائی -------------------

۱۹۔قرآن کا ایک لفظ انسانیت سمجھا سکتا ہے ----------------------

۲۰۔حضرت سلیمان اور چیونٹی کے سردار کا پورا واقعہ ------------------

۲۱۔حضرت سلمانؑ فارسی کی موجودگی میں چیونٹی کے سردار کا حکم ----------

۲۲۔ننھے منے کیڑے امام کی معرفت رکھتے ہیں -------------------

۲۳۔شہد کی مکھی پر وحی کا آنا ---------------------------

۲۴۔فاطمہ بنت اسدؑ اور خانہ کعبہ، آواز آئی اندر آجاؤ ---------------

۲۵۔وحی آئی ابو طالبؑ بچے کا نام علیؑ رکھ دو ---------------------

۲۶۔صاحب وحی نبی نہ سہی ولی ضرور ہوتا ہے -------------------

۲۷۔ایک عصمت صغریٰ ہے ایک عصمت کبریٰ ہے ---------------------

۲۸۔بات عصمت کی کرو ایمان کی بات نہ کرو ----------------------

۲۹۔مکھی کے چھتے میں ایک لاکھ حجرے ہوتے ہیں -------------------

۳۰۔شہد کی مکھی کی قوم تین حصوں میں بٹی ہوئی ہوتی ہے ----------------

۳۱۔شہد کی مکھیوں کے ہاں سلیکشن ہوتا ہے الیکشن نہیں ہوتا ------------

Presented by Ziaraat.Com

۳۲۔ ملکہ مکھی کی آواز پر پوری قوم متوجہ ہو جاتی ہے ----------------
۳۳۔ تیرے گھر میں میرے بیٹے کا قاتل پل رہا ہے ----------------
۳۴۔ اُمِ سلمٰیؑ جنابِ عبدالمطلبؑ کی سگی نواسی ہیں ----------
۳۵۔ جنابِ خدیجہؑ کی کمی کو جنابِ اُمِ سلمٰیؑ نے پورا کیا ----------
۳۶۔ اُمِ سلمٰیؑ کے بیٹے جمل میں حضرت علیؑ کی طرف سے لڑے ---------
۳۷۔ حدیثِ کساء اُمِ سلمٰی سے بیان ہوئی ہے ----------------
۳۸۔ رسولؐ اللہ کی واحد بی بی جو واقعہ کربلا تک موجود رہیں -----------
۳۹۔ اُمِ سلمٰی رازدارِ کربلا ہیں -----------------------
۴۰۔ حسینؑ کا سینۂ رسولؐ پر سونا اور جبریلؑ کا کربلا کی مٹی لانا----------

تیسری مجلس

کلمہ طیبہ

سیرتِ امامِ حسنؑ و امام حسینؑ، ذکرِ جنابِ فضّہ

......(صفحہ ۹۱ نمبر تا ۱۲۳)......

۱۔ اے رسول تمہاری جان کی قسم ----------------------
۲۔ قسموں میں راز رکھے گئے ہیں -----------------------
۳۔ اللہ نے قرآن میں قسمیں کیوں کھائی ہیں -------------------
۴۔ قسم کھانے کی ابتدا کس طرح ہوئی؟ -------------------
۵۔ شہادت اور قسم میں کیا فرق ہے ----------------------

Presented by Ziaraat.Com

۶۔ بعض حروف قَسم کے ساتھ مخصوص ہو گئے ----------

۷۔ ب، ت، واؤ، لام قسم کے لئے ہیں ----------

۸۔ مظاہرِ قدرت کی قَسمیں وجودِ الٰہی کی گواہ ہیں ----------

۹۔ عزیز ترین شے اور بلند ترین شے کی قَسمیں ----------

۱۰۔ صف بہ صف پرا باندھ کر جنگ کرنے والوں کی قسم ----------

۱۱۔ تاریخ کے مطابق کلمہ دعوتِ ذوالعشیرہ میں طے ہو گیا تھا ----------

۱۲۔ ایک کلمہ رسولؐ نے سکھایا، ایک کلمہ علیؑ نے سکھایا ----------

۱۳۔ پانچ برس کی عمر میں ابوطالبؑ نے کاندھے پر بھتیجے کو بٹھایا ----------

۱۴۔ فتح مکہ کے موقعہ پر اللہ نے علیؑ کو محمدؐ کے کاندھے پر چڑھا دیا ----------

۱۵۔ سارے مسلمان علیؑ کا بتایا کلمہ پڑھتے ہیں ----------

۱۶۔ اللہ کی اطاعت، رسولؐ کی اطاعت اور اولی الامر کی اطاعت ----------

۱۷۔ غدیر سے لے کر اب تک ہمارا اولی الامر زندہ ہے ----------

۱۸۔ قرآن علیؑ کی ولادت کے دس سال بعد آئے گا ----------

۱۹۔ تین دن کے علیؑ قرآن سنا رہے ہیں ----------

۲۰۔ تصدیق کرنے والے نے آ کر تصدیق کر دی ----------

۲۱۔ دو مہینے بارہ دن مدینے میں غدیر والی اذان ہوئی ----------

۲۲۔ رسولؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی موذّن بدل گیا ----------

۲۳۔ بلال کی قبر علیاً ولی اللہ کی گواہی دے رہی ہے ----------

۲۴۔ امام حسنؑ سورۂ کوثر کی پہلی تفسیر بن کر آئے ----------

۲۵۔ رسولؐ شہزادوں کے فضائل بیان کرنے کا موقعہ تلاش کرتے ہیں -----

Presented by Ziaraat.Com

۲۶۔حسنؑ و حسینؑ کے ذکر اور جہاد پر شک نہ کرنا ---------------

۲۷۔قدرت خود اِن کی فضیلت بیان کرنا چاہتی ہے ---------------

۲۸۔کیا حسنؑ اور حسینؑ گھر کا راستہ بھول سکتے تھے؟ ---------------

۲۹۔بچے مل گئے بجائے گھر حضورؐ مسجد میں لے کر آئے ---------------

۳۰۔اصحاب سے کہا کہ حسنؑ اور حسینؑ دنیا میں افضل ترین ہیں ---------------

۳۱۔عید کے دن رسولؐ کے کاندھے پر یہ بھی ایک انداز تھا ---------------

۳۲۔پندرہ رمضان کو حسنؑ، اُسی سال تین شعبان کو حسینؑ دنیا میں آئے -----

۳۳۔کسی ماں کے ہاں یوں سال میں دو بچوں کی آمد نہیں ہوتی ---------------

۳۴۔چھ ماہ کا بچہ زندہ نہیں رہتا امام حسینؑ اور حضرت یحییٰ شش ماہے تھے ----

۳۵۔مدینے کے بچوں نے رسولؐ کے کاندھے پر بیٹھنے کی ضد کی ---------------

۳۶۔اُتر میرے باپ کے منبر سے سات سالہ حسنؑ کا جلال ---------------

۳۷۔رسولؐ کا منبر ملے گا تو صرف علیؑ کو ملے گا ---------------

۳۸۔جب تم شوریٰ کمیٹی والے منبر نہیں بنا سکتے تو صاحبِ منبر ---------------

۳۹۔اُونٹوں کے پالان، اصحاب سے منبر بنوایا ---------------

۴۰۔علیؑ منبر پر اُسی جگہ بیٹھے جہاں رسولؐ بیٹھتے تھے ---------------

۴۱۔حسنِ مجتبیٰؑ نے شاہ روم کے سفیر کے سوالوں کے جواب دیئے ---------------

۴۲۔شاہِ روم کے دربار میں شہزادہ حسنؑ کا جانا اور خود کو منوانا ---------------

۴۳۔عجیب سوالات، شہزادے حسنؑ کے درست جواب ---------------

۴۴۔جنابِ فضہؑ نے چار عصمتوں کی پرورش کی ہے ---------------

۴۵۔قوم کی راہ نمائی محراب و منبر والے نہیں دانشور کرتے ہیں ---------------

Presented by Ziaraat.Com

۴۶۔ جنابِ فضہؑ کیمیا گر تھیں، فضہ کے معنی چاندی کے ہیں ------------

۴۷۔ سورۂ دہر میں فضہ کا نام تین مرتبہ آیا ہے ------------------

۴۸۔ سورۂ دہر دراصل علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، اور حسینؑ اور فضہ کے لئے ہے -----

۴۹۔ تین دن روٹیاں گئیں اس لئے فضہ کا نام تین بار آیا ------------

۵۰۔ اللہ نے پندرہ روٹیوں کا شکریہ ادا کیا ------------------

۵۱۔ شکریے میں فضہ بھی شامل ہے ------------------

۵۲۔ آخری وقت رسولؐ خدا کا فضہ نے کربلا ما لکی، ملی ------------

۵۳۔ جنابِ اُمِ سلمیٰؑ اور جنابِ فضہ دونوں چوراسی سال زندہ رہیں --------

۵۴۔ ایک بزرگ کا اعتراض اور فضہ کا جواب ----------------

۵۵۔ عاشور کے دن فضہ سب سے زیادہ مصروف رہیں ----------

۵۶۔ ایک ایک بات کی اطلاع فضہ خیام میں شہزادیوں کو دیتی رہیں -------

۵۷۔ مصائب جنابِ سکینہؑ ------------------

چوتھی مجلس

لفظِ ربّ اور دعا

سیرتِ حضرتِ سیّدِ سجادؑ، ذکرِ جنابِ سکینہؑ

......﴿صفحہ ۱۲۴ نمبر تا ۱۶۳﴾......

۱۔ دعا مانگنے کا حکم اللہ نے خود ہی دیا ہے ------------------

۲۔ دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے ------------------

۳۔ میرے بندوں تم مجھ سے دعا کرو قبول کروں گا ------------

Presented by Ziaraat.Com

۴۔ دعا مانگنے میں لفظِ ربّ کا استعمال سب سے زیادہ ہے ------------

۵۔ انبیائے کرام کی دعاؤں کا سلسلہ ----------------------

۶۔ ربّ اللہ کا اسمِ ذات نہیں بلکہ اِسمِ صفت ہے ----------------

۷۔ میر انیسؔ کی دعا اور لفظِ ربّ ------------------------

۸۔ محمدؐ و علیؑ کے اعداد یکجا ہوں تو لفظِ ربّ کے اعداد کے برابر ہوگا -------

۹۔ میر انیسؔ کی خواہشیں، تمنائیں اور قدرت کی نوازشیں اور عطائیں ------

۱۰۔ انیسؔ ہمیشہ اُردو ادب کا کمانڈر رہے گا ------------------

۱۱۔ آدم نے ترکِ اولیٰ کیسے معاف کرایا؟ --------------------

۱۲۔ آلِ محمدؐ کے بچوں کو نثر میں خطبہ فدک نظم میں دیوانِ ابیطالبؑ پڑھایا جاتا ہے

۱۳۔ نہج البلاغہ نثر ہے تو نظم میں انیسؔ کو پڑھنا پڑے گا ---------------

۱۴۔ خیبر پڑھنی ضروری ہے کیونکہ ہر ایک نے حوصلہ نکالا تھا ---------------

۱۵۔ لشکر سردار کو اور سردار لشکر کو الزام دیتا تھا ---------------

۱۶۔ مناظرے کے ماحول میں غالبؔ اور انیسؔ سفر کر رہے تھے ---------

۱۷۔ حضرت علیؑ اور قنبر کیسے خیبر پہنچے ---------------------

۱۸۔ ہارنے کے بعد بھی صحابہ کے دل میں حسرتیں تھیں ---------------

۱۹۔ رسولؐ خدا نے علیؑ کو اپنے ہاتھ سے خود تیار کیا ---------------

۲۰۔ عشق کا میدان مرد کو طلب کر رہا تھا ---------------------

۲۱۔ مرحب کی ماں اُم المشرکین تھی، ''حیدرؑ سے نہ لڑنا'' مرحب کو منع کیا تھا ---

۲۲۔ شیطان بہکا کر کہ ایک نام کے کئی ہوتے ہیں واپس لے آیا ---------

۲۳۔ شیطان کا بہکایا علیؑ سے لڑنے آتا ہے ------------------

۲۴۔ ہاتھ پہ درِ خیبر، ہوا میں پیر معلق، زمین پر نہیں تھے ------------

Presented by Ziaraat.Com

۲۵۔ پھینکا تھا ذوالفقار کا صدقہ اُتار کے ----------------------

۲۶۔ علم، شجاعت، عبادت میں سب امام برابر ہیں ----------------

۲۷۔ علیؑ کے ہاتھ پہ درِ خیبر، سیّد سجادؑ کے ہاتھ میں زنجیریں -----------

۲۸۔ خیبر کے در کا وزن اور سیّد سجادؑ کے لنگر کا وزن برابر -------------

۲۹۔ حسینؑ نے اجماع، شوریٰ، وصیت خلافت کے سب اُصول ختم کر دیئے --

۳۰۔ حسینؑ اپنی تلوار سے تاریخی فیصلے کر رہے تھے ----------------

۳۱۔ ایک طرف حسینؑ کا عصرِ عاشور سجدہ ایک طرف سیّد سجادؑ کا سجدہ --------

۳۲۔ شامِ غریباں سیّد سجادؑ نے طویل سجدۂ شکرانہ ادا کیا --------------

۳۳۔ ہر نعمت کے ملنے پر سیّدِ سجادؑ سجدہ کرتے تھے ---------------

۳۴۔ ہر نعمت کے ملنے پر سیّد سجادؑ سجدہ کرتے تھے ---------------

۳۵۔ نسل سادات حسینؑ سے ظاہر میں چلی، حسنؑ کی نسل پوشیدہ چلی ---------

۳۶۔ بیٹا کنویں میں باپ نے نہ نماز توڑی نہ سجدے سے سر اُٹھایا --------

۳۷۔ میرا چوتھا جانشین زین العابدین ہوگا (حدیث رسولؐ) -----------

۳۸۔ موسیٰ عصا سے ڈر رہے تھے یہاں اژدہا انگوٹھا چبا رہا تھا -----------

۳۹۔ موسیٰ کے صُلب میں محمدؐ و علیؑ کا نور نہیں تھا -------------------

۴۰۔ اژدھا تو اژدھا لوگ غار میں سانپ سے ڈر جاتے ہیں ------------

۴۱۔ معصوم کے حکم پر فتویٰ نہیں چلا کرتا یاد رہے ------------------

۴۲۔ خاکِ شفا پر سجدہ سب سے پہلے سیّد سجادؑ نے کیا ---------------

۴۳۔ نماز معراجِ مومن ہے سجدہ معراجِ نماز ہے ---------------

۴۴۔ نماز میں دو سجدے کیوں رکھے گئے؟ ---------------------

۴۵۔ محمد حنفیہؒ نے دعوائے امامت کر کے سیّد سجادؑ کی امامت کی گواہی دی ----

Presented by Ziaraat.Com

۴۶۔ بعد کربلا اہلِ بیتؑ کے گھر سے خوشیاں اُٹھ گئیں ---------------
۴۷۔ خوشی منانے سے پہلے ذکرِ حسینؑ کر لینا چاہیے ---------------
۴۸۔ جہاں عزاداروں کی نعلین وہاں چوتھا امام موجود ہے ---------------
۴۹۔ عزاداری اور ماتم ہماری پہچان ہے، ہمارا تعارف ہے ---------------
۵۰۔ جب میرے بابا کی مجلس کرو گے ہم سب آئیں گے ---------------
۵۱۔ علامہ مجلسی اور خواب میں بی بی کا آنا، روایت سنانے پہ اصرار ---------
۵۲۔ گھر میں محبت کا مرکز سب سے چھوٹا بچہ ہوتا ہے ---------------
۵۳۔ سب وعدہ کر کے گئے واپس کوئی نہیں آیا ---------------
۵۴۔ سکینہ! سوچ لو پانی پینا ہے یا اپنے چاہنے والوں کو بخشوانا ہے ---------
۵۵۔ کربلا والوں کی پیاس بجھی نہیں، ابھی باقی ہے ---------------
۵۶۔ شام کی عورتیں روز درِ زنداں پہ آ کر سکینہؑ سے کربلا کی کہانی سنتی تھیں ----
۵۷۔ شام کی رونے والیو! کہانی سنانے والی رات کو مر گئی ---------------
۵۸۔ شام والیو! ہم ایک چھوٹی سی بچی چھوڑ کر جا رہے ہیں ---------------
۵۹۔ مصائب جنابِ سکینہؑ ---------------

پانچویں مجلس

اُولی الامر

سیرتِ امام محمد باقر علیہ السلام، ذکرِ جنابِ اُمّ لیلیٰ سلام اللہ علیہا

......﴿صفحہ نمبر ۱۶۴ تا ۲۰۱﴾......

۱۔ دنیا کا کوئی دور حجت سے اور ہادی سے خالی نہیں رہتا ---------------

Presented by Ziaraat.Com

۲۔ بہترین اور خوبصورت زندگی گزارنے کے لئے سیرتِ معصومینؑ کا مطالعہ ضروری ہے ------------------------------

۳۔ اللہ، رسولؐ اور اولی الامر کے درمیان کوئی فصل نہیں ہے ------------

۴۔ اولی الامر مودّت اور محبت کا سبق دیتا ہے -----------------

۵۔ نمونۂ عمل کو اپنا کر ہی اطاعت ہو سکتی ہے -----------------

۶۔ رسولؐ جو اولی الامر بتا رہا تھا دنیا نے وہ نہیں تسلیم کیئے -------------

۷۔ مسلمانوں کی نظر میں اولی الامر کا معیار تخت اور حکومت بن گیا ---------

۸۔ بنی اُمیہ اور بنی عباس کے تمام حکمرانوں کو اولی الامر مانا گیا---------

۹۔ دورِ بادشاہت میں ایک عورت بھی اولی الامر بن گئی ------------

۱۰۔ آلِ عثمان کی خلافت کے ساتھ آخری اولی الامر بھی ختم ہو گیا ---------

۱۱۔ اولی الامر کی اطاعت نہ کرنا جہالت کی موت ہے---------------

۱۲۔ باوجود کوشش کے تاریخ بارہ اولی الامر نہ بنا سکی------------

۱۳۔ یزید کے دور میں مجبوراً اُمّت نے حسینؑ کو ہی اولی الامر مانا ---------

۱۴۔ اولی الامر کسی کی بیعت نہیں کرتا، اس کی اطاعت واجب ہے --------

۱۵۔ علیؑ کو کوئی فرقہ سنّی، شیعہ چھوڑ نہیں سکتے ---------------

۱۶۔ کیا معاویہ بھی علیؑ کو خلیفہ مان رہا تھا یا انکاری تھا ------------

۱۷۔ تین میں نہ تیرہ میں سُتلی کی گرہ میں (محاورہ)---------------

۱۸۔ جو علیؑ کے مقابل شام میں آیا ہے یہ تین میں ہے یا تیرہ میں ---------

۱۹۔ رسولؐ اللہ نے ہر جنگ اور ہر موقعے پر صرف علیؑ کا تعارف کرایا -------

۲۰۔ مسلمان کہہ رہے تھے ''آج اللہ اور اُس کے رسولؐ نے ہمیں دھوکا دیا''

(سورۂ احزاب) ------------------------

Presented by Ziaraat.Com

۲۱۔ جو خیمہ رُسالت پر حملہ کردے وہ کُتا ہے ------------------

۲۲۔ پہچانیے یہودی سازشیں کہاں کہاں کام کر رہی تھیں ------------

۲۳۔ خندقیں اس لیئے کھدوائیں تاکہ مسلمان بھاگ نہ جائیں ----------

۲۴۔ سب کو روک کر کُلِ ایمان کی کُلِ کفر سے لڑائی دِکھائی ------------

۲۵۔ رسولؐ خدا نے سب کے سامنے اپنا عمامہ علیؑ کے سر پر رکھ دیا --------

۲۶۔ علیؑ پیدل خندق میں مقابلہ کے لئے کیوں گئے؟ ----------------

۲۷۔ کفر اور ایمان کی کبھی آپس میں دوستی نہیں ہوئی ---------------

۲۸۔ کفر اپنے ساتھی کے ساتھ بھی وفا نہیں کرتا ------------------

۲۹۔ علیؑ کی فتح دیکھنے سب گئے، سلمانؓ رسولؐ اللہ کے پاس بیٹھے رہے ------

۳۰۔ جنّت کی لالچ میں مالک جنّت کو چھوڑ کر چلا جاؤں -------------

۳۱۔ نہ کوئی سخت جنّت لینے کو تیار تھا نہ آسان ------------------

۳۲۔ جنّت اُس کو ملتی ہے جو نفسِ مُطمَئِنَّۃ کا ساتھی ہو -------------

۳۳۔ باقر کے معنی پیچ سے شگافتہ کرنا، چاک کر دینا -----------------

۳۴۔ بوڑھی صحابیت جوان امامت سے درس لیتی ہے ------------------

۳۵۔ ''غربت کو دولت پر فوقیت'' ایمان کی منزل ------------------

۳۶۔ اللہ جو چیز مقدر کر دے امام اُسے پسند کرتا ہے ---------------

۳۷۔ معصوم کو اپنی سیرت میں ''میں'' پسند نہیں ہے -----------------

۳۸۔ اگر نمازیں پڑھ کر غرور رہا تو نمازیں کیا پڑھیں -------------

۳۹۔ غرور کو توڑنے اور ختم کرنے کے لئے نماز میں سجدہ رکھا -----------

۴۰۔ خلافت کی تمنا سب کو ہے مسائل کا حل نہیں آتا -----------------

Presented by Ziaraat.Com

۴۱۔ عبدالمطلبؑ کے دور سے حاجیوں کی سقایت آلِ محمدؐ نے کی ---------
۴۲۔ جب ٹھنڈا پانی پینا تو میری پیاس کو یاد کر لینا -----------------
۴۳۔ خدا کو اپنی ربوبیت میں کتے اور بلی کی پیاس برداشت نہیں ہے ------
۴۴۔ نامۂ اعمال میں سب سے پہلی نیکی پانی پلانے کا ثواب ہے ---------
۴۵۔ سبیل کے معنی راستہ، کربلا نے معنی بدل دیئے ---------------
۴۶۔ خلافت کرنی آتی تھی چلانی کسی کو نہ آئی ------------------
۴۷۔ سکے کا موجد ہمارا پانچواں امام ہے -------------------
۴۸۔ وہ کونسا دور تھا جب چوتھائی دنیا ختم ہو گئی تھی -------------
۴۹۔ قابیل ایک انسان کا نہیں چوتھائی دنیا کا قاتل ہے ------------
۵۰۔ قلب کائنات کا قاتل پوری کائنات کا قاتل ہے ------------
۵۱۔ کیا چیز ہے جو صرف گھٹتی ہے بڑھتی نہیں ------------
۵۲۔ مریمؑ کا روزہ خاموشی کا روزہ تھا -------------------
۵۳۔ راہب سے امام کی گفتگو ----------------------
۵۴۔ امام کی گفتگو میں غرور نہیں ہوتا ------------------
۵۵۔ صبحِ صادق، نہ دن ہوتا ہے نہ رات ہوتی ہے ---------
۵۶۔ انڈے کی زردی اور سفیدی الگ الگ کیوں رہتی ہے ---------
۵۷۔ ساتھ پیدا ہوئے، ساتھ مرے، عمروں میں فرق کیسا؟ ---------
۵۸۔ جنت میں سب جوان ہو کر جائیں گے، کیوں؟ ----------
۵۹۔ نبیؐ کے پہلو میں سونے سے جنس اور نسل نہیں بدلتی ---------
۶۰۔ استاد کا ہر رنگ شاگرد کی سمجھ میں نہیں آتا ----------

Presented by Ziaraat.Com

۶۱۔ برائی ایک جگہ رہے نیکی ساری کائنات میں پھیل جائے ----------
۶۲۔ چلو چلو بیت المقدس چلو، جنّت البقیع کیوں نہیں ----------
۶۳۔ مصائب جنابِ اُمّ لیلیٰؑ ----------

چھٹی مجلس

وَکُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

سیرتِ امام جعفر صادق علیہ السلام، ذکرِ جنابِ اُمِّ رباب سلام اللہ علیہا

......(صفحہ نمبر ۲۰۲ تا ۲۳۸)......

۱۔ سچ بولنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے ----------
۲۔ صادقین سے مراد ائمہ طاہرین ہیں ----------
۳۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا صادقین علیؑ ہیں اور اُن کے بعد اُن کے گیارہ فرزند --
۴۔ صادقین اُولِی الامر ہیں جن کی اطاعت واجب ہے ----------
۵۔ صادقین کے ساتھ وہ ہے جو اہلِ بیتؑ سے محبت رکھتا ہے ----------
۶۔ عقل حجت ہے ----------
۷۔ دشمنِ اہلِ بیتؑ سے مباہلے کا طریقہ کیا ہے؟ ----------
۸۔ ''رسولوں نے سچ کہا تھا'' قیامت کے دن یہ ندا آئے گی ----------
۹۔ مباہلے کا پس منظر اور تفصیلات کسی کے علم میں نہیں ----------
۱۰۔ اصل انجیل برٹش میوزیم میں محفوظ ہے، دکھائی نہیں جاتی ----------
۱۱۔ اصل انجیل میں پنجتن پاک کا ذکر واضح طور پر موجود ہے ----------

Presented by Ziaraat.Com

۱۲۔اصحاب اور گھر والوں میں کیا فرق ہے؟ ------------------

۱۳۔ہر نبی کے صحابی نے اپنے نبی سے غداری کی ------------------

۱۴۔مباہلے میں کون کون گیا تھا، حلب کی عورت کا سوال -------------

۱۵۔جو سچوں کے مقابل آتا ہے وہ کاذب ہوتا ہے ------------------

۱۶۔رسولؐ نے عیسائیوں کے مقابل تلوار نہیں اُٹھائی ----------------

۱۷۔بیٹے کی موجودگی میں نواسوں کو لے جا رہے ہیں ------------------

۱۸۔حسنؑ اور حسینؑ کو ہمیشہ یا ابن رسولؐ اللہ کہہ کر مخاطب کیا گیا -----------

۱۹۔مباہلے میں شجرۂ طیبہ کی تفصیل بھی کر دی گئی -----------------

۲۰۔میں دعا مانگوں گا تم سب آمین کہنا -------------------

۲۱۔پہاڑ اگر اللہ چلا سکتا ہے تو یہ بھی چلا سکتے ہیں ------------------

۲۲۔حق کے مقابل پہاڑ کا آنا باطل کا اشارہ ہے -------------------

۲۳۔نجران کے عیسائی لعنت سے بچ گئے ------------------

۲۴۔جو پنجتنؑ کے مقابل آئے وہ کاذب ہے ------------------

۲۵۔میری اُمت کا صدیقِ اکبر مولائے کائنات علیؑ ہے ------------------

۲۶۔آلِ محمدؐ کے صدیق کے مقابل مسلمانوں کی صدیقہ جمل میں کھڑی تھی ---

۲۷۔فدک میں مسلمانوں کا صدیق تخت پر آلِ محمدؐ کی صدیقہ کھڑی تھی ------

۲۸۔صدیق کو صدیقہ نے کہا "تم جھوٹے، فدک میرا ہے" ------------

۲۹۔جو اپنی حرکت پہ نادم ہو وہ جھوٹا ہوتا ہے ------------------

۳۰۔اُدھر بالوں میں کنگھی ہو رہی ہے خم نکلتا ہے ------------------

۳۱۔جس نے فاطمہؑ کو تکلیف پہنچائی اُس نے ------------------

Presented by Ziaraat.Com

۳۲۔میرے چھٹے جانشین کا نام ''جعفر'' ہوگا لقب صادق (ارشادِ رسولؐ)----
۳۳۔دنیا کے تیئس (۲۳) اسکالروں نے امام جعفر صادقؑ کی سوانح حیات لکھی -
۳۴۔پچیس صفحے صرف امام کی ولایت پر لکھے ہیں ----------------
۳۵۔بنی ہاشم کی آنکھوں کا رنگ سیاہ ہوتا ہے ----------------
۳۶۔دو دادیوں کا اثر آنکھوں میں نیلا اور کالا ----------------
۳۷۔عمامہ باندھ کر بچوں کے حلقے میں درس، بچپن کے مشاغل --------
۳۸۔تمام دنیا کے لوگ امام سے درس لیا کرتے تھے --------------
۳۹۔نظامِ شمسی پر مشتمل کھلونا جسے ہم گلوب کہتے ہیں--------------
۴۰۔زمین آفتاب کے گرد چکر لگاتی ہے ----------------
۴۱۔سعودی عرب اپنا آدھا غلہ فدک سے حاصل کرتا ہے----------------
۴۲۔زراعت کا پیشہ ہمیشہ آلِ محمدؐ کے گھر رہا ----------------
۴۳۔نو بیویاں ایک حجرے میں نہیں سما سکتیں ----------------
۴۴۔رسولؐ کی بیویوں کے حجرے خلافت نے خرید لئے ------------
۴۵۔مسجد نبوی کی تعمیر گیارہ برس کی عمر، تعمیرِ مسجد میں مزدوری --------
۴۶۔باتیں بنانے والے اور دیواریں اُٹھانے والے برابر نہیں ہو سکتے -----
۴۷۔پینتیس برس گزر گئے جعفریہ امام باڑہ نہ بن سکا --------------
۴۸۔ہمارے جوانوں کو سیاست لڑانا اور صرف باتیں کرنا آتا ہے --------
۴۹۔پہلا عزا خانہ ''بیت الحزن'' رسولؐ کی بیٹی کے رونے کے لئے -------
۵۰۔بعدِ کربلا گھر گھر عزا خانے بن گئے ----------------
۵۱۔چھٹا دورِ امامت، بنی امیہ و بنی عباس کی لڑائی برائے خلافت -------

Presented by Ziaraat.Com

۵۲۔ چھٹے امام نے ظاہری زندگی سب سے زیادہ پائی ----------------

۵۳۔ انسان کی موت بے اعتدالی سے آتی ہے ----------------

۵۴۔ شمعِ امامت روشنی پھیلاتی ہے جس کی دنیا دشمن ہے ----------------

۵۵۔ امامِ صادقؑ نے سب سے زیادہ علوم لوگوں کو سکھائے ----------------

۵۶۔ جنگ جوانوں کو دہریت کی طرف مائل کرتی ہے ----------------

۵۷۔ جب نام عبداللہ ہے تو اس کا مطلب اللہ کا بندہ ہے ----------------

۵۸۔ امامِ جعفر صادقؑ کے مختلف معجزات برائے توحید ----------------

۵۹۔ ہر علم سے متعلق امام سے سوالات پوچھے گئے ----------------

۶۰۔ ہر چیز کے بنانے میں قدرت کا ایک راز ہے ----------------

۶۱۔ ایامِ عزا کے عشرۂ اولیٰ میں ترتیب سے ذکر کیا ہے ----------------

۶۲۔ علی اصغرؑ تاریخِ اسلام کا فاتحِ اکبر ہے ----------------

۶۳۔ مصائب بڑا باریک راستہ ہے بہت سوچنا پڑتا ہے ----------------

۶۴۔ علی اصغرؑ اٹھارہ دن کے مدینے سے چلے تھے ----------------

۶۵۔ ایک رات کی مہلت کا اصل راز کیا ہے ----------------

۶۶۔ قربانی کے لئے چھ ماہ کی عمر لازمی ہے ----------------

۶۷۔ امام حسینؑ علی اصغرؑ کی جگہ دنبہ نہیں چاہتے تھے ----------------

۶۸۔ یمن کے رئیس امراء القیس مدینے میں شرفاء تلاش کر رہے ہیں ----------------

۶۹۔ شریف اور اشرف میں بڑا فرق ہے ----------------

۷۰۔ بنی ہاشم بیٹی کو بیاہ لانے کے بعد نام اور خطاب اپنا دیتے تھے ----------------

۷۱۔ اُمِ فروہ اور اُمِ رباب دونوں سگی بہنیں تھیں ----------------

Presented by Ziaraat.Com

۷۲۔ امام حسینؑ اور اُمّ ربابؑ کی گفتگو شاعری میں ہوتی تھی ----------
۷۳۔ جس گھر میں رُبابؑ اور سکینہؑ نہ ہوں مجھے اچھا نہیں لگتا ----------
۷۴۔ شہزادہؑ علی اصغرؑ کے مصائب ----------
۷۵۔ حضرت اُمِ ربابؑ کے مصائب ----------

ساتویں مجلس

عِلم ایک نور ہے

سیرتِ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

......﴿صفحہ نمبر ۲۳۹ تا ۲۶۵﴾......

۱۔ ہر چیز کا اِحاطہ امامِ مبین میں کر دیا گیا ہے ----------
۲۔ قرآنِ صامت اور قرآنِ ناطق ----------
۳۔ مولا علیؑ کا سینہ علومِ الٰہی کا گنجینہ تھا ----------
۴۔ میر انیسؔ کے کلام میں سینۂ بے کینہ کی تعریف ----------
۵۔ اللہ اپنے حبیبؐ کو جو عطا کر دے کوئی چھین نہیں سکتا ----------
۶۔ قیامت تک فدک فاطمہؑ سے منسوب رہے گا ----------
۷۔ عِلم آلِ محمدؐ کے پاس ہے کوئی چھین نہیں سکتا ----------
۸۔ معصوم کی علامت عِلم ہے ----------
۹۔ معصوم کو عِلم اللہ اپنے خزانۂ خاص سے عطا کرتا ہے ----------
۱۰۔ سیرتِ معصومینؑ کا جوہر عِلم ہے ----------

Presented by Ziaraat.Com

۱۱۔ قرآن اور صاحبانِ علم ساتھ ساتھ ہیں ---------------------

۱۲۔ ''الانسان'' سے مراد حضرت علیؑ ہیں ---------------------

۱۳۔ تین چیزوں میں سب معصوم برابر ہیں ---------------------

۱۴۔ آغاز بھی علم انجام بھی علم ---------------------

۱۵۔ دشمن کو مال ملا ہم کو علم ملا ---------------------

۱۶۔ عبادت اپنی ذات کے لئے علم دنیا کے لئے ---------------------

۱۷۔ عالم عابد سے افضل ہے ---------------------

۱۸۔ حضرت علیؑ سے علم کے بارے میں دس سوالات ---------------------

۱۹۔ آلِ محمدؐ کا علم بیان کرنے والا آخرت میں عزت پائے گا ---------------------

۲۰۔ علومِ آلِ محمدؐ بیان کرنے والے کی قبر جنت کا باغ ہے ---------------------

۲۱۔ حضرت علیؑ بھی شعر کہتے تھے ان کا دیوان چھپ چکا ہے ---------------------

۲۲۔ ہمارا ہر امام شعر کہتا تھا، موجودہ امامِ وقت بھی شعر کہتے ہیں ---------------------

۲۳۔ حضرت علیؑ نے جنگی اسیروں کو اذیت نہیں پہنچائی عورتوں کو اسیر نہیں کیا --

۲۴۔ علیؑ کے ظرف میں صداقت، عظمت، خلوص اور انکساری تھی ---------------------

۲۵۔ ظرف میں جو ہوتا ہے وہی چھلک کر باہر آتا ہے ---------------------

۲۶۔ شاعر فرزدق کی قید، دعائے امام سے رہائی، امام کی مالی امداد ---------------------

۲۷۔ ہمارے جد کا مرثیہ پڑھا ہے، یہ نذرانہ ہماری طرف سے (پانچویں امام)

۲۸۔ آلِ محمدؐ راہ خدا میں دے کر واپس نہیں لیا کرتے ---------------------

۲۹۔ شاعر منبر پہ ہے اور امام فرشِ عزا پر ہیں ---------------------

۳۰۔ عربی میں مُنشِد کے معنی ہیں مرثیہ خواں ---------------------

Presented by Ziaraat.Com

۳۱۔اسلحہ حسینؑ کے جسم کی عظمت کو نہ خرید سکا ---------------
۳۲۔علوم محمدؐ و آلِ محمدؐ کی تبلیغ نظم و نثر دونوں سے ہوئی ---------------
۳۳۔اصحابِ حق میرے ساتھ گورنر ہوتے تو خلافت کیسی چلتی ---------------
۳۴۔سلمان فارسیؓ کو مدائن کی گورنری ملی، چوری چکاری ایک رات میں بند ---
۳۵۔انسان درندوں سے بدتر ہو جائے تو درندے گورنری کرتے ہیں ------
۳۶۔بادشاہِ وقت کے سوالات اور امامِ ہفتم کے جوابات ---------------
۳۷۔تو جسموں کا بادشاہ ہے میں روحوں پر حکومت کرتا ہوں ---------------
۳۸۔اولاد اور خاندان والے برابر نہیں ہوا کرتے ---------------
۳۹۔پورا اسلام حساب کتاب پر مشتمل ہے ---------------
۴۰۔امام موسیٰ کاظمؑ کے مصائب ---------------
۴۱۔امام نے اپنی ہتھیلیوں سے طبیب پر زہر خورانی ظاہر کر دی ---------------
۴۲۔بغداد کے پُل پر ساتویں امام کا جنازہ رکھ دیا گیا ---------------
۴۳۔حداد کے دروازے پر دستک ایک سیاہ پوش بی بی کی آمد ---------------

آٹھویں مجلس

اُمّی کے کیا معنی ہیں؟

سیرتِ امام علی رضا علیہ السلام، ذکرِ جنابِ اُمّ البنین سلام اللہ علیہا

......﴿صفحہ نمبر ۲۶۶ تا ۲۹۷﴾......

۱۔مسلمانوں کے بنائے اولی الامر کی سیرت ایک دوسرے سے نہیں ملتی -----
۲۔حسین و جمیل کنیز قید خانے میں، شعورِ سجدہ سیکھ گئی ---------------

Presented by Ziaraat.Com

۳۔ کہیں کنیز کی گواہی سے انکار، کہیں تسلیم، یہ کیا ہے ---------------

۴۔ یوسفؑ نے خود کو بچا لیا، زلیخا کو نہ بچا سکے ---------------

۵۔ امامت، دشمن کو اپنے رنگ میں رنگ لیتی ہے ---------------

۶۔ حضرتِ یوسفؑ واحد نبی دو دفعہ ترکِ اولیٰ سرزد ہوا ---------------

۷۔ خدا پر اعتماد اور ہے، دنیاوی بندوں کی سفارش اور ہے ---------------

۸۔ نبوت اور امامت کا فرق، قید سے آزادی، قید میں شہادت ---------------

۹۔ لفظِ اُمّی میں صرف اُم کے پچیس معانی درج ہیں ---------------

۱۰۔ یہ علماء کمیٹیاں نہیں یہ جہلاء کمیٹیاں ہیں ---------------

۱۱۔ شفاعت کا اُمّ اُٹھانے والے کو اُمی کہتے ہیں ---------------

۱۲۔ علَم بھٹکے ہوؤں کی رہنمائی کرتا ہے ---------------

۱۳۔ سندھ کے دیہاتوں میں بڑے بڑے علَم، فلسفہ کیا ہے ---------------

۱۴۔ علیؑ کو ہاتھ پر بلند کر کے علیؑ کو علَم بنایا تھا ---------------

۱۵۔ سندھ میں لگے ہوئے علَم دُور سے آبادی کا پتہ دیتے ہیں ---------------

۱۶۔ مرج البحرین یلتقیٰن کی مکمل تفسیر و تشریح ---------------

۱۷۔ پاکیزہ شجرے ماں کی طرف سے بھی اور عظیم باپ کی طرف سے بھی ----

۱۸۔ امام رضاؑ کی والدہ ماجدہ کا لقب بھی اُمّ البنینؑ تھا ---------------

۱۹۔ ایران میں مامون رشید کی پریشانی، امام کی طلبی ---------------

۲۰۔ امام کی نیشاپور میں آمد، لاکھوں کا مجمع، جمالِ رسالت ---------------

۲۱۔ لا الٰہ الا اللہ ایک قلعہ مگر اس کی شرائط ہیں ایک میں ہوں (امام رضاؑ) ----

۲۲۔ آٹھویں فرزند نے بغیر مانگے چوبیس ہزار قلم منگوا لئے ---------------

Presented by Ziaraat.Com

۲۳۔حدیثیں تین طریقوں سے آئیں تینوں طریقے ناقص -------------
۲۴۔ازواج گھر میں، صحابہ باہر، غلاموں کے متعلق بتانے کی ضرورت نہیں --
۲۵۔تاریخِ آلِ محمدؐ کا پہلا معصوم جس نے شاہی لباس پہنا -------------
۲۶۔ہمارے جد کا جگر چبانے والے کی اولاد تجھ سے کیا اُمید ہو سکتی ہے -----
۲۷۔اگر رسولؐ شاہی لباس پہن سکتا ہے تو پوتا بھی ----------------
۲۸۔ولی عہدی لینے کا مقصد بھرے مجمع میں فضائلِ آلِ محمدؐ بیان کرنا -------
۲۹۔امامِ رضاؑ کے دربار میں مناظرے، علومِ آلِ محمدؐ کی ضیا پاشیاں ---------
۳۰۔جتنے خُرمے جد نے خواب میں دیئے اتنے ہی نہ کم نہ زیادہ ----------
۳۱۔دربارِ خلافت میں امامِ رضاؑ نے عزاداری کا تعارف کرایا -----------
۳۲۔محرم کا چاند، سر سے پیر تک سیاہ لباس میں ملبوس امام --------------
۳۳۔دعبلؒ کے پاس عبا کا ایک ٹکڑا بچا، بہن کی بینائی واپس آگئی ----------
۳۴۔غازی عباسؑ اور شہزادہ علی اکبرؑ دونوں معصوم ہیں ---------------
۳۵۔عقیلؑ کسی بہادر قبیلے کی بیٹی کا انتخاب کرو ---------------------
۳۶۔عقیل! کربلا کے لئے ایک بیٹے کا انتخاب کرنا ہے ---------------
۳۷۔اچھا تم عباسؑ کو تیار کرو میں مسلمؑ کو تیار کرتا ہوں ---------------
۳۸۔رسولؐ کا داماد میرا داماد بنے گا، مجھے منظور ہے -----------------
۳۹۔کل رات خواب میں ایک بی بی آئی تھیں، انہوں نے مجھے دلہن بنایا -----
۴۰۔آلِ محمدؐ کے گھرانے کی تہذیب عجب ہے، مائیں الگ مگر بھائی -------
۴۱۔عماری سے دلہن اُتری، اہلِ بیتؑ کی چوکھٹ کو سجدہ کیا -------------
۴۲۔ہاتھ جوڑ کر کہا ماں بن کر نہیں، کنیز بن کر آئی ہوں --------------

Presented by Ziaraat.Com

۴۳۔ میرے والی! میرے دونوں بچے کہاں ہیں جو تمہارے ----------
۴۴۔ رقیہ بی بی کی فریاد لاشِ مسلمؑ تڑپ گئی ----------------------
۴۵۔ عباسؑ، حسینؑ سے پچیس برس چھوٹے ہیں ----------------------
۴۶۔ عرب کے شجاع عامرؔ کا نام اپنی تلوار پر کندہ کراتے تھے ----------
۴۷۔ عباسؑ کے نانا کا نام عامر تھا -------------------------------
۴۸۔ عباسؑ کو شجاعت وو فاماں کی طرف سے بھی ملی ہے ------------
۴۹۔ یہ تمہارا بڑا بھائی نہیں ہے آقا ہے ---------------------------
۵۰۔ اُمّ البنینؑ کیا بتاؤں کربلا کی تاریخ ترتیب پا رہی ہے -----------
۵۱۔ عباسؑ کے بچپن کا شوق، مدینے کے گھروں میں پانی پہنچانا ----------
۵۲۔ عباسؑ یہ حسینؑ نہیں جا رہا، فاطمہؑ کی جان جا رہی ہے -----------
۵۳۔ عباسؑ فاطمہؑ کی کمائی سے ہوشیار رہنا -----------------------
۵۴۔ مصائب جنابِ اُمّ البنینؑ ----------------------------

نویں مجلس

حدیثِ کساء

سیرتِ امام محمد تقی علیہ السلام و امام علی نقی علیہ السلام ذکرِ جنابِ زینب سلام اللہ علیہا

......(صفحہ نمبر ۲۹۸ تا ۳۲۵)......

۱۔ اپنے گھر میں رائج کیے بغیر کوئی نظریہ کامیاب نہیں ہوتا ----------
۲۔ حدیثِ کساء ایک تحفہ ہے اس کی برکتیں ہیں ------------------
۳۔ عورت کے تین روپ ہیں، بیٹی، بیوی اور ماں ------------------

Presented by Ziaraat.Com

۴۔ بہترین بیٹی، بہترین بیوی اور بہترین ماں بننے کے لئے حدیث کساء مدنظر رہے

۵۔ مباہلے میں رسول اللہ ازواج میں سے کسی کو نہیں لے گئے ----------

۶۔ زہراؑ دنیا کی مکمل ترین اور بلند ترین خاتون ہیں --------------

۷۔ کوثر زہراؑ کا نام ہے، حسنؑ اور حسینؑ تفسیر ہیں ---------------

۸۔ بیٹی رحمت ہوتی ہے، بیٹا نعمت ہوتا ہے -----------------

۹۔ جب ہم دو دریاؤں کو ملاتے ہیں تو لولو اور مرجان جیسے موتی نکلتے ہیں

۱۰۔ آل رسولؐ ہیں ہم پر اللہ کا سلام ہے -------------------

۱۱۔ نویں امام کے کمسنی میں معجزات، مامون کی حیرانیاں ----------

۱۲۔ زمین اور آسمان دونوں کا علم ہمارے پاس ہے ----------------

۱۳۔ غیر معصوم، معصوم کا عقد نہیں پڑھا سکتا -----------------

۱۴۔ اب بتایئے رسولؐ اللہ کا عقد کس نے پڑھا تھا ---------------

۱۵۔ یحییٰ بن اکثم سوال کے جزئیات سن کر حیران رہ گیا -------------

۱۶۔ امام کا مفصل جواب، یحییٰ کا کہنا گھر والے گھر کی باتیں بہتر جانتے ہیں --

۱۷۔ امام کا سوال، یحییٰ بن اکثم بغلیں جھانکنے لگا ---------------

۱۸۔ گیارہ برس کی عمر میں ایک رات میں تین ہزار سوالوں کے جواب ------

۱۹۔ سوا دو مہینے ٹیلی ویژن پر صرف مجلس کے پروگرام دیکھا کریں -------

۲۰۔ امام ہمارے گھروں میں مہمان رہتے ہیں ---------------------

۲۱۔ سوا دو مہینے مجلس و ماتم کا فائدہ کیا ہے ------------------

۲۲۔ زکوٰۃ کے مسئلے میں جس کو پیسہ بچانا تھا وہ شیعہ بن گیا -----------

۲۳۔ جرائم کی خبروں میں شیعہ نام کتنے ہوتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے ------

Presented by Ziaraat.Com

۲۴۔فدک کے بعد یہ ضد ہوگئی کہ بیٹی کو میراث نہیں ملے گی ------------

۲۵۔ہم کسی کے شجرے میں شامل نہیں ہونا چاہتے مگر دنیا ------------

۲۶۔دسویں امام کا سفر سامرا کی طرف، راستے میں بارش، برف باری ------

۲۷۔درندوں پر سیّدوں کا خون حرام ہے، شیروں نے امام کا احترام کیا -----

۲۸۔جب بھی کسی معصوم نے مدینہ چھوڑا، ایک نہ ایک بہن ضروری چلی -----

۲۹۔اگر دوسرا حسینؑ ہوتا تو ساتھ ایک بہن زینبؑ ہوتی ------------

۳۰۔ حدیثِ کساء میں ہر رشتہ موجود ہے، بہن کی غیر موجودگی زینبؑ نے پوری کی

۳۱۔ کربلا میں اسیروں کے قافلہ کی قیادت زینبؑ کے پاس تھی---------

۳۲۔اگر میں نے اسلام بچایا ہے تو زینبؑ کا حصہ برابر کا ہے ----------

۳۳۔سب سے زیادہ اذیتیں میری پھوپھی زینبؑ نے اُٹھائیں ---------

۳۴۔بہن آرام کر رہی ہے، چہرے پہ دھوپ، دوش سے عبا اُتاری -------

۳۵۔بھیا بہن تمہاری لاش پر سایہ تو کرتی مگر ظالموں نے چادر لوٹ لی------

۳۶۔مصائب جنابِ زینبؑ--------------------------

دسویں مجلس

فلسفۂ امامت

سیرتِ امام حسن عسکری علیہ السلام و سیرتِ ولیٔ عصر علیہ السلام، ذکرِ جنابِ زینب سلام اللہ علیہا

......《صفحہ نمبر ۳۲۶ تا ۳۷۹》......

۱۔امامت اصولِ دین کا اہم رکن ہے ----------------------

Presented by Ziaraat.Com

۲۔ علیؑ کو امامت وحی کے ذریعے ملی تھی ----------------------
۳۔ اسلام کی اساس ولایت و امامت پر ہے ----------------------
۴۔ عقیدۂ امامت اور خانۂ کعبہ کا طواف ----------------------
۵۔ جو شخص مرجائے اور اپنے امام کو نہ جانے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے ---
۶۔ قیامت میں ہر ایک قوم کو اس کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا --------
۷۔ جمل اور صفین میں حضرت علیؑ کا طرزِ عمل ----------------------
۸۔ عقیدۂ امامت دین پر یقین میں اضافہ کرتا ہے ----------------------
۹۔ بغیرِ ولایت و امامت عبادت گمراہی ہے ----------------------
۱۰۔ دینِ ولایت و امامت پر کامل ہوا ----------------------
۱۱۔ دین کی حفاظت ولایت و امامت سے کی گئی ----------------------
۱۲۔ رسولؐ اللہ کا سینۂ علم سے کشادہ کیا گیا ----------------------
۱۳۔ کلامِ میر انیسؔ میں حضرت عباسؑ کے سینۂ کشادہ کی تعریف --------
۱۴۔ رسولؐ اللہ کی کشادہ دِلی ----------------------
۱۵۔ امامت کے لئے عدالت واجب ہے ----------------------
۱۶۔ امام شجاع و بہادر ہوتا ہے ----------------------
۱۷۔ امام صاحبِ فضیلت ہوتا ہے ----------------------
۱۸۔ امام صبر و یقین کی منزل پر کامل ہوتا ہے ----------------------
۱۹۔ امام صاحب ہیبت و جلال ہوتا ہے ----------------------
۲۰۔ امام حسن عسکریؑ کی شانِ ہیبت و جلالت ----------------------
۲۱۔ خاموشی کسی بڑی جنگ کا پیش خیمہ ہوتی ہے ----------------------

Presented by Ziaraat.Com

۲۲۔امام زادہ کبھی کاذب نہیں ہوسکتا--------------------

۲۳۔محمد حنفیہ نے بھی بعد کربلا دعوائے امامت کر کے اصل امام پہچوایا------

۲۴۔سیّد جعفر بڑے متقی اور پرہیزگار تھے،نقوی سادات ان ہی کی اولاد ہیں

۲۵۔نہ دارالحکومت رہا نہ چھاؤنی رہی،حسن عسکریؑ کا قلعہ موجود ہے --------

۲۶۔بنی اُمیہ میں کسی کی بھی قبر کا نشان نہیں ملتا--------------------

۲۷۔ فرعون نیل میں غرق ہوا میت ایوانِ مصر میں رکھی ہے ----------

۲۸۔ہارون کی قبر پائینتی دیکھ کر سب یاد آئیں گے کہ کہاں ہے قبر --------

۲۹۔مولا علیؑ کی قبر ہارون رشید کے دور میں دریافت ہوئی ------------

۳۰۔امام رضاؑ کے حضور عجیب وغریب نذرانے،مٹی کے تیل کا لیمپ -------

۳۱۔ملکِ عظیم کیا ہے دماغوں،ذہنوں اور دلوں پر حکومت کا نام ہے -------

۳۲۔نبی کی ہڈی کی خاصیت،زیرِ آسمان دعا،بارش ہوجائے -----------

۳۳۔نماز پڑھ کر دعا نہ کرتے تو لوگ ربوبیت کے قائل ہوجاتے ---------

۳۴۔ختمی مرتبتؐ کی وفات نہیں شہادت ہے،زہر دیا گیا تھا------------

۳۵۔عربوں کے پاس گھوڑوں کے بھی شجرے محفوظ تھے------------

۳۶۔ذوالجناح کا شجرہ پانچ ہزار سال پرانا ہے -------------

۳۷۔ذوالفقار نہ غیر معصوم سے اُٹھ سکتی ہے نہ چل سکتی ہے -----------

۳۸۔اہلِ بیتؑ کے گھر کی معرفت جانور بھی رکھتے ہیں----------------

۳۹۔قرآن کے معانی ومطالب صرف آلِ محمدؐ ہی بتاسکتے ہیں -----------

۴۰۔میں روم کے بادشاہ کی پوتی ہوں میرا نام ملیکہ ہے -------------

۴۱۔میرے جد عباسؑ نے کربلا میں ایک قسم کھائی تھی (امام نے فرمایا) -----

Presented by Ziaraat.Com

۴۲۔ جب فاطمہؑ کا لعل آئے گا تو میں مریمؑ کے لعل کو بھیجوں گا ------------
۴۳۔ بیٹی والے کی گواہی بیٹی والا ہی دے گا ------------------
۴۴۔ میرا بیٹا غیبت میں رہ کر قوم کی مدد کرے گا ------------------
۴۵۔ جو دنیا کے بارے میں سوچتا ہے وہ امام تک پہنچ نہیں سکتا ----------
۴۶۔ وادیٔ خضرا گرین لینڈ (green land) کے حالات ----------
۴۷۔ حضرت فاطمہ صغراؑ کو امام حسینؑ اپنے ساتھ نہیں لے گئے ----------
۴۸۔ حضرت فاطمہ صغراؑ سے حضرت علی اکبرؑ کا وعدہ ---------------
۴۹۔ حضرت فاطمہ صغراؑ سے حضرت علی اصغرؑ کی رخصت --------------
۵۰۔ عاشور کے روز حضرت علی اکبرؑ نے بہن کو یاد کیا --------------
۵۱۔ قاصدِ صغراؑ کوئی فرشتہ تھا -------------------------
۵۲۔ حضرت فاطمہ صغراؑ کا دردانگیز خط ------------------------
۵۳۔ امام حسینؑ کی حضرت عباسؑ اور حضرت علی اکبرؑ کی لاشوں سے گفتگو ---
۵۴۔ اہلِ حرم کی مدینے واپسی --------------------------
۵۵۔ حضرت فاطمہ صغراؑ کی وفات ---------------------
۵۶۔ قبرِ صغراؑ پر اہلِ حرم کے بین -------------------------

Presented by Ziaraat.Com

فیاض زیدی:

پیش لفظ

''سیرتِ معصومینؑ'' کے عنوان سے یہ عشرۂ محرم ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۹۸۳ء امام بارگاہ شہدائے کربلا انچولی، کراچی میں پڑھا گیا تھا۔ علامہ صاحب کے دیگر عشرہ ہائے مجالس کی طرح اپنے دامن میں وہ سب کچھ لئے ہوئے ہے جو تحقیق و تصدیق پر مبنی ہوتا ہے۔ اگر ایک معصوم کی زندگی کو ہی عنوان بنایا جاتا تو دس مجالس ناکافی تھیں چہ جائیکہ ''چہاردہ معصومینؑ'' کو عنوان قرار دیتا، مگر علامہ صاحب کو کٹھن اور دشوار گزار علمی اور ادبی راہوں کا راہی ہوئے نصف صدی سے زیادہ گزر چکی ہے اور اب جبکہ مجھے اُن کی کفش برداری کرتے یہ تیرھواں برس ہے تو میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ علامہ صاحب نے کبھی مجلس برائے مجلس نہیں پڑھی اور دوسری بات یہ ہے کہ روائتی موضوعات سے ہمیشہ پرہیز کیا۔ آپ نت نئے انداز سے جہاں نئے نئے اور حیران کن موضوعات کو اپنی مجالس کا عنوان بناتے ہیں وہیں اہلِ بیتؑ اطہار کی مقدس حیات کے وہ گوشے بے نقاب کرتے ہیں جنھیں آج کا ذاکر نہ پڑھنا چاہتا ہے نہ سیکھنا چاہتا ہے۔ اب یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ساڑھے تین سو سے زیادہ کتب کی اشاعت کے بعد ہر زبان کا ذاکر اپنے اپنے انداز میں فکرِ ضمیر ہی کو اپنی مجالس میں بیان کر رہا ہے۔ حسد اور دشمنی اپنی جگہ مگر حق دیر سے سہی اپنے آپ کو منوا لیتا ہے۔ ''تاریخ، قرآن، حدیث اور زمینی حقائق کے ساتھ ساتھ علامہ صاحب اِرد گرد کے ماحول

Presented by Ziaraat.Com

اور میڈیا Media یعنی ذرائع ابلاغ کو بھی کما حقہ، ذہن میں رکھ کر اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔

زیرِ مطالعہ و نظر عشرۂ مجالس میں علامہ موصوف نے بڑی محنت اور لگن سے چودہ معصوموں کی زندگی کا ایک مختصر ترین خلاصہ پیش کیا ہے اور سامعین یقیناً سُن کر محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکے ہوں گے اور قارئین بھی جب مطالعہ کریں گے تو داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ ناچیز نے شاید پہلے بھی عرض کیا تھا کہ علامہ صاحب کا ایک نکتہ اپنی جگہ ایک عنوان سے کم نہیں ہوتا اور صحبت علم و ادب و سخن سے مسلسل فیض یاب ہونے کے بعد یہ میرے لیئے بڑا مشکل ہوجاتا ہے کہ علامہ موصوف کی کتاب پر کھل کر اظہارِ رائے کروں کیونکہ خدشہ ہے کہ عشرے کی ضخامت کے برابر ایک کتاب اور معرضِ وجود میں آجائے گی۔ ایک شاگرد اپنے اُستاد کا شکریہ کبھی ادا نہیں کرسکتا۔ ایام زندگی میں جس طرح اِس عظیم ہستی نے مجھے علومِ محمدؐ و آلِ محمدؐ سے نوازا، سیراب کیا اور سرسبز و شاداب کیا اُس کے جواب میں صرف اور صرف دستِ دعا بلند کرسکتا ہوں جہاں تک میں سمجھا ہوں علامہ صاحب سے تنگیٔ داماں و تنگیٔ وقت کے باوجود ہر معصوم کی زندگی سے متعلق نئی باتیں نذرِ سامعین و قارئین کی ہیں جس سے مزید علم کے گوشے تلاش کیئے جاسکتے ہیں لیکن مطالعۂ کتب کی عادت بھی تو ہو۔ جب آپ مطالعہ کریں گے تو یہ دیکھیں گے کہ ایک مجلس شروع کرنے کے بعد مکمل پڑھے بغیر کتاب بند کرنے کو جی نہیں چاہتا اور اگر ذہن کے دریچے کھلے ہوں تو علومِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر ذہن میں موجزن ہونے لگتا ہے اُسے بڑھانا، پھیلانا اور خود نئے گوشوں تک رسائی حاصل کرنا یہ قاری کا کام ہے۔ آخر میں گذارش ہے کہ یہ عشرۂ مجالس نہ صرف خود

Presented by Ziaraat.Com

مطالعہ کریں بلکہ اہلِ خانہ بالخصوص بچوں کو بھی مطالعے کی طرف مائل کریں۔ یہ علّامہ صاحب کی لکھی ہوئی اور تقریر سے تحریر میں ڈھالی ہوئی کتابیں نعمتِ غیر مترقبہ اور موجودہ عہد کے ساتھ ساتھ آنے والی نسل کے لئے ایک گراں قدر علمی اثاثہ بھی ہیں۔ اِس اثاثے کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

پہلی مجلس

شوکت وشانِ پیمبریؐ

سیرتِ شہزادی فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے، درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے

عشرۂ ثانی کی پہلی تقریر ''سیرتِ معصومینؑ'' کے موضوع پر آپ حضرات امام بارگاہِ شہدائے کربلا میں سماعت فرمارہے ہیں۔

علم بڑھتا رہے گا، کوشش کریں کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کریں، یہ چھوٹی موٹی سیاست ہے یہ تو لگا رہے گا، یہ سب تو لگا رہے گا۔ بڑے بڑے ذاکر آئے، عام لوگوں نے تو کچھ نہیں دیکھا۔ جو ہم سے چھوٹے جوان اور بچے ہیں آپ لوگوں نے کچھ نہیں دیکھا۔ کسی ذاکر کو نہیں سنا، میں نے سنا میں نے بچپن سے سنا۔ بزرگوں کی بات نہیں کر رہا ہوں میں جوانوں سے بات کر رہا ہوں۔ میں نے دیکھا، میں نے سیاستیں بھی دیکھیں، میں نے بڑے بڑے ذاکروں اور خطیبوں کو دیکھا اور سنا، ہندوستان میں آپ نے ہم سے زیادہ نہیں دیکھا ہوگا لیکن اُن سیاستوں میں ہندوستان کے جوانوں نے حصہ نہیں لیا۔ آپ کا کام صرف یہ ہے کہ آپ مجلس پڑھیں، بس ختم ہوگئی بات۔ اس سے زیادہ نہیں اور یہ سیاست جو ہے چھوٹی موٹی سیاست اس میں ذہن تیز بھی نہیں ہوتا، کچھ ملتا ہی نہیں اس لئے

Presented by Ziaraat.Com

اسے بھول جائیں اور یہ دیکھیں کیا مل رہا ہے اور آج کے لئے آسانی سے میں اس چیز کا آغاز کر رہا ہوں۔ اب جس کا دل چاہے اس چیز کو شروع کر دے جس جوان کو میری تقریر کی کسی بھی چیز پر اعتراض ہو یا کوئی چیز اُس سے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہے، تو وہ اُٹھ کر سوال کر سکتا ہے۔ میں جواب دے دوں گا اور آپ بہت سلیقے سے کام کرنا چاہتے ہیں تو آپ پرچہ لکھ کر مجھے بجھوا دیں جو سوال آپ کو چاہئے وہ آپ سوال بھیج دیں میں منبر سے اُسی وقت جواب دے دوں گا، جتنے چاہیں سوال کریں۔ میرے عنوان کے بیان کا تسلسل نہیں ٹوٹے گا میں آپ کے جواب دیتا رہوں گا۔ نعرۂ صلوٰۃ

ہدایت کی منزل جہاں ہر نبی، ہر رُسول، ہر امام آئے گا اور سلسلۂ ہدایت پر مجھے تقریر کرنی ہے۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ جب ہادی آئے گا تو کس کے لئے آئے گا۔ ظاہر ہے کہ انسانوں کے لئے آئے گا، جب انسانوں کے لئے ہادی آئے گا تو ہادی پہلے ہوگا یا انسان پہلے ہوگا۔ ہادی پہلے ہے یا انسان پہلے ہے پہلا انسان کون، پہلے انسان آدمؑ تو ہادی موجود ہے کہ نہیں، یہ دیکھنا ہے اور ظاہر ہے کہ ہر چیز اللہ نے اس طرح حل کی کہ پیاس بعد میں آئی، پانی پہلے مسئلہ حل ہو گیا۔ سانس لینے کی ضرورت آپ کو ہے ہوا پہلے بنا دی اور یہ احتیاط کہ جب انسان آئے گا، ہادی پہلے سے موجود ہوگا۔ اِسی لئے تو حضورؐ اکرم نے کہا تھا کہ ابھی آدمؑ مٹی پانی کے درمیان تھے کہ میں نبی تھا۔ ہادی پہلے سے موجود ہے۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ وہ آخر میں آئے، سب سے آخر میں اس لئے آئے گا کہ اہم ترین چیز آخر میں آتی ہے، جس کی عظمت ہوتی ہے وہ آخر میں آیا کرتا ہے اور آپ یہ نہ سمجھیں کہ آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک سب سازگار ماحول بنا کر گئے تھے تب ختمی مرتبت آئے تھے، نہیں مصیبتیں اور بڑھ

Presented by Ziaraat.Com

چکی تھیں جب ختمی مرتبتؐ آئے تھے۔ یعنی عیسیٰؑ کے دور سے اب تک پانچ سو سال کا دور گزر چکا ہے اور اب جہالت ہے، جہالت اور ہے، جاہلیت اور ہے۔ عرب میں جاہلیت کا دور ہے یعنی وہ صدی یونان کے فلسفے کی صدی، علم سے ہی ختم ہوتی تھی اور اب جہالت جو ہے وہ بڑھتی جارہی ہے اور عرب میں جہالت بڑھتی جارہی ہے، اس ماحول میں ختمی مرتبتؐ کو جاہلوں میں بھیجا گیا، اُس علاقے کا انتخاب کیا گیا ہے کہ جو سب سے زیادہ خشک ترین علاقہ تھا، تبلیغ بڑھے ختمی مرتبتؐ کی اور تبلیغ کے لئے اور ھدایت کے لئے مشکلیں پیدا ہوگئیں، بلکہ مشکلوں پر مشکلیں۔ بعض دانشوروں نے لکھا، کہ وہ علاقے جو بلندی پر ہوتے ہیں، وہاں سختی ہوتی ہے اور وہاں کے بسنے والوں پر جو آب وہوا کا اثر پڑتا ہے اُن کی بات چیت میں بھی سختی ہوتی ہے، اُن کے مزاج میں بھی سختی ہوتی ہے اور جیسے جیسے نشیب میں آپ جائیں گے، جہاں ترائی آتی جائے گی، وہاں زبان میں مٹھاس اور شیرینی آتی جائے گی اور اب وہ علاقے دیکھتے جائیں کہ جو ترائی میں ہیں وہ تہذیب کے مرکز ہیں۔ اسی طرح یورپ کے بارے میں لکھا گیا، فرانس جو ہے وہ ترائی میں ہے، نیچا ہے اس لئے وہاں کی تہذیب اور یورپ کی تہذیب ملتی جلتی ہے، یعنی کیا مطلب، ایک مثال دے دوں کہ ایک مورّخ نے لکھا کہ فرانس اور یورپ کی تہذیب کا جو اہم ترین جملہ ہے وہ یہ ہے کہ پہلے آپ، پہلے آپ فرانس میں بھی یہی ہوتا ہے اور آپ کی دنیا کی تہذیب میں بھی، پہلے آپ پہلے آپ۔ تو یہ تہذیب ہے کہ صاحب پہلے آپ پہلے آپ کا...... ہے تو یہ صرف وہاں کی تہذیب نہیں ہے، بلکہ انگریزوں کے بارے میں، وہاں کی تہذیب ختم کردو، پہلے آپ پہلے آپ آیئے، وہاں تو ٹرین چھوٹ جاتی ہے پہلے آپ پہلے آپ میں، اور کراچی میں پہلے ہم پہلے ہم میں ٹرین چھوٹ جاتی

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ انجام دونوں کا ایک ہے، تو تہذیب کے ساتھ ٹرین کیوں نہ چھوڑ دی جائے۔ بدتمیزی سے کیوں چھوٹے ،تو جہاں ترائی ہوگی وہاں تہذیب اچھی ہوگی ،زبان میٹھی ہوگی، عرب کے دو علاقے اس طرح تقسیم ہیں کہ ایک علاقہ ریگستان ہے، اور ایک علاقہ پہاڑی ہے تو جغرافیہ کا اثر پڑے گا، پہاڑوں میں بسنے والے سخت دل ہیں، سنگ دل ہیں اور ریگستان میں رہنے والے ،مختلف جگہوں کے لوگوں کی طرح مستقل مزاج نہیں ہیں اور قافلے بھی بھٹکے رہتے ہیں انتشار کی راہ میں ۔ یہ تو مزاجی کیفیت ہے اور اس میں ختمی مرتبت کو بھیجا گیا۔ کتنا مشکل تھا ان کو مسلمان بنانا اور صاحب ایمان بنانا اور یہی نہیں بلکہ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے ہیں، عورت کی اہمیت بھی اُنہیں بتانی ہے تو اب ختمی مرتبت تبلیغ کریں گے اور ایک ایک چیز پر نظر رہے گی، دیکھیں گے کہ مزاج کیا ہے عرب کا،عرب نے دیکھا کہ رسولؐ اللہ قولو لا الٰہ کہہ رہے ہیں،تو عرب والوں نے کچھ الزام لگائے کہ یہ شاعر ہیں، مجنون ہیں، ساحر ہیں تو کیا سوچ سمجھ کر یہ الزام لگائے یا بے خیالی میں کہہ دیا۔قرآن نے کہا ہمارے نبیؐ کو یہ تین نام دیئے عرب والوں نے ، جادوگر ہے، یہ دیوانہ ہے، یہ شاعر ہے۔سوال یہ ہے کہ سوچ سمجھ کر کہا یا بے خیالی میں کہا؟۔سوچ سمجھ کر کہا کیوں کہا شاعر!اس لئے کہا کہ شاعر سے ہمیشہ بزرگ لوگ گھبراتے ہیں اُس نے کہا شاعر آ رہا ہے، انہوں نے کہا نکل لو،ایک پیالی چائے پلائی اور تو شاعر سے بوڑھے لوگ گھبراتے ہیں اور جو دیوانہ ہوتا ہے تو دیوانوں کو مجنون کو بڑے بزرگ نہیں چھیڑا کرتے تھے لیکن اگر کسی روڈ پر کسی گھر کے سامنے دیوانہ آ گیا تو بچے جو ہیں وہ اُس کے پیچھے دوڑ کر پتھر مارتے ہیں اور جادوگر، جادوگر سے نہ آپ ڈرتے ہیں،نہ بچے ڈرتے ہیں،نہ جوان ڈرتے ہیں،نہ بزرگ ڈرتے ہیں،کون ڈرتا ہے؟ جادوگر

Presented by Ziaraat.Com

سے عورتیں ڈرتی ہیں۔ اب وہاں سے...... اُس گھر میں نہیں جائیں گی۔ قرآن میں، فاتحہ قرآن خوانی، اُن کے بھی اگر کوئی تیز سن لیا، اُس گھر میں بھی نہیں جائیں گی، جادو کا اثر ہے، تو جادو سے عورتیں ڈرتی ہیں، تو سوچ کر یہ تینوں نام دیئے کہ عرب کے بوڑھے اُس کو شاعر سمجھ کر تبلیغ کا اثر قبول نہیں کریں گے اور بچے جو ہیں وہ دیوانہ سمجھ کر اس کی تبلیغ کا اثر قبول نہیں کریں گے، یہ عورتیں اس کو جادوگر سمجھ کر اس سے دور بھاگیں گی تو یہ محاذ کھول دیئے عرب والوں نے۔ اب مشکل اور بڑھ گئی لیکن ختمی مرتبت آخری نبی، فخر ہیں انبیا کا، فخرِ آدمؑ ہیں، فخرِ نوحؑ ہیں، فخر ابراہیمؑ ہیں، فخرِ موسیٰؑ ہیں، فخرِ عیسیٰؑ ہیں ہر منزل پر ہر محاذ پر اکیلا لڑتا ہوا جائے گا، چند ساتھیوں کو لے گا اور اکیلا چلے گا ایک چھوٹا سا قافلہ بنا کر، اچھا تم نے محاذ کھولے ہیں، تین بوڑھوں کو لائے ہو تم مقابلے پر تو اب دیکھو میں ایک بوڑھا سامنے لاتا ہوں، اُس کا نام ہے ابو طالبؑ۔ نعرۂ حیدری!

تم نے بچوں کا محاذ کھولا ہے، میں ایک نو سال کا بچہ لایا ہوں علیؑ، تم نے عورتوں کا محاذ کھولا ہے، میں ایک بیوی لایا ہوں خدیجہؑ اور محاذ پر تین آدمی لے کر ختمی مرتبت آئے، اب آپ شاعر کہو یا بنی ہاشم کی فصاحت و بلاغت، اس شاعر سے بہتر بھی کوئی شاعر ہو سکتا ہے اور یہ بچے کیا مجھے پتھر ماریں گے، ارے دیکھو یہ ابو طالبؑ کا بیٹا مکے کی گلی میں نظر آئے گا تو سارے بچے بھاگتے نظر آئیں گے اور ہوا یہی کہ ایک بار دیکھا علیؑ نے نکل کر کہ بچوں نے پتھر مارے ہیں، رسولؐ کو زخمی کیا ہے اور پیچھے دوڑے اور جتنے بچے پکڑ میں آ گئے، ابو طالبؑ کا بیٹا ہے، فاطمہؑ بنتِ اسد کا لال ہے، ماں نے نام حیدر رکھا ہے، ابھی بچپن ہے اور جو بچہ ہاتھ میں آ گیا پھر وہ صحیح سلامت گھر نہیں گیا، ٹوٹ پھوٹ کے گیا اور یہ ہی ہوا کہ روزانہ علیؑ نکلتے، اِدھر رسولؐ چلے لا الٰہ کہتے ہوئے اور اِدھر پیچھے پیچھے

Presented by Ziaraat.Com

علیؑ دُور سے چلے اور جہاں دیکھا کہ گلیوں میں سے بچے نکلے، علیؑ دوڑے، یہ عالم ہو گیا تھا کہ بچے مڑ مڑ کر دیکھتے رہتے تھے اور اگر دیکھا کہ آ رہے ہیں تو پکار کر کوئی بچہ کہتا تھا کہ بھاگو وہ لال آنکھوں والا آ رہا ہے، سرخ آنکھوں والا ابوطالبؑ کا بیٹا آ رہا ہے اور ایک دن یہ ہی ہوا کہ مکّے والے اپنے بچوں کو لئے ہوئے ابوطالبؑ کے پاس گئے اور کہا دیکھو بچے کا عالم کیا ہو گیا، کیا ہوا کسی کی آنکھ پھوٹ گئی، کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا، کسی کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ زخمی بچے سب کے باپ لئے ہوئے کھڑے۔ ابو طالبؑ نے پوچھا کہ کیا ہوا، یہ کس نے تمہاری آنکھ پھوڑی، کہا علیؑ نے، یہ ہاتھ کس نے توڑا، کہا علیؑ نے، یہ پیر کس نے توڑا کہا علیؑ نے۔ ارے آواز دی کہا علیؑ اِدھر آؤ، علیؑ آئے کہا علیؑ تم نے اس کی آنکھ زخمی کی، کہا ہاں بابا اس کا ہاتھ تم نے توڑا کہا ہاں بابا، اس کی ٹانگ تم نے توڑی کہا ہاں بابا۔ کیوں کیا ایسا، کہا بابا وہ میرا بھائی محمدؐ۔ نعرۂ حیدری! مکّے کی گلیوں میں جب پیغامِ توحید دیتا ہے تو یہ بچے اُس پر پتھر برساتے ہیں، میں نے اپنے بھائی کی حفاظت میں اُنہیں مارا ہے، تو بے اختیار کہا، اچھا یہ بات ہے علیؑ۔ مکّے کے بڑے بڑے رؤسا کھڑے ہیں، اپنے بچوں کو لئے ہوئے، اس طاہر کو تو یہ کہنا چاہئے تھا کہ ہم تمہارے سامنے بچے کو آج ڈانٹ دیں گے کچھ نہیں کرے گا تو کلِ ایمان کے باپ نے یہ کہا، ایک صاحب ایمان نے یہ کہا کہ علیؑ اگر یہ بات ہے تو آج سے تم دن بھر حفاظت کرنا محمدؐ کی اور حفاظت کرنے میں تمہاری جان بھی چلی جائے تو ابوطالبؑ کو کوئی پروا نہیں۔ نعرۂ حیدری!

وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ (سورۂ صافات، آیت ۳۶)

''اور یہ کافر یہ کہا کرتے تھے کہ کیا ہم ایک دیوانے شاعر کے لئے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟

Presented by Ziaraat.Com

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ (سورۂ ذاریات۔آیت ۵۲)

''اور اسی طرح جو لوگ اُن سے پہلے ہو گذرے ہیں اُن میں کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے انھوں نے ساحر یا مجنون نہ کہا ہو''

اتنی مشکلوں میں تبلیغ کرنی ہے اور دیکھنا ہے کہ تبلیغ کے بعد جو شان و شوکت ہے، وہ جب سامنے آئے گی اور عرب والے دیکھیں گے، یہ ہی تو کہا تھا کہ اگر میرا ساتھ دو تو تمہارے پرچم روم اور مصر اور یونان تک لہرا سکتے ہیں، یہ کہا علیؑ نے اور بعد میں ہسٹری نے لکھا کہ ان ہی قاتلوں اور مشرکوں نے شوکت و شان کو سمجھا کیا، اس نبی کی شوکت تھی، کیا شان تھی۔ میر انیسؔ نے کہا تھا نا

کیوں کر بیاں ہو شوکت و شانِ پیمبری
عاجز ہیں یاں فرزدق و حسّان و حمیری
طاقت یہ کس میں ہے جو لکھے زورِ حیدری
دوڑے کُمیتِ خامہ تو کھائے سکندری

یعنی قلم جب چلتا ہے تو سکندری کھا جاتا ہے، سکندری کے کیا معنی، میدانِ جنگ میں گھوڑا دوڑ رہا ہے اور اگلے گھٹنوں کے بل گر گیا میدان میں، اُسے کہتے ہیں سکندری کھانا، ایسے گھوڑوں کو پسند نہیں کرتے جو میدانِ جنگ میں سکندری کھا جائے، میر انیسؔ نے کہا کہ قلم سکندری کھا رہا ہے، چل نہیں رہا ہے:۔

قرآں میں جس کے وصف مکرّر خدا کرے
کس کی زباں سے پھر بشر اُن کی ثنا کرے

میر انیسؔ شوکت و شانِ پیمبری بتانا چاہ رہے ہیں کہ آلِ محمدؐ کی ثنا نہیں کی جا سکتی، کیسے لکھی جا سکتی ہے، اس لئے کہ شوکت و شان پیمبری صرف مکی مدنی

Presented by Ziaraat.Com

زندگی نہیں ہے، شوکت وشانِ پیمبری کل بھی تھی آج بھی ہے تو جب ہسٹری لکھنے والا ہسٹری لکھے گا تو اُسے یہ لکھنا پڑے گا کہ شوکت وشانِ پیمبری مکمل سامنے آئے، تو اب بدر میں علیؑ کی لڑائی، اُحد میں ذوالفقار کا آنا، خندق میں عمر بن عبدِود کا مارنا اور خیبر میں حارث، مرحب، عنتر کو قتل کرنا اور خیبر کا دَر اُکھاڑ لینا، حنین میں بارہ ہزار کے لشکر کو بھگا دینا، شوکت وشانِ پیمبری ہے، شانِ پیمبری خُلق حسنی ہے اور صلح حسنؑ ہے، صلح نامہ شرائط پر یہ ہے شوکت وشانِ پیمبری، صلح حدیبیہ سے ملا رہے ہیں، امام حسینؑ کا اقدام شوکت وشانِ پیمبری ہے بھرے گھر کو ساتھ لے کر چلنا مدینے سے اور کربلا میں آ کر قربانیاں دینا، یہ شوکت وشانِ پیمبری سیّد سجادؑ کا ہر نعمت پر سجدہ کرنا، دولڑنے والے لوگوں میں صلح کرا کے سجدہ کرنا، سیدِ سجادؑ کے سجدے، یہ ہے شوکت وشانِ پیمبری۔ امام محمد باقرؑ کا علوم پھیلانا، امام جعفرِ صادقؑ کا مدرسے بنانا، یہ ہے شوکت شانِ پیمبری، موسیٰؑ کاظم کا غصے کو ضبط کر کے قید خانے میں عبادتیں کرنا یہ ہے شوکت شانِ پیمبری، مامون کے دربار میں ذوالفقار شان سے لگائے ہوئے ولی عہدی کے موقعے پر آنا یہ ہے شوکت شانِ پیمبری، امام محمد تقیؑ کا نہ ڈرنا ہارون رشید سے اور راہ میں کھڑے رہنا یہ ہے شوکت شانِ پیمبری اور یہ امامِ علی نقیؑ کا شیروں کے پنجرے میں جانا اور شیروں کا قدموں پر جھکنا یہ ہے شوکت شانِ پیمبری، امام حسن عسکری کی پوری زندگی قید میں گزرے لیکن جب عیسائی کوئی آ کر پانی برسائے تو اب آ کر عیسائیت سے اسلام کو بچانا یہ ہے شوکت شانِ پیمبری، وادیٔ خضرا میں عبادتیں، وادی خضرا میں حکومت، وادی خضرا سے نکل کر ملکوں ملکوں میں جا کر اپنے چاہنے والوں کی خبر گیری کرنا، ولی عصرؑ کی شوکت وشانِ پیمبری، نعرۂ حیدری!

Presented by Ziaraat.Com

وہ شوکت وشانِ پیمبری، صرف وہ زندگی نہ دیکھیں کہ جو حق کی اور مظالم کی زندگی ہے، آپ کو پوری زندگی دیکھنا پڑے گی اس لئے اسلام کی جو زندگی ہے، اسلام کی زندگی کے تین دور ہیں، پہلا دور جب اسلام بنانا ہے ختمی مرتبت کو، دوسرا دَور جب اسلام پھیلانا ہے ختمی مرتبت کو اور تیسرا دور اب انتقال کے بعد ہے، اسے انتقال نہیں کہتے بلکہ زندگی کہتے ہیں اور وہ دور ہے ختمی مرتبتؐ کا کہ اب اسلام کو بچانا ہے۔ جانے کے بعد اسلام بچانا ہے، تیسرا دور بعد میں آئے گا، تو قدرت نے کہا دیکھو ہم انتظام کرتے ہیں، مددگار تمہیں دیتے ہیں، تمہیں اسلام بنانا ہے، جب تم اسلام بناؤ گے قوتِ بازو ابو طالبؑ ہوگا، اسلام پھیلاؤ گے تو قوتِ بازو علیؑ ہوگا اور جب اسلام بچاؤ گے تو قوتِ بازو حسینؑ ہوگا دادا ابو طالبؑ، حسینؑ کے باپ علیؑ، حسینؑ ابو طالبؑ کے پوتے۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

یہ ہے شوکت وشانِ پیمبری اور اب آخرِ تقریر میں دو چار جملے یہ بھی کہہ دوں کہ اگر سوانح حیات لکھی جائے ختمی مرتبتؐ کی، سیرت لکھی جائے، بڑی کتابیں لکھی گئیں اور سارے مسلمانوں کے فرقے مل کر لکھتے رہتے ہیں لیکن کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ جو سوانح حیات مکمل کریں گے اُسی میں نہ ولادت کی تاریخ ہے نہ وفات کی تاریخ ہے آپ کو دوسری مثال دے دیں، ڈاکٹر اقبال کی دس سالہ ولادت کی یادگار منائی جانے لگی تو حکومت کی طرف سے آڈر یہ تھا کہ صحیح ترین تاریخ تلاش کرو، اسکالر بٹھا دیئے گئے دانشور، علما تمام اسکالر بیٹھ گئے اور اُس کے بعد اُنہوں نے چھان بین شروع کی اور وہاں پہنچے جہاں اقبال پیدا ہوئے، اُس ہاسپٹل میں جہاں ولادت کا کارڈ بنا تھا، وہ کارڈ سیالکوٹ سے نکلوایا گیا۔ اُس میں ولادت کی تاریخ دیکھی گئی، اُس سے پتہ چلا نو نومبر ہے، طے کر دیا، نو نومبر کو اقبال پیدا ہوئے اور پوری دنیا میں اقبال کا جشن اُسی تاریخ

Presented by Ziaraat.Com

کو منایا جانے لگا۔ ارے بانی پاکستان کے لئے اتنی پروا اور بانی اسلام کے لئے کوئی خبر نہیں، کوئی دانشور نہیں، کوئی کمیٹی نہیں کہ بٹھا کے یہ کہا جائے کہ ہر فرقے میں سے ایک دانشور لے لیا گیا ہے، لیجئے یہ بہتر دانشور بیٹھے ہوئے ہیں، یہ فیصلہ کر دیں گے کس دن پیدا ہوئے اور کس دن وفات پائی۔

پرانے مؤرخین نے کچھ اور لکھا، نئے نے کچھ اور لکھا، کسی نے کہا بارہ ربیع الاوّل ہم نے کہا سترہ ربیع الاوّل! تاریخ نہ ولادت کی نہ وفات کی اور بعد میں مسلمانوں نے یہ طے کر لیا کہ پہلی ربیع الاوّل سے لے کر بارہ ربیع الاوّل تک کسی ایک دن تو وفات پا گئے اور اِسی درمیان میں کسی دن پیدا ہو گئے۔ یہ کیا بات ہوئی، ارے انسانوں کے لئے ایسا کہا جاتا ہے کہ پہلی سے بارہ تک پیدا بھی ہوئے اور ان ہی تاریخوں میں مر بھی گئے، یہ بارہ ہے کیا، یہ بارہ وفات ہے کیا کہ نام آپ نے بارہ وفات رکھا ہوا ہے اور اِسی میں ولادت بھی وفات بھی، یہ کیا ہے، تو صحیح تاریخ آپ کو نہیں ملی۔ اب تک کیوں نہیں ملی، مل جانی چاہئے تھی کہ دنیا کا اتنا بڑا انسان اور اُس کی صحیح ولادت اور وفات کی تاریخ نہ ہو، سیرت نامکمل ہے۔ یہ کیوں نہیں ملتی ولادت کی تاریخ، گھر کی بات گھر والا ہی بہتر جانتا ہے۔ گھر کی باتیں گھر والے بہتر جانتے ہیں۔ جس کی آنکھوں کے سامنے پیدا ہوا وہ صحیح تاریخ بتا سکتا تھا اور واحد ذات ابوطالبؑ کی ہے، اُن کی آغوش میں پرورش پائی ہے۔ نعرہ صلوٰۃ

رسولؐ اللہ کی ولادت کی تاریخ اگر لینا ہے تو ابو طالبؑ سے لے لو اور اب وفات کی تاریخ ظاہر ہے کہ جو موجود تھا اُس وقت اُس کا نام ہے علیؑ، جس کے زانو پر دم نکلا ہے وہ بتائے گا کہ کس دن اور کب انتقال ہوا ہے لیکن مسلمانوں نے ابو طالبؑ کے ایمان سے انکار کر کے اُن کی ولادت کی تاریخ کھو دی، علیؑ کا

Presented by Ziaraat.Com

حق چھین کر وفات کی تاریخ کھو دی۔نعرۂ حیدری۔

تاریخ ملے تو کیسے ملے، ابوطالبؑ کو تم نے کافر کہہ دیا، اب مسلمان اُس سے کیسے پوچھیں گے بتاؤ کس دن پیدا ہوا تھا، جس کو چوتھا بنا دیا اُس سے کیسے پوچھیں گے کہ بتاؤ کس دن اور کس تاریخ کو وفات ہوئی تھی رات کو وفات ہوئی یا دن کو کیا تم نہیں تھے، کیا تم لوگوں سے پوچھتے ہو، تم چوتھے سے کیوں پوچھ رہے ہو تو سوال اب یہ کہ کیسے پتہ چلے بتانے والا ابوطالبؑ ہے جب رسولؐ اللہ کی ولادت ہوئی حجرۂ آمنہؑ میں صرف فاطمہ بنتِ اسد تھیں اور جیسے ہی ولادت ہوئی تاریخوں میں لکھا ہے کہ فاطمہ بنتِ اسد تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی ابوطالبؑ کے پاس آئیں، چہرے پر مسرت کے آثار، چہرہ خوش تھا اور آتے ہی کہا میرے والی، میرے سرتاج اللہ نے آمنہؑ کو ایک چاند سا بیٹا عطا کیا ہے تو ابوطالبؑ نے کہا مبارک ہو تمہیں فاطمہؑ بنتِ اسد تمہاری پیشانی کی چمک دیکھ کر بتا رہا ہوں۔ آج سے پورے تیس سال کے بعد، اللہ تمہیں بھی ایک ایسا ہی بیٹا دے گا، اب یہ جملے ابوطالبؑ کی تاریخ میں محفوظ کر لو، میں تاریخ تلاش کروانا چاہ رہا ہوں اور اب دیکھو علیؑ جس دن پیدا ہوئے، متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ تیس عام الفیل تیرہ رجب کو پیدا ہوئے، کوئی اختلافانہ تاریخ نہیں ہے، بس لکھ لو اور کیلنڈر کے پیچھے کی جانب جاؤ، تیس عام الفیل تیرہ رجب کلینڈر کو پیچھے چلاؤ جہاں تیس سال پورے ہو جائیں اور جس تاریخ پر دن رُک جائے وہی رسولؐ کی ولادت کی صحیح تاریخ ہے۔نعرہ صلوٰۃ۔

علیؑ سے پوچھ لو، ہاں اب یہ مسئلہ رہ گیا کہ یہ بارہ وفات کیا چیز ہے۔ یہ ہے کیا چیز، یہ بارہ ربیع الاوّل کیا ہے، اس کا تعلق ختمی مرتبتؐ سے کتنا ہے تو جب آپ وفات کی تاریخ دیکھیں گے تو تاریخ میں اٹھائیس صفر ملے گی لیکن یہ اٹھائیس سفر

Presented by Ziaraat.Com

سے نکل کر وفات کی تاریخ ربیع الاوّل میں کیسے چلی گئی۔ ایک بات کہہ دوں کہ جس دن وفات ہوئی اُس دن عرب میں اعلان نہیں ہو سکا، دوسرے دن بھی نہیں ہوا، تیسرے دن بھی نہیں ہوا یہاں تک کہ بارہ دن گزر گئے، ربیع الاوّل کے گیارہ دن گزر گئے، بارہ تاریخ آنے والی تھی۔ بعدِ رسولؐ بات یہ تھی کہ جب یہ اعلان ہو گیا کہ مسلمانوں نے خلیفۂ وقت کا انتظام کر لیا ہے تو سُلیم بن قیس اپنی کتاب میں یہ لکھتے ہیں کہ جب یہ فیصلہ ہو گیا تو مسجد کو بند کر کے اندر سے سلمانؑ، ابوذرؑ و مقدادؑ و عمارؑ نے یہ کہا کہ اس منبر پر نہیں بیٹھنے دیں گے اور وہاں اطلاع بھی پہنچ گئی۔ اگلا جملہ سنو گے، مولا علیؑ نے سلمان و ابوذر اور عمار سے پوچھا میں کون ہوں، سب نے کہا آپ امامِ وقت ہیں، علیؑ نے کہا میری خاموشی دیکھو، جو میں کر رہا ہوں وہی کرو، اس کی اطلاع وہاں بھی ہو گئی کہ ایسا ہو گا اب منبر پر بیٹھیں تو کیسے بیٹھیں، اب منبر پر جائیں تو کیسے جائیں، اب لکھا گیا بیرونِ مدینہ خالد بن ولید کو کہ لشکر لے کر آ جاؤ تا کہ اعلانِ خلافت ہو سکے۔ لشکر آتے آتے گیارہ ربیع الاوّل ہو گئی، جب لشکر آ گیا تب مدینے کے بازاروں میں، مدینے میں، یہ اعلان ہوا کہ نبی مر چکا ہے، خلیفۂ وقت یہ ہے۔ وہ بارہ کی تاریخ تھی، یہ جشنِ عید میلاد النبیؐ نہیں، یہ جشنِ خلافت ہے۔ نعرۂ حیدری!

تو مسلمانوں کو بارہ کو وفات کی اطلاع ملی، تو اُس دن سب سمجھے کہ وفات ہوئی ہے اس لئے اب طریقہ ایک نہ بچا کہ زمانہ ترقی یافتہ ہو گیا، اب چیزوں کو چھوڑ دو، ان چیزوں کو چھوڑ دیجئے، جہاں علم ملے وہاں آگے بڑھ جایئے، جہاں علم نہ ملے وہاں سے ہٹ جایئے، تو جب سوانحِ حیات لکھی جائے گی تو یہ دیکھنا پڑے گا کہ ختمی مرتبتؐ کی صحیح ولادت کی کیا تاریخ ہے اور وفات کی صحیح تاریخ کیا ہے۔

ایک سوال یہ آیا تھا کہ رسول اللہؐ کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی؟۔

Presented by Ziaraat.Com

اس سلسلے میں صحابیٔ رسولؑ عبداللہ ابنِ مسعود کی ایک روایت اہلِ سنّت کی کئی کتابوں میں بیان ہوئی ہے "روضۃ الاحباب"، "مسند احمد بن حنبل"، "مناقبِ احمد بن حنبل"، "تاریخِ کامل جلد دوم"، "تاریخِ ابنِ خلدون جلد دوم"، "کتابِ خُمِ غدیر" آغا محمد زکی قزلباش مطبع اثنا عشری دہلی مطبوعہ ۱۹۱۹ء عبداللہ ابنِ مسعود بیان کرتے ہیں "مجھے رسولؑ اللہ نے اپنی وفات کے ایک مہینے پہلے سے خبر دی تھی، ایک روز میں رسولؑ اللہ کے طلب کرنے پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب رسولؑ اللہ کی نظر مجھ پر پڑی تو ازراہِ ترحم و شفقت آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ میں تم کو تقویٰ اور پرہیز گاری اور خوفِ خدا کی وصیت کرتا ہوں تم کو چاہیئے کہ تکبر نہ اختیار کرو، میں نے پوچھا آپ کی وفات کب واقع ہوگی؟ رسولؑ اللہ نے فرمایا قریب زمانہ ہے، میں نے پوچھا آپ کو غسل کون دے گا، آپ نے فرمایا میرے قریب ترین اہلِ بیتؑ، میں نے پوچھا آپ کا کفن کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا یہی جو پہنے ہوں، جامۂ مصری خواہ حُلّۂ یمن! میں نے پوچھا نماز آپ کے جنازے کی کون پڑھائے گا، حضرت آبدیدہ ہوے اور فرمایا کہ بعدِ غسل میری میّت قبر کے متصل رکھ دی جائے گی، پہلے میرا خدا نماز پڑھے گا، پھر ملائکہ، پھر میرے اہلِ بیتؑ، اُس کے بعد جس کا جی چاہے۔

رسولؑ کے جنازے پر خدا نماز پڑھے گا عبداللہ ابنِ مسعود کے اس جملے پر مسلمانوں کو حیرت نہیں ہونا چاہیئے اس لئے کہ قرآن میں آیت ہے اللہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود پڑھتا ہے، رسولؑ کی نمازِ جنازہ کوئی عام لوگوں کی نمازِ جنازہ نہیں تھی بلکہ صرف حکم یہ تھا کہ جنازے پر کھڑے ہوکر درود پڑھو اور ہٹ جاؤ دوسروں کو آنے دو اللہ نے بھی رسولؑ کے جنازے پر درود پڑھا اور سب سے پہلے اللہ نے نمازِ جنازہ پڑھی پھر علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ نے نمازِ جنازہ پڑھی پھر

Presented by Ziaraat.Com

حضرت علیؑ نے تمام مسلمانوں کو اجازت دی کہ پانچ پانچ کر کے جنازے پر جائیں اور نمازِ جنازہ یعنی درود پڑھیں اور دوسروں کو موقع دیں کہ وہ پڑھیں۔

نمازِ جنازہ جو عام مسلمانوں کی ہوتی ہے اس میں مغفرت کی دعا ہوتی ہے۔ رسولؐ کے لئے نعوذ باللہ ایسی کوئی حاجت نہیں تھی اس لئے کہ اُمت کے مومنین کی مغفرت اور شفاعت رسول اللہؐ فرمائیں گے اسی طرح ہر معصوم کی نماز جنازہ ہوئی صرف درود پڑھا گیا۔

اُس کے بعد پھر آپ کو یہ دیکھنا ہوگا کہ سیرتِ طیّبہ میں کیا ہے، آپ جب ایک ضعیفہ عورت کے گھر کے سامنے سے گذرتے تو وہ کوڑا پھینکتی تھی، یہ اخلاقِ محمدیؐ ہے، یہ اخلاقِ نبیؐ ہے کہ اُسی راستے سے جاتے تھے، کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ راستہ بدل دو، دوسرے راستے سے جایا کرو، تو جواب یہی دے گا، خُلقِ محمدی بولے گا کہ ہادی بھی کہیں راستہ بدلا کرتا ہے، میں راستہ کیسے بدل لوں، جاؤں گا اِدھر ہی سے اور پھر ایک دن یہ بھی پتہ چلا کہ کُوڑا نہیں آیا اگر نہیں آیا تو پوچھا کہاں ہے، بیمار ہے، اب آپ کو وہ جملہ یاد ہے نا کہ میں نے کہا تھا کہ عورتوں سے یہ کہا گیا کہ یہ جادوگر ہے، وہ ڈریں گی اور جب یہ پردہ ہٹے گا جادو گری کا تو اب عورت قریب آ جائے گی عرب کی، کیسے کہا نبی جا رہے تھے، دیکھا ایک عورت لکڑی کا گٹھا لئے ہوئے آگے جا رہی تھی، چل نہیں پا رہی تھی، گئے اور کہا میں پہنچا دوں اور وہ لکڑی کا گٹھا سر پہ رکھ لیا، اُس کے ساتھ چلے، دروازہ اُس کا سامنے آ گیا تو اُس نے کہا، تم نے تو میرے ساتھ نیک عمل کیا، تم نے ہماری مدد کی، ایک نصیحت کرتی ہوں، نصیحت یہ کرتی ہوں کہ اس عرب کے جزیرے میں ایک جادوگر آیا ہے، اُس جادوگر سے ڈرتے رہنا، اُس کے قریب نہ جانا، اُس کی بات کبھی نہیں سننا، کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اُس سے بچوں،

Presented by Ziaraat.Com

کہا اتنی بڑی دنیا ہے کہیں چلے جاؤ لیکن اُس جادوگر کے قریب نہ جانا، کہا میں کیا بتاؤں میں اُس جادوگر کا ساتھ چھوڑ بھی نہیں سکتا اس لئے کہ وہ میرا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا، میں اُس کے ساتھ ہوں وہ میرے ساتھ ہے، کہا کیا مطلب، کہا جس کو تو جادوگر کہہ رہی ہے، وہ میں ہی تو ہوں بس یہ سننا تھا کہ ایک بار بولی کہ یہ عمل جو تم نے ابھی کیا یہ تمہارا ذاتی عمل تھا یا اسلامی عمل تھا رسولؐ اللہ نے فرمایا یہ ہمارے دین کا طریقہ ہے دوسروں کی مدد کرنا اُس بوڑھی عورت نے کہا کہ لا الہ الا اللہ، جب پردہ ہٹا تو وہ ایمان لے آئی، پتہ یہ چلا کہ جہاں اپنا جیسا سمجھتا رہے گا، کوئی اُس وقت تک ختمی مرتبتؐ آئے ہوں، تو میں بیمار پڑی تو انتقام لینے آئے ہو، تو کہا نہیں انتقام لینے نہیں تیری عیادت کو آئے ہیں تو جب یہ سنا تو اُس نے بھی کہا لا الہ الا اللہ، جب تک اپنا جیسا سمجھ رہی تھی کہ میرے جیسا انسان ہے، انتقام لینے آیا ہے جب تک جادوگر سمجھ رہی تھی اور جب یہ سمجھ میں آ گیا کہ یہ میرے جیسا نہیں ہے یہ کوئی اور چیز ہے جو عیادت کے لئے آیا ہے، کوڑا پھینکتی رہی ہوں، میں ظلم کرتی رہی ہوں، یہ کوئی اور شے ہے کوئی اور شخصیت ہے تو اب سمجھ گئی کہ یہ رسولؐ ہے، ایمان لے آئی تو جب تک آپ اپنا جیسا سمجھیں گے، آپ صاحبِ ایمان نہیں ہوں گے۔ نعرۂ حیدری!

ظاہر ہے عورتوں کو بھی قریب لے آئے، عورتیں بھی سمجھ گئیں کہ یہ نہیں ہے اور اب وہ عرب جو لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے ہیں اُن کو مجھے بتانا ہے کہ عورت کا کیا احترام اور عزت ہے تو قدرت بھی دیکھ رہی تھی کہ عورت کی عظمت بڑھانی ہے اس لئے وہ اللہ جو قابیل ہابیل کو قتل کر دے تو آدمؑ کو شیثؑ جیسا بیٹا عطا کرتا ہے، وہ اللہ جو نوحؑ کا ایک بیٹا ڈوب کر مر جائے کافر تو پھر تین بیٹے ایسے عطا کر دے کہ جس سے نسلِ انسانی چلے، سام حام اور وہ اللہ جو ابراہیمؑ کو بڑھاپے میں

Presented by Ziaraat.Com

اسماعیلؑ جیسا بیٹا دیتا ہے، وہ اللہ جو یعقوبؑ کو بارہ بیٹے دیتا ہے، وہ اللہ اگر چاہتا تو ختمی مرتبت کو بیٹا دے کر زندہ بھی رکھ سکتا تھا، بیٹا دیتا چار بیٹے دیئے لیکن زندہ ایک بھی نہیں رہا اور اہتمام یہ ہے کہ یا پہلی بیوی سے بیٹا ہوگا یا آخری بیوی سے یہ عجیب بات ہے کہ ختمی مرتبت کو اللہ نے بیٹا کیوں نہیں دیا یا پہلی بیوی یا آخری بیوی۔ ماریہ قبطیہؑ اُن سے ایک بیٹا، خدیجہؑ سے تین بیٹے، بیٹا نہیں ملے گا، بیٹا کیوں نہیں ملے گا۔ اگر بیٹا دے دیا تو نبوت کی شان کہیں نہ کہیں گھٹ جائے گی، کیسے؟ اگر نبیؐ سے کم تر ہے بیٹا تو نبیؐ کی عظمت نہیں، اگر برتر ہے نبیؐ سے تو رسالت گھٹ گئی، اب نہ اِدھر سے بیٹا دے سکتا ہے نہ اُدھر سے اور درمیانی بیویوں کو اس لئے بیٹا نہیں دیا کہ جب بیٹا دے دیتا تو مائیں اپنے ایمان پر چلاتیں اور نبیؐ اپنے ایمان پر لاتا تو بیٹا دو حصوں میں بٹ جاتا، دوہری شخصیت ہو جاتی تو وہ کیسے تبلیغ کرتا، کیسے ہدایت کرتا تو کہا بیٹا تو نہیں دیں گے اور دیں گے تو واپس لے لیں گے، بیٹی دیں گے اس لئے کہ یہ عرب والے وارث کو زندہ نہیں رہنے دیں گے اور جب تک تم زندہ رہو، وارث کا انتظام ایسے ہو جائے کہ عرب والے سمجھ نہ پائیں۔ بیٹیوں کو تو دفن کر دیتے ہیں زندہ، انہیں معلوم ہی نہیں کہ نسل بیٹی سے بھی چلتی ہے اس لئے بیٹی دے کر پردے میں چھپایا اور وارث کا انتظام پہلے کر لیا۔ اطمینان ہو گیا، اب عرب والے سمجھتے رہیں، عرب والے کہتے رہیں کہ یہ ابتر ہے اور ہم یہ کہتے رہیں کہ یہ کوثر ہے۔ عرب والے سمجھیں گے نہیں کہ یہ پردے میں جو ہے وہ کوثر کیا چیز ہے، جب حسنؑ اور حسینؑ کاندھے پر آئیں گے تو ساری کہانی سمجھ میں آجائے گی۔ نعرۂ حیدری!

اور اب تک فاطمہؑ کوثر تھیں تو اب عظمت بڑھانی ہے عورت کی تو اب اس طرح عظمت بڑھے گی کہ آپ تشریف فرما ہیں بیٹی آ رہی ہے تو تعظیم کے لئے

Presented by Ziaraat.Com

اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ تاریخ میں نہیں ملتا کہ کسی نبیؑ نے کہیں اپنی اولاد کی تعظیم کی ہو۔ ایک ہے مثال اور یہ مثال بھی ایسی مثال کہ علیؑ اس دور میں موجود ہیں اور آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ رُتبے میں علیؑ بلند ہیں فاطمہؑ سے، رتبہ علیؑ کا بلند ہے فاطمہؑ سے، لیکن تاریخ میں آپ نہیں دکھا سکتے کہ کبھی علیؑ کی تعظیم کے لئے رسولؐ کھڑے ہوئے ہوں کیوں علیؑ کی تعظیم کھڑے ہو کر کیوں نہیں کی، فاطمہؑ کی تعظیم کیوں کی تو بات صرف یہ ہے کہ علیؑ کا عہدہ ابھی شروع نہیں ہوا، بعد میں شروع ہوگا اور زہراؑ کو رُتبہ مل چکا، یعنی شریک کارِ رسالت ہیں یہ عہدے کا احترام ہے۔ (نعرہ صلوٰۃ)

یہ بی بی کے عہدے کا احترام ہے، شریک کارِ رسالت رہیں، اس لئے تعظیم ہے۔ اب وحی آ جائے کہ محمدؐ کو اس طرح نہ پکارو، جیسے اپنے رشتے داروں کو پکارتے ہو اور آ جائے گھر میں نبیؐ تو فاطمہؑ یہ کہیں یا رسولؐ اللہ، آپ پر میرا سلام ہو، تو سلام کا جواب دینے سے پہلے کہا یہ آپ نے سلام کا انداز کیوں بدل لیا، کہا حکمِ الٰہی جو ہے نہ کہ آپ کو اپنے رشتے داروں کی طرح نہ پکارا جائے، کہا یہ اُن لوگوں کے لئے ہے، یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا جو ایمان لائے، ان کے لئے ہے، کہا بیٹی تیرا ایمان تو فخر اسلام ہے، یہ تیرے لئے نہیں ہے تو اُسی طرح سلام کر، بابا کہہ کر سلام کر اس لئے کہ میرے دل کو سکون ملتا ہے تیری زبان سے بابا کا لفظ سن کر اور اللہ بھی خوش ہوتا ہے، بیٹی تم اُسی طرح پکارو اور اُسی طرح سلام کرو، عظمت بڑھائی، اور عظمت بڑھائیں گے، چادر میں لے کر اور جب چادر کے نیچے لیٹیں گے تو اب ارادۂ الٰہی ہوگا کہ تعارف بھی ہو جائے فرشتوں نے پوچھا چادر کے نیچے کون ہیں، اور فرشتے بھی وہ فرشتے جو روز آتے ہیں، کبھی جھولا جھلا رہے ہیں، کبھی چکی پیس رہے ہیں، کبھی کپڑے لے کر آتے ہیں، خیاط بن کر آتے ہیں، کبھی فقیر بن کر روٹی لے جاتے ہیں۔ پروردگارِ عالم تعارف

Presented by Ziaraat.Com

کرواتا ہے۔

پہچانو فاطمہؑ ہے، میری کنیزِ خاص، اُس کا باپ اور اُس کا شوہر ہے اور اُس کے بیٹے تو اللہ دیکھ رہا تھا کہ اگر امامت سے تعارف کروا دیا تو رسالت کا پلّہ گھٹ جائے گا رسالت سے تعارف کروا دیا تو امامت کا پلّہ گھٹ جائے گا اس لئے عصمت سے تعارف ہوگا کہ جو سب میں مشترک یعنی نبوت اور امامت میں مشترک ہے اللہ نے عصمت سے تعارف کروایا۔ عصمت سے تعارف ہوا، عصمت اِدھر بھی ہے، عصمت اُدھر بھی ہے اور فاطمہؑ نے اس طرح بیلنس کر لیا کہ اگر آپ سامنے کی بات دیکھتے ہیں تو آپ نام لکھے ہوئے دیکھیے، محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ، محمدؐ کے چار حروف، علیؑ میں تین، اور فاطمہؑ کے پانچ اور اُدھر سے آپ دیکھیں، حسنؑ کے تین حسینؑ کے چار اور سات اور پانچ بارہ اُدھر بھی بارہ اِدھر بھی بارہ، فاطمہؑ نے ناموں کا بیلنس کر دیا۔ نعرۂ صلوٰۃ۔

اب حکمت اس میں یہ ہے کہ فاطمہؑ کی عظمت بڑھانی تھی، تو گھر میں چادر میں لے کر بتایا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اگر اُمِ سلمٰی کہیں کہ میں آسکتی ہوں تو کہنے لگے کہ تم خیر پر ہو لیکن اس میں تم نہیں آسکتیں اور اب ضرورت یہ ہے کہ پوری دنیا یہ دیکھ لے کہ مرکزِ رسالت کون ہے اور مرکزِ امامت کون ہے؟ انھیں کو لے کر میدان مباہلہ میں آئے، اَبۡنَآءَ نَا وَاَبۡنَآءَ کُمۡ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ کُمۡ وَاَنۡفُسَنَا وَاَنۡفُسَکُمۡ (آلِ عمران:۶۱) اب لے کر آ گئے وہی پانچ ہیں جو چادر میں تھے، وہ گھر میں تھے اب باہر آ گئے اور شان یہ ہے کہ رسولؐ آگے ہیں، زہراؑ پیچھے ہیں چادر میں چہرا چھپا ہوا اور اُس کے پیچھے علیؑ آگے حسنؑ کی انگلی پکڑے ہوئے، حسینؑ کو گود میں لئے ہوئے تو اب بعض علما نے لکھا کہ صاحب فاطمہؑ کو بیچ میں کیوں رکھا اور علیؑ پیچھے کیوں تھے بیچ میں فاطمہؑ کو اس لئے رکھا

Presented by Ziaraat.Com

گیا کہ پہلی بار بی بی گھر سے نکلی تو اب جہاں نبوت کے قدم پڑیں اُس پر فاطمہؑ کے قدم پڑیں اور جہاں فاطمہؑ کے قدم پڑیں وہاں امامت کے بھی قدم پڑ جائیں تا کہ عصمت کے پیروں کے نشانوں کا پردہ ہو جائے تا کہ زمین محسوس نہ کر سکے عصمت کے قدم کو نہ آسمان کی نظر پڑ سکے، اِدھر امامت کو ادا کیا، قدم کے نشان رسالت کی فتح کے لئے، یہ اہتمام ہے قدرت یہ چاہتی ہے کہ میرے نبیؐ کا سایہ نہیں، اس لئے سایہ نہیں کہ سائے پہ قدم نہ پڑ جائے، تو اب فاطمہؑ کے لئے یہ اہتمام کہ نشانِ قدم بھی نہ کوئی دیکھ سکے اور میں کہتا ہوں کہ پردہ بہت ضروری چیز ہے اور بی بی نے اپنی سیرت میں اہم ترین جو چیز رکھی وہ پردہ ہے اور دنیا کو بتا کے گئیں کہ دیکھو پردے کی اہمیت کیا ہے اور یہ کوئی اسلامی نئی شریعت نہیں شروع ہوئی تھی۔ رسولؐ کے زمانے میں پردے کا نزول پہلے سے تھا۔ بنی ہاشم میں آلِ ابراہیمؑ میں پردے کا دستور تھا ایک بات آپ کے سامنے کہہ رہا ہوں، حضرت خدیجہؑ کے بچپن کا واقعہ ہے، قصرِ خدیجہؑ کے سامنے سے ایک راہب گزر رہا تھا ایک گلی سے، اُس نے دیکھا کہ چھوٹی چھوٹی بچیاں کھڑی ہوئی ہیں تو راہب نے دیکھا کہ اُن بچیوں میں ایک بچی ایسی ہے کہ جس نے اپنے چہرے پر اپنی چادر سے نقاب بنائی ہوئی ہے، یہ رُک گیا اور وہیں زمین پر بیٹھ گیا اور اُس راہب نے بچی سے پوچھا کہ تم نے یہ چہرے پر کیا باندھا ہوا ہے، ذرا سی نقاب کھینچی، پردہ ہے، کہا پتہ نہیں کیا بات ہے کہ جب تک یہاں پر دستور نہیں ہے اس چیز کا کہ جب میں گھر سے نکلتی ہوں تو میرا دل مجھ سے یہ کہتا ہے کہ جب باہر نکلو تو چہرے کو چھپا لیا کرو۔ پانچ سال کی بچی یہ کہہ رہی ہے، راہب نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے، بیٹی کس کی بیٹی ہو، کہا میرا نام خدیجہؑ ہے، میں خویلد کی بیٹی ہوں، جس بی بی کا پردہ ماں کی طرف سے آ رہا ہو، نور میں پردہ

Presented by Ziaraat.Com

آ رہا ہو، شہزادیؑ کے پردے کا کیا پوچھنا، فاطمہ زہراؑ کے پردے کی عظمت کا کیا پوچھنا، اگر دربارِ خلافت میں خطبہ دینے جائیں کنیزیں چاروں طرف سے پردہ کئے ہوئے ہیں، کنیزیں حلقے میں لے جائیں گی، بلکہ دیکھ لو یہی اہتمام ایک دن زینبؑ واُم کلثومؑ کے لئے ہوگا، شہزادیوں نے کہا کہ بابا بہت دن ہو گئے نانا کے مزار کی زیارت کو نہیں گئے، دل چاہ رہا ہے کہ آج زیارت کریں علیؑ نے کہا بیٹا زینبؑ واُمِ کلثومؑ ہم تمہیں لے کے چلیں گے ہم تمہیں نانا کی قبر پہ لے کے چلیں گے، لیکن ذرا شام ہو جانے دو، شام کو بیٹیاں آئیں، کہا بابا آپ نے وعدہ کیا تھا، قبرِ نبویؐ کی زیارت کا، کہا ہاں ہاں میری بچیو میں لے کر چلوں گا، بیٹیوں کو ساتھ لے کر صحنِ خانہ میں تشریف لائے آواز دی فضہ میری بیٹیوں کے مقنعے اور برقعے اور چادر لاؤ۔ تاریخ لکھتی ہے کہ اپنے ہاتھ سے دونوں بیٹیوں کو آراستہ کیا، پردے میں چھپا دیا، مقنعہ پہنایا، چادر سے چھپایا، چہرے پر نقاب ڈالی۔ اب جب اطمینان ہو گیا تو ایک بار دروازے پر محلہ بنی ہاشم کی اُس گلی میں آ کر آواز دی، تاریخ لکھتی ہے کہ جب یہ واقعہ ہوا تو اُس وقت علیؑ کے بارہ جوان بیٹے حیات تھے، بعض ناظرین نے لکھا کہ اٹھارہ بیٹے اُس وقت تھے۔

ایک بار دَر پر آ کر آواز دی، حسنؑ، حسینؑ، محمد حنفیہؒ، عباسؑ اور جعفرؒ، تیار ہو جاؤ، بہنیں باہر رہی ہیں، اِدھر ایک حلقہ تو علیؑ کے بیٹوں کا ہے، جیسے ہی بہنیں باہر آئیں، تلواروں کے سائے میں بھائیوں نے بہنوں کو لے لیا اور اُس کے گرد ایک اور حلقہ بنی ہاشم کا بنا، اُس میں عبداللہ ابنِ جعفر بھی ہیں، اُس میں ابنِ عباس بھی ہیں اور دیگر خاندان کے لوگ ہیں اور جب یہ سواری آگے بڑھی، سب سے آگے آگے بوڑھا باپ کاندھے پر ذوالفقار رکھے ہوئے، اور اعلان کرنے والا کہتا جاتا ہے کہ رسولؐ کی نواسیاں مدینے کے بازاروں سے گزر رہی

Presented by Ziaraat.Com

ہیں، سواریاں روضہ رسولؐ پر جا رہی ہیں، آواز گونجی مدینے کے بازاروں میں ابھی تو شام ہوئی تھی۔ دکانداروں نے ابھی چراغ جلائے تھے۔ اپنی دکانوں کے، جیسے ہی کانوں میں آواز گئی کہ علیؑ کی بیٹیوں کی سواری آ رہی ہے تو مورخین نے لکھا کہ جلدی جلدی لوگوں نے دکانیں بند کرنا شروع کیں دکانیں بند ہونے لگیں اور جو جلدی میں دکان بند نہ کر سکے انہوں نے اپنی دکانوں کے چراغوں کو بجھا دیا تاکہ اندھیرا ہو جائے کہ ایسا نہ ہو کہ ہم میں سے کسی کی نظر شہزادیوں پر پڑ جائے۔ یہ مدینہ ہے اور جب سواریاں پہنچیں تو ایک بار کہا، حسن جاؤ اور روضے میں جا کر کہو کہ رسولؐ کی نواسیاں آئی ہیں زیارت کرتے ہوئے باہر نکل جاؤ، پچھلے دروازے سے سب واپس نکل گئے، سب منہ کو چھپائے ہوئے اور اس طرح علیؑ کی بیٹیاں، فاطمہؑ کی بیٹیاں روضہ رسولؐ پر پہنچیں اور اپنے نانا کی قبر کی زیارت کی، یہ عظمت فاطمہؑ دے کر اپنی بیٹیوں کو گئیں ہیں کہ یہ شان ہے اور حسینؑ بار بار یہ کہتے ہیں کہ زینبؑ میرے گھر میں تم ماں کی جگہ ہو، ایک پوری تقریر میں جنابِ زینبؑ کے حالاتِ زندگی پر ہوگی آج کی تقریر میں نذر کر رہا ہوں۔ ذکرِ جنابِ فاطمہؑ اپنی شہزادی کے ذکر پر۔ اس لئے کہ اس عزاداری کی معمار ہیں اور آپ کے آنسوؤں کی خریدار اس لئے تو کہا تھا کہ بابا میرے حسینؑ پر روئے گا کون، پہلی تقریر بی بی کی نذر ہے، شہزادی کی نذر ہے، بڑی محبت ہے ماں کو حسینؑ سے، جب سن لیا کہ واقعہ کربلا ہوگا، اب اُس کی تیاری بھی ہے، اب زینبؑ کو کبھی سمجھاتی ہیں، کبھی اُمِ کلثومؑ کو سمجھاتی ہیں اور کبھی یہ بھی کہہ دیتی ہیں زینبؑ یہ کُرتا بھی سیا میں نے اور پھر وہ دن بھی آیا سب سے زیادہ حسینؑ سے محبت ہے فاطمہؑ کو، بڑا خیال ہے ماں کو بیٹے سے کتنی محبت ہے اور بیٹے کو ماں سے کتنی محبت ہے، وہ وقت بھی آ گیا کہ جب علیؑ نے کہا کہ تمہاری

Presented by Ziaraat.Com

ماں کا جنازہ تیار ہے، آؤ بچو ماں کی زیارت کرلو، اب تاریخ لکھتی ہے کہ حسنؑ تو پیروں کی طرف بڑھے اور ماں کے قدموں سے لپٹ گئے اور رونے لگے اور حسینؑ چہرے کی طرف پہنچے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اور کہتے ہیں اماں حسینؑ پکار رہا ہے اور کہا اماں کبھی ایسا ہوا کہ حسینؑ پکار رہا ہو اور جواب نہ دیا ہو، اماں میں رونے لگوں گا اگر جواب نہ دو گی۔ بندِ کفن ٹوٹ گئے اماں نے ہاتھ پھیلائے اور بیٹے کو سینے سے لگا لیا۔ یاد رکھئے گا یہ جملہ بیٹے نے کہا اماں میں پکار رہا ہوں، ماں نے پکارا، سینے سے لگا کر بتا دیا، کہ میرے لعل مجھے خیال ہے، میں جواب ضرور دوں گی، تو نے پکارا میں ضرور بولوں گی، تو اب بعد زندگی محبت کا یہ عالم کہ اٹھائیس رجب کو ماں کی قبر کو دیکھ کر کہا، اماں خدا حافظ۔ آواز آئی میرے لعل تو جہاں بھی جائے گا ماں بھی تیرے ساتھ چلے گی۔ محبت دیکھئے ماں بھی تیرے ساتھ چلے گی۔ دوسری محرم کو کربلا میں پہنچے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ صحرا میں گئے، نشیب میں اترے، میں نے سنا حسینؑ کسی سے باتیں کر رہے ہیں، اب جملے جو سنے تو حسینؑ یہ کہہ رہے ہیں کہ اماں میں آ گیا۔ راوی نے کہا میں نے الفاظ سنے، جواب یہ سنا میرے لعل ماں پہلے آ گئی، ماں کربلا میں موجود ہے، اب وہ وقت آیا کہ راوی کہتا ہے کہ میں جب قریب گیا، تو میں نے لاش کے گرد ایک بے قرار بی بی کو دیکھا، جو لاش کا طواف کر رہی تھی اور اب یہ وہ وقت ہے کہ جب ماں نے یہ کہا کہ حسینؑ ماں پکار رہی ہے، حسینؑ نے کہا تھا، اماں میں پکار رہا ہوں، آج ماں یہ کہہ رہی ہے، میرے لعل بولو، لیکن بیٹا بولے کیسے ماں پکارتی رہی، ماں پکارتی رہی، لیکن بیٹے نے جواب نہیں دیا، تو اب ماں کیا کرے، کبھی مقتل میں، کبھی خیمے میں جاتی ہے، ایک ماں ہے، چاہنے والی ماں کبھی زینبؑ کی طرف جاتی ہے، کبھی لاش کی طرف آتی ہے اور ایسے میں

Presented by Ziaraat.Com

شامِ غریباں آ گئی، اب میں اس روایت کو یہاں بیان کر دوں کہ زوجۂ حرؑ کی روایت بالکل غلط ہے، زوجہ حر کربلا میں نہیں آئی تھی، شامِ غریباں کی بہت سی ایسی روایتیں ہیں جس پر گریہ ہوتا ہے، ایک اور مثال دے رہا ہوں۔ جلے ہوئے خیمے، جلی ہوئی قناتوں کے پاس، ایک بار آواز آئی زینبؑ، حسینؑ کے بچوں کو ڈھونڈ کر لے آئی ہوں، سکینہؑ کو بھی مقتل سے لے آئی ہوں، یہ وہ وقت ہے کہ جب زینبؑ نے جمع کیا ایک دوسرے کو جمع کیا۔ اب بیٹھنے جا رہی ہیں۔ ایک بار آواز آئی زینبؑ قریب گئیں، دیکھا ایک بی بی سیاہ چادر میں لپٹی ہوئیں ہیں، ایک بچّے کی انگلی پکڑے ہوئے کہا، زینبؑ تیرے قافلے سے یہ بچہ بچھڑ گیا تھا میں تیرے بچّے کو لے آئی ہوں، بے اختیار زینبؑ نے بچّے کو آغوش میں لے لیا، کہا بی بی یہ بتاؤ کہ لشکرِ یزید کی کسی عورت سے یہ امید نہیں کہ ہمارے قافلے پر رحم کھائے اور ہمارے قافلے میں کوئی بی بی کم نہیں، تم کون ہو جس نے مجھ پر رحم کھایا، پوچھا کہ بی بی تم کون ہو، تو اتنا جواب ملا کہ زینبؑ اگر چاند میں گہن نہ ہوتا، صحرا میں اندھیرا نہ ہوتا، تو اپنے منہ پر سے بالوں کو ہٹا کے دکھاتی کہ میرے چہرے پر میرے لعل حسینؑ کا خون لگا ہوا ہے، ماں بھی ساتھ ہے، قافلے کے ساتھ ساتھ ہے۔ فاطمہ زہراؑ قافلے کے ساتھ ساتھ ہیں، اب جہاں جہاں قافلہ جائے گا، ماں ساتھ ساتھ ہے، اب قید خانے میں ماں ساتھ ہیں، دربان کہتا ہے کہ سیّدِ سجادؑ رات کو کوئی بی بی قید خانے کے دروازے کے سامنے آ کر روتی ہے کبھی سامنے والے درخت کے نیچے آ کر روتی ہے، قید خانے سے کوئی بی بی باہر آ جاتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بادشاہِ وقت کی طرف سے مجھے سزا ملے ذرا بیبیوں کو سمجھا دو جا کر کہا پھوپھی اماں تم میں سے کون باہر جاتا ہے، کہا بیٹا قفل لگا ہوا ہے دروازہ بند ہے ہم میں سے کون باہر جائے گا۔ شہزادی زینبؑ

Presented by Ziaraat.Com

نے کہا اچھا اب وہ بی بی آئے تو سیدِ سجادؑ ذرا دَر پر مجھے ملوا دینا میں دیکھوں گی کون ہے۔ رات آئی شام کے زنداں کے قریب اندھیرا چھا گیا، دربان ٹہل رہا تھا، ایک بار سامنے کے درخت کے نیچے سے رونے کی آواز آئی، ایسے کہ جیسے کوئی ماں اپنے جوان لعل کو بین کر کے روتی ہے، دربان نے آواز دی، سیّدِ سجادؑ زنجیروں اور ہتھکڑیوں، بیڑیوں کو سنبھالتے ہوئے درِ زنداں پر آئے، پھوپھی بھی ساتھ آئی، سیّدِ سجادؑ نے کہا پھوپھی اماں یہ کون بی بی ہے، جو رو رہی ہے تو بے اختیار کہا میرے لعل، ارے یہ تو میری ماں کے رونے کی آواز ہے۔ میری ماں فاطمہ زہراؑ ہیں۔

❁❁❁

Presented by Ziaraat.Com

دوسری مجلس

شاہد و مشہود

سیرتِ حضرت علی علیہ السّلام، ذکرِ جناب اُمِّ سلمیٰؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے، درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عشرۂ ثانی کی دوسری تقریر "سیرتِ معصومینؑ" کے موضوع پر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں۔

کل بھی مجلس کے آغاز میں عرض کیا گیا تھا کہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جسے اِس ترقی یافتہ دَور میں غور و فکر کے ساتھ سمجھنے کی ضرورت ہے، قرآن نے بار بار وضاحت کی ہے کہ عقل سے کام لو اَفَلَا تَعۡقِلُوۡن کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ عقل سے کام لو، نشانیوں کو پہچانو، تقریر کا آغاز کلام پاک کے سورہ ۸۵ پچاسی "البروج" کی ابتدائی تین آیات سے کررہا ہوں"۔

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ (۱) وَالۡیَوۡمِ الۡمَوۡعُوۡدِ (۲) وَشَاهِدٍ وَّ مَشۡهُوۡدٍ (سورۂ البروج۔ آیت ۱ تا ۳)

"قسم ہے بُرجوں والے آسمان کی، اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے، اور گواہی دینے والے کی اور اس کی جس کی گواہی دی گئی"۔

Presented by Ziaraat.Com

اِن آیات میں چار قسمیں کھائی گئی ہیں، اللہ نے بُرجوں والے آسمان کی قسم کھائی ہے پھر یومِ قیامت کی قسم کھائی ہے، اس کے بعد شاہد و مشہود کی قسمیں کھائی گئی ہیں۔

کلامِ پاک میں شَاهِدٌ کالفظ چار آیات میں استعمال ہوا ہے، ''شاہداً کا لفظ تین بار آیا ہے، شاہدونَ ایک مرتبہ شاہدین آٹھ مرتبہ شُهُودٌ ایک مرتبہ اور شُهُوداً دو مرتبہ، شہیداً بیس مرتبہ مشهودٌ کا لفظ دو بار اور مشهوداً ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

سورۂ بُروج کی آیات میں "شَاهِدٍ وَّ مَشْهُود" یعنی قسم ہے گواہی دینے والے کی اور جس کی گواہی دی گئی''۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ شَاهِدٌ سے مراد حضرت رسولؐ خدا ہیں اور ''مشہود'' سے مراد ہیں حضرت علیؑ غدیرِ خُم میں رسولؐ خدا شاہد تھے اور حضرت علی مشہود تھے لیکن دعوتِ ذوالعشیرہ میں رسولِؐ خدا مشہود تھے اور حضرت علیؑ شاہد تھے۔

سورۂ ہود گیارھواں سورہ ہے، اِس سورے کی آیت ۱۷ میں ارشاد ہوا کہ :-

أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ (ہود، آیت ۱۷)

'' تو کیا جو شخص اپنے پروردگار کی طرف سے دلیلِ روشن پر ہو اور اس کے پیچھے ہی پیچھے اُنہی کا ایک گواہ ہو''۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی ایک حدیث ''کافی'' میں موجود ہے، آپ فرماتے ہیں، مولا علیؑ حضرت رسولؐ خدا کی رسالت پر شاہد ہیں اور رسولؐ اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل پر ہیں''۔

اِن آیات کو خود حضرت علیؑ نے اپنی فضیلت میں پیش فرمایا تھا، آٹھ دس

Presented by Ziaraat.Com

تفاسیر کی کتابوں میں تحریر ہے کہ یہ آیات حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں، مثلاً تفسیر دُرِ منثور، تفسیرِ ثعلبی، تفسیر طبری، تفسیر کبیر، تفسیرِ حسینی، اس کے علاوہ ینابیع المودت اور ارجح المطالب میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں کہ "ایک مرتبہ حضرت علیؑ نے منبر پر فرمایا کہ قریش میں کوئی ایسا نہیں جس کے بارے میں کچھ نہ کچھ قرآن میں نازل نہ ہوا ہو، یہ سُن کر ایک شخص اُٹھا اور کہنے لگا آپ کے بارے میں کیا نازل ہوا ہے، مولا علیؑ نے فرمایا کیا تو نے سورۂ ہود کی یہ آیت

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ (ہود، آیت ۱۷)

نہیں پڑھی ہے، "علیٰ بیّنۃٍ" سے مراد حضرت رسولؐ خدا ہیں اور "یتلوہُ شَاھِدٌ مِنہٗ" سے میں مقصود ہوں"۔

اُردو زبان کے عظیم شاعر مرزا غالبؔ نے قرآن، تفسیر، حدیث اور تاریخ کا بہت گہرا مطالعہ کیا تھا۔ اُن کی غزل کے ایک شعر میں اِسی گفتگو کی طرف اشارہ ہے:-

اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے
حیران ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

رسولؐ اللہ کی رسالت پر حضرت علیؑ گواہ تھے، رسالت کا گواہ معصوم ہو اور علوم کا ماہر ہو یہ ازل سے طے کر دیا گیا تھا۔ قرآن نے یہ آیات جب نازل کی جب یہودیوں کی طرف سے یہ اعتراض آیا کہ ہم محمدؐ کو کیسے سچا نبی تسلیم کریں کیونکہ اُن کی رسالت پر کوئی گواہ نہیں ہے، معاذ اللہ قرآن کو تو خود انھوں نے بنا لیا ہے، سچا پیرو اُن کا کوئی نظر نہیں آتا، تیسرا اعتراض یہ تھا کہ توریت میں محمدؐ کا کہیں ذکر نہیں ہے، یہودیوں کے اس اعتراض کا جواب اس آیت سے دیا گیا ہے۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ (ہود، آیت ۱۷)

Presented by Ziaraat.Com

''تو کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل لے کر آیا ہو اور ایک گواہ جو اس کا جزو ہو اس کے پیچھے پیچھے ہو اور اس سے قبل موسیٰؑ کی کتاب توریت ہو جو لوگوں کے لئے پیشوا اور رحمت ہے اس کی تصدیق کرتی ہو تو وہ بہتر ہے یا کوئی اور، یہی قرآن کے ایمان لانے والے ہیں اور تمام فرقوں میں سے جو کوئی انکار کرے تو اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے تو تم کہیں اس قرآن کی طرف سے شک میں نہ پڑے رہنا، یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے''

قرآن نے ان آیات میں وضاحت کر دی ہے کہ اے یہودیوں قرآن رسولؐ کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ اُن کے ربّ کی طرف سے نازل ہوا ہے اگر شک ہے تو تم بھی ایسا ایک قرآن بنا کر دکھا دو۔

یہودیوں کے دوسرے اعتراض کے جواب میں قرآن کی اِن آیات نے کہا کہ رہی پیروی تو ان کا ایک گواہ ''شاہد'' ان کے ربّ کی طرف سے ظہور کر چکا ہے جو رسالت کی تصدیق کرنے والا ہے کہ وہ سچے رسول ہیں۔

تیسرے اعتراض کے جواب میں ارشاد ہوا کہ کتاب موسیٰ توریت میں محمدؐ کی رسالت کا ذکر ہے تم نے تحریف کر کے اس کو توریت سے نکال دیا ہے۔ اللہ نے رسالت پر تین گواہ پیش کئے ہیں، پہلا گواہ قرآن ہے، دوسرا قرآنِ ناطق ہے جو محمدؐ کے گھر کا ایک فرد ہے جو اُن کے قدم بقدم چلنے والا ہے اگر اس کو محمدؐ کی رسالت میں شک ہوتا تو ان کی پیروی ہرگز نہ کرتا، چونکہ گھر والے کسی انسان کی کمزوریوں سے سب سے زیادہ واقف ہوتے ہیں، گھر والا اُن کی سچائی پر یقین رکھتا ہے۔ علیؑ کو یقین ہے کہ محمدؐ کا دعویٰ غلط نہیں ہے۔ قرآن محمدؐ کا گواہ ہے جو محمدؐ کے

Presented by Ziaraat.Com

گھر میں اُتارا گیا علیؑ دوسرے گواہ ہیں اُنھیں اللہ نے اپنے گھر کعبے میں اُتارا۔

علیؑ ایسے گواہ ہیں جو دیکھ کر گواہ بنے ہیں۔ اُمت کے لوگ سُن کر گواہ بنے ہیں، محمدؐ کو رسولؐ بنتے نہیں دیکھا، مولا علیؑ کے متعلق رسولؐ اللہ نے فرمایا۔

"اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُورٍ وَّاحِدٍ" میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں، خلقتِ آدمؑ سے کئی ہزار برس پہلے جب حضورؐ کو نبی بنایا گیا تھا اُس وقت نبوتِ محمدیؐ کے عینی گواہ مولا علیؑ کے سوا اور کون ہوسکتا ہے۔ عینی اور سماعی گواہ میں فرق یہ ہوتا ہے کہ سماعی گواہ کے دل میں چھوٹا یا بڑا شک کسی وقت پیدا ہوسکتا ہے لیکن عینی گواہ پلک جھپکتے بھی رسالت پر شک نہیں کرسکتا، رسولؐ اللہ نے فرمایا عَلِیٌّ مِنِّی وَاَنَا مِنْهُ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں، یعنی ہم دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں جو بات میری ہے وہی علیؑ کی بات ہے، جو میرا کام ہے وہی وہی علیؑ کا کام ہے، میں نبیؐ ہوں وہ میرا وصی ہے، اِسی طرح قرآن میں اور علیؑ میں فرق نہیں عَلِیٌّ مَعَ الْقُرآن وَالْقُرآنُ مَعَ عَلِیٍّ، علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے، یعنی علیؑ کا کوئی عمل قرآن سے الگ نہیں ہے، قرآن کی تصدیق علیؑ کرتے ہیں اور علیؑ کے ہر عمل کی تصدیق کرتا ہوا قرآن نازل ہوتا ہے۔

عالمِ نور میں حضورؐ کی نبوت پر سب سے پہلے گواہ علیؑ تھے اس لئے دنیا میں اعلانِ رسالت کے بعد بھی سب سے پہلے گواہ مولا علیؑ ہی ہوے، مولا علیؑ کی حیات کے دو حصے ہیں، ایک وہ جو ختمی مرتبتؐ کی زندگی میں گزر رہا ہے اور دوسرا دور حیاتِ علیؑ کا بعدِ وفاتِ نبیؐ شروع ہوا، پہلے دَور میں، دعوتِ ذوالعشیرہ، ہجرت، بدر، احد، خندق اور خیبر کی جنگیں ہیں، علیؑ کی زندگی کا پہلا حصہ جو ہے وہ اصل میں ایک وعدہ ہے جسے پورا کرنا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

تو بات اتنی سی تھی کہ دعوت ذوالعشیرہ میں رسولؐ نے یہ کہا تھا کہ آج جو میری نصرت اور مدد کا وعدہ کرے گا، آنے والے دور میں میرا وصی ہوگا، جانشین ہوگا۔ دو بھائیوں میں عہد ہوا اور مؤرخین نے لکھا، بس میں یہ دیکھ رہا ہوں، تاریخِ اسلام میں کہ دو بھائیوں نے آپس میں عہد کیا، وعدہ کیا، بڑے بھائی نے ایک وعدہ کیا، چھوٹے بھائی نے ایک وعدہ کیا، بڑے بھائی نے کہا اگر میری مدد کا وعدہ کرو گے تو آنے والے دور میں جانشین بناؤں گا تو چھوٹے بھائی نے اُٹھ کر کہا نو سال کی عمر میں کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ مدد کروں گا، چھوٹے بھائی نے وعدہ کیا مدد کروں گا، بڑے بھائی نے کہا کہ اگر مدد کرو گے تو جانشین بناؤں گا۔ وہ کہتا ہے کہ پوری تاریخ میں میں نے دیکھا کہ چھوٹے بھائی نے وعدہ پورا کیا، چالیس تلواروں کے سائے میں لیٹ کر سویا، وہ کہہ رہا ہے میں نے دیکھا بدر میں تنہا دشمنوں کو قتل کیا، جتنوں کو پورے لشکر نے مل کر ختم کیا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ اُحد میں میں دیکھتا ہوں کہ ذوالفقار چل رہی ہے، ناقے کی مہار ہاتھ میں ہے، رسولؐ کی حفاظت بھی ہے، قتلِ عام بھی کرتے جاتے ہیں، اب خندق کے میدان میں آئے تو عمرو کو قتل کیا، خیبر میں آئے تو مرحب کو قتل کیا، عنتر و حارث کو قتل کیا، حنین میں آئے تو بارہ ہزار کے لشکر کو ختم کیا، مکے میں آئے تو مکے والوں کو دہلا دیا اور آخری نصرت یہ تھی کہ اپنے ہاتھ سے جنازے کو غسل دیا اور دفن کیا۔ (نعرۂ حیدری)

چھوٹے بھائی نے وعدہ پورا کرنے کا جو عہد کیا تھا، اُسے پورا کیا، اب بتاؤ کہ بڑے بھائی نے وعدہ پورا کیا کہ نہیں، جب یہ نصرت کر چکا تو اب بڑے بھائی کا فرض یہ ہے کہ وہ اب یہ کہے کہ میں نے تمہیں وصی بنایا، میں نے تمہیں جانشین بنایا تو اب وہ یہ لکھتا ہے کہ ضرور ماننا پڑے گا کہ غدیر کے میدان میں

Presented by Ziaraat.Com

بڑے بھائی نے اپنے وعدے کو پورا کیا۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

یہ علیؑ کی زندگی کا پہلا دور ہے، اس میں لڑائیاں ہیں لیکن دوسرا دور بھی لڑائیوں سے خالی نہیں ہے، جمل ہے، صفین ہے، نہروان ہے، بہر حال اس لڑائی سے ہم ہٹ نہیں سکتے، مولاؑ کی زندگی سے یہ لڑائیاں نکالی نہیں جا سکتیں، وہاں کا ذکر ضرور کریں گے، اُن کی شجاعت کا ذکر ضرور کریں گے لیکن آپ جو پہلو مانگ رہے ہیں، آج ہم اُس کا ذکر کریں گے وہ ذکر کیا ہے، تو قرآن میں جب کہا یہ گیا یہودیوں، نصرانیوں اور مشرکوں کی طرف سے کہ یہ رسولؐ نہیں ہے، اس کی رسالت کو ہم نہیں مانتے، وحی آئی

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا (سورۂ رعد۔ آیت ۴۳)

اور وہ لوگ جنھوں نے کفر اختیار کیا وہ کہتے ہیں کہ تو مُرسل نہیں ہے۔

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (الرعد: آیت ۴۳)

"کہہ دو اے رسولؐ ان سے کہ اگر یہ تمہاری رسالت کو نہیں مان رہے ہیں، تو ان سے کہہ دو کہ تیری رسالت پر دو گواہ کافی ہیں۔ ایک اللہ ہے اور دوسرا وہ ہے جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے"۔

مفسّرین نے کہا کہ جو اللہ ہے، وہی پوری کتاب کا علم رکھتا ہے، گواہ اس میں ایک ہی ہے، لیکن ہائے دنیا کیا کرتی کہ واوَ کا جو حرف ہے وہ دو چیزوں کو الگ الگ بانٹ دیتا ہے، یعنی میں اگر کہوں کہ دو شخص آئے اور میں نے یہ کہا کہ زید آیا بکر آیا، یعنی دونوں ساتھ آئے اور جو میں نے کہا کہ بکر آیا اور زید آیا، یعنی آگے پیچھے آئے واوَ نے دو حصوں میں بانٹ دیا، تو اس آیت میں واوَ لگا ہوا

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ۔ یعنی اللہ الگ ہے جو گواہی دے رہا ہے اور جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے وہ الگ ہے اور یہ ایک واؤ نے مفسرین کی ساری کوششوں پر پانی پھیر دیا، تلاش کرنا ہے کہ وہ کون ہے جو پوری کتاب کا علم رکھتا ہے، اُسی قرآن سے پوچھ لیں، آیئے دیکھتے ہیں پوری کتاب میں، پورے قرآن میں، یہ لفظ علمِ کتاب کتنی بار استعمال ہوا اور یہ علم اور کتاب کا لفظ ایک جگہ اور استعمال ہوا لیکن بیچ میں ایک چھوٹا سا لفظ اور آ گیا اس لئے دو حصوں میں وہ لفظ بٹ گئے، علم اور کتاب اور وہ سورۂ نحل میں حضرت سلیمانؑ اپنے دربار میں بیٹھے ہوئے ہیں، ایسے میں ہدہد آیا اور حضرتِ سلیمانؑ نے کہا تو کہاں غائب ہو گیا تھا میں تجھے قتل کر دوں گا، اُس نے کہا یا نبی اللہ میں سیر کو نکلا اور ملکِ سباء کی طرف گیا، وہاں میں نے عجیب عالم دیکھا کہ وہاں ایک پوری قوم ہے جو آفتاب کی پرستش کرتی ہے اور اُس پر ایک ملکہ جو ہے وہ حکومت کرتی ہے، وہ ملکہ بڑی حسین ہے، اُس ملکہ کا نام بلقیس ہے، اُس کے پاس ایک تخت ہے، اُس کی حکومت جو ہے وہ یمن میں جاری و ساری ہے، بس یہ سننا تھا تو سلیمانؑ نے کہا، اگر ایسی بات ہے تو اُسے پیغام دو کہ اسلام قبول کر لے، سلیمانؑ کا خط وہاں تک پہنچا، ہدہد نے وہ خط جا کر بلقیس کے پاس پھینک دیا، بلقیس نے خط پڑھا، اپنے درباریوں سے مشورہ کیا اور کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ میں خود ملنے جاؤں، اُس سے میں خود ملنے جاؤں وہ کوئی ضرور نبی یا رسول معلوم ہوتا ہے، یہ کوئی عام آدمی نہیں جس نے یہ پیغام بھیجا ہے۔ اُدھر بلقیس کی سواری چلی اور اِدھر بھرے ہوئے دربار میں دیو بھی تھے، جن بھی تھے، انسان بھی تھے، چرند بھی تھے، پرند بھی تھے، درندے بھی تھے، سب دربار میں تھے، ایک بار

Presented by Ziaraat.Com

سلیمانؑ نے کہا کہ کون ہے جو تختِ بلقیس کو ابھی لائے تو جنوں سے مخاطب ہو کر کہا دیو بھی کھڑے تھے، اُن سے کہا تو اُنہوں نے کہا کہ ہم تختِ بلقیس لائیں گے، جنابِ سلیمانؑ نے کہا، کتنی دیر میں لاؤ گے، جناتوں نے کہا کہ بس آپ دربار برخواست بھی نہیں کریں گے، تو تختِ بلقیس یہاں آ جائے گا، کہا اتنی دیر میں آئے گا، تو اب جب چاروں طرف سے مایوسی ہوگئی، ایک بار آواز آئی اور سورہ یہ کہتا ہے چھوٹی سی آیت قَالَ الَّذِیْ وہ بولا، کون بولا قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ وہ بولا جس کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم تھا، وہ بولا اور اُس نے بول کر کہا، یا نبی اللہ میں تخت بلقیس لاؤں گا، سلیمانؑ نے کہا کتنی دیر میں، وزیر نے کہا آپ کی پلک بھی نہ جھپکے گی اور تختِ بلقیس آ جائے گا چشم زدن میں، تختِ بلقیس آتا ہے، لوگوں نے لکھا کہ یہ آصف بن برخیا وزیر تھے، حضرت سلیمانؑ کے، ایک ہی خاندان ہے، یعنی نبوت کے خاندان سے ہیں۔ یعنی وزیر جو ہے وہ نبی کے خاندان سے ہے، وزیر یہ کہہ رہا ہے کہ میں لاؤں گا تخت تو مفسّرین نے لکھا کہ صرف یہ کہا تھا کہ چشمِ زدن میں لاؤں گا، پلک جھپکی تھی کہ سامنے تخت تھا، تخت سامنے تھا، یہ تخت کون لایا، اب سوچنے کی بات اتنی ہے کہ وہ نبی جس کو قدرت معجزہ عطا کرتی ہے وہ دوسروں کا محتاج ہے کہ تخت کوئی اور لائے اور یہ کس کی مجال ہے کہ معجزہ نبی کے سامنے وزیر دکھائے، اب یہ نہ کہنا کہ نبی کے سامنے اگر اُس کا وزیر معجزہ دکھائے تو یہ ہم اُس کا رُتبہ بڑھا نہیں دیتے ہیں وزیر کا، نبی تو چاہتا ہے کہ وزیر معجزہ میری موجودگی میں دکھائے، جب وصی ایسا ہے تو نبیؐ کیسا ہوگا اور وہ تخت لایا جس کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم تھا، جس کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم ہوتا ہے وہ کئی ہزار

Presented by Ziaraat.Com

میل دور سے تخت کو ہوا کے دوش پر لاتا ہے، چشمِ زدن میں اور جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہو، وہ آفتاب کو پلٹائے گا، ستارے کو گھر پر لائے گا۔ (نعرۂ حیدری)

ماشاءاللہ مولاؑ کی قسم انجولی میں مجلس پڑھ کے جو مزہ آتا ہے مجھے وہ کہیں نہیں آتا۔ (نعرہ صلوٰۃ)

اور جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہوگا، پھر اُسے پہچانو، اب جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہوگا اگر کوئی اُس سے پوچھ لے، پوچھنے والا یا علیؑ کبھی یہ کہا کہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا اور کبھی یہ بھی پوچھتے تھے کہ یا علیؑ یہ بتایئے کتنے جانور ایسے ہیں کہ جن کے کان اندر ہیں اور کتنے ایسے ہیں کہ جن کے کان باہر ہیں اور کبھی یہ پوچھا کرتے تھے کہ یا علیؑ بتایئے کہ آپ ہر سوال کا جواب کیسے دے دیتے ہیں چشمِ زدن میں تو جواب بھی دیا تو مولا نے کیا جواب دیا، کہا یہ بتاؤ ہاتھ کی کتنی انگلیاں ہیں، کہا پانچ کہا کیسے بتا دیا، کہا سامنے کی بات ہے، کہا علیؑ کے لئے ہر بات سامنے کی ہے اور جیسا کہ کل کہہ رہا تھا کہ یہ مولائے کائناتؑ کا کمال ہے کہ عرب میں مور نہیں ہوتا تھا اور ابنِ ابی الحدید معتزلی نے لکھا کہ حیران نہ ہوں، یہ دیکھنے کے لئے بے قرار نہ ہوں کہ علیؑ مور کہاں دیکھ رہے تھے، صرف مور پر دنیا حیران رہ گئی، عرب میں مور نہیں ہوتا تھا اب جو بولنا شروع کیا تو مور کے رنگوں کو بتانا شروع کیا کہ دیکھو رنگ نیلا ہوتا ہے لیکن اُس میں سے کبھی سبز زمرد کی طرح جھلکتا ہے، کبھی نیلا جھلکتا ہے، کبھی سبز جھلکتا ہے اور پروں کے نیچے جو شاخیں سی ہوتی ہیں وہ چاندی کی طرح ہوتی ہیں اور تم نے دیکھا کہ جس طرح وہ اپنی دم کو پھیلا کر خصوصاً یعنی پنکھ بناتا ہے تو ایسا لگتا ہے ایک کشتی نما ہے، ایک اُس کا بادبان ہے، سر کے بالوں کی جگہ پر سبز رنگ کی منقش

Presented by Ziaraat.Com

چوٹی ہے، گردن صراحی دار ہےاور کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ جب مور رونے لگتا ہےتو مورنی آتی ہے اور مور کے آنسوؤں کو پیتی ہے تو اُس کے بعد وہ انڈے دینا شروع کرتی ہے لیکن لوگوں کا یہ خیال غلط ہے، مولا علیؑ بتاتے جارہے ہیں اور یہ بتارہے ہیں کہ سینے پر کونسا رنگ ہوتا ہے اور پروں پر کونسا رنگ ہوتا ہے اوراُسے ایسے پر دیئے گئے ہیں جن کی جڑیں ایک دوسرے میں داخل ہیں، ایسی دُم ہے جو لمبی ہے اور جب مورنی کے پاس جاتا ہے وہ اُسے اونچا کرتا ہے۔ مولاؑ نے مور نہیں دیکھا تھااور اس بیان پر دنیا حیران ہوگئی کہ مور دیکھا کہاں ہے، تو اتنے بڑے مفسّر نہج البلاغہ کے وہ فرماتے ہیں کہ ہندوستان سے جو وفود آتے تھے، کل جو میں پڑھ رہا تھا کہ کوفے میں جو وفود آتے تھے وہ تحفے بھی لاتے تھے تو ایک بار تحفے میں مور بھی لائے تھے۔ کیونکہ دنیا یہ کہے کہ تحفے میں مور آیا تھا تب دیکھ کر علیؑ نے بتایا۔ میں یہ کہوں گا کہ علیؑ بغیر دیکھے بھی بتا سکتے تھے اس لئے کہ مثال دوں گا میں مولا علیؑ کو اس کی ضرورت نہیں کہ ہر چیز کو چیر پھاڑ کر پوسٹ مارٹم کر کے پھر بتائیں، مشہور یورپ کا ایک دانشور ڈاکٹر لارڈ فروڈے ہے، اُس کا سبجیکٹ (Subject) یہ تھا پی ایچ ڈی کا اُس نے یہ طے کیا کہ میں جس چیز پر تحقیق کروں گا، مقالہ لکھوں گا، وہ ہے چیونٹی تو ایک مقالہ لکھنے کے لئے اس نے ایک کنویں کا انتخاب کیااور اُس کنویں کے کنارے جا کر بیٹھا، وہاں چیونٹیوں کے گھر تھے، اُس نے وہاں پر جھونپڑی ڈالی، چیونٹیوں سے دوستی کی اور دوستی کرنے کے بعد اب چیونٹیوں کو سمجھنا شروع کیا، بیس سال تک اُس کنویں کی جگت پر بیٹھ کر کتاب لکھی، کتاب کا نام ہے دی اینٹ (The Ant) اور اُس کا ترجمہ بعد میں چیونٹی کے نام سے عربی اور فارسی میں بھی ہوا، بڑی

Presented by Ziaraat.Com

مشہور کتاب ہے۔ اُس پر بعد میں ڈاکومینٹری ہالی وڈ نے بھی بنائی۔ ابھی تذکرہ کروں گا اور اُس کے بعد، تب جا کر اُس کی ریسرچ دنیا کے سامنے آئی، صاحبِ منبر سلونی جب منبر پر آئے اور جب پوچھنے والے نے پوچھا تو چیونٹی پر خطبہ دیتے ہوئے کہا ذرا اس ننھے سے کیڑے کو دیکھو مولا علیؑ نے بیس سال چیونٹی پر نہیں گزارے اور فوراً ہی کہنا شروع کیا، چلتے چلتے اُس کے اُچھلنے کو دیکھو اور دانہ لے جانے کو دیکھو، اس کی قطار کو، چلنے کو دیکھو، ذرا اس کے گھر کو دیکھو، تین حصوں میں گھر بناتی ہے، ایک حصہ وہ ہوتا ہے جہاں کھانے کی رسد رکھی جاتی ہے اور ایک حصہ مکان میں وہ ہوتا ہے جہاں ملاقاتیں ہوتی ہیں اور ایک حصہ وہ ہوتا ہے جہاں خوابگاہ ہوتی ہے، یعنی ملاقات کا کمرہ، ڈرائنگ روم اور خواب گاہ، ان ہی سے انسانوں نے سیکھا ہے۔ علیؑ نے سائنسدانوں سے پہلے بتایا ہے، ذرا اس کی آنکھ کو دیکھو کون ہے جو دعویٰ کرے کہ میں نے چیونٹی کی آنکھ کو دیکھا ہے، اور مولا کہتے ہیں کہ ایک آنکھ سے ڈھائی ہزار آنکھیں ہیں، اُس کی وہ ڈھائی ہزار چیزیں دیکھ سکتی ہے اور اُس کی حس اتنی تیز ہوتی ہے کہ اُس کے پیروں کو دیکھو اور اُس کے پیٹ کو دیکھو اور اُس کی پسلیوں کو دیکھو، آج تک سائنسدان تلاش کر رہے ہیں کہ پسلیاں کہاں ہیں، پیر کہاں ہیں۔ (نعرۂ حیدری)

یہ اپنی رسد کا انتظام برسات سے پہلے کر لیتی ہیں اور اس کی قوم تین حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ان میں ایک مزدور ہوتے ہیں، ایک سپاہی ہوتے ہیں اور ایک شاہی خاندان کے لوگ ہوتے ہیں اور جو مزدور ہوتے ہیں وہ جاتے ہیں رسد لینے کے لئے اور سپاہیوں کا کام یہ ہے کہ مزدوروں کی مدد کرتے ہیں، راستے میں اگر کوئی چیونٹی زخمی ہو جائے تو وہ اپنی زبان سے لعابِ دہن نکال کر

Presented by Ziaraat.Com

چیونٹی کے بازوؤں کو جوڑ دیتی ہیں اور اُس کے بعد دو چیونٹیاں اُس کو سنبھال کر گھر کی طرف لے کر چلتی ہیں، یہ کام ہے سپاہیوں کا اور مزدور رسد لے کر چلتے ہیں اور برسات سے پہلے گرمیوں اور جاڑے میں یہ اپنے کھانے کا سامان جمع کر لیتی ہیں اور جب کھانے کا سامان لاتی ہیں، تو گھر میں جہاں رسد خانہ ہے، وہاں رکھ دیتی ہیں اور پورے سال کا انتظام کرتی ہیں اور ان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کا سامان کہاں ملے گا اور کس راستے سے لے کر آنا ہے راستوں کا بھی پتہ ہوتا ہے اور اُسی راستے پر پوری قوم چلتی ہے، راستہ یہ بدلا نہیں کرتیں، پوری قوم اُدھر ہی چلتی ہے جدھر ہادی چلتا ہے اگر غلطی سے کبھی دھنئے کے بیج لے کر کوئی چیونٹی آجاتی ہے تو گھر میں پورا بیج لے کر نہیں جاتی ہے۔ بلکہ اُس دھنئے کے بیج کو مکان کے دروازے پر چار ٹکڑے کرتی ہیں، پھر ایک ایک ٹکڑا لے جاتی ہیں، کیوں؟ اس لئے کہ انہیں معلوم ہے کہ اگر دھنئے کا پورا بیج گھر میں لے گئے، تو جب بارش ہوگی، پانی آئے گا تو دھنئے کے بیج سے درخت اُگ آئے گا، میرا مکان ٹوٹ جائے گا۔ (نعرۂ حیدری)

آج کوشش کر رہے ہیں سائنسدان کہ چیونٹی کے چلنے کی آواز کو ٹیپ کریں، چودہ سو برس پہلے سیّد الساجدین نے کہا تھا کہ چیونٹی کے قدموں سے آواز بھی نکلتی ہے اور اب کبھی سائنسداں سن لے گا اور ٹیپ کرے گا۔ سائنس کیسے ثابت کرے گی کہ چیونٹیوں کے چلنے کی آواز نہیں ہوتی، معصومینؑ کو جو کہنا تھا وہ کہہ گئے، لیکن ڈاکٹر لارڈ فروڈے (Froday) کو یہ کہنا پڑا کہ مولائے کائنات جو کچھ کہہ گئے تھے، ہم اُس میں اضافہ نہ کر سکے۔ مولا علیؑ نے اس لئے کہا کہ مولا یہ دیکھ رہے تھے کہ قرآن میں اگر کوئی چھوٹی سی آیت ہے اور اُس کی تشریح

Presented by Ziaraat.Com

نہیں ہو پا رہی ہے تو مولا اُس کی تشریح کے لئے یہ سب کچھ کہتے تھے تا کہ قرآن کا ایک ایک لفظ تمہاری سمجھ میں آ جائے، تم عقل سے کام لو اور انسانیت کو سمجھ سکو، تم دیکھو کہ سلیمانؑ کا تخت جو ہے وہ ہواؤں کے دوش پر رواں ہے اور چیونٹیوں کی آواز کان میں پہنچ رہی ہے، نبی کو یہ معجزہ ملا ہے کہ سماع کی حس اتنی تیز ہے کہ چیونٹیوں کا سردار اپنی قوم سے یہ کہہ رہا تھا کہ جلدی جلدی اپنے گھروں کو واپس چلو۔ ملک کے بادشاہ کی سواری آ رہی ہے، سلیمانؑ نے آواز سن لی اور تخت کو روک دیا، پورا لشکر رُک گیا، سب درباری رُک گئے اور وہیں صحرا میں اُتر گئے، اُس کے قریب پہنچے جو چیونٹیوں کا سردار تھا، ہاتھ پر اُٹھایا اور اُٹھا کر کہا کہ تجھے بڑی باتیں کرنا آتی ہیں، اب سورۂ نمل بیان کر رہا ہے، قرآن میں یہ سب کچھ بیان ہوا، حضرت سلیمانؑ نے چیونٹی سے کہا تجھے بڑی باتیں کرنا آتی ہیں، تو نے یہ کیسے کہہ دیا کہ ہم تجھے کچلتے ہوئے نکل جائیں گے تو چیونٹی نے کہا، ارے بادشاہوں کا کیا معلوم کب کس کو روندتے چلے جائیں، کچھ ٹھیک ہے بادشاہوں کا حضرت سلیمانؑ نے کہا اچھا اچھا تجھے بڑی باتیں کرنا آتی ہیں یہ تو بتا کہ تو نے کیوں اپنی قوم کو واپس کروایا تھا، کہا اصل میں ہماری عبادت کا وقت قریب آ رہا تھا، آپ کے جاہ و حشم کو دیکھنے میں قوم لگ جاتی، عبادت کا وقت قضا ہو جاتا حالانکہ اتنا سمجھدار بادشاہ ہے چیونٹیوں کا، ایک نبی سے بات کر رہا تھا، اس لئے یہ نہیں کہا، دلیل ایسی دی اس لئے کہ یہ نبی جو ہے یہ ہر ایک کا نبی ہے یعنی دیو، چرند، پرند سب پر یہی حکومت کر رہا ہے، اس لئے بادشاہ کے سامنے ایک بادشاہ بول رہا تھا، تو اب نبی نے کہا کہ تو اپنی قوم کا سردار میں اپنی قوم کا سردار، میں انسانوں کا سردار، یہ بتا ہم دونوں میں رُتبہ کس کا بلند ہے تو

Presented by Ziaraat.Com

اُس نے کہا یا نبی اللہ اس وقت تو میرا رُتبہ بلند ہے، کہا کیوں؟ اس لئے کہ آپ تخت پر سوار ہیں میں نبی کے ہاتھ پر سوار ہوں، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ اگر ایک چیونٹی نبی کے ہاتھ پر آ جائے تو تھوڑی دیر کے لئے وہ بھی بلند ہوگئی لیکن میں یہ نہیں کہوں گا کہ فتحِ مکہ کے روز جو نبیؐ کے دوش پر آیا اُس کا مرتبہ کیا تھا مسلمانوں کے لئے۔ (نعرۂ حیدری)

مولائے کائنات صحرا سے گزر رہے ہیں۔ سلمانِ فارسیؑ ساتھ ہیں، ہزاروں چیونٹیاں بکھری پڑی ہیں تو سلمانِ فارسیؑ نے کہا قابلِ تعریف ہے وہ ذات جس نے ان ننھے سے کیڑوں کو بنایا اور قابلِ تعریف ہے وہ ذات کہ جو جانتی ہے کہ اس میں نر کتنے ہیں اور مادہ کتنے ہیں کدھر سے آ رہے ہیں اور کدھر جا رہے ہیں تو مولاؑ نے کہا سلمانؑ یہ کہو کہ قابلِ تعریف ہے وہ ذات کہ جس نے ان کو خلق کیا۔ اِن میں کتنے نر ہیں اور کتنے مادہ یہ تو میں بھی جانتا ہوں۔

حضرت سلیمانؑ کے دَور میں چیونٹیوں کے سردار نے اپنی قوم سے یہ کہا تھا کہ جلدی جلدی اپنے گھروں کو واپس چلو، عبادت کا وقت نکل جائے گا۔ سلمانؑ نے کہا مولا سنوائیے اس وقت کیا کہہ رہا ہے ان کا سردار ہاتھ پھیرا آنکھوں پر کہا دیکھو اب سنو کیا کہہ رہا ہے ان کا سردار اپنی قوم سے، اب جو سلمانؑ نے سنا تو سردار یہ کہہ رہا تھا کہ پوری قوم باہر آ جائے جو اندر ہیں وہ بھی باہر نکل آئیں اس لئے کہ آج ہم میں وہ آ گیا جس کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ (نعرۂ حیدری!)

اب آپ سمجھے میرے جوان بھائی جیسا کہ کل آغاز میں کہا تھا کہ قرآن میں یہ چرندوں پرندوں، کیڑے مکوڑوں کے نام پر، حشرات الارض کے نام پر سوروں کے نام کیوں رکھے گئے۔ یہ سورۂ نحل کیوں ہے، یہ سورۂ نمل کیوں ہے،

Presented by Ziaraat.Com

یہ سورۂ عنکبوت کیوں ہے، چیونٹی، شہد کی مکھی، مکڑی، ان چیزوں کے نام پر سورے بتا رہے ہیں کہ مالک کائنات انسانوں کو بتانا یہ چاہ رہا تھا کہ تم معرفتِ امام نہیں رکھو گے، لیکن یہ ننھے ننھے کیڑے عرفانِ امام رکھتے ہیں، اس لئے اُن کو یہ عظمت دے رہا ہوں، اس لئے یہ میں نے یہ ان کو عظمت دی ہے کہ یہ اپنے امام کو پہچانتے ہیں اور اتنی عظمت بڑھا دی کہ سورے کا نام نحل رکھ کر اُس میں ایک آیت رکھ دی۔ وَاَوۡحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحۡلِ ہم نے شہد کی مکھی پر وحی کی اور میں یہی کہا کرتا ہوں، کہ وہ مالک کائنات جو یہ دعویٰ کرے قرآن میں کہ ہم نے شہد کی مکھی پر وحی کی، ارے شہد کی مکھی پر وحی ہو یا تو آدمؑ پر وحی ہو، نوحؑ پر وحی ہو، ابراہیمؑ پر وحی ہو، داؤدؑ وسلیمانؑ وشعیبؑ، الیاسؑ، ادریسؑ وعیسیٰؑ پر وحی ہو اور یا یہ عالم کہ شہد کی مکھی پر وحی کرتا ہوں، شہد کی مکھی پر وحی کرنے والے، تیرا تو یہ بھی کمال ہے کہ تو مادرِ موسیٰؑ پر بھی وحی کرتا ہے، مریمؑ تو معصوم تھیں وحی ہوئی تو ٹھیک ہوئی، لیکن مادرِ موسیٰؑ پر وحی کیوں کی، معصوم تو نہیں ہیں۔ لیکن اللہ یہی کہے گا کہ ہم وحی کرتے ہیں، ہم کیڑے مکوڑوں پر بھی وحی کرتے ہیں، حیرانی نہ ہو، بس اتنا ہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اللہ جو کیڑے مکوڑوں پر وحی کر سکتا ہے، جو مادرِ موسیٰؑ پر وحی کر سکتا ہے، کیا وہ فاطمہ بنتِ اسدؑ پر وحی نہیں کر سکتا، ابو طالبؑ پر وحی نہیں کر سکتا ہے، آپ گھبراتے کیوں ہیں، ایمان پر بحث نہیں ہے کہ یہ صاحب عصمت ہیں، ان کا رابطہ اللہ سے ہے یا نہیں، اتنا گہرا رابطہ ہے کہ جب خانہ کعبہ کے پاس آئیں گی تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیسے یہ پتہ چلا کہ گھر کے اندر جانا ہے تو آواز آئی کہ فاطمہ بنتِ اسدؑ آجاؤ، گھر ٹوٹ کر بتا رہا تھا کہ آؤ اس گھر کے اندر آؤ، اگر وحی نہ ہوتی تو فاطمہ بنت اسدؑ کو یہ کیسے معلوم ہوتا کہ

Presented by Ziaraat.Com

بچّے کی ولادت گھر میں ہوئی ہے، میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ علیؑ کا نام تو اسمِ الٰہی میں تھا۔ یعنی علیؑ، محمدؐ، حسنؑ، حسینؑ وہ نام ہیں کہ ان سے پہلے یہ نام نہیں رکھے گئے تھے، یہ اچانک محمدؐ نام آ کہاں سے گیا، یہ اچانک علیؑ نام آ کہاں سے گیا آپ یہی کہیں گے کہ ابو طالبؑ نے گود میں لے کر بچے کا نام رکھا، اب یہ دیکھنا پڑے گا کہ ابو طالبؑ کو بتایا کس نے کہ اِس بچے کا نام علی رکھو، آواز آئی جو آواز آئی اسی کا نام وحی ہے کہ ابو طالبؑ بچے کا نام علیؑ رکھ دو۔ نعرۂ حیدری۔

اور جس پر وحی آتی ہو اگر نبی نہیں ہے، وہ ولی ضرور ہے اور ولی کا رابطہ جو ہے وہ اللہ سے رہتا ہے اور جو ولی ہوگا جس کا رابطہ اللہ سے ہوگا، اب اُس کا ایمان میں کیوں ثابت کروں، میں تو عصمت ثابت کروں گا، میں تو یہ ثابت کروں گا کہ ابو طالبؑ معصوم تھے، رضویہ کے عشرے میں میں عصمتِ ابو طالبؑ ایک موضوع رکھا تھا میں نے، اُس پر میں تقریر کر رہا تھا، مرحوم ہو گئے، ایک وکیل صاحب رضویہ میں رہتے تھے، اُن کا انتقال ہو گیا، محمد حسین صاحب وہ آئے اور میرے اوپر بگڑ گئے، ناراض ہو گئے کہنے لگے پہلے ایمان تو ثابت کیجئے بعد میں عصمت ثابت کیجئے بہت ناراض ہو گئے میرے اوپر اور پیہم مجھ سے بحث کرتے رہے کہ واہ واہ ابھی تو ایمان ثابت کر نہیں پائے آپ عصمت ثابت کرنے لگ گئے میں نے کہا آپ کو پریشانی کیا ہے، میں نے ابو طالبؑ کو معصوم کہہ دیا کہنے لگے کہ بس چودہ معصوم ہیں، میں چپ ہو گیا، میں نے کہا اچھا چودہ معصوم ہیں، ذرا یہ بتایئے کہ آدمؑ معصوم نہیں تھے، ابراہیمؑ معصوم نہیں تھے، موسیٰؑ معصوم نہیں تھے۔ عیسیٰؑ معصوم نہیں تھے کیا مریمؑ معصوم نہیں تھیں۔ اب صاحب وہ چپ ہو گئے، میں نے کہا اچھا اُن سب کو چھوڑ دیجئے، یہ بتایئے کہ کربلا میں

Presented by Ziaraat.Com

عباسؑ معصوم ہیں کہ نہیں، کہنے لگے کہ نہیں، میں نے کہا علی اکبرؑ معصوم ہیں، کہنے لگے کہ نہیں، میں نے کہا جناب قاسمؑ معصوم ہیں کہنے لگے نہیں، میں نے کہا علی اصغرؑ معصوم ہیں کہ نہیں، کہنے لگے کہ ہاں وہ ہیں۔ میں نے کہا چودہ تھے پندرہ تو ہو گئے، تو ایک سولھواں اور ابو طالبؑ کو بڑھا لیجئے پریشانی کیا ہے۔ میں نے اُنہیں سمجھایا ایک عصمتِ صغریٰ ہے، ایک عصمتِ کبریٰ ہے، چودہ معصوم جو ہیں وہ عصمت کبریٰ کے مرتبے پر فائز ہیں، اس کے علاوہ ایک لاکھ نبی جو ہیں وہ عصمتِ صغریٰ کے مرتبے پر فائز ہیں اور اُسی دائرے میں ابو طالبؑ بھی آ رہے ہیں، عبدالمطلبؑ بھی آ رہے ہیں۔ (نعرۂ حیدری)

توعصمت کی بات کرو، ایمان کی بات نہ کرو، ایمان کی بات کیا کرنا اس لئے کہ یہ لوگ تو وہ تھے کہ جو اپنا ایمان ثابت کرنے نہیں آئے تھے بلکہ تم کو صاحبِ ایمان بنانے آئے تھے جیسا کہ کل میں نے کہا تھا کہ رسولؐ کی زندگی کے تین دور ہیں۔ اسلام بنانا ہے، اسلام پھیلانا ہے، اسلام بچانا ہے، تو اسلام بنانے میں ابو طالبؑ کی مدد درکار ہے، اسلام پھیلانے میں علیؑ کی مدد درکار ہے، اسلام بچانے میں حسینؑ کی مدد درکار ہے۔ یہ دادا ہے، یہ بیٹا ہے، یہ پوتا ہے۔ (نعرۂ حیدری)

شہد کی مکھی پر وحی آتی ہے تو اب امام جعفر صادقؑ نے بھی بتایا اور تشریح کر کے بتایا کہ دیکھو کیا تم نے کبھی ان کے چھتے کو غور سے دیکھا، ایک چھتہ ہوتا ہے لیکن اُس میں چھ لاکھ حجرے ہوتے ہیں اور اس طرح کمرے بنتے ہیں کہ تم تو چار رُخے کمرے بناتے ہو، وہ چھ رُخے کمرے بناتے ہیں تا کہ جانے اور آنے میں اُنہیں تکلیف نہ ہو اور اُن کی قوم بھی تین حصوں میں بٹی ہوئی ہوتی ہے ایک شاہی خاندان کے افراد ہوتے ہیں اور ایک سپاہی ہوتے ہیں اور ایک مزدور

Presented by Ziaraat.Com

ہوتے ہیں اور وہ جو سپاہی ہوتے ہیں وہ پیغامبر بھی ہوتے ہیں اور پیغامبری میں چند مکھیاں جاتی ہیں اپنی ملکہ کی اجازت لے کر، اپنے بادشاہ کی اجازت لے کر اور کسی چمن کا پتہ لگاتی ہیں اور جب رس دار پھولوں کو پاتی ہیں تو آ کر اطلاع دیتی ہیں۔ جب واپس آتیں ہیں تو موسیقی کی آواز نکالتی ہوئی آتی ہیں ملکہ کو پتہ چل جاتا ہے کہ اب رس دار پھولوں کا پتہ چل گیا اور جب وہ پہنچتی ہے اپنی قوم کو لے کر تو آگے آگے ملکہ چلتی ہے، پیچھے پیچھے قوم چلتی ہے، کوئی ملکہ سے آگے نہیں بڑھتا، جدھر جدھر ملکہ جائے گی، پیغامبر راستہ بتاتے جائیں گے، جیسے ہی وہ چمن زار میں پہنچے، اُنہیں یہ پتہ ہے کہ کس پھول سے موم نکالنی ہے اور کس پھول سے رس نکالنا ہے لیکن جب وہ پھولوں پر بیٹھتی ہیں تو دامنِ گل پر گرد بھی نہیں پڑتی اور رس لے کر وہ اُڑ جاتی ہیں اور اُس کے بعد جب رس لے کر چلتیں ہیں تو اُن کو یہ بھی پتہ ہوتا ہے کہ کس پھول سے کڑوا رس نکلتا ہے، اب وہ مکھی جو کڑوا رس لے کر آئی ہے، دروازے پر اُس کی چیکنگ ہوتی ہے اور دیکھتے ہیں سپاہی کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ زہریلا رس لائی ہے، اگر اُس نے اندر جانے کی کوشش کی تو دروزے پر اُسے قتل کر دیا جاتا ہے یا اُسے واپس کیا جاتا ہے کہ میٹھا رس لے کر آؤ اور اس طرح کوئی موم لے کر آتا ہے اور کوئی رس لے کر آتا ہے اور اُس کے بعد وہی رس شہد بنتا ہے۔ جب وہ شہد بنتا ہے تو اُس شہد سے انسانوں کے لئے شفا ہے اور سنو ان کے سردار کا نام، ان کے بادشاہ کا نام یعسوب ہے اور اُن کے یہاں الیکشن نہیں ہوتا۔ اگر بادشاہ مرجائے تو شاہی خاندان سے بیٹے کو جانشین بنایا جاتا ہے، سلیکشن ہوتا ہے الیکشن نہیں ہوتا اور مولا علیؑ نے فرمایا تھا سنو اپنی قوم کا یعسوب میں ہوں، میں یعسوب الدین

Presented by Ziaraat.Com

ہوں۔ (نعرۂ حیدری)

شہد کی مکھیوں کے یہاں الیکشن نہیں ہوتا بتانا تھا کہ نبوت اور امامت میں بھی الیکشن نہیں ہوتا، یعسوب یعنی الیکشن نہیں ہوتا، شاہی خاندان سے جانشین چنا جاتا ہے اگر ملکہ مکھی کہیں پر بھی ہے، اب ہزاروں میل دُور سے اُس نے آواز دی ہے تو پوری قوم اُس کی آواز کو سن کر، اُسی کی طرف پہنچتی ہے جہاں بادشاہ ہوا کرتا ہے، ہم ان چیزوں سے بے خبر ہیں، ہم ان چیزوں سے کام نہیں لے رہے ہیں اور یورپ والوں کا اور امریکہ والوں کا کیا کہنا کہ آپ دیکھیں کہ معصومینؑ کے ایک ایک جملے پر اس طرح ریسرچ ہے کہ ملکہ مکھی جو ہوتی ہے، اُس کی آواز پر ہزاروں میل دور سے پوری قوم وہاں پہنچتی ہے۔ اس ایک جملے پر پوری فلم انگریزوں نے بنا دی، فلم کا نام رکھا ''دی سوام'' یعنی ''شہد کی مکھیوں کا حملہ'' اور دکھایا صرف یہ ہے کہ امریکہ کے ایک شہر اسٹین پر شہد کی مکھیوں نے حملہ کر دیا اور اس سے بچاؤ کے لئے سائنسدانوں نے انتظام کیا، بڑا انتظام کیا لیکن وہ حملہ کرتیں تھیں اور شہر والوں کو مار کر چلی جاتی تھیں یہاں تک کہ آرمی بلائی گئی اور ہیلی کاپٹروں اور جہازوں سے گیسز پھینکی گئیں، دوائیاں پھینکی گئیں کہ گھروں میں یہ لوگ، یہ مکھیاں سب مر جائیں لیکن اُن پر دوا کا اثر نہیں ہوا۔ کروڑوں، لاکھوں، اربوں کی تعداد میں آتیں تھیں کہ شہر میں اندھیرا چھا جاتا تھا، آدھے راستے میں ٹرین پہنچی تھی کہ ٹرین پر مکھیوں نے حملہ کیا، ٹرین اُلٹ گئی لوگ مر گئے، تمام ملک پریشان کہ شہد کی مکھیوں سے پیچھا کیسے چھڑایا جائے، فوج بلائی گئی کہ تم انتظام کرو اور بڑا کمانڈر جو ہے وہ کہتا ہے کہ شیشے کے مکانوں میں تم لوگ چھپ جاؤ اور یہاں سے گیس پھینکو اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ جو گیس ماسک

Presented by Ziaraat.Com

پہنے ہوئے تھے اُن کو بھی مکھیوں نے مار دیا۔

فوجی کرنل جو ہے وہ باہر نکلتا ہے اور کہتا ہے کہ میں جا کر خود اس مہم کا مقابلہ کروں گا، بہت غور سے سنئے یہ جملے کہاں سے ہالی وڈ والے لیتے ہیں اور کس طرح سیرتِ معصومینؑ کا مطالعہ کرتے ہیں، وہ لوگ اور کس طرح اُس سے فوائد حاصل کر رہے ہیں اور یہ کہہ کر باہر نکلا کہ آج تک کسی محاذ پر میں نہیں ہارا، لیکن یہ حقیر کیڑا مجھے شکست دے دے گا اور یہ کہہ کر باہر نکلا اور وہی ہوا کہ اُس حقیر کیڑے نے اُس کرنل کو بھی مار دیا، جو فوج کو کمانڈ کر رہا تھا، جملہ آیا کہاں سے یہ فکر آئی کہاں سے، وہ لوگ نشانیاں پہچانتے ہیں قرآن کی، حدیثوں کی نشانیاں پہچانتے ہیں، سیرتِ معصومینؑ کو اتنے غور سے پڑھتے ہیں منصور دوانیقی کا دربار ہے اور آپ کا چھٹا امام سامنے بیٹھا ہوا ہے، مکھی آتی ہے اور بار بار منصور کی ناک پر بیٹھتی ہے، مکھی آئی اور ناک پر بیٹھی منصور نے اُڑایا، پھر گھوم پھر کر آئی، پھر ناک پر بیٹھی، کئی بار ایسا ہوا کہ بار بار ناک پر بیٹھ رہی تھی، اب اُس کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا، ایک بار غصے میں کہا کہ یہ آپ کے اللہ نے مکھی کیوں بنائی، جیسا سوال تھا غصے میں ویسا ہی جواب دیا کہ تیرے جیسے ظالم و جابر بادشاہ کے سر کو جھکانے کے لئے، کہ فوجوں پر حکومت کرتا ہے، تخت و تاج رکھ کر ایک حقیر کیڑے پر تیرا بس نہیں چل رہا ہے امریکن فوج کے کرنل نے بھی یہی کہا کہ سب سے جیت گیا لیکن اس حقیر کیڑے سے ہار گیا، جملہ کہاں سے لیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے شہد کی مکھی کے بارے میں جو کہا اُس پر پوری فلم بنا دی گئی، ملکہ مکھی کی آواز قوم سن لیتی ہے، اب آپ دیکھیں آخر میں سائنسدانوں کی میٹنگ ہوئی اور سب کو بٹھایا گیا کہ اس حقیر کیڑے سے ہم پیچھا

Presented by Ziaraat.Com

کیسے چھڑائیں، اب دیکھیں سائنسدان جنگل میں گئے اور ترکیب کے ساتھ ملکہ مکھی کو گرفتار کیا اور شیشے کے مرتبان میں بند کیا گیا اور اُس کے بعد ملکہ مکھی کی آواز کو ٹیپ میں اتار لیا گیا۔ ٹیپ میں اتارنے کے بعد مختلف ٹیپ ریکارڈرز میں اُن آوازوں کو ٹیپ کیا گیا اور کئی ہزار ٹیپ ریکارڈرز جن کا کمپیوٹر سے سسٹم تھا اُنہیں ہیلی کاپٹر سے سمندر میں پھینکا اور جب وہ ٹیپ ریکارڈز سمندر میں پھینکے گئے تو ہیلی کاپٹر سے کمپیوٹر کے ذریعے سے آوازوں کو آن کیا گیا اور اِدھر سمندر کے کنارے آرمی گیسز لئے کھڑی ہے، پٹرول پھینکنے کے لئے سپاہی تیار ہیں اور ایسے میں جب ملکہ مکھی کی آوازوں کے ٹیپ کھلے تو جنگلوں سے کروڑوں مکھیاں ملکہ مکھی کی آواز پر چلیں اور سب سمندر پر گرنے لگیں، ملکہ مکھی اُنہیں پکار رہی تھی، اِدھر کروڑوں مکھیاں پانی میں گرتی جا رہی تھیں، آرمی پٹرول سمندر میں چھڑکتی جا رہی تھی، آگ لگاتی جا رہی تھی، کروڑوں مکھیوں کو سمندر میں جلا کر چین پایا اسٹین شہر والوں نے۔ اگر مولاؑ یہ نہ بتاتے کہ ملکہ مکھی کی آواز پر پوری قوم جاتی ہے، تو یہ فلم بنتی کیسے (نعرۂ حیدری)

اب ان باتوں کو سمجھو، ان نشانیوں کو پہچانو، مولا علیؑ نے جتنے علم دیئے، خدا کی قسم جتنے علم رائج ہیں، سب کا سلسلہ جا کر مولا علیؑ پہ ختم ہوتا ہے، علم کا سلسلہ مولا علیؑ پہ ختم ہوتا ہے، وہ چاہے الجبرا ہو، کیمسٹری ہو، فزکس ہو، فلسفہ ہو، منطق ہو، یا علم رجال ہو، جو بھی علم ہے اس وقت جتنے بھی علم رائج ہیں، مولا علیؑ نے ہر علم کے بارے میں کچھ نہ کچھ بتایا، ارے کیوں نہ بتاتے یہ وہ گواہ ہیں۔ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ جسے پوری کتاب کا علم ہے۔ وہ بتائے گا، وہ منبر پر بیٹھ کر بتائے گا، کہے گا کہ پوچھو مجھ سے زمین کی باتیں پوچھو، آسمان کی باتیں پوچھو، مگر

Presented by Ziaraat.Com

پوچھنے والے بھی کیسے کیسے تھے، عقل مند بھی تھے اور بے عقل بھی تھے، کوئی یہ پوچھتا تھا کہ مولا یہ بتایئے آج سے ہزاروں برس پہلے سقراط نے اپنے شاگردوں سے یہ کہا تھا کہ یہ بتاؤ کہ اگر قضا کے تیر آسمان سے چلیں اور چلانے والا خدا ہو اور تیروں کا رُخ بندوں کی طرف ہو اور قضا کے تیر اُن کو لگ رہے ہوں، تو اب بندے کس کو پکاریں گے، یہ کہ تیر تو اللہ چلا رہا ہے لیکن آج تک ہزاروں سال میں بھی کوئی جواب نہ دے سکا، مولاؑ آپ جواب دیجئے اور کوئی پوچھنے والا ایسا تھا، کہ یہ بتایئے کہ میرے سر پر بال کتنے ہیں۔ سعد ابن ابی وقاص نے پوچھا میرے سر پر بال کتنے ہیں، مولا نے کہا بتا تو دوں تیرے سر پر بال کتنے ہیں، تصدیق کیسے کرے گا تعداد کی، اس لئے کہ تو گن نہ سکے گا، تعداد تو بتا دوں، ہاں بس اتنا بتائے دیتا ہوں کہ تیرے گھر میں میرے بیٹے کا قاتل پل رہا ہے، عمرِ سعد پیدا ہو چکا تھا، سعد کا بیٹا۔ تیرے گھر میں میرے بیٹے کا قاتل پل رہا ہے، پرورش پا رہا ہے، جا ایک بات تجھے بتا دی اور جس نے یہ پوچھا تھا کہ سقراط کے سوال کا جواب دیجئے اُس سے کہا کون سا مشکل مسئلہ تو نے پوچھا کہ سقراط کے زمانے سے اب تک اتنی صدیوں سے کوئی اس کا جواب نہ دے سکا، اس کی مثال تمہارے گھر میں موجود ہے، کہا مولاؑ کیسے! کہا قضا کے تیر اگر چلیں اور چلانے والا خدا ہو اور اُن تیروں کا رُخ بندوں کی طرف ہو، تو سنو اللہ اُسی کو پکارو، اُس ہی کی طرف رجوع کرو اس لئے کہ جب باپ یا ماں اپنے بچے کو طمانچہ مارتے ہیں تو بچہ کسی اور کو مدد کے لئے نہیں پکارتا بلکہ باپ کے دامن سے لپٹ جاتا ہے۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

اُسی سے مدد مانگو، وہی تمہاری مدد کرے گا، نا معلوم کتنے سوال پوچھے گئے،

Presented by Ziaraat.Com

جب مولا علیؑ نے سلونی کہا تو کیسے کیسے مسائل حل کئے اور ایسی ایسی باتیں بتا دیں، کیا کہنا ارے ان کے گھر میں جو آ جائے اور آنے کے بعد اس گھر میں چند دن زندگی گزار لے تو وہ فضہ اور قنبرؑ بنتا ہے، وہ سلمانؑ بنتا ہے، وہ ابوذرؓ بنتا ہے، کوئی بھی مسئلہ حل کرنے میں، جیسا کہ میں نے اعلان کیا تھا کہ میں مصائب میں بیبیوں کا ذکر کروں گا اور یہ بات بھی ہے کہ چہلم کے مہینے میں بیبیوں کا ذکر ہوتا ہے لیکن میں نے انتخاب کربلا کی بیبیوں کا کیا لیکن کیا کروں چند بیبیاں ایسی ہیں جو کربلا میں تو نہیں ہیں لیکن کربلا سے گہرا ربط ہے، ایک کا ذکر کل کیا، جو مرکزی نقطہ ہیں کربلا کا یعنی شہزادی جنابِ فاطمہؑ اُن کا ذکر کل کر چکا، اب دو بیبیاں ایسی ہیں جو کربلا میں نہیں ہیں اور اُن دونوں کا ذکر بھی کروں گا، لیکن کربلا کے ربط کے ساتھ ایک بی بی تو اُمِ سلمٰیؑ ہیں اور ایک اُم البنینؑ۔ کل میں نے رسولؐ کی بیٹی کا ذکر کیا آج میں رسولؐ کی بیوی کا ذکر کروں تا کہ دنیا والے جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ازواجِ نبیؐ کا احترام ہم نہیں کرتے تو آج ہم بتا دیں کہ کتنا احترام کرتے ہیں اور کیا کہنا شاید ہمارے بچوں اور جوانوں کو یہ نہ علم ہو کہ اُمِ سلمٰیؑ کون ہیں اور کس خاندان سے ہیں، سنئے اُمِ سلمٰیؑ جنابِ عبدالمطلبؑ کی سگی نواسی ہیں، عبدالمطلبؑ کی بیٹی کا نام عاتکہ ہے اور سہیل ابن مغیرہ ابنِ عبداللہ کی بیوی ہیں عاتکہ خواب دیکھتی ہیں کہ پتھر گرا پہاڑ پر سے اور آ کر مکے میں گرا اور اُس کے ذرّے ذرّے سے مکے والے فنا ہو گئے، صبح کو اُٹھ کر اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلبؑ سے خواب بیان کیا، پورے مکے میں خواب پھیل گیا، لوگوں نے سنا، ابوجہل نے سنا تو کہا کہ پہلے تو بنی ہاشم میں مرد نبی ہوا کرتے تھے اب عورتیں بھی نبی ہونے لگیں۔ ابھی تین دن گزرے تھے کہ خواب کی

Presented by Ziaraat.Com

تعبیر سامنے آئی اور جنگِ بدر چھڑی اور مکّے والے مدینے والوں کے ہاتھوں فنا ہو گئے، خواب کی تعبیر سامنے آئی تو مکے والے یہ سمجھے کہ خواب سچا تھا، ایسی خاتون کی بیٹی ہیں اُمِ سلمیٰؑ اور کب پیدا ہوئیں ہیں، اُس وقت پیدا ہوئیں اور حضرت علیؑ کا سِن اور ان کا سِن برابر تھا، ایک ہی سال میں دونوں پیدا ہوئے، اُمِ سلمیٰؑ اور علیؑ ہم سِن ہیں اور انہوں نے دو ہجرتیں کیں، ایک حبش کی طرف ہجرت کی ہے اور ایک حبش سے مدینے کی طرف، چار بچے ہیں ان کے۔ شوہر کا نام عبداللہ ہے اور شوہر کون ہیں، حضرت عبدالمطلبؑ کے سگے نواسے عبداللہ، یہ دوسری بیٹی کے بیٹے تھے، یعنی اُمِ سلمیٰؑ کے خالہ کے بیٹے ہیں، ان کے شوہر عبداللہ اور دونوں کی شادی ہوتی ہے، چار اولادیں تھیں دو بیٹے دو بیٹیاں اور جنگ میں شوہر شہید ہوئے، اب اُس کے بعد رسولؐ نے دیکھا کہ اُمِ سلمیٰؑ بیوہ ہو گئیں اور رسولؐ کی سگی پھوپھی کی بیٹی ہیں اور مورخین نے یہ لکھا کہ جنابِ عبداللہ اور جنابِ ابو طالبؑ اپنی بہن عاتکہ سے بہت محبت کرتے تھے اس لئے بھانجی سے بھی بہت محبت تھی اور رسولؐ کو اس لئے ان سے محبت تھی، جب بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمر نے اور حضرت ابو بکر نے شادی کا پیغام بھیجا لیکن اُمِ سلمیٰؑ نے انکار کر دیا اس لئے کہ شوہر کی زندگی میں ایک دن گفتگو ہوئی تھی اور اُمِ سلمیٰؑ نے کہا تھا کہ عبداللہ میں یہ چاہتی ہوں کہ آؤ یہ دعا کریں کہ مرنے کے بعد بھی ہمارا اور تمہارا رشتہ قائم رہے، تو عبداللہ نے کہا تھا کہ سنو اُمِ سلمیٰؑ میں یہ دعا کروں گا کہ اگر میں مر جاؤں تو تمہیں میرے بعد اچھا شوہر ملے، شوہر کی دعا قبول ہوئی اور رسولؐ جیسا شوہر ملا، اُمِ سلمیٰؑ کو بیاہ کر لے آئے اور جس دن بیاہ کر لائے کہا اُمِ سلمیٰؑ میں نے ہر بی بی کے یعنی پانچ بیویاں آ چکیں ہیں، اب یہ

Presented by Ziaraat.Com

چھٹی بیوی ہیں اور مؤرخین نے لکھا کہ خدیجہؑ کے بعد اگر خدیجہؑ کی کمی کو کسی نے پورا کیا تو اُس کا نام اُمِ سلمیٰؑ تھا۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

اُمِ سلمیٰؑ بیاہ کر آئیں تو رسولؐ پہلا جملہ یہ کہتے ہیں کہ ہر بی بی کے لئے میں نے ہفتے کا ایک دن مقرر کیا ہے، اُمِ سلمیٰؑ ہفتے کا پہلا دن میں نے تمہارے لئے رکھا ہے، اِدھر تو رسولؐ یہ کہہ رہے ہیں وہاں شادی جب ہوئی تھی، اُس ہی وقت چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں، باتیں شروع ہوگئیں تھیں کہ ایک بی بی دوسری بی بی سے یہ کہہ رہی تھی کہ ارے اب تو بڑا غضب ہوگیا اس لئے کہ میں نے سنا ہے کہ اُمِ سلمیٰؑ بڑی خوبصورت ہیں، کیا کروں ساری حدیثیں کتابوں میں موجود ہیں اس لئے بیان کرنا پڑتی ہیں، تو اُمِ سلمیٰؑ آئیں لیکن حُسن پر ناز کرتی ہوئی نہیں آئیں، اُمِ سلمیٰؑ یہ نہیں بتانا چاہتی تھیں کہ رسولؐ اس لئے میری عزت پر ناز کرتے تھے کہ بڑی خوبصورت ہیں، جس کو ہوگا اپنے حُسن پر ناز ہوگا، یہ دیکھو کہ جب دونوں بیویاں سامنے بیٹھیں تو رسولؐ کیا کہہ رہا ہے کہ کاش ایسا نہ ہوتا کہ میری ایک بیوی اونٹ پر بیٹھ کر جائے اور حوّاَب کے کتّے اُس پر بھونکیں، اُمِ سلمیٰؑ گھبرا گئیں کہا یا رسولؐ اللہ میں تو نہیں ہوں تو دوسری بیوی کی طرف دیکھ کر اُس کا وہ نام جو زیادہ مشہور تھا، وہ نام لے کر کہا شاید وہ ہو اور جب وہ دن آیا تو اُمِّ سلمیٰ نے کہا جا کر ارے کیا کرنے جارہی ہے، بھول گئی تو کہ رسولؐ نے یہ کہا تھا، کہ حوّاَب کے کتے بھونکیں گے، کہا کیا تم وہی بننا چاہتی ہو، بس اُمِ سلمیٰؑ نے جب پورا خطبہ دیا اور سب کچھ یاد دلایا تو گھر کی طرف واپس چلیں، لیکن طلحہ اور زبیر کھڑے ہوئے تھے دروازے پر، کہا اس عورت کے بہکانے میں نہ آئیں، لیکن وہ بی بی کیا کہنا اُس کا کہ اُس نے مولائے کائنات کو خط لکھا کہ اگر رسولؐ کی

Presented by Ziaraat.Com

طرف سے اجازت ہوتی تو جمل میں میں آپ کی طرف سے جنگ کرتی، لیکن میں نہیں جاسکتی تو میں اپنے بیٹوں کو ساتھ ساتھ کر رہی ہوں اور بیٹوں کو ساتھ کیا کہ جمل میں جا کر مولائے کائنات کے ساتھ جنگ لڑنا اور بی بی سے تین سو اٹھتر (۳۷۸) حدیثیں ہیں، ایک بی بی سے دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) تو دوسری سے تین سو اتنی کمی لیکن اُس کے باوجود اس کمی کو اس طرح دیکھیں کہ اُس دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) میں ضعیف زیادہ ہیں اور اُس تین سو میں ایک بھی ضعیف نہیں یعنی حد ہے حدیثِ کساء اُمِ سلمیٰؓ سے بیان ہوئی اور ایک دو نہیں بلکہ مورّخین نے لکھا کہ واقعی خدیجہؑ کے بعد جو انہیں مرتبہ ملا تو یہ راز دارِ رسالت تھیں، یہ مرتبہ کسی بیوی کو ملا، ایسی راز دار بیوی تھیں کہ رسولؐ اپنے راز بتایا کرتے تھے اور اُمِ سلمیٰؓ اکثر کہتی تھیں کہ ان رازوں میں سے کوئی راز آپ چاہیں تو میں آپ کو بتا دوں، جب رسولؐ اجازت دیا کرتے تھے تو اکثر بتا بھی دیا کرتیں تھیں اور کبھی کبھی ناراض بھی ہو جایا کرتیں تھیں۔ جب آخری وقت رسولؐ کا آیا اور سب نے دیکھا کہ فاطمہؑ سے کچھ کہا تو بی بی رونے لگیں اور تھوڑی دیر کے بعد جب کوئی جملہ کہا تو مسکرانے لگیں، اب تشویش ہوگئی کہ کیا کہا، اب تم بتاؤ تم تو راز دارِ رسالت ہو، رسولؐ نے اس وقت اپنی بیٹی سے کیا کہا تو بی بی یہ کہتی ہیں کہ مجھے معلوم ہے کہ رسولؐ نے کیا کہا ہے لیکن میں شہزادی کی اجازت کے بغیر تمہیں بتاؤں گی نہیں، یہ ہے بی بی کا مرتبہ یعنی اتنا عظیم مرتبہ ہے اس بی بی کا کہ چوراسی سال کی عمر پائی۔ یہ واحد بی بی ہیں کہ جو کربلا کے واقعے تک موجود ہیں، یہ قدرت کا انتظام ہے کہ جب واقعۂ کربلا ہوا تو علیؑ کی بھی ایک بیوی موجود رہے اور رسولؐ کی بھی ایک بیوی موجود رہے تا کہ محشر میں گواہی

Presented by Ziaraat.Com

دینے والوں میں رسولؐ کی بیوی بھی ہو اور علیؑ کی بیوی بھی ہو۔ کربلا کا واقعہ جب محشر میں پیش کیا جائے تو گواہی میں رسولؐ کا نمائندہ بھی ہو اور علیؑ کا نمائندہ بھی ہو، اور ایسی بیوی ہو کہ جس کے اوپر رسالت کو اعتماد تھا اس لئے اللہ نے اُمِ سلمیٰؑ کو چوراسی سال زندہ رکھا اور اب یہ رازدارِ کربلا بھی ہیں اور مقتل میں لکھا گیا کہ جتنے تبرکاتِ نبی تھے وہ آخر میں اُمِ سلمیٰؑ کے سپرد کئے گئے تاکہ قید خانۂ شام سے بیٹا واپس آئے تو نانی یہ چیزیں اُس کے حوالے کردے تو واحد بی بی ہے چوراسی سال کی ضعیف بی بی حسینؑ کو سینے سے لگا کر کہتی ہیں میرے لعل! عراق نہ جاؤ، اس لئے کہ ایسا واقعہ اُمِ سلمیٰؑ کے سامنے ہوا تھا کہ یہ بی بی بڑی حیران ہے۔ اٹھائیس رجب کو بڑی حیرانی ہے واقعہ صرف اتنا تھا کہ بی بی کہتی ہے کہ ایک دن جیسا کہ ایک ایک دن بٹا ہوا تھا، اُس دن رسولؐ میرے گھر مہمان تھے۔ آئے اور کہا ضعف بہت ہے میں حجرے میں آرام کرنے جا رہا ہوں، اُمِ سلمیٰؑ میری چادر مجھے دے دو، میں سونا چاہتا ہوں اور دیکھو اُمِ سلمیٰؑ اگر کوئی آئے تمہارے حجرے میں تو کسی کو میرے قریب نہ آنے دینا۔ دروازہ بھیڑ دو، میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ اُمِ سلمیٰؑ کہتی ہیں میں نے دروازے کو بھیڑ دیا، دیکھا رسولؐ چادر اوڑھ کر لیٹ گئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ میں اپنے کام میں مصروف تھی کہ رسولؐ کا چھوٹا نواسہ کھیلتا ہوا آیا اور سیدھا اُس حجرے کی جانب چلا میں دوڑی اور دوڑ کر حسینؑ کو پکڑ لیا اور کہا بیٹا نانا آرام کر رہے ہیں اندر مت جانا، کہتے ہیں نانی نانی میں تو جاؤں گا نانا کے پاس، ابھی نانی اور نواسے میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک بار حجرے سے آواز آئی اُمِ سلمیٰؑ کون آیا ہے، کہا آپ کا نواسہ حسینؑ آیا ہے فرمایا کہ اُسے مت روکنا، اُسے آنے

Presented by Ziaraat.Com

دو۔ اُم سلمیٰؑ کہتی ہیں میں نے اجازت دی۔ بچہ دروازہ کھول کر اندر گیا اور میں نے دیکھا کہ جیسے ہی حسینؑ پہنچے رسولؐ نے حسینؑ کو اپنے سینے پر لٹا لیا۔ مسکرا کر نواسے سے باتیں کرنے لگے میں باتوں کی آواز سن رہی تھی۔ حسینؑ ہنس رہے تھے، رسولؐ باتیں کر رہے تھے نانا اور نواسے میں بڑی محبت کی باتیں ہو رہی تھیں۔ مجھے بڑا اطمینان ہو گیا میں آ کر اپنے کام میں مصروف ہو گئی ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ میرے کانوں میں رونے کی آواز آئی۔ اُم سلمیٰؑ کہتی ہیں کہ میں حجرے کے قریب گئی۔ اب جو میں نے دیکھا تو منظر میں نے یہ دیکھا کہ حسینؑ نانا کے سینے پر کھیلتے کھیلتے سو گئے تھے رسولؐ خدا کا ایک ہاتھ زمین پر تھا اور مٹھی بند تھی اور رسولؐ رو رہے تھے، آنسو بہہ رہے تھے، میں حجرے میں داخل ہو گئی میں نے کہا یا نبی اللہ یہ مسرت کا موقع ہے رونے کی وجہ۔ کہا اُم سلمیٰؑ کیا بتاؤں ابھی میرا پیارا میرے سینے پر سویا تھا کہ جبریلؑ امین آئے اُنہوں نے مجھے اطلاع دی کہ اس نواسے کو بہت چاہتے ہیں آپ کربلا کے میدان میں تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کیا جائے گا اور دیکھو اُم سلمیٰؑ جبریلِؑ امین نے مجھے اُس جگہ کی خاک بھی لا کر دی اور دیکھو اُم سلمیٰؑ اس خاک سے مجھے حسینؑ کی خوشبو آتی ہے۔ یہ کہہ کر اُم سلمیٰؑ سے کہا کہ اس خاک کو حفاظت سے رکھ لو۔ بی بی کہتی ہیں میں نے اُس خاک کو اُسی دن ایک شیشی میں رکھ کر طاق میں رکھ دیا۔ اُس کو میں نے پردے سے بند کر دیا۔ اُس خاک کو میں اکثر دیکھتی رہتی تھی یہاں تک کہ رسولؐ کی وفات ہو گئی، فاطمہؑ کی وفات ہوئی، علیؑ کی بھی وفات ہوئی، حسنِ مجتبیٰ کی بھی وفات ہوئی کہ اب وہ دن آیا کہ میرا نواسہ مجھ سے کہنے لگا نانی خدا حافظ میں عراق جا رہا ہوں۔ اُم سلمیٰؑ کہتی ہیں کہ حسینؑ رات سے میں گھر کے مکان کی

Presented by Ziaraat.Com

دیواروں کے پیچھے سے رونے کی آوازیں سُن رہی ہوں۔

حسینؑ نے کہا نانی یہ جنّات رو رہے ہیں، نانی کو سمجھایا رخصت ہوئے۔ اُمِ سلمیٰؑ کہتی ہیں کہ جب میرا لعل سدھارا اُس دن سے میری یہ عادت ہوگئی تھی کہ صبح کی نماز پڑھتی تھی اور اُس خاک کو جا کر دیکھ لیتی تھی۔ ظہر کی نماز پڑھتی تھی اُس خاک کو جا کر دیکھتی تھی یہاں تک کہ رجب گزرا، شعبان گزرا اور اس کے بعد شوال گزرا، ذیقعد اور ذوالحج گزرا اور اُس کے بعد محرم کا چاند ہوا۔ محرّم کے چاند کے ہوتے ہی میرا اضطراب بڑھ گیا، میری پریشانی بڑھنے لگی۔ بی بی کہتی ہیں کہ جب سات تاریخ آئی تو میں جب پانی پیتی تھی تو میرے گلے سے پانی نہ اُترتا تھا اور پانی حلق میں اٹکتا تھا اور یہاں تک کہ عاشور کا دن آیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے صبح کی نماز پڑھی۔ اُس حجرے میں جا کر میں نے خاک کو دیکھا، شیشی میں خاک اُسی طرح رکھی ہوئی تھی۔ جب ظہرین کی نماز پڑھ چکی اور مصلّے پر میری آنکھ لگ گئی اور ظہرین کی نماز کے بعد میں اُس شیشی کو جا کر نہ دیکھ سکی بی بی کہتی ہیں کہ ابھی میری آنکھ لگی تھی میں نے عجب خواب دیکھا، میں نے ختمی مرتبتؐ کو دیکھا، بالوں پر خاک پڑی ہوئی تھی، ہاتھ میں دو شیشے تھے۔ جس میں تازہ لہو جوش مار رہا تھا۔ میں پریشان ہوگئی میں نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ آپ کا کیا عالم ہے تو بے اختیار کہا اُمِ سلمیٰؑ میرے حسینؑ کو مار ڈالا گیا، سب قتل ہو گئے دیکھو کربلا والوں کا لہو لے کر آیا ہوں۔ اُمِ سلمیٰؑ کہتی ہیں میری آنکھ کھل گئی اور اب میں اُس طاق کے پاس پہنچی، پردہ میں نے ہٹایا تو اُس شیشی میں خاک تو نہیں تھی تازہ لہو جوش مار رہا تھا، میں نے اُس شیشی کو طاق سے اُٹھایا اور ایک بار محلۂ بنی ہاشم کے ایک ایک گھر میں لے کر گئی اور کہا کہ ارے کچھ خبر بھی ہے

Presented by Ziaraat.Com

ارے آج میرا لعلؑ مارا گیا، آج میرا حسینؑ مار ڈالا گیا۔ آؤ مل کر حسینؑ کا ماتم کریں، بیبیاں ساتھ ساتھ اور اُمِ سلمیٰؑ اُس شیشی کو دیکھ رہی ہیں، ارے یہ کیسا تعزیہ ہے جو رسولؐ کے گھر میں رکھا گیا ہے، ہر بی بی نے اس تعزیئے کے سامنے ماتم کیا ہے، یہ تعزیئے کا آغاز ہے، یہ تابوت کا آغاز ہے، اُس شیشی کو سامنے رکھا اور اُمِ سلمیٰ نے کہا آؤ سب مل کر شیشی کے گرد حسینؑ کا ماتم کریں۔ بیبیوں نے ماتم شروع کیا۔ بس آخری جملہ کنیز نے آ کر اطلاع دی کہ اُمِ سلمیٰؑ فاطمہ صغریٰؑ آ رہی ہیں بس یہ سننا تھا کہ سب نے چادریں اتاریں اور شیشی پر ڈال دیں ارے کہیں فاطمہ صغریٰؑ نہ دیکھ لے۔

Presented by Ziaraat.Com

تیسری مجلس

کلمہ طیّبہ

سیرتِ امامِ حسنؑ و امام حسینؑ، ذکرِ جنابِ فضّہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے، درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

''سیرتِ معصومینؑ'' کے موضوع پر آج اس عزاخانے میں عشرۂ ثانی کی تیسری تقریر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں۔ ارشادِ ربّ العزت ہے کہ:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ (سورۂ الحجر، آیت ۷۲)

ترجمہ: (اے رسولؐ) تمہاری جان کی قسم! وہ یقیناً اپنے نشہ میں لڑکھڑا رہے ہیں۔

اپنے حبیب کو پروردگار نے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، تمہاری پوری زندگی کی قسم۔

عمر پانچ برس کی بھی ہوتی ہے ۱۰ برس کی بھی ہوتی ہے ۲۵ برس کی بھی ہوتی ہے، یہاں کوئی قید نہیں ہے کہ عمر کے کس حصے کی قسم کھائی گئی ہے، یہ قید نہیں ہے کہ جب تم ۴۰ برس کے ہو جاؤ گے اُس وقت کی قسم، پوری عمر کی قسم، پوری حیات کی قسم۔

جب تم نبی بنو گے اس وقت کی قسم، نہیں تم تو ہمیشہ سے نبی تھے، پوری حیات

Presented by Ziaraat.Com

کی قسم۔قسموں میں راز رکھے گئے۔

عقائد کی اصلاح کی گئی ہے، پوری حیات میں کوئی عیب نہیں ہے، میں کامل شے کی قسم کھا رہا ہوں، بطنِ آمنہؑ سے طلوع ہے اور یثرب کی سرزمین پر پوشیدہ ہوگئے۔ پوری حیات کی قسم، میدان میں ہو یا مکان میں، حالتِ صحت ہو یا حالتِ مرض تم بے عیب ہو، میں تمہاری بے عیب عمر کی قسم کھا رہا ہوں۔

اللہ نے قرآنِ مجید میں قسمیں کیوں کھائیں؟

یہ اعتراض طرح طرح کی رنگ آمیزیوں کے ساتھ مختلف طور پر دُہرایا جاتا رہتا ہے۔مگر قسم کی حقیقت اور اس کی تاریخ پر ذرا غور وفکر کرنے کی زحمت گوارا کی جاتی تو یہ عقدہ خود بخود حل ہو جاتا۔

اصل میں قسم کا استعمال ابتداً اس طرح شروع ہوا کہ جب کوئی اہم واقعہ بیان کیا جاتا۔تو اس کی صحت اور تصدیق کے لئے کسی شخص کی گواہی پیش کی جاتی۔

یہی طریقہ جب بڑھنے لگا تو انسان کے علاوہ حیوانات اور جمادات کی شہادت بھی معرضِ ثبوت میں آنے لگی۔ مثلاً ہم خود اپنی زبان میں کہتے ہیں ''در و دیوار'' اس بات پر شاہد ہیں۔ آسمان وزمین اس امر پر گواہ ہیں۔ اس نے جنگ میں جس جانبازی کے جوہر دکھائے۔ میدان جنگ اس کی گواہی دے سکتا ہے، وغیرہ وغیرہ، عربی زبان میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ اس قسم کی شہادتوں کے پیش کرنے سے اصلی غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ چیزیں زبانِ حال سے اس کی شاہد ہیں۔ یعنی اگر ان میں ذرا بھی بولنے کی سکت ہوتی تو ضرور کہہ اُٹھتیں کہ ہاں یہ واقعہ سچ ہے۔ یہی طریقہ آگے چل کر قسم کے معنی میں مستعمل ہونے کا لفظ، قسم کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ سورۂ منافقون میں ارشاد ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (۱) اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (سورۂ المنافقون۔ آیت ۱، اور ۲)

اس آیت میں منافقین کے الفاظ میں قسم کا لفظ مذکور نہیں۔ صرف شہادت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ قرآن مجید نے اسی شہادت کو قسم قرار دیا ہے۔ اسی کا اثر ہے کہ آج بھی ہم اپنی زبان میں قسم کھاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ خدا گواہ ہے۔ خدا شاہد ہے، عربی زبان زبان نے جب وسعت اختیار کی تو بعض حروف قسم کے ساتھ خاص ہو گئے۔ جیسے واؤ۔ ب۔ ت۔ واللہ۔ باللہ۔ تاللہ کہیں صاف لفظ قسم ہوتا ہے اور کبھی لا کے ساتھ آتا ہے۔ لَآ اُقْسِمُ اور کبھی جملہ پر لام لا کر قسم کھائی جاتی ہے۔ جیسے لَعَمْرُكَ۔

اب قسم کا استعمال دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جب کوئی چیز بیان کی جائے تو اس کے ثبوت پر کوئی شہادت پیش کی جائے۔ خواہ وہ شہادت ذی روح کی ہو یا غیر ذی روح کی بزبانِ حال ہو، یا بزبانِ قال۔ دوسرے یہ کہ کسی چیز کی توثیق و اثبات کے لئے کسی عظیم الشان شے یا کسی عزیز چیز کی قسم کھائی جائے یہ دوسرے معنی قسم کے حقیقی معنی نہیں۔ بلکہ مجازی ہیں جو بعد میں چل کر پیدا ہو گئے۔ قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ کے لئے قسم کا لفظ آیا ہے۔ پہلے معنی کے لحاظ سے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نہایت کثرت سے شمس و قمر لیل و نہار ابر و باد، کوہ و صحرا، چرند و پرند، دریا اور سمندر، غرضیکہ جا بجا تمام ظاہرِ قدرت کی نسبت آیت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس کے معنی نشانی کے ہیں جن

Presented by Ziaraat.Com

چیزوں کو اکثر مواقع پر آیات کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ ان کی جا بجا قسم بھی کھائی ہے، جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ یہ تمام چیزیں اس کے وجود اور عظمت و شان پر شہادت دے رہی ہیں اور اس کی قدرت پر گواہ ہیں۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا (۱) فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا (۲) فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا (۳) اِنَّ اِلٰـهَكُمْ لَوَاحِدٌ (سورۂ الصافات۔ آیت ۱ تا ۴)

ترجمہ: قسم ہے صف باندھ کر کھڑے ہونے والوں کی، پھر قسم ہے جھڑکنے والوں کی پھر قسم ہے ذکر کر کے تلاوت کرنے والوں کی۔

''عبادت میں یا جہاد میں پرا باندھنے والوں کی قسم پھر بدوں کو برائی سے جھڑک کر ڈانٹنے والوں کی قسم پھر قرآن کے پڑھنے والوں کی قسم''۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا

خدائے تعالیٰ پرا باندھنے والوں کی قسم کھا رہا ہے۔ یعنی عبادت خواہ جہاد میں صف قائم کرنے والوں کی قسم کھا رہا ہے۔ پھر فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا بدوں کو برائی سے جھڑک کر ڈانٹنے والوں کی قسم کھا رہا ہے۔ پھر فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا قرآن کے پڑھنے والوں کی قسم کھا رہا ہے۔ اور تین قسمیں کھانے کے بعد ارشاد ہوا اِنَّ اِلٰـهَكُمْ لَوَاحِدٌ تمہارا معبود یقیناً ایک ہے۔

خداوند عالم کی یہ قسمیں چار اہم باتوں کی مظہر ہیں۔ ہم لوگ جب قسم سے باتیں شروع کرتے ہیں تو انھیں کی قسم ہوتی ہے جن کو ہم عزیز و پیارا اور بلند ترین سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ خدا کی بارگاہ میں وہ لوگ کتنے عزیز اور پیارے ہیں جو صف باندھتے ہیں عبادت میں یا جہاد میں پھر ایسے لوگوں کی قسم کھا رہا ہے جو بد اعمالوں کو ان کی برائیاں دیکھ کر جھڑک دیتے ہیں اور ڈانٹ دیتے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

خدا کی بارگاہ میں وہ لوگ کتنے بلند ترین اور عزیز ترین ہیں۔ اور وہ صف بہ صف میدانِ جہاد میں عبادت کے لئے کھڑے ہونے والوں کی قسم اور نافرمانوں اور مجرموں کو پھٹکارنے والوں کی قسم وہ کلام نصیحت سناتے ہیں یعنی امرِ حق کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ وہ قرآن پڑھتے ہیں یعنی اس کے اوامر کی پیروی و اطاعت اور اس کے نہی سے احتراض کرتے ہیں ان کی قسم کھا رہا ہے اور ظاہر ہے پروردگار عالم کو یہ لوگ عزیز ہیں اس لیئے ان کی قسم کھا کر کہتا ہے تاکید کے ساتھ کہ تمہارا معبود یقینی ایک ہے۔ یہاں لفظ ''الہٰ'' استعمال ہوا ہے۔ وہ معبود جس کی عبادت کی جارہی ہو اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ وہ معبود جو فی الحقیقت اس کا مستحق ہو کہ اُس کی بندگی و عبادت کی جائے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ وہ لائقِ عبادت ہے، اس لیئے اس کی عبادت کرتا ہوں۔

یہ آیات حسینؑ اور لشکرِ حسینؑ کی مدح کرتی نظر آتی ہیں۔ یہ کربلا والے تھے جو صف بہ صف میدانِ جہاد میں نماز ادا کر رہے تھے اور بُروں کو جھڑک رہے تھے، نصیحت کر رہے تھے اور لا اِلٰہ کی بنیاد رکھ رہے تھے۔

آج مجلس شروع ہونے سے پہلے ایک سوال یہ کیا گیا کہ صاحب یہ کلمہ جو پڑھتے ہیں، علی ولی اللہ ملتِ جعفریہ کا یہ کلمہ کہاں سے آیا، اِسی موضوع سے میں تقریر کا آغاز کر رہا ہوں اور جواب دے رہا ہوں کلمہ کہاں سے آیا کلمے کے دو جز ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تیسرا کلمہ کہاں سے آ گیا تو سرکار یہ ناصر الملت یہ کہا کرتے تھے، میں نے تو اُنہیں نہیں دیکھا، لیکن جو اُن کی تحریریں ہیں، اُن سے پتہ چلتا ہے، مناظرے کے اصولوں میں وہ یہ بتا دیتے تھے کہ جب کوئی اُن سے سوال کیا جائے تو تم سوال کا جواب نہ دو، بلکہ پلٹ کر

Presented by Ziaraat.Com

اُس سے ایک اور سوال کرلو، یہ مناظرے کا پہلا اصول ہے۔ یعنی مناظرے کے جال میں اپنے آپ کو پھنسا لینا جس طرح پرندہ درمیان سے اُوپر کی طرف اُڑ جاتا ہے تو تم بھی اُڑ کر اوپر نکل جاؤ، اِدھر اُدھر چکر نہ لگاؤ، تو جب یہ کہا کہ صاحب یہ علیؑ وَلیُّ اللہ اللہ کہاں سے آیا، تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ محمدٌ رّسُولُ اللہِ کہاں سے آیا اور لا الٰہ الا اللہ کہاں سے آیا، تو ظاہر ہے کہ اب آپ جواب دیں گے، ابھی یہ وضاحت کر دوں کہ میرے بہت قریبی اہلِ سنت والجماعت بہت سے دوست یہاں آئے ہیں، مسلسل تقریریں سننے کے لئے، تو آپ یہ بالکل نہ سمجھئے گا کہ میں یہاں کوئی مناظرہ پڑھ رہا ہوں، اس لئے کہ اُن کا بھی مجھے خیال ہے اور آج کی مجلس میں اتفاق سے ہمارے ملک کے ممتاز شاعر حسن اکبر کمال صاحب موجود ہیں اور ایک ہمارے جوان شاعر حسنین جعفری صاحب بھی یہاں موجود ہیں اور یوں تو آپ کی سادات کالونی دانشوروں اور شاعروں کا تو گڑھ ہے، یہاں تو قدم قدم پہ ممتاز شاعر اور دانشور آباد ہیں اور سب ہی صاحبانِ علم بیٹھ کے مجلس سنتے ہیں۔ مجھے اس بات پر فخر ہے تو لا الٰہ کہاں سے آیا، جواب یہی ملے گا کہ رسولؐ نے یہ کلمہ پڑھنا سکھایا یعنی پہلی بار جس کی زبان پر یہ کلمہ آیا وہ رسولؐ ہیں اور اُس نے یہ بتایا کہ اس طرح تمہیں یہ کلمہ پڑھنا ہے تو یہ محمدٌ رّسُولُ اللہِ جو ہے یہ کس نے بتایا، رسولؐ نے خود یہ کہا کہ کلمہ اس طرح پڑھو تو تاریخ یہی بتاتی ہے کہ سب سے پہلے کلمہ پڑھنا جس نے مسلمانوں کو سکھایا دعوتِ ذوالعشیرہ میں وہ طے ہوگیا، ایک کلمہ رسولؐ نے پڑھنا سکھایا مسلمانوں کو اور ایک کلمہ علیؑ نے پڑھنا سکھایا مسلمانوں کو، یہ علیؑ کا بہت بڑا احسان ہے کہ کلمہ پڑھنے کا طریقہ بتایا سکھایا، یاد

Presented by Ziaraat.Com

کرایا اور سب سے پہلے توجہ دلائی کہ کلمہ اس طرح پڑھنا ہے رسولؐ کا تو اب یہ سنتِ الٰہی ہے کہ اُس کے رسولؐ پر اگر کوئی احسان کرے تو وہ اس احسان کو رد نہیں کرتا، اُس احسان کو اتار دیتا ہے یعنی اُس نے پوری زندگی میں کوشش یہ کی کہ ہر ایک کا احسان اُتر جائے یعنی رسولؐ کے کسی کے احسان کا لینا اور اب یہ سنتِ الٰہی ہے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ ایک کا احسان ایسا ہے جس کا احسان نہیں اُتر سکا۔ احسان سب کے اُتر گئے، رسولؐ پر جس نے بھی احسان کیا اللہ کو یہ منظور نہیں کہ میرے محبوب پر کیا ہوا احسان باقی رَہ جائے، مثال دے دوں کہ پانچ سال کی عمر میں کاندھے پر بٹھا کر ابو طالبؑ بلند پہاڑی پر لائے اور پانی برسنے کی دعا کی۔ پہلی بار عبدالمطلبؑ کا پوتا عبداللہ کا چاند گھر سے باہر نکلا، چچا نے مکے والوں کے سامنے تعارف کروایا، یہ کہہ کر کہ یہ وہ روشن دیا ہے جسے دیکھ کر بادل آتے ہیں۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

تعارف کروانے والا ابو طالبؑ ہے، خدا نے دیکھا اور اُس نے کہا، اچھا ابو طالبؑ تم نے کاندھے پر سوار کر کے تعارف کروایا ہے، تم نے بڑا احسان کیا ہمارے محبوب پر ہمارے حبیب پر، جیسے کیسے اِس احسان کو میں اتروا دوں، موقعے کی تلاش میں تھا خدا، اُس نے کہا فتحِ مکہ کا دور آ گیا، ابو طالبؑ کے بیٹے کو کاندھے پر چڑھا کر تعارف کرا کے احسان اتروا دیا، اللہ ہر احسان کو اتروا دیتا ہے اپنے حبیب پر سے، توجہ دیکھ رہا تھا کہ علیؑ نے محتاج کی روح میں کلمہ پڑھنا سکھایا ہے مسلمانوں کو، ہمارے حبیب پر احسان کیا ہے، تو اب تلاش میں تھا اللہ کے کوئی ایسا موقع آئے، جب غدیر کا بھرا میدان دیکھا تو کہا اس نے کلمہ پڑھوایا ہے، تمہارا اب تم اس کا کلمہ پڑھو۔ کہو مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا

Presented by Ziaraat.Com

عَلِیٌّ مَوْلَاہُ، عَلِیٌّ وَلِیُّ اللہِ (نعرۂ صلوٰۃ)

علیؑ نے کلمہ پڑھوا دیا اب اس میں صرف دیکھنا یہ ہے کون کس کو بڑھاوا دیتا ہے، کون کس کو بڑھا دیتا ہے، آج یعنی تمام مسلمان جو کلمہ پڑھتے ہیں وہ علیؑ کا بتایا کلمہ پڑھتے ہیں، سارے مسلمان علیؑ کا بتایا کلمہ پڑھتے ہیں اور رسولؐ نے جو کلمہ بتایا، وہ آپ نہیں پڑھتے تو رسولؐ سے علیؑ کو بڑھا دیا اور ہم کو دیکھئے کہ دونوں کو ایسے مقام پر رکھا، علیؑ کا بتایا کلمہ بھی پڑھا رسول کا بتایا کلمہ بھی پڑھا۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

علیؑ کو کس نے بڑھایا علیؑ کا کلمہ سب کو یاد رہا تو علیؑ کو آگے بڑھا دیا، محمدؐ کا بتایا کلمہ آپ کو یاد نہیں رہا، وہ ہمیں یاد رہا، ہم پڑھ رہے ہیں، اب رہ گیا یہ کہ قرآن سے ثابت کر دو، تو قرآن میں بھی تین ہی کلمے ہیں، اَطِیْعُوا اللہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو رسول کی اور اولوالامر کی تو جب اللہ کی اطاعت ہوگی تو کہا جائے گا لا الٰہ الا اللہ، کیسے اظہار ہوگا اطاعت کا اور جب رسولؐ کی اطاعت ہوگی کہا جائے گا محمدٌ رَّسُوْلُ اللہِ اور جب اولوالامر کی اطاعت ہوگی تو آپ کہتے رہیے کہ ہمارا اولوالامر ہارون الرشید ہے، پڑھیے اُس کا کلمہ ہمارا اولوالامر مامون الرشید ہے پڑھیے اُس کا کلمہ، ہمارا اولوالامر منصور دوانقی ہے، مستنصر بلاّ ہے، معتصم بلاّ ہے۔ پڑھتے رہیے سلسلہ جو ہے اُن کے دربار تک جائے گا، اُن کے خاندان تک آئے گا، ہندوستان میں آئے گا، تغلق خاندان میں آئے گا اور غلام خاندان میں آئے گا، ظہیر الدین بابر کا کلمہ پڑھیے، نصیر الدین ہمایوں کا کلمہ پڑھیے، جلال الدین محمد اکبر کا کلمہ پڑھیے، نور الدین سلیم کا کلمہ پڑھیے، شہاب الدین شاہ جہاں کا کلمہ پڑھیے، اورنگ زیب کا کلمہ پڑھیے، بہادر شاہ ظفر کا کلمہ پڑھیے، اب کس کا پڑھیے اور

Presented by Ziaraat.Com

آگے یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ جس نے اپنے عہد کے اولی الامر کو نہ پہچانا اپنی موت مر گئے تو اب جو مر گئے وہ تو مر گئے، اب تو کوئی اولوالامر بنا لیجئے۔ سارے اسلامی ملک مل کر دنیا کی کمیٹیاں کوئی امیر المومنین بنالیں، کسی کو بنالیں کس کو بنا دیں، تو یہاں تو ایک سلسلہ ہے، ایک بار کہا کہ غدیر میں اُس کو پہچان لیا، کہا تیسرا کلمہ علیؑ کا پڑھنا ہے، امام حسنؑ کا پڑھنا، پھر امام حسینؑ کا، پھر امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ، پھر امام جعفر صادقؑ، پھر اُس کے بعد امام موسیٰ کاظمؑ، پھر امام رضاؑ، پھر محمد تقیؑ، پھر امام علی نقیؑ، پھر امام حسن عسکریؑ اور پھر ہمارا زندہ اولوالامر ہے، اولوالامر زندہ ہے۔ اطاعت بھی جاری ہے، کلمہ بھی زندہ ہے۔ تیسرا کلمہ تو رہے گا اب آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ تیسرے کلمے کی ضرورت کیا تھی، بات یہ ہے کہ توجہ اس پر کرلیں ذراسی کہ آپ تعریفی پہلو میں چلے جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم واقعی غلو کر رہے ہیں علیؑ کی محبت میں، ہمارا ایک امریکن دوست ہے، امریکہ سے آیا ہوا ہے، وہ عزاداری کر رہا ہے، اکثر اُس سے گفتگو رہتی ہے، آج کل مجلسوں میں آتا ہے، یہاں بھی آئے گا، آپ کی ملاقات ہوگی، تو وہ ایک دن یہ کہنے لگا، ایک مجلس میں ہم نے یہ سنا ایک ذاکر نے یہ پڑھا کہ علیؑ جب پیدا ہوئے خانۂ کعبہ میں تو رسولؐ گئے اور رسولؐ نے تین دن کے بچے کو اپنے ہاتھوں پر لیا اور اُس کے بعد کہا کہ یا علیؑ کچھ سناؤ، تو تین دن کے بچے نے رسولؐ سے کہا کہ کہاں سے سناؤں، توریت سے سناؤں، انجیل سے سناؤں، زبور سے سناؤں، یا قرآن سے سناؤں تو رسولؐ نے کہا قرآن سے سناؤ تو تین دن کے بچے نے سورۂ مومنون کی چند آیتیں پڑھ کے سنا دیں، اب یہ امریکن دوست ہم سے کہتا ہے کہ بھئی ابھی تو دس سال کے بعد قرآن آئے گا، علیؑ کی

Presented by Ziaraat.Com

ولادت کے دس سال بعد قرآن نازل ہونا شروع ہوگا، قرآن کے نزول سے پہلے بچے نے قرآن کیسے سنا دیا۔ دوسرا سوال یہ کہ تین دن کا بچہ بولتا کیسے ہے تو میں نے یہ کہا کہ اعتراض پہلے سے تاریخ میں موجود ہے ہوسکتا ہے تمہاری نظر سے گزرا ہو لیکن دراصل بات یہ ہے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ صرف علیؑ کا معجزہ ہے، یہ علیؑ کا معجزہ تھوڑی ہے کہ بچہ ہاتھ پر بول رہا ہے یہ رسولؐ کا معجزہ ہے، کہنے لگا کیسے ہم نے کہا وہ رسولؐ جس کے ہاتھ پر کنکے کے ذرّے آ کے بولنے لگیں تو اُس کے ہاتھ پر آ کر بچہ نہیں بول سکتا، آپ غلط کیوں سمجھ رہے ہیں۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

اب اُس نے کہا صاحب قرآن علیؑ نے کیسے سنا دیا، ابھی تو قرآن رسولؐ پہ آیا ہی نہیں۔ ہم نے کہا دیکھو تمہاری انجیل سے ہم نے لے لیا ہے اور ہمارے قرآن میں سورۂ مریمؑ میں یہ قصہ ہے اور تمہاری انجیل میں بھی ہے، تم نے پڑھا ہوگا کہ عیسیٰؑ جب پیدا ہوئے تو یہودیوں نے مریمؑ سے یہ کہا کہ بچہ کہاں سے لائیں تو مریمؑ نے کہا اشارہ کر کے بچے سے پوچھ لو تو ابھی کتنے دن کا بچہ ہے، دو تین دن کا بچہ ہے اور وہ بچہ بولا کہ میں اللہ کی طرف سے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں کتاب لے کر آیا ہوں، میں نے کہا دیکھا تم نے، نبی جھولے میں کتاب لے کر آتا ہے تو ہمارا نبی قرآن لے کر آ گیا تھا لیکن ابھی اللہ کا حکم نہیں تھا کہ پڑھ کر سناؤ، اس لئے کہ ابھی تصدیق کرنے والا نہیں آیا تھا، جب تصدیق کرنے ولا آ گیا اُس نے قرآن پڑھ کر سنا دیا اور پتہ چل گیا کہ جب نبی ایسا ہے تو وصی کیسا ہوگا۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

اکثر ایسے سوالات اُٹھتے ہیں اور جوابات موجود ہیں، بات صرف اتنی ہے کہ ذرا سوچنا، غور کرنا قرآن بھی یہی دعوت دیتا ہے کہ عقل سے کام لو، سوچو، سمجھو

Presented by Ziaraat.Com

غور کرو، تاریخ میں تلاش کرو، اب تو زمانہ بہت آگے بڑھ چکا ہے اور تحقیق کا دَور ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اذان میں کلمے کو داخل کر دیا اذان میں کہاں سے آیا جس دن اعلان ہوا کہ علیؑ ولی ہے اُسی دن نبیؐ نے کہا اذان میں پڑھو۔ غدیر میں ہی رسولؐ اللہ کے حکم سے اذان میں علیٌ ولی اللہ پڑھا جانے لگا، تاریخی ثبوت بھی آپ کو مل جائیں گے، تحقیق میں یہ ہوتا ہے کہ چند واقعات کو جوڑ کر نتائج نکالے جاتے ہیں، تحقیق اُسے کہتے ہیں کہ چند واقعات کو ملا کر اُس سے کوئی نتیجہ نکالا جاتا ہے، کہا بلالؓ اذان دو اور آج سے اذان بدل گئی، غدیر کے بعد رسولؐ دو مہینے بارہ دن حیات رہے، دو مہینے بارہ دن تک مدینے میں وہی اذان ہوئی جو غدیر میں ہوئی، آج بھی وہی اذان ہو رہی ہے، اب آپ کہیں گے ثبوت تو ثبوت یہ ہے کہ جس دن رسولؐ کی آنکھیں بند ہوئیں، اُس کے دوسرے دن سے مؤذن بدل گیا، کون سا مؤذن ہے یہ وہ مؤذن ہے کہ ایک دن بدل دیا گیا تھا، رسولؐ کی زندگی میں تو حجرے سے برآمد نہیں ہوئے تھے، لوگوں نے کہا اذان ہو گئی تو کہا ہم نے تو نہیں سنی، ہم نے تو نہیں اذان سنی، کس نے اذان دی، کہا فلاں نے، کہا نہیں جب تک بلالؓ اذان نہیں دے گا حجرے سے نہیں نکلوں گا، تو جو بلالؓ کی عظمت کو اتنا ظاہر کر رہا ہو، اور اُس کی آنکھ بند ہوئی، مؤذن غائب ہو گیا۔ تاریخ میں ملتا نہیں کہ گیا کہاں بعد میں تلاش کیا گیا، پتہ چلا شام اور لبنان کی طرف چلے گئے تھے، تو مؤذن بدل دیا گیا، ظاہر ہے کیوں بدلا گیا مؤذن، مؤذن سے کہا گیا کہ یہ نکال دو ٹکڑا، اُس نے کہا، ہم نہیں نکالیں گے یہ ٹکڑا، وہ رنجیدہ ہو کے مدینۂ رسولؐ سے چلا گیا، دور شام اور لبنان تاکہ وہ یادیں نہ آئیں یادوں کو بھلانے کے لئے وہ لبنان کی طرف چلا

Presented by Ziaraat.Com

گیا، کچھ دنوں کے بعد جب یاد ستائی کہ نواسۂ رسولؐ کو نہیں دیکھا، رسولؐ کی بیٹی کو سلام نہیں کیا اور رسولؐ کے داماد کو نہیں دیکھا، اب گھبرا کر پھر اُنہیں دو مہینے اور پچھتر روز کے اندر واپس آئے، حکومتِ وقت نے کہا مت آیئے گا یہاں پر، بلال واپس آئے جیسے ہی مدینے میں قدم رکھا تو پہلا پیغام یہ ملا رسولؐ کی بیٹی کا کہ اذان سنا دو، وہ اذان سنا دو جس میں علیؑ ولی اللہ کہا جاتا تھا۔ یعنی اب رسولؐ کی بیٹی یہ چاہتی ہیں کہ ایک بار پھر وہی اذان سنوں جو بلالؓ دیا کرتے تھے، تو بلالؓ نے اذان دینا شروع کی، اب یہ آپ کہتے ہیں کہ اذان ابھی دی تھی اور وہاں تک پہنچی تھی کہ آ کر اطلاع دی گئی کہ اذان روک دو، اس کا کیا ثبوت ہے کہ گھر سے یہ پیغام آیا تھا کہ اذان روک دو، میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ بازار کے لوگوں نے روک دیا، یہ بہانہ کر کے کہ رسولؐ کی بیٹی جو ہے وہ سن رہی ہے، شاید علیاً ولی اللہ آنے والا تھا اور ثبوت دوں ثبوت یہ ہے کہ اُس اذان کے بعد بلالؓ مدینے میں نظر نہیں آئے اور جا کر وہیں شام اور لبنان کی سرحد پر مر گئے، تو بلالؓ جو ہیں وہ گواہی دے رہے ہیں بلالؓ کی قبر پکار کے کہہ رہی ہے کہ ہاں کلمے میں اور اذان میں علیؑ ولی اللہ تھا، تھا، تھا۔ امام حسینؑ کی کربلا کی جنگ میں ایک مرکزی نقطہ تو یہی تھا، ذکر آ گیا شہزادی فاطمہ زہراؑ کا اور اب میں اپنے موضوع پر آ گیا۔ رسولؐ اللہ کے بڑے نواسے امام حسنؑ جو سورۂ کوثر نازل ہونے کے تین سال کے اندر پیدا ہوئے مکے میں سورۂ کوثر نازل ہوا جس سال شہزادے کی ولادت ہوئی، پندرہ رمضان کو سورۂ کوثر کی پہلی تفسیر بن کر امام حسنؑ آئے، شہزادے کی ولادت ہوئی، اسما انصار یہ بچے کو گود میں لے کر حجرے سے باہر آئیں، رسولؐ نے کہا بچے کو میرے پاس لاؤ، اسماء نے کہا نہلا دوں تو لاؤں، کہا

Presented by Ziaraat.Com

میرا بچہ طیب و طاہر ہے، میری گود میں دے دے، اسما انصاریہ نے بچے کو حضور ؐ کی گود میں دے دیا، یہی انداز چھوٹے شہزادے کا بھی ہے، اب یہ عجیب بات ہے کہ یہ حدیث موجود ہے کہ اسماء انصاریہ جب حضرت ابو بکر کی زوجیت میں آئیں تو ایک دن دونوں میاں بیوی میں بحث ہوگئی۔ بحث یہ تھی کہ حضرت ابو بکر یہ فرمارہے تھے کہ میرا مرتبہ اسلام میں زیادہ بلند ہے، اسماء انصاریہ کہہ رہیں تھیں کہ میرا مرتبہ بلند ہے، فیصلہ نہیں ہوا، اسماء نے کہا چلو رسولؐ سے فیصلہ کروائیں۔ فیصلہ کروانے کے لئے آئے رسولؐ کے پاس، مسئلہ پیش ہوا تو رسولؐ نے کہا کہ ابو بکر اسماء کی فضلیت کا تُو تصور بھی نہیں کر سکتا اور کہا یہ میرے بچوں کی دایہ ہے، اس کی فضلیت کا اندازہ تو نہیں لگا سکتا کہ ابھی آغاز ہے اور جو گود میں لے رہی ہے اُس کو افضلیت عطا ہو رہی ہے کہ یہ شہزادے کس شان کے ہوں گے۔ بس یہ تصور کیجئے، کس عظمت کے مالک ہیں یہ شہزادے، تو اب اگر رسولؐ منبر پر بیٹھا ہے، خطبہ دے رہا ہے اور دیکھا کہ ننھی سی عبا میں دامن اُلجھ گیا ہے تو خطبے کو روکا، منبر سے اترے شہزادے کو گود میں لیا، اور آ کر پھر منبر پر بیٹھ گئے، خطبہ جاری ہو گیا۔ اب بار بار فضائل بیان کریں گے، یعنی رسولؐ مواقع تلاش کرتے ہیں، کہ کون سا موقع ملے اور ان بچوں کی فضیلت بیان کروں، ہر موقع سے میں فضیلتیں بیان کروں، موقع کی تلاش میں قدرت بھی رہتی ہے، اور رسول بھی رہتا ہے، جیسا موقع مل جائے، جب بھی موقع مل جائے۔ یعنی آپ یہ دیکھیں کہ قدرت نے یہ عطا کیا ہے کہ حسنؑ سر کے بالوں سے لے کر ناف تک رسولؐ کے مشابہ ہیں، یہ تو قدرت کی عطا تھی، اب اس کو بار بار دوہرانے کی کیا ضرورت تھی لیکن نہیں رسولؐ بار بار اس کو حدیث بنا رہے ہیں فضلیت کو، کہا دیکھو

Presented by Ziaraat.Com

حسنؑ جو ہیں وہ سر کے بالوں سے لے کر ناف تک مجھ سے مشابہہ ہیں اور ناف سے لے کر پیر کے انگوٹھے تک حسینؑ مشابے ہیں، بتانا یہ چاہ رہے تھے کہ دیکھو جسم کے اوپری حصے میں ہاتھ ہیں اور جسم کے نچلے حصے میں پیر ہیں، حسینؑ کے پیر میرے جیسے ہیں، حسنؑ کے ہاتھ میرے جیسے ہیں، اب اگر ان ہاتھوں سے لکھا جائے، تو سمجھ لینا میں نے لکھا ہے اور اگر یہ پیر کربلا کی طرف جائیں تو سمجھنا میں گیا ہوں۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

نہ ان کے جہاد پر شک کرنا، نہ ان کے صلح کرنے پر شک کرنا اس لئے یہ فضیلتیں بیان ہو رہی ہیں، یہ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، تب ہی انداز جو ہے وہ بدلتا ہے، اور قدرت یہ چاہتی ہے کہ فضیلت کے کچھ اچھے موقعے نکل آئیں اور عام طور پر مشہور بات ہے، اگر کوئی حادثہ ہو جائے، کوئی واقعہ ہو جائے اور اُس وقت بات بیان کی جائے وہ ہمیشہ ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ اطلاع ملی کہ بچے کھو گئے ہیں، ماں پریشان، ماں نے پچھوایا سلمانؑ سے کہ بچے مسجد گئے تھے، کیا نانا کے پاس ہیں۔ وہاں سے اطلاع آئی کہ نہیں حجرے میں بچے نہیں ہیں، بچے چل چکے آپ کے پاس آنے کے لئے، اب زہراؑ پریشان، رسولؐ کو اطلاع ہوئی کہ زہراؑ پریشان ہیں اور بچے کہاں ہیں اور نہ بچے یہاں ہیں، اس واقعہ کو میر نفیسؒ، میر انیسؒ کے بڑے بیٹے نے نظم کیا، ایک بیت سنانا چاہ رہا ہوں، بے قرار ہو کر رسولؐ دوش پر عبا ڈال کر اور عصا لے کر گھر سے باہر نکلے، میر نفیسؒ کہتے ہیں کہ:

غل تھا رسولؐ جاتے ہیں پیاروں کو ڈھونڈنے
نکلا ہے آفتاب ستاروں کو ڈھونڈنے

Presented by Ziaraat.Com

اور اس شان سے رسولؐ گھر سے نکلے کہ اب تمام اصحاب ساتھ ساتھ، پورے مدینے میں شور ہو گیا، بچے کھو گئے۔ بس پوچھنا آپ سے یہ ہے، کیا یہ بچے راستہ بھٹک سکتے ہیں، گھر کا راستہ بھول سکتے ہیں، نہیں! قدرت چاہتی ہے کہ اب یہ گھر سے نکلیں تو حدیقۂ بنی نجار میں پہنچ جائیں جو مدینے سے قریب ایک باغ ہے اور وہاں پڑ کر سو جائیں، اُدھر جا کے جبریلؑ امین بچوں کی حفاظت کر رہے ہیں، کسی کو معلوم نہیں کہ بچے کہاں ہیں اور علیؑ اور رسولؐ کو پتہ ہے کہ بچے کہاں ہیں، مگر اب چاہتے ہیں کہ زمانے والوں کو دیکھائیں کہ ہم بچوں کو ڈھونڈنے جا رہے ہیں اور پورے اصحاب کی فوج ساتھ ساتھ، مدینے کے لوگ ساتھ ساتھ اور حدیقۂ بنی نجار میں بچوں کو ڈھونڈتے ہوئے پہنچ گئے، دیکھا بچے آرام کر رہے ہیں، سو رہے ہیں، آگے بڑھ کر رسولؐ نے چاہا کہ گود میں اُٹھا لیں، تو ایک صحابی نے کہا کہ بچوں کو میں اُٹھاتا ہوں، دوسرے صحابی نے کہا ایک کو میں اُٹھاتا ہوں، رسولؐ نے کہا نہیں، ہٹ جاؤ دونوں بچوں کو میں لے کر جاتا ہوں، دونوں بچوں کو اُٹھایا اور لے کر چلے اور اب ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ بچے مل گئے ماں بے قرار ہے، گھر پر پہنچا دیں، نہیں گھر پر نہیں گئے، بچوں کو لے کر مسجد میں آئے، اب دیکھئے قدرت کیا چاہتی ہے، مسجد میں آئے، مجمع موجود ہے، بچوں کو لے کر گود میں مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے اور اصحاب کے مجمع نے گھیرا ہوا ہے اور بے اختیار اصحاب کے مجمعے کو مخاطب کر کے کہا کہ آج کیا میں تمہیں بتاؤں کہ ماں اور باپ کی طرف سے دنیا میں افضل ترین کون ہے، اصحاب نے کہا بتایئے، کہا سنو میرے حسنؑ اور حسینؑ دنیا میں افضل ترین ہیں، ماں اور باپ کی طرف سے، اس لئے کہ باپ علیؑ ہیں اور ماں فاطمہؑ ہیں، کہا سنو

Presented by Ziaraat.Com

کیا میں تمہیں بتاؤں کہ نانا اور نانی کے اعتبار سے دنیا میں سب سے افضل کون ہے، اصحاب نے پوچھا بتایئے، کہا حسنؑ و حسینؑ، کہا سنو ان کا نانا میں ہوں اور ان کی نانی خدیجہؑ ہے اور کہا سنو کیا میں بتاؤں کہ دادا اور دادی کے اعتبار سے دنیا میں افضل ترین کون ہے، سنو ان کا دادا ابو طالبؑ ہے اور دادی فاطمہ بنتِ اسد ہیں اور کہا سنو کہ پھوپھی اور چچا کے اعتبار سے افضل ترین کون ہے، اصحاب پوچھتے جاتے ہیں، رسولؐ بتاتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں دیکھو پھوپھی ان کی اُم ہانی ہیں اور چچا جعفر طیارؑ ہیں، یہ افضل ترین ہیں، چچا اور پھوپھی کی طرف سے۔ یہ فضائل سنانے کا نیا طریقہ تھا تا کہ یاد رہ جائے۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

اب یہ انداز تھا رسولؐ کا کہ عید کے دن، کاندھے پر بٹھا کے نکلیں گے، سواریاں موجود ہیں تو ایک ناقہ آ سکتا تھا تو ناقے پر بٹھا کے پھرتے، یہاں بھی صحابیوں نے کہا، ہمارے کاندھوں پر بٹھا دیجئے، کہا نہیں بچوں کو لے کر مدینے کے بازاروں میں ہم جائیں گے اور اس شان سے جائیں گے کہ بچے یہ کہیں گے کہ سارے بچے اپنی سواریوں پر ہیں، لیکن ناقوں کی مہاریں اُن کے ہاتھ میں ہیں، ہمارا ناقہ نانا کیسا ہے کیونکہ اُس میں مہار نہیں ہے تو کہا نانا نے نہیں مہار ہے تمہارے ناقے میں، ایک زُلف ایک نواسے کے ہاتھ میں دے دی، دوسری زُلف دوسرے نواسے کے ہاتھ میں دے دی، اب جبکہ میں اس پر تبرکاً کہا کرتا ہوں کہ میں پرانے خطیبوں کے جملے آپ کو سناتا ہوں کہ بچے اور جوان خطابت کے مزاج کو سمجھیں۔ مولانا سبطِ حسن اعلیٰ اللہ مقامہٗ مجلس پڑھ رہے تھے اور موقع یہی تھا کہ بچے کاندھوں پر آ گئے اور زلفیں بچوں کے ہاتھوں میں دے دی گئیں، اب بچوں کو خوش کرنے کے لئے ایک جملہ سناتا ہے، اُس سے

Presented by Ziaraat.Com

پہلے ایک واقعہ پڑھ دوں تا کہ مولانا سبطِ حسن صاحب کا جملہ سمجھ میں آ جائے۔
بچوں اور جوانوں کو ایک واقعہ سنانا ہے، بچپن کا ہی بچوں کا کہ ایک دن ماں نے کہا تختیاں لکھ کر لاؤ، بچے گئے اور تختیاں لکھ کر لے آئے کہ ماں نے کہا تھا کہ میں انعام دوں گی، جو سب سے اچھی تختی لکھ کر لائے گا، بچے تختی لکھ کر لے آئے، ماں نے دونوں کی تختیاں دیکھیں تو اب ماں فیصلہ نہیں کرسکی کہ تحریر کس کی اچھی ہے، فضیلت میں قدرت نے دونوں کو برابر رکھا تھا، رمضان کے اندر دونوں پیدا ہوئے، گیارہ مہینے کی چھوٹائی اور بڑائی ہے یعنی پندرہ رمضان کو یہ پیدا ہوئے اور اسی سال کی تین شعبان کو حسینؑ پیدا ہوئے اور سال کے اندر کسی ماں کے یہاں دو بچے اس طرح نہیں ہوئے یعنی جنابِ یحییٰؑ اور امام حسینؑ چھ مہینے کے پیدا ہوئے اور دونوں زندہ رہے۔ چھ مہینے کا بچہ زندہ نہیں رہتا، صرف یہ دو ہستیاں اور دونوں کی شہادت کا طریقۂ کار بھی ایک ہی ہے، ملتا جلتا ہے تو بچے فضیلت میں برابر ہیں، ماں نے کہا، دیکھو میرے گلے میں جو گلوبند ہے اِس میں سات موتی ہیں، ماں نے کہا میں گلوبند کو توڑتی ہوں، جو سب سے زیادہ موتی اُٹھالے گا میں سمجھوں گی اُس کی تحریر سب سے اچھی ہے۔ سات موتی تھے، موتی بکھرے، تین موتی حسنؑ نے اُٹھائے، تین موتی حسینؑ نے اُٹھائے، ایک موتی بچ گیا۔ اِدھر سے حسنؑ کا ہاتھ بڑھا، اُدھر سے حسینؑ کا ہاتھ بڑھ رہا تھا کہ جبریلِ امین کو حکم ہوا موتی کو توڑ کر دو ٹکڑے کر دو اور دونوں کے ہاتھ پہنچے تو موتی دو ٹکڑے ہو چکا تھا آدھا موتی حسنؑ نے اُٹھایا، آدھا موتی حسینؑ نے اُٹھایا۔ میں نہیں جانتا روایت ضعیف ہے یا صحیح ہے، بڑی خوبصورت روایت ہے، بس میں یہ جانتا ہوں اور ایک نتیجہ برآمد کرنا ہے، سبطِ حسن صاحب کا جملہ

Presented by Ziaraat.Com

سنانا ہے لوگ کہتے ہیں کہ موتی دو ٹکڑے ہو گیا، رسولؐ اللہ آپ نے نواسوں کو بٹھا تو لیا کاندھے پر لیکن دونوں میں اختلافِ مزاج کتنا ہے اس لئے کہ ایک صلح پسند ہے اور ایک جنگ پسند ہے، یہ جلالی ہے اور وہ امن پسند ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ جب اختلاف ہے مزاجوں میں تو ایک داہنی جانب آپ کو لے جائے اور ایک بائیں جانب تو آپ کدھر کدھر مڑیں گے، آپ کا سر کوئی موتی بھی تو نہیں، مولانا سبطِ حسن صاحب کہتے ہیں کہ ''آپ کا سر کوئی موتی بھی تو نہیں'' تو آپ کیا کریں گے تو وہ یہی جواب دیں گے کہ اگر اختلاف ہوتا تو کاندھے پر نہ بٹھاتا۔ جان کر، پہچان کر، سمجھ کر کاندھوں پر جگہ دی ہے اس لئے کہ رسولؐ مدینے کے بازار سے گزر رہے ہیں، تو ایک دن مدینے کے مسلمانوں کے بچّوں نے رسولؐ کو گھیر لیا۔ رسولؐ وہیں رُک گئے بچّوں کے روکنے پر، بچّوں نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ، روزانہ حسنؑ اور حسینؑ کو کاندھے پر بٹھاتے ہیں لیکن ہم مسلمانوں کے بچّوں کو آپ اپنے کاندھے پر نہیں بٹھاتے، آج ہم باری باری آپ کے دوش پر بیٹھیں گے، کیا مشکل گھڑی آ گئی رسولؐ کے لئے وہ زمین پر بیٹھ گئے، جیب میں ہاتھ ڈالا اور کچھ کھجوریں نکالیں اور ہاتھ پر کھجوریں رکھیں کہا بچو یہ بتاؤ کھجوریں کھاؤ گے یا دوش پر بیٹھو گے، بچّوں نے کہا کہ کھجوریں کھائیں گے، سب میں کھجوریں بٹ گئیں، رسولؐ مسکراتے ہوئے چلے گئے۔ بتا دیا جو کھجوروں اور دوش میں فرق نہ محسوس کرے، وہ کیسے آ سکتا ہے دوش پہ۔ جو دوش کی عظمت سمجھے گا وہی آئے گا اس دوش پر تو اب دوش پر جو آئے ہیں یا نماز پڑھتے وقت اگر حسینؑ دوش پر آ گئے ہیں تو حسنؑ کے لئے بھی یہی واقعہ ہے کہ دوش پر آ گئے ہیں اُس میں کچھ راز، اُس میں مقصد پوشیدہ ہیں اور اتنی فضیلتیں بیان کی ہیں

Presented by Ziaraat.Com

مدینے والوں کے سامنے کہ اب اگر مدینے میں بعدِ رسولؐ یہ بچے کسی کو ٹوک دیں تو کسی کی مجال نہیں کہ بے ادبی کر سکے اِسی لئے یہ فضیلتیں بیان کی تھیں کہ بچّوں کی اہمیت سمجھ لو اور تمام مسلمانوں نے ان واقعات کو لکھا کہ ایک دن حسنؑ مسجد کے سامنے سے گزرے تو منبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا کسی کو فوراً اندر چلے گئے، کہا اترو میرے باپ کے منبر سے۔ حسنؑ مجتبیٰ سات سال کی عمر، اترو میرے باپ کے منبر سے، تو اُتر کے چلے گود میں اُٹھایا، گود میں لے کر منبر پر گئے، رسولؐ کا واقعہ یاد تھا اس لئے لے کر اُوپر گئے اور کہا بے شک آپ کے باپ کا منبر ہے تو شہزادہ یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ یہ ہمارے باپ کا منبر ہے پہچان لو اور کسی کو بیٹھنے کا حق نہیں ہے، شہزادہ یہ بتانا چاہ رہا تھا اور تم اعتراض کر و دیکھ کے، ہاں میرے باپ کا منبر ہے اور جملہ اتنا معنی خیز کہ ابنا نا میں وہ ظاہر ہے کہ رسولؐ کے بیٹے بن چکے ہیں، اگر رسولؐ کا منبر ہے تو میرے باپ کا اور بابا علیؑ کا ہے تو میرے باپ کا اور یہ بتانا چاہ رہے تھے دیکھو جو بھی منبر رسولؐ نے بنایا ہے اور وہ اگر ملے گا تو علیؑ کو اور اگر علیؑ کو نہیں ملے گا تو کسی کو نہیں ملے گا، بظاہر تو منبر پر بیٹھ جاؤ، ایک منبر غدیر میں رسولؐ اللہ نے دیا اور ایک منبر مسجدِ نبویؐ میں تھا، حسنؑ نے پوری تاریخ بتا دی ایک جملے میں، غدیر کا منبر کس شان کا منبر ہے، رسولؐ اللہ نے آدھے راستے پر قافلے کو روک لیا اور مقدادؓ، سلمانؓ و ابوذرؓ سے کہا کانٹے صاف کر و یعنی کانٹے صاف کرنے کی ڈیوٹی جن کے لئے لگی، وہ علیؑ کی راہ کے کانٹے تینوں نے صاف کئے، نام آئے تو سلمانؓ و ابوذرؓ، مقدادؓ، عمارؓ کے نام آئے۔ کانٹے اُنہوں نے صاف کئے اور رسولؐ اللہ نے سترہ آدمیوں کی کمیٹی جلدی سے وہیں بنائی اور کہا سنو جلدی سے ایک منبر لاؤ۔ جلدی سے ایک منبر لاؤ مجھے منبر کی

Presented by Ziaraat.Com

ضرورت ہے۔ سترہ آدمیوں کی کمیٹی نے آپس میں مشورہ شروع کیا یعنی شوریٰ کمیٹی بنائی، اُنہوں نے مشورہ شروع کیا، کہا منبر کہاں سے لائیں، مکّہ بھی دور، مدینہ بھی دور، آس پاس میں کوئی بستی نہیں، صحرا میں تو رسولؐ نے روک دیا ہے، یہاں منبر کہاں ملے گا، منبر کیسے ملے گا۔ سب نے کہا رسولؐ اللہ منبر نہیں مل سکتا، آس پاس آبادی نہیں ہے، یا رسولؐ اللہ آپ کو تو معلوم تھا کہ راستے میں روک کر اعلان کرنا ہے تو جب اعلان کرنا ہے تو منبر مدینے سے لے کر چلتے یا مکّے سے لے کر چلتے، معلوم تھا کہ منبر کی ضرورت پڑے گی تو منبر ساتھ لے کر کیوں نہیں آئے، نہیں منبر یہاں لاؤ، جلدی سے لاؤ، سب نے آ کر کہا، کہ صاحب منبر تو نہیں ہے تو کہا اچھا جب منبر نہیں آ سکتا تو اب کمیٹی کے ذمے یہ کام کرتے ہیں کہ منبر ابھی بناؤ، کمیٹی نے پھر مشورہ شروع کیا اور کہا صاحب منبر کیسے بنے گا۔ سب پھر واپس آئے کہا یا رسولؐ اللہ نہ کیلیں ہیں نہ ہتھوڑی ہے نہ لکڑی، منبر بنے تو کیسے، تو کہا جب ایک منبر تم نہیں بنا سکتے تو پھر صاحبِ منبر بھی نہ بنانا، بتانا یہی تھا رسولؐ کو کہ جب تم ایک منبر نہیں میرے مشورے کے بغیر بنا سکتے تو صاحبِ منبر میرے مشورے کے بغیر کیسے بناؤ گے تو کہا مشورہ میں دیتا ہوں منبر تم بناؤ کہا سنو یہ اونٹوں پر سے، ناقوں پر سے پالانِ شتر پہلے اُتار لو اور ایک کے اوپر ایک رکھتے چلے جاؤ اور اس طرح منبر تعمیر کر دو۔ رسولؐ نے ترکیب بتائی اور اصحاب سے منبر بنوایا اور جب اعلان کر چکے ولایت کا تو اُسی منبر کو انہی کے ہاتھوں سے تڑوا دیا، بتانا یہ تھا کہ تڑواؤں گا بھی تم ہی سے کہ ولایت کے منبر پہ تم نہ بیٹھ سکو۔ پہلا منبر اور آخری منبر یا تو علیؑ آئے یا میں آؤں اور رہ گیا مسجد کا منبر، وہاں آ کر بیٹھو گے تو نواسہ ٹوکے گا تاریخ میں لکھ جائے گا کہ تم صاحبِ منبر نہیں

Presented by Ziaraat.Com

تھے اور بڑے نواسے نے لکھوا دیا کہ منبر میرے باپ کا تھا اور یہ دوسری بات کہ کوئی پہلے زینے پر بیٹھا کوئی دوسرے پر، کوئی تیسرے پر، لیکن جب علیؑ آئے تو اُس جگہ بیٹھے جہاں رسولؐ بیٹھتے تھے، اُس جگہ پر بیٹھے اور بتا دیا کہ یہ زینے منسوب ہو گئے اور میں عرشے پر ہوں جہاں رسولؐ بیٹھا کرتے تھے۔ اُمت کے افراد کو حسنِ مجتبیٰؑ ٹوکیں گے اور کبھی اس طرح کہیں گے کہ تو غلام زادہ ہے۔

اور جب بیٹا جائے گا روتا ہوا اور کہا بابا آج حسنؑ نے یہ کہہ دیا تو باپ یہ نہیں کہے گا کہ حسنؑ نے غلط کہا بلکہ باپ یہ کہے گا کہ بیٹا جاؤ حسنؑ سے کاغذ پہ لکھوالاؤ تا کہ میں قبر میں یہ پرچہ لے کر جاؤں اتنی عظمتیں سمجھ رہے تھے لیکن اُس کے بعد بھی دنیا حق سے انکار کر رہی ہے، انکار کرتی جا رہی تھی اور رسولؐ بتاتے جا رہے تھے، سمجھاتے جا رہے تھے کہ دیکھو، سمجھو، پہچانو اور علیؑ نے بھی اپنی پوری زندگی میں اِن رسولؐ کے نواسوں کی عظمت کو بتایا اور سمجھایا، کبھی جمل میں، کبھی صفین میں تعارف کرا کے بتایا اور علیؑ بھی اُسی طرح مواقعے ڈھونڈتے تھے جس طرح رسولؐ مواقعے ڈھونڈتے تھے کہ فضائل کب بیان کئے جائیں۔

شاہِ روم کا سفیر آ گیا اور اُس نے سوال کئے، اُس نے کہا حق اور باطل میں کتنا فاصلہ ہے، زمین و آسمان میں کتنی مسافت ہے، سوال شروع کئے، مولائے کائنات کے سامنے صحابی بیٹھے ہوئے ہیں اور اُس نے کہا قوسِ قزح کیا چیز ہے، سوالات شروع ہوئے اور کہتا ہے وہ دس چیزیں کون سی ہیں دنیا میں جو ایک دوسرے سے سخت ہیں اور میں روم سے آیا ہوں تو مولا نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے تو نے صحیح بات نہیں بتائی تو سفیرِ روم ہے اور روم کے بادشاہ کا، شاہِ روم کا بھیجا ہوا آدمی ہے، پہلے تو دمشق گیا تھا وہاں تجھے سوالوں کے جواب نہیں ملے، اب تو

Presented by Ziaraat.Com

اِدھر آیا ہے کہا ہاں یہ بات تو صحیح بتائی آپ نے کہا اچھا یہ بتا میں ان سوالوں کے جواب دوں یا ان دونوں بچوں سے سوالوں کے جواب دلواؤں۔ سر جھکا کر کہتا ہے سوالوں کے جواب چاہے آپ دیں یا یہ بچے دیں، ایک بار مخاطب ہو کر کہا حسنِ مجتبیٰ اس کے سوالوں کے جواب دے دو۔ انہوں نے کہا آسمان و زمین کی مسافت اتنی ہے کہ ایک مظلوم کی آہ فوراً پہنچتی ہے، اور آنکھ کی روشنی فوراً پہنچتی ہے بس اتنی مسافت ہے، زمین و آسمان میں حق و باطل میں اتنا فرق ہے، جو آنکھ سے دیکھا وہ حق ہے، جو کان سے سنا وہ اکثر باطل ہوتا ہے، قوسِ قزح اگر پانی برستے میں قوسِ قزح نکلے جسے آپ ہندی میں دھنک کہتے ہیں، اگر پانی برستے میں نکلے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اب بارش رُک جائے گی اور اگر بارش نہ ہو رہی ہو، قحط کے زمانے میں نکلے، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اب بارش ہوگی اور جھما جھم بارش ہوگی، زوردار بارش ہوگی، قوسِ قزح اس چیز کی نشانی ہے اور یہ جو تو نے پوچھا کہ وہ دس چیزیں کون سی ہیں جو ایک دوسرے سے سخت ہیں، تو سُن دنیا کی سب سے سخت ترین شے جو ہے وہ پتھر ہے اور پتھر سے زیادہ سخت لوہا ہے اس لئے کہ وہ پتھر کو کاٹ کر ریزہ ریزہ کر دیتا ہے لوہے سے زیادہ سخت آگ ہے اس لئے کہ آگ لوہے کو گلا کر موم بنا دیتی ہے اور آگ سے زیادہ سخت پانی ہے اس لئے کہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور پانی سے زیادہ سخت بادل ہیں اس لئے کہ بادل اپنے میں پانی کو سموئے رکھتے ہیں اور بادلوں سے زیادہ سخت ہوا ہے اس لئے کہ ہوا اپنے دوش پر بادلوں کو اُڑا لے جاتی ہے اور ہوا سے سخت وہ فرشتہ ہے جس کے قبضے میں ہوا ہے اور پھر اُس فرشتے سے زیادہ سخت ملک الموت ہے جو اُس فرشتے کی روح قبض کرے گا، ملک الموت

Presented by Ziaraat.Com

سے سخت موت ہے جو ملک الموت کو بھی نہ چھوڑے گی اور موت سے بھی سخت ہمارا پروردگار ہے جس کے قبضے میں موت ہے بات پتھر سے چلی تھی تو اللہ تک پہنچ گئی۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

اور شاہِ روم نے لکھا ہے کہ میں نے یہ سنا ہے کہ شام میں بڑی سازشیں ہو رہی ہیں میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے نمائندے کیسے ہوتے ہیں اور شام کے نمائندے کیسے ہوتے ہیں، معاویہ نے یزید کو نمائندہ بنا کر روم بھیجا، علیؑ نے حسنؑ کو نمائندہ بنا کر بھیجا دونوں ساتھ پہنچے اور شاہِ روم کے سامنے ایک صندوق لایا گیا تاریخی بات ہے۔ آپ نے پہلے بھی یہ واقعات سنے ہوں گے، میں صرف نتائج برآمد کرنا چاہ رہا ہوں۔ ایک صندوق آیا اُس میں سے کچھ تصویریں نکالی گئیں اور اُن تصویروں کو شاہِ روم نے دکھانا شروع کیا یزید سے کہا بتا یہ تصویریں کس کی ہیں وہ نہ بتا سکا، اب شہزادۂ حسنؑ سے پوچھا گیا اور ایک ایک تصویر دکھاتا جاتا ہے اور شہزادہ کہتا جاتا ہے یہ تصویریں اصلی نہیں ہیں خیالی ہیں، دیکھو سنو یہ تصویر ہمارے جد ابراہیمؑ کی ہے، یہ تصویر جنابِ اسماعیلؑ کی ہے، یہ تصویر جنابِ اسحاقؑ کی ہے، یہ تصویر جنابِ یعقوبؑ کی ہے، یہ تصویر جنابِ یوسفؑ کی ہے، یہ تصویر جنابِ موسیٰؑ کی ہے، یہ تصویر جنابِ ہارونؑ کی ہے، یہ تصویر جنابِ عیسیٰؑ کی ہے، اب اُس کے بعد خوش ہوا شاہِ روم اور اُس کے بعد کہتا ہے کہ یہ بتائیے کہ وہ سات چیزیں کون سی ہیں دنیا میں جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئیں، سوچا نہیں شہزادے نے۔

اس طرح جواب دیتے ہیں تو شہزادے نے بے اختیار کہا، وہ سات چیزیں ہیں، پہلی چیز آدمؑ و حواؑ، یہ دونوں بنا ماں باپ کے پیدا ہوئے اور سنو کہ جب

Presented by Ziaraat.Com

قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا اور اُس کی سمجھ میں نہ آیا کہ لاش کو کیا کرے تو دو کوّے آئے اور ایک کوّے نے دوسرے کوّے کو قتل کیا زمین کھود کر اُس کوّے نے اُس کوّے کو دفن کر دیا، یہ دونوں کوّے بنا ماں باپ کے پیدا ہوئے تھے اور اسماعیلؑ کے لئے جو دنبہ آیا، وہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا تھا، اور جب حضرت صالحؑ پیغمبر کے اشارے پر پہاڑی پھٹی اور نبی کے لئے ناقہ نکلا، وہ ناقہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا تھا اور موسیٰؑ کا عصا جو اژدھا بنا تھا وہ اژدھا، بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا تھا اور سنو ابلیس جو ہے وہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا تھا تو سات چیزیں ہیں دنیا میں جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئیں۔(نعرۂ صلوٰۃ)

یہ بڑا شہزادہ ہے، کیا کہنا اور چھوٹے شہزادے کا کیا کہنا، کسی دن اگر جیسا کہ اور تقریروں میں موقع ملے گا تو میں حسینؑ ابن علیؑ کا ذکر بھی کروں گا اور یہ تذکرے بار بار آئیں گے یعنی یہ کہ ایک امام کا ذکر ہے تو پھر چوتھے امام کا ذکر ہوگا بلکہ حوالے کے لئے دیگر اماموں کے ذکر بھی آئیں گے، اُن کا بھی ذکر آئے گا۔ مصائب آج کے نذر ہیں جنابِ فِضّہ کے اور اس لئے آج میں نے دونوں شہزادوں کے ساتھ اس بی بی کا ذکر رکھا ہے کہ یہ وہ بی بی ہے، دنیا کی خوش قسمت ترین بی بی ہے کہ جس کی آغوش میں چار عصمتوں نے پرورش پائی۔ حسنؑ کو پالا ہے، حسینؑ کو پالا ہے، سید الساجدینؑ کو پالا ہے، محمد باقرؑ کو پالا ہے، عباسؑ ہوں، علی اکبرؑ ہوں، قاسمؑ ہوں عونؑ و محمدؑ سب کو لوریاں دی ہیں، فِضّہ نے، اور اصل نام میمونہ ہے، بعد میں نام فِضّہ ہوا، اور جس وقت پیش کی گئیں رسولؐ کی خدمت میں تو رسولؐ نے سب سے پہلے فاطمہؑ کی خدمت میں کنیز کو پیش کر دیا۔

موّرخین میں اختلاف ہے بعد میں موّرخین لکھتے ہیں، راجستھان یا جے پور

Presented by Ziaraat.Com

یا سندھ کی شہزادی تھیں، یہاں کے راجا کی بیٹی تھیں اور بعض کا اس پر اتفاق ہے کہ حبش کے بادشاہ کی بیٹی تھیں اور بعض کا خیال یہ ہے کہ ایران جو ملک ہے موجودہ اُس وقت جو اُس کی حالت تھی، وہاں کے بادشاہ کی بیٹی تھیں اور بعض نے لکھا کہ جب یہ آ گئیں اور بادشاہ کے مرنے کے بعد وہاں کی رعایا نے خط لکھا کہ اب آپ آئیں اور آ کے اپنے تخت کو سنبھالیں حالانکہ حسنؑ اور حسینؑ اور شہزادی نے اجازت دے دی تھی، پھر بھی نہیں گئیں، تو وہاں کی رعایا نے تخت پر فِضّہ کی نعلین رکھ دیں۔ شہزادی کا انتظار کر کے رکھیں، حبش کی شہزادی اس گھر کی کنیزی کرے اور جب آئی تو عجیب عالم گھر کا دیکھا، وقت میں نے اس لئے لیا کہ میں اس بی بی کا تذکرہ فضائل کے ساتھ کروں، ہمارے ملتِ جعفریہ کے مشہور دانشور راحت حسین صاحب ناصری نے جناب فضّہ کی سوانح حیات لکھی ہے:- اور میں کہا کرتا ہوں کہ ایسے بڑے بزرگوں کے نام آپ لوگ یاد رکھیں اور کم از کم آپ کی سادات کالونی (انچولی) میں جو دانشور اور اسکالرز رہتے ہیں، اُن کو تو کم از کم پہچانیں۔ اِن بڑے دانشوروں اور اسکالرز میں عاکف حسین صاحب نے عجیب وغریب ذہن پایا ہے اور ایسے ایسے مضامین اور کتابیں لکھ رہے ہیں وہ اور اسی آپ کی سوسائٹی میں رہتے ہیں، میرے خیال میں ہمارے جوان بھائی اُن کو نہیں جانتے ہیں تو آپ ان سب کو جانیں اور پہچانیں اور اُن کے قریب جائیں، اُن سے معلومات حاصل کریں، مولویوں کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دیجئے، وہ آپ کی رہنمائی نہیں کر پائیں گے، دانشوروں کے ساتھ جایئے اور ہمیشہ یاد رکھئے، کسی بھی ملت کی رہنمائی ہمیشہ دانشور کیا کرتے ہیں محراب و منبر والے نہیں کیا کرتے۔ جب آپ کا شرعی مسئلہ آئے تو اُن سے پوچھ لیجئے

Presented by Ziaraat.Com

لیکن اور جو دیگر مسئلے ہیں اُن کو سمجھنے کے لئے دانشوروں کی فکر لینا پڑے گی آپ کواور اب کچھ سننا پڑے گا آپ کو۔ راحت حسین ناصری وہ شخصیت ہیں سلمانِ فارسیؓ کی سوانح حیات لکھی، عمارِ یاسرؓ کی سوانحِ حیات لکھی ہے، مالک اشترؓ کی سوانحِ حیات لکھی اور جنابِ فِضّہ کی بھی سوانح حیات لکھی اور جیسا کہ پہلی تقریر میں بھی کہا تھا کہ ذاکرین جب منبر پر بیٹھتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ سب ہمارے سامنے جہلا بیٹھے ہیں تو ایسے ہی ایک واقعہ آپ کے کراچی میں ہو گیا کہ آدم ٹاؤن میں بہت بڑے علامہ نے مجلس پڑھی اور اُس نے یہ کہا کہ شام کے بازار میں چلتے ہوئے جنابِ فِضّہ وفات پا گئیں اور معجزے سے امامِ باقرؑ آئے اور اُنہوں نے دفن کیا اور یہ وہ۔ تو کوئی طویل طویل روایت پتہ نہیں، پنجاب کے کسی ذاکر سے اُن کی لڑائی تھی یا کیا ہوا تھا بہر حال پہنچ گئی اور وہ اُنہوں نے پڑھی مجلس، پڑھنے کے بعد اتفاق سے گھر میں جا کر چائے کے لئے بیٹھے تو جو گھر تھا راحت حسین ناصری کا، جنہوں نے جنابِ فِضّہ کی سوانح حیات لکھی ظاہر ہے جواُن کی سوانح حیات لکھی ہوئی کتاب ہے اُس میں یہ واقعہ نہیں تھا، وہ بڑے حیران ہوئے، اُنہوں نے کہا کہ قبلہ علامہ صاحب یہ واقعہ جو آپ نے پڑھا، یہ میں بتانا چاہ رہا ہوں کہ پڑھنے والے ذاکرین یاد رکھیں، کہ مجمعے میں پڑھے لکھے لوگ بھی ہوتے ہیں، صرف یہ بتانا چاہ رہا ہوں اور کیونکہ جنابِ فِضّہ کا ربط ہے اس لئے بیان کر رہا ہوں، یہ بتایئے کہ یہ کس کتاب سے آپ نے واقعہ پڑھا۔ آپ کو یہ بڑی اچھی ترکیب بتاتے ہیں ہمارے علماؤں کی جو یہ ہے کہ اگر آپ اُن سے پوچھیں گے بھئی یہ روایت یاد نہیں ہے کہہ دیں گے بحارالانوار میں، اس لئے کہ چھبیس جلدیں بحارالانوار کی اور وہ بھی دوسرے

Presented by Ziaraat.Com

ایڈیشن میں سو جلدیں بن چکی ہیں، وہ چھبیس جلدوں میں جا کے ڈھونڈے گا کون اور وہ مہین مہین عربی اور اتنی بڑی تختی، کون جا کے تلاش کرے گا، پوری جلدیں بھی نہیں یہاں پاکستان میں، تو کون ڈھونڈے گا، اُس میں کہ کہاں روایت ہے تو اطمینان ہو گیا کہ علامہ مجلسیؒ نے لکھی ہیں، بحارالانوار میں ٹھیک ہے، صحیح کہہ رہے ہیں علامہ صاحب۔

وہ بھی جلدی سے جھڑک کر انہوں نے کہہ دیا کہ صاحب بحار میں اُنہوں نے کہا، اچھا اگر بحار میں ہے تو یہ بتا دیجئے کہ کس جلد میں، کہا دوسری جلد میں، یہ کہہ کے پھر وہ مخاطب ہو گئے لوگوں سے، یہ گفتگو کر رہے تھے کہ گھر میں وقت نہیں، کتب خانے میں گئے وہاں سے بحار کی دوسری جلد لائے، لا کے سامنے میز پر رکھ دی، کہا قبلہ جب آپ نے بتایا ہے کہ بحار کی دوسری جلد میں ہے تو ذرا سا نکال بھی دیجئے، بحار سامنے رکھئے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اُن کا جملہ راحت صاحب کا بالکل صحیح تھا کہ شاید زندگی میں پہلی بار بحار کی دوسری جلد دیکھی ہو اب صاحب اُلٹتے پلٹتے رہے دیکھتے رہے تو راحت حسین صاحب کا جملہ سنئے کہ صاحب علامہ لکھتے ہیں، اپنے نام کے ساتھ یہ نہیں پتہ کہ جناب فِضّہ کے حالات دوسری جلد میں نہیں بلکہ ساتویں جلد میں ملیں گے بحارالانوار کی دوسری جلد اخلاقیات پر ہے، اُس میں تاریخ کہاں سے آئی، تو آپ نے یہ عالم دیکھا، اِسی لئے میں کہتا ہوں کہ پڑھے لکھے لوگوں کو پڑھئے، اگر راحت حسین ناصری کی کتاب، وہ علامہ جناب فِضّہ کی سوانح حیات پڑھ لیتے تو غلط روایت نقل کیوں کرتے، اب میں اُن کی کتاب کے حوالے سے پڑھ رہا ہوں کہ گھر میں جب یہ کنیز آئی تھی تو اس نے عالم یہ دیکھا کہ گھر میں فاقے ہوتے ہیں، ایک

Presented by Ziaraat.Com

چٹائی ہے، چرخہ ہے، چکّی ہے اور پانی پینے کے لئے چند کٹورے ہیں، ایک فرش ہے اور ایک دن یہ عالم دیکھا کہ بھوک سے چھوٹا شہزادہ بلک رہا ہے، آج فِضّہ سے برداشت نہیں ہوا کیونکہ صاحب علم گھرانے کی تھیں اور مشہور ہے کہ کیمیا گر تھیں اور چاندی بنانا جانتی تھیں، اس لئے بازار سے تانبے کا ٹکڑا اور کچھ چیزیں ایسی خرید کر لائیں کہ جن کو ملا کر تانبے کے ٹکڑے کو چاندی میں تبدیل کر سکتی تھیں کیمیا سے اور اُس کے بعد اُنہوں نے تانبے کے ٹکڑے کو چاندی میں تبدیل کر دیا، اُس ٹکڑے کو لے کر آئیں اور کہا مولا اُس کو جا کر بازار میں بیچ دیجئے اور اس سے کچھ جو خرید کر لائیے تا کہ شہزادے بھوکے ہیں، روٹی پکے تو گھر میں کھانا کھایا جائے۔ اب مولا نے دیکھئے جواب کیا دیا، بے اختیار فِضّہ کے چہرے کو دیکھا، کہا فِضّہ اگر اس تانبے کے ٹکڑے کو تو گلا کر چاندی بناتی تو بڑی اچھی چاندی بنتی، تو نے اس کو گلایا نہیں، بے اختیار حیران ہو کر پوچھتی ہے مولا کیا آپ بھی چاندی بنانا جانتے ہیں، اتنی دیر میں حسنِ مجتبیٰؑ سامنے آئے مولا علیؑ نے کہا ہاں فِضّہ اگر گلا کر بناتی تو بہت اچھی چاندی بنتی، علیؑ نے کہا صرف میں نہیں یہ بچے بھی چاندی بنانا جانتے ہیں۔ یہ بھی کیمیا کے علم سے واقف ہیں اور اُس کے بعد علیؑ نے کہا، فِضّہ ذرا سامنے دیکھ۔ اب جو سامنے دیکھا تو چاندی کی ایک نہر بہہ رہی ہے اور کہا فِضّہ تو نے دیکھا کیا ہے کہا چاندی کی نہر ہے، کہا اب یہ اپنی چاندی کی تختی اس میں ڈال دے، فِضّہ نے وہ چاندی کی تختی ڈال دی، علیؑ نے کہا فِضّہ اب کبھی چاندی بنانے کی کوشش نہ کرنا، ہاں آج سے میں نے تیرا نام فضہ رکھ دیا، فضہ کے معنی ہیں چاندی فضہ کے معنی عربی میں ہیں چاندی اور اب یہ مرتبہ ملا ہے اس بی بی کو زہراؑ کے گھر کی اس کنیز کی یہ عظمت

Presented by Ziaraat.Com

ہے کہ سورۂ دہر میں نام آ گیا، قرآن میں اہلِ بیتؑ کی فضیلتیں قدرت بیان کرتی ہے، نام نہیں لیتی، سورۂ دہر پانچ آدمیوں کے لئے آیا، علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ اور فِضّہ کے لئے آیا، قدرت نے چار شخصیتوں کا نام سورۂ دہر میں نہیں لیا، علیؑ کا نام سورۂ دہر میں نہیں، فاطمہؑ کا نام نہیں ہے حسنؑ اور حسینؑ کا نام نہیں، لیکن تین مقامات پر سورۂ دہر میں فِضّہ فِضّہ فِضّہ کا لفظ آیا ہے صرف اس لئے کہ یہ کنیز ہے، اس کا دل رکھنا ہے، اس نے تو آلِ محمدؐ کی سیرت پر عمل کیا ہے، یہ سب معصوم ہیں۔ فِضّہ کا عمل یہی ہے جو ہم چاہ رہے ہیں، اس نے کمال کیا ہے کہ تین دن اس نے بھی سائل کو روٹیاں دیں ہیں۔ فقیر آیا ہے، یتیم آیا ہے، روٹیاں گئیں ہیں پانچ روٹیاں روز گئیں ہیں، اور تین دن تک گئیں ہیں کیونکہ تین دن تک روٹیاں گئیں تھیں اس لئے فِضّہ کا نام تین بار آیات میں آ گیا تا کہ یادگار رہے کہ تین دن سب نے پانچ پانچ روٹیاں دیں اور جب یہ پانچ پانچ روٹیاں گویا تین دن کے بعد یہ پندرہ روٹیاں پہنچیں اللہ کے پاس تو جواب میں سورۂ دہر آیا اور اُس میں یہ ارشاد ہوا، کہا جنّت تمہیں دے دی اور ہم تمہارے مشکور ہیں، تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں، اس شکریے میں فِضّہ بھی شریک اور وہ جنّت کی جاگیر جو عطا ہوئی ہے، اُس جاگیر میں چار کے علاوہ پانچویں حصے دار بھی ہے۔ دیکھئے جملہ یاد رکھئے گا کہ جنّت کی جاگیر جو ملی ہے اُس میں حصے دار اُس جاگیر میں فِضّہ بھی ہیں اور فِضّہ کو حصے دار کیوں بنایا ہے قدرت نے۔ تقریر کے ساتھ میرے جملے آپ ذہن نشین کیجئے گا اور جب یاد کریں گے آپ تو رونا آئے گا یہ جملہ یاد رکھئے گا قدرت نے اس جاگیر میں حصے دار کیوں بنایا اور جب خدمت کر چکیں اور وہ دور بھی آیا رسولؐ کی زندگی کا آخری وقت آیا تو

Presented by Ziaraat.Com

رسولؐ نے جب سب سے گفتگو کر لی تو فضّہ کو آواز دی فضّہ میرے قریب آؤ، فضّہ قریب آئیں رسولؐ اللہ نے کہا تُو نے بڑی خدمت کی ہے، میرے بچّوں کی اور میری بیٹی کی۔ بول کیا مانگتی ہے، کہا اگر تین باتیں رسولؐ سے مانگ لے تو رسولؐ پوری کرے گا، فضّہ نے بے اختیار کہا رسولؐ میں نے اکثر ان بچّوں کی زبان سے لفظِ کربلا سنا ہے، اگر ایسا واقعہ ہوگا تو میں یہ چاہتی ہوں کہ یہ دعا کر دیجئے میرے حق میں کہ میں اُس وقت تک زندہ رہوں جب تک یہ واقعہ ہو، رسولؐ نے کہا فضّہ تجھے عمر مل گئی۔ چوراسی یا پچاسی سال تک فضّہ زندہ رہیں تاریخ میں لکھا ہے، رسولؐ نے کہا میں نے تجھے عمر دے دی اللہ سے مانگ کر اور مانگ کیا مانگتی ہے، کہا دوسری بات یہ مانگتی ہوں کہ اُس وقت تک میں بوڑھی ہو جاؤں گی مگر میرے ہاتھ اور پیروں میں اتنی طاقت رہے کہ میں آپ کے بچّوں کی خدمت اُس وقت تک کر سکوں۔ میں اپنے میں اتنی طاقت محسوس کروں، کہا ہم نے یہ ہمّت بھی عطا کر دی اور مانگ لے کیا مانگتی ہے، اب فضّہ کہتی ہے، ایک آخری چیز ہے اور وہ یہ ہے کہ زندگی میں اگر کوئی دعا مانگوں تو وہ اُسی وقت پوری ہو جائے، رسولؐ نے کہا یہ حق بھی تجھے دے دیا۔ پردے کے پاس کوئی بزرگ کھڑے تھے، جب فضّہ باہر آئی چادر میں لپٹی ہوئی تو، بزرگ نے کہا فضّہ تو اتنے دن رسولؐ کے گھر میں رہی اور رسولؐ سے مانگنے کا سلیقہ نہ آیا، کیا مانگا ہے تو نے، فضّہ کو غصہ نہیں آیا، بڑی نرمی سے کہا، اچھا اگر تم ہوتے تو کیا مانگتے رسولؐ سے، یہ بتائیے، تو اُس بزرگ نے کہا، میں تو ایک چیز مانگتا رسولؐ سے کہ قیامت تک کی مجھے زندگی دے دیجئے، کہا دوسری چیز کیا مانگتے، کہا دوسری چیز یہ مانگتا کہ ساری دنیا کی شاہی مجھے مل جائے اور کہا تیسری چیز کیا

Presented by Ziaraat.Com

مانگتے کہا جب مرجاؤں تو جنّت ملے، تیسری چیز یہ مانگتا، تو کہا یہ تم مانگتے، کہا سنو میں قیامت تک کی زندگی کیوں مانگتی، ان کی محبت میں جو مرجائے گا، ہمیشہ زندہ رہے گا اور میں دنیا کی دولت کیوں مانگتی اس لئے کہ ان کی محبت سے بڑھ کر کون سی دولت ہے اور تو یہ کہہ رہا ہے کہ میں مرنے کے بعد جنّت طلب کرتی رسولؐ سے۔ کہا یہ بتا دے کہ ان کے در کے علاوہ بھی کوئی دوسری جنّت ہے جو میں جنّت مانگتی اور یہ کہہ کر فضّہ آگے بڑھ گئیں۔ یہ فضّہ کا کردار ہے، یہ فضّہ کی عظمت ہے تو حق مانگا ہے تو حق ایسا ملا ہے کہ اب کربلا روانگی ہے اور سب جا رہے ہیں تو فِضّہ بھی ساتھ ساتھ ہے، پردے کا اہتمام زینبؑ واُمِ کلثومؑ کے لئے ہے تو فضّہ کے لئے بھی ساتھ ساتھ ہے، اب سواریاں کربلا میں اتریں گی، تو فضّہ کو بھی اُسی احترام کے ساتھ اتارا جائے گا اور اب یہ فضّہ ہے کہ وہ کبھی محمد باقرؑ کو دیکھے گی، کبھی سکینہؑ کی نگرانی کرے گی، کبھی جھولے میں علی اصغرؑ کو جا کر دیکھے گی، شبِ عاشور آئے گی تو ایک ایک خیمے میں جا کر ایک ایک بچّے کو حوصلہ دے گی اور جب عاشور کا دن آئے گا، تو فضّہ کی خدمات بڑھ جائیں گی، جب حبیبؑ آئیں گے تو سلام زینبؑ کا فضّہ پہنچائیں گی، اب حرؑ آئے گا تو اطلاع دیں گی کہ بی بی حرؑ آیا ہے، آپ کی مدد کے لئے اور قاسمؑ جنگ کریں گے تو درِ خیمہ پر سے بی بی کو بتائیں گی کہ قاسمؑ نے خوب جنگ کی، ارزق کے بیٹوں کو بھی قتل کیا، ارزق کو بھی قتل کیا، عونؑ ومحمدؑ جنگ کریں گے تو فرات تک کے کنارے کی خبر لائے گی، جب عباسؑ علم لے کر جائیں گے تو فضّہ اطلاع دے گی بی بی کو۔ جب علی اکبرؑ جنگ کرنے جائیں گے تو فضّہ اطلاع دے گی، آخر وہ وقت بھی آیا کہ جب فضّہ در سے دیکھ رہی تھی اور بے اختیار مڑ کر کہا کہ

Presented by Ziaraat.Com

بی بی تیری گود کا پالا گھوڑے پر بیٹھ رہا ہے، بی بی پر کیا گزری ہوگی کہ جب فضہ نے یہ اطلاع دی ہوگی کہ شہزادہ گھوڑے پر نظر نہیں آتا، یہ جنابِ فضہ خدمات انجام دے رہی ہیں اور تقریر کے آخری جملے شامِ غریباں آ گئی اور زینبؑ و اُمِ کلثومؑ بچوں کو ڈھونڈنے نکلیں ہیں تو فضہ بھی ساتھ ساتھ ہیں، کبھی مقتل سے جا کر سکینہؑ کو لائیں ہیں تو فضہ ساتھ ہیں، کبھی اولادِ عقیلؑ سے جو لاشوں کو اُٹھا کر لائیں ہیں تو فضہ ساتھ ہیں، کبھی آواز دی ہے محمد باقرؑ کو جلتے ہوئے دامن کو بجھایا ہے، زینبؑ نے تو فضہ بھی ساتھ ہیں، اور وہ وقت بھی آ گیا مجھ سے بچوں نے یہ کہا تھا کہ وضاحت کیجئے، کہ زوجہ حرؑ کی روایت جو ہے وہ غلط کس طرح ہے، میں یہی کہوں گا کہ ارے اگر ہمارا کوئی مر جائے، تو ہم اُس وقت تک کھاتے نہیں جب تک کہ وہ دفن نہ ہو جائے، زینبؑ نے یہ کیسے گوارا کیا کہ بھائی ابھی دفن نہیں ہوا اور دشمن کے ہاتھوں کا پانی پی لیں، شہزادی زینبؑ سے یہ گوارا نہیں، ہاں حسینؑ اپنی عورتوں کو لائے تھے لیکن لشکرِ یزید تو لڑنے آیا تھا، وہ اپنی عورتوں کو لے کر کیوں آتے، آپ اس تشویش میں کیوں ہیں، پانی کہاں سے ملا، یہ سنیں اور یاد رکھیں اور یاد کر کے روئیں۔ ناصر الملّت اعلیٰ اللہ مقامہٗ سے سوال کیا گیا تھا کہ اگر زوجہ حرؑ کی روایت غلط ہے تو پھر اہلِ حرمؑ نے پانی کب پیا اور کھانا کب ملا، آپ یہ معلوم کیوں کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی پیاس کب بجھی، خدا کی قسم آپ تاریخ میں تلاش کریں گے تو نہیں ملے گا، ہاں بس یہ ایک روایت ملتی ہے اگر بہت تشویش ہے آپ کو کہ زینبؑ نے پانی کب پیا، اُمِ کلثومؑ نے پانی کب پیا، سکینہؑ نے پانی کب پیا تو فضہ کا ربط کس روایت سے ہے، دیکھئے جلتی ہوئی ریت پر تیمّم کرنے کے بعد ایک بار دو رکعت نماز فضہ

Presented by Ziaraat.Com

نے ادا کی اور دعا کے لئے ہاتھ اُٹھایا اور بے اختیار کہا میرے مالک کیا تیرے حبیبؐ کی یہ آلؑ پیاسی مرجائے گی، کیا یہ سکینہؑ پیاسی مر جائے گی، اللہ تو کیا چاہتا ہے، میں تجھ سے پانی طلب کرتی ہوں جب یہ واپس آئی ہاتھ میں ایک طشت تھا اُس میں پانی کے کوزے رکھے ہوئے تھے فضہ لے کر آئی کہا شہزادی بچوں کو پانی پلا دیں اور خود بھی پانی پی لیجئے ایک بار سکینہؑ کو سوتے سے جگایا کہا سکینہؑ پانی آ گیا، اُٹھو اُٹھو سکینہؑ پانی آیا، سکینہؑ نے کہا کیا میرے عمّو نہر سے واپس آ گئے، کہا سکینہؑ عمّو تو نہیں آئے، فضہ تیرے لئے پانی لائی ہے، کوزہ آب لیا، کہا آپ نے پیا پھوپھی اماں کہا سکینہؑ قافلے میں تو سب سے چھوٹی ہے، جام لے کر مقتل کی طرف چلی، کہا مجھ سے چھوٹا علی اصغرؑ ہے، کہا اُس کو میں جا کر پانی پلاتی ہوں۔

❁❁❁

Presented by Ziaraat.Com

چوتھی مجلس

لفظِ ربّ اور دعا

سیرتِ حضرتِ سیّدِ سجادؑ، ذکرِ جنابِ سکینہؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے، درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے

عشرۂ ثانی کی چوتھی تقریر اس عزاخانے میں آپ حضرات ''سیرتِ معصومینؑ'' کے موضوع پر سماعت فرمارہے ہیں۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں دعا ایک افضل ترین عبادت ہے، حضرت امام زین العابدینؑ نے فلسفہ دُعا کو سمجھاتے ہوے ارشاد فرمایا کہ ''بارِ الہا! میں اس لئے تجھ سے دعا مانگتا ہوں کہ تو نے اپنے بندے کو دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اگر تیرا حکم نہ ہوتا تو میں کبھی بھی دعا مانگ کر تیری مرضی میں دخل نہ دیتا''۔

دعا کے فلسفے میں ''علم بدا'' کی دلیل مل جاتی ہے کہ انسان کی تقدیر میں جو کچھ لکھا تھا اللہ نے دُعا سُن کر انسان کی زندگی کو تبدیل کردیا، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو کچھ تقدیر میں تبدیلی ہوئی اس کا علم اللہ کو نہیں تھا، جو کچھ تبدیلی ہوئی وہ بھی اللہ کے علم میں پہلے سے تھا۔

قرآن کی سورۂ زمر، آیت ۵۳ میں اللہ کا ارشاد ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

''اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر اسراف کیا ہے وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں یقیناً اللہ بخشنے والا ہے، وہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، قرآن میں دعا مانگنے کا حکم ہے۔

سورۂ بقرہ آیت ۱۸۶ میں ارشاد ہوا۔

''جب میرے بندے مجھ سے مانگتے ہیں تو میں اُس وقت ان کے نزدیک ہوتا ہوں اور پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں، اے میرے بندوں تم مجھ سے دعا کرو کہ میں اُسے قبول کروں''۔

انبیائے کرام نے اللہ کی بارگاہ میں دعائیں مانگی ہیں اور زیادہ تر اُسے مخاطب کرتے ہوئے لفظ ''ربّ'' کا استعمال کیا ہے۔

حضرت آدم اور حوّا کی دعا:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (سورۂ اعراف ۲۳)

''اے ربّ! ہم نے اپنے اوپر ستم کیا، اب اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے''۔

حضرت شعیب کی دعا: رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ (سورۂ اعراف ۸۹)

''اے ربّ! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ٹھیک فیصلہ کر دے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے''۔

حضرت موسیٰ کی دعا:

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنتَ أَرْحَمُ

Presented by Ziaraat.Com

الرّٰحِمِیۡنَ (سورۂ اعراف۔۱۵۱)

''اے ربّ! مجھے اور میرے بھائی کی مغفرت فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما''۔

حضرت نوح کی دعا:- قَالَ رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُبِكَ اَنۡ اَسۡــَٔلَكَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِهٖ عِلۡمٌ (سورۂ ھود آیت ۴۷)

اے میرے ربّ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اِس سے کہ وہ چیز تجھ سے مانگوں جس کا مجھے علم نہیں۔

حضرت یوسفؑ کی دعا:-

قَالَ رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡهِ۔ وَاِلَّا تَصۡرِفۡ عَنِّیۡ كَیۡدَهُنَّ اَصۡبُ اِلَیۡهِنَّ وَاَكُنۡ مِّنَ الۡجٰهِلِیۡنَ (سورۂ یوسف، آیت ۳۳)

اے میرے ربّ! قید خانہ مجھے منظور ہے بہ نسبت اس کے کہ میں وہ کام کروں جو یہ لوگ مجھ سے چاہتے ہیں۔

حضرتِ یوسفؑ کی آخری دعا:-

رَبِّ قَدۡ اٰتَیۡتَنِیۡ مِنَ الۡمُلۡكِ وَعَلَّمۡتَنِیۡ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اَنۡتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ (سورۂ یوسف، آیت ۱۰۱)

''اے میرے ربّ! تو نے مجھے حکومت بخشی اور مجھ کو باتوں کی تہہ تک پہنچنا سکھایا، زمین و آسمان کے بنانے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے۔ میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا''۔

حضرت ابراہیم کی دعا:- وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِیۡمُ رَبِّ اجۡعَلۡ هٰذَا الۡبَلَدَ

Presented by Ziaraat.Com

اٰمِنًا وَّاجۡنُبۡنِیۡ وَبَنِیَّ اَنۡ نَّعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَ (سورۂ ابراہیم، آیت ۳۵)

اے ربّ اس شہر کو امن کا شہر بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا

حضرت ابراہیمؑ کی دوسری دعا: رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ (سورۂ ابراہیم، آیت ۴۱)

اے ربّ! میری دعا قبول کر۔ اے ربّ مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اس دن معاف کردیجیو جبکہ یومِ حساب آئے۔

وہ دعا جو مکّی دور کے انتہائی سخت زمانے میں نبیؐ کو سکھائی گئی۔

وَقُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا (سورۂ بنی اسرائیل۔ آیت ۸۰)

اور دعا کرو کہ اے ربّ مجھ کو جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال۔ اور اپنی طرف سے ایک سلطانِ نصیر (علیؑ) کو میرا مددگار بنا دے۔

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا (سورۂ بنی اسرائیل ۷۹)

بعید نہیں تمہارا ربّ تمہیں مقامِ محمود پر فائز کردے۔

ختمی مرتبت نے سلطانِ نصیر یعنی اقتدار مانگا ہے۔ وہ اقتدار کیا ہے؟ اور پہلے ارشاد ہوا ہم تم کو مقامِ محمود پر فائز کریں گے۔ گویا اب اس سے بڑا اقتدار اور کیا ہوسکتا ہے۔ دنیا میں علیؑ کی صورت میں اقتدار عطا کیا گیا۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ{۱} الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ {۲} مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ{۳} اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ{۴} اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ{۵} صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ {۶} غَیۡرِ

Presented by Ziaraat.Com

الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ {۷}

سورۂ حمد ایک دعا ہے اور خدا نے ہر اس انسان کو یہ دعا سکھائی ہے جو قرآن شروع کر رہا ہو، اگر قرآن سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو دعا سے آغاز کرو۔

ربّ کا لفظ عربی زبان میں تین معنوں میں بولا جاتا ہے۔

۱۔ مالک اور آقا، ۲۔ مربی، پرورش کرنے والا، خبر گیری اور نگہبانی کرنے والا۔ ۳۔ فرمانروا، حاکم، مدبر اور منتظم۔

اللہ ان سب معنوں میں کائنات کا ربّ ہے۔

طالوت کی دعا:-

وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (سورۂ بقرہ، ۲۵۰)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ ہم پر صبر کا فیضان کر، ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں پر ہم کو فتح دے۔

حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی دعا:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

(سورۂ بقرہ آیت ۱۲۸)

"اور یاد کرو ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ جب گھر کی دیواریں اُٹھا رہے تھے تو دعا کرتے جاتے تھے۔ اے ہمارے ربّ ہم سے یہ خدمت قبول کر۔ اے ربّ ہم دونوں کو مسلم بنا ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اُٹھا جو مسلم ہو"۔

مریم کی والدہ نے دعا کی:

Presented by Ziaraat.Com

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ط وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (سورۂ آلِ عمران، آیت ۳۶)

''اے میرے ربّ میں اس بچے کو جو میرے بطن میں ہے تیری نذر کرتی ہوں وہ تیرے ہی کام کے لئے وقف ہوگیا''۔

زکریا کی دعا: زکریا نے اپنے ربّ کو پکارا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (سورۂ آلِ عمران آیت ۳۹)

''اے میرے ربّ اپنی قدرت سے مجھے نیک اولاد عطا کر تو ہی دعا سننے والا ہے''

عیسیٰ کی دعا:

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سورۂ مائدہ۔آیت ۱۱۴)

''اے ربّ میرے لئے رزق دے تو خیر الرازقین ہے''

موسیٰ کی دعا:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ (۲۵) وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ (۲۶) وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ (۲۷) يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ (۲۸) وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ (۲۹) هٰرُوْنَ اَخِي (۳۰) اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ (۳۱) وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ (سورۂ طٰہٰ۔آیت ۲۵ تا ۳۲)

''ربّ میرا سینہ کھول دے، میرے کام کو میرے لئے آسان کردے، میری زبان کی گرہ سلجھادے مجھے ایک وزیر عطا کر ہارون کو میرا وزیر بنا''۔

Presented by Ziaraat.Com

ختمی مرتبتؐ کی دعا:

رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا (سورۂ طٰہٰ۔ آیت ۱۱۴)

''اے ربّ مجھے مزید علم عطا کر''

جنابِ زکریا کی دعا:

فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ وَوَھَبۡنَا لَہٗ یَحۡیٰی وَاَصۡلَحۡنَا لَہٗ زَوۡجَہٗ ؕ اِنَّھُمۡ کَانُوۡا یُسٰرِعُوۡنَ فِی الۡخَیۡرٰتِ وَیَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا ؕ وَکَانُوۡا لَنَا خٰشِعِیۡنَ (سورۂ انبیاء آیت ۹۰)

''جب زکریا نے ربّ کو پکارا۔ اے ربّ مجھے اکیلا نہ چھوڑ ہم نے ان کو یحییٰ سا بیٹا دیا''۔

جنابِ ایوب کی دعا:

وَاَیُّوۡبَ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ

(سورۂ انبیاء۔ آیت ۸۳)

''جب ایوب نے اپنے ربّ کو پکارا مجھے بیماری لگ گئی ہے تو ارحم الراحمین ہے۔ ہم نے اس کی دعا قبول کی''۔

ختمی مرتبتؐ کی دعا:

وَقُلۡ رَّبِّ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیۡنِ (سورۂ مومنون آیت ۹۷)

''اے میرے ربّ! میں شیطان کے وسواس سے پناہ مانگتا ہوں''۔

ختمی مرتبتؐ کی دعا:

وَقُلۡ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ (سورۂ مومنون آیت ۱۱۸)

''اے محمدؐ کہو۔ میرے ربّ درگزر فرما''۔

Presented by Ziaraat.Com

متقیوں کی دعا:

وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورۂ فرقان۔ آیت ۷۴)

''اے ربّ ہم کو متقیوں کا امام بنا''۔

حضرتِ ابراہیمؑ کی دعا:

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ (سورۂ شعرا۔ ۸۴)

''اے ربّ مجھے حکم عطا کر اور سچی زبان والا (علیؑ) عطا کر''

حضرتِ سلیمانؑ نے کہا:

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ

''میرے ربّ مجھے قوت عطا کر میں تیرے احسان کا شکر ادا کرتا ہوں۔ میں ایسا عمل کروں کے مجھے تو صالح بندوں میں داخل کر''۔

حضرتِ موسیٰؑ نے کہا:

قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (سورۂ قصص۔ آیت ۲۱)

''اے میرے ربّ مجھے ظالموں سے بچا'' (سورۂ قصص۔ آیت ۲۱)

حضرتِ موسیٰؑ نے کہا:

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ (سورۂ قصص آیت ۲۴)

''ربّ۔ مجھ پر خیر نازل کر میں محتاج ہوں''۔

امام حسینؑ نے ۴۰ سال کی عمر میں دعا کی:

Presented by Ziaraat.Com

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (سورۂ احقاف۔ آیت ۱۵)

''اے ربّ مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کروں۔ جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں۔ اور ایسا نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو اور میری اولاد کو بھی نیک بنا کر مجھے سکھ دے'' (سورۂ احقاف۔ آیت ۱۵)

حسینؑ کی دعا قبول ہوئی۔ سید الساجدین جیسا بیٹا ملا۔ نیک عمل ایسا کیا کہ ربّ نے کہا میں تجھ سے راضی ہو گیا۔ راضیہ مرضیہ

وَّیَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (سورۂ رحمان، آیت ۲۷)

''ہر چیز فنا ہو گی، ربّ کا چہرہ رہ جائے گا''۔

رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ (سورۂ رحمان، آیت ۱۷)

''وہ مشرقین اور مغربین کا ربّ ہے۔ مالک ہے پالنے والا ہے''۔

ربّ اللہ کا اسم ذات نہیں بلکہ اسم صفت ہے۔

ربّ العالمین ہے۔ وہ ربّ عظیم ہے۔ وہ ربّ اکرم ہے۔ وہ ربّ کریم ہے۔ وہ ربّ اعلیٰ ہے۔ وہ ربّ الفلق ہے۔ وہ ربّ الناس ہے۔ وہ ربّ المشرقینِ و ربّ المغربین ہے۔

ربّ العالمین (حاقہ۔ آیت ۴۳)

ربّك العظیم (حاقہ۔ آیت ۵۲)

ربّك الاکرام (رحمان، ۳)

بربّك الکریم (انفطار۔ ۶)

Presented by Ziaraat.Com

رَبِّكَ الاعلیٰ (اعلیٰ۔آیت ۱)

ربّ الفلق (فلق۔آیت ۱)

ربّ الناس (الناس۔آیت ۱)

ربّ السمٰوات والارض (النبا۔آیت ۳۷)

قیامت کے روز صاحبانِ ایمان کہیں گے۔

رَبَّنَآ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا (سورۂ تحریم۔آیت ۸)

اے ربّ ہمارے نور کو اور کمال دے

جنابِ آسیہ نے دعا کی:

اِذۡ قَالَتۡ رَبِّ ابۡنِ لِیۡ عِنۡدَكَ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّةِ وَنَجِّنِیۡ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ (سورۂ تحریم آیت ۱۱)

میرے ربّ میرے لئے جنّت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون کے ظلم سے بچا لے۔ ظالم قوم سے نجات دے۔

لفظِ ربّ کے تقریباً گیارہ معنی ہیں، تربیت کرنے والا، پرورش کرنے والا، کمال تک پہنچانے والا، مربّی، سرپرست، مالک، کروڑوں اربوں قِسم کی مخلوقات کی ضروریات کو فراہم کرنے والا اور ان مخلوقات کی ہر ہر فرد کو جاننے والا اس لئے اللہ کو ربّ العالمین کہتے ہیں۔

سورۂ فجر میں ارشاد ہوا اِرۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ اپنے ربّ یعنی مالک کی طرف پلٹ آؤ" اور جب ابرہہ جو یمن سے خانۂ کعبہ پر حملہ کرنے آیا تھا اپنے ساتھ ہاتھیوں کا لشکر لے کر خانۂ کعبہ کو گرانے آیا اور مکّے سے باہر ایک وادی میں اُس نے قیام کیا تو اُس کے سپاہیوں نے رئیسِ مکّہ حضرت عبدالمطلب کے وادی میں

Presented by Ziaraat.Com

موجود اونٹ جو دو سو تھے پکڑ لئے تو حضرت عبدالمطلب اپنے اونٹ چھڑانے کے لئے ابرہہ کے پاس آئے تو اُس نے کہا خدائی گھر کی وجہ سے آپ کو عزّت و شرف حاصل ہے اس گھر کے لئے آپ نے کچھ نہیں کہا تو حضرت عبدالمطلب نے توحید پر کامل ایمان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اونٹ میرے ہیں اور میں اُن کا ربّ یعنی مالک ہوں، اور خانۂ کعبہ کا بھی ایک ربّ یعنی مالک ہے جو خود اس کی حفاظت کرے گا۔

قرآن میں یہ لفظ مختلف معنی میں نازل ہوا ہے سورۂ یوسف میں آیت ہے کہ یوسفؑ نے مصر کے بادشاہ کو بھی ربّ کہا ہے۔ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُکُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا (سورۂ یوسفؑ آیت ۴۱) یوسفؑ نے کہا اے میرے قید خانے کے ساتھیو! تم میں سے ایک تو اپنے ربّ کو شراب پلائے گا'' یہاں ربّ کے معنی آقا، مالک اور بادشاہ کے ہیں۔

ربّ کے معنی پرورش کرنے والا، پالنے والا بھی ہیں اس لئے قرآن نے ماں باپ کو بھی ''ربّ'' کہا ہے، رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (سورۂ بنی اسرائیل ۲۴) ''اے میرے پروردگار ہمارے والدین پر رحم فرما جس طرح انھوں نے میرے بچپنے میں ہماری ربوبیت کی'' جو ہمارے ربّ ہیں۔

اِسی طرح حضرت یوسفؑ نے قید خانے کے ساتھیوں سے کہا کہ تم قید سے رہائی پاکر اپنے ربّ سے میرا تذکرہ کر دینا اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ (سورۂ یوسف آیت ۴۲) یعنی بادشاہِ مصر سے تذکرہ کر دینا، یہاں بادشاہ کو بھی قرآن نے ربّ کہا ہے۔ اللہ کی مخلوقات جو تربیت و نگرانی کرنے پر مامور ہیں اُنھیں ''ربّ'' کہا جاتا ہے، اس لئے اللہ کو ''ربّ الارباب'' بھی کہا جاتا ہے یعنی بہت

Presented by Ziaraat.Com

سے ''ربوں'' کا ربّ۔

قرآن میں ربّ کی جمع ''ارباب'' (سورۂ یوسف آیت ۳۹) ہے، تین جگہ ''ربّ'' کی جمع ''ارباباً'' بیان ہوئی ہے، ''ربّ'' کی جمع ''ربیّون'' بھی ہے۔ ربیّونَ کثیراً (سورۂ آلِ عمران آیت ۱۴۶) ''اور کتنے ہی نبی ہیں جن کی پیروی واطاعت میں بہت سے ربّ یعنی اللہ والوں نے قتال کیا''۔

اللہ والوں کو بھی قرآن نے ''ربّ'' کہا ہے، قرآن میں ''ربّ'' کی جمع ''ربانئین'' اور ''ربّانیّون'' بھی آئی ہے۔

چہاردہ معصومینؑ نے دینِ اسلام کی پرورش کی، اُمت کی تربیت کی اس لئے وہ دینِ اسلام اور اُمت کے ''ربّ'' ہیں۔ رسولؐ اللہ بھی ربّ ہیں اور حضرت علیؑ بھی ربّ ہیں۔

علمِ اعداد کے اعتبار سے ''ربّ'' کے عدد ۲۰۲ ہیں۔ ''ر'' کے ۲۰۰ اور ''ب'' کے عدد ۲ ہیں۔ کُل عدد ۲۰۲ ہیں۔

محمدؐ کے عدد ۹۲ ہیں اور علیؑ کے عدد ۱۱۰ ہیں۔ ۹۲+۱۱۰=۲۰۲ ہوتے ہیں۔ علمِ اعداد سے اشارہ ہے کہ بغیر محمد و علیؑ ''ربّ'' نہیں ملتا اس تفصیل کو میر انیسؔ نے ایک رباعی میں نظم کیا ہے۔

افضل ہے اگر ایک تو اعلیٰ ہے ایک
گر غور کرو تو موج و دریا ہے ایک
ہاں نورِ محمدؐ و علیؑ ہیں واحد
اسم دو مگر مُسمّیٰ ہے ایک

وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (سورۂ دہر۔ آیت ۲۱)

Presented by Ziaraat.Com

''اور اُن کا ربّ اُنھیں نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا''۔ یہاں ساقی خود ربّ ہے گویا روزِ محشر حضرت علیؑ کارِ ربّ انجام دیں گے اس لئے حضرت علیؑ کو ساقیٔ کوثر کہتے ہیں۔ میر انیسؔ کہتے ہیں:-

اے ساقیٔ کوثر مۓ فردوس عطا کر — اے عیسیٰ دوراں مرضِ دل کی دوا کر
اے دستِ خدا قلبِ مکدّر کی صفا کر — اے نورِ حق آئینۂ خاطر کی جِلا کر
مستی میں نہ فکرِ خرد و ہوش کروں میں
کیفیتِ دنیا کو فراموش کروں میں

سورہٴ ''القلم'' میں باغ والوں کا قصہ بیان کرتے ہوئے اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ اُن کے باغ پر ہم نے تباہی پھیر دی، اُن کا باغ برباد ہوگیا تو انھوں نے کہا۔ عَسٰی رَبُّنَآ اَنْ یُّبْدِلَنَا خَیْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ (سورہٴ القلم۔ آیت ۳۲) بعید نہیں کہ ہمارا ربّ ہمیں اس سے بہتر باغ عطا فرمائے، ہم اپنے ربّ کی طرف رجوع کرتے ہیں''۔

پھر اللہ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ (سورہٴ القلم۔ آیت ۳۴)

''بے شک پرہیز گاروں کے لئے اُن کے ربّ کے پاس نعمتوں والے باغات ہیں''

میر انیسؔ نے بھی اپنے ربّ سے شاعری کا باغ مانگا تھا اور زراعت کی دعا کی تھی۔ باغ والوں نے اپنے اوپر بھروسہ کیا تھا اس لئے اُن کا باغ برباد ہوگیا۔ اگر ربّ کا واسطہ دیتے تو کبھی کھیتی برباد نہ ہوتی۔ میر انیسؔ نے ''لفظِ ربّ'' سے دعا شروع کی تاکہ محمدؐ اور علیؑ کا وسیلہ بھی شامل رہے، میر انیسؔ نے قرآن میں

Presented by Ziaraat.Com

آیات کا مطالعہ کیا تھا کہ ہر نبیؑ لفظِ ربّ کے وسیلے سے دعا مانگتا تھا۔ اس لئے میر انیسؔ نے بھی اسی لفظ کا استعمال کیا۔

بار بار کہتا ہوں کہ اگر بڑے بڑے علماء نے خدمت کی ہے تو میر انیسؔ نے کچھ کم خدمت نہیں کی ہے، ادب کی اور ایک دانشور نے تو یہ بھی لکھا کہ خدا کی قسم اگر میر انیس نہ ہوتے تو میں دیکھتا کہ ہندوستان میں حسینؑ کس مقام پر ہوتے، آپ کو نہیں پتہ کہ میر انیسؔ نے ادب کو کس منزلِ ارتقاء پر پہنچایا ہے ہندوستان میں اور یہ شان، یہ شوکت میر انیسؔ کو عطا ہوئی، صرف اس لئے کہ ادا قدرت کو بھا گئی تھی میر انیسؔ کے دعا مانگنے کی ادا اللہ کو پسند آ گئی۔

میر انیسؔ کا کمال تھا کہ منبر پر بیٹھ کر کہا کہ کچھ نہیں آتا مجھے قدرت مجھے عطا کر دے، میرے ربّ مجھ کو دے دے، قدرت نے کہا تم نے بھرے مجمعے میں مانگا ہے، جو مانگو گے وہ دیں گے، تم مانگتے چلو ہم عطا کرتے جائیں گے، میر انیسؔ کہتے چلے۔

یا ربّ چمنِ نظم کو گلزارِ ارم کر اے ابرِ کرم خشک زراعت پہ کرم کر
تو فیض کا مبدا ہے، توجہ کوئی دم کر گم نام کو اعجاز بیانوں میں رقم کر

جب تک یہ چمک مہر کے پرتو سے نہ جائے
اقلیم سخن میری قلمرو سے نہ جائے

اچھا اگر تم نے اپنے گلزارِ چمن کو یہ چاہا ہے کہ جنّت کا چمن بن جائے تو ہم بنا دیں گے تم گمنام ہو اب گم نام نہیں رہو گے، تمہاری شاعری کی زراعت خشک ہے، سرسبز و شاداب کر دیں گے۔ اچھا اقلیمِ سخن تمہارے قلم میں رہے گی اُس وقت تک جب تک ہمارا آفتاب چمکتا رہے گا تو آج بھی اُردو ادب کو کمانڈ میر انیسؔ کر رہا ہے۔ سند اگر لینا ہے تو انیسؔ کے لفظوں سے سند لی جاتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس لئے کہ بڑے آن بان شان سے اپنے ربّ سے بھرے مجمع میں مانگا تھا کہ:

یا ربّ، چمنِ نظم کو گلزارِ ارم کر   اے ابرِ کرم، خشک زراعت پہ کرم کر
تو فیض کا مبدا ہے، توجہ کوئی دم کر   گم نام کو اعجاز بیانوں میں رقم کر
جب تک یہ چمک مہر کے پرتو سے نہ جائے
اقلیمِ سخن میری قلمرو سے نہ جائے

آؤں طرفِ رزم ابھی چھوڑ کے جب بزم   خیبر کی خبر لائے مری طبعِ اولوالعزم
قطعِ سرِ اعدا کا ارادہ ہو جو بالجزم   دکھلائے یہیں سب کو زباں معرکۂ رزم
جل جائیں عدو، آگ بھڑکتی نظر آئے
تلوار پہ تلوار چمکتی نظر آئے

ہو ایک زباں ماہ سے تا مسکنِ ماہی   عالم کو دکھا دے برشِ سیفِ الٰہی
جرأت کا دھنی تو ہے، یہ چلائیں سپاہی   لاریب، ترے نام پہ ہے سکّۂ شاہی
ہر دم یہ اشارہ ہو، دوات اور قلم کا
تو مالک و مختار ہے اس طبل و علم کا

ناقدریٔ عالم کی شکایت نہیں مولا   کچھ دفترِ باطل کی حقیقت نہیں مولا
باہم گُل و بلبل میں محبت نہیں مولا   میں کیا ہوں کسی روح کو راحت نہیں مولا
عالم ہے مکدّر کوئی دل صاف نہیں ہے
اس عہد میں سب کچھ ہے، پر انصاف نہیں ہے

تھا جوش کچھ ایسا ہی جو دعویٰ کیا میں نے   خود سر بگریباں ہوں کہ یہ کیا کیا میں نے
اک قطرۂ ناچیز کو دریا کیا میں نے   تقصیر بحل کیجئے، بے جا کیا میں نے
ہاں سچ ہے کہ اتنی بھی تعلّی نہ روا تھی
مولا یہ کلیجے کے پھپھولوں کی دوا تھی

Presented by Ziaraat.Com

تائید کا ہنگام ہے یا حیدرِ صفدر امداد ترا کام ہے، یا حیدرِ صفدر
تُو صاحبِ اکرام ہے، یا حیدرِ صفدر تیرا ہی کرم عام ہے، یا حیدرِ صفدر
تنہا ترے اقبال سے شمشیر بہ کف ہوں
سب ایک طرف جمع ہیں، میں ایک طرف ہوں
مقبول ہوئی عرض، گنہ عفو ہوئے سب امید بر آئی، مرا حاصل ہوا مطلب
شامل ہوا افضالِ محمد، کرمِ ربّ ہوتے ہیں علمِ فوجِ مضامیں کے نشاں اب
پُشتی پہ ہیں سب رُکنِ رکیں دینِ متیں کے
ڈنکے سے ہلا دیتا ہوں طبقوں کو زمیں کے
نازاں ہوں عنایت پہ شہنشاہِ زمن کی بخشی ہے رضا جائزۂ فوجِ سخن کی
چہرے کی بحالی سے قبا چست ہے تن کی لو برطرفی پڑ گئی مضمونِ کہن کی
اِک فرد پُرانی نہیں دفتر میں ہمارے
بھرتی ہے نئی فوج کی لشکر میں ہمارے

مانگا اور کہا کہ یا ربّ یہ سب کچھ عطا کر دے، قدرت نے فوراً عطا کر دیا۔ انیس اللہ کے نو ہزار نو سو ننانوے نام ہیں، اس بحر میں تو سارے نام آ رہے تھے۔ یہ کیوں نہیں کہا ''مالک چمنِ نظم کو گلزارِ ارم کر'' یہاں پہ تقریر تھی اور یہیں سے میں اپنے موضوع پر آؤں گا، بہت غور سے سنیں یہ کیوں نہیں کہا کہ ''مالک چمنِ نظم کو گلزارِ ارم کر'' بحر میں آ رہا تھا۔ ''خالق چمنِ نظم کو گلزارِ ارم کر'' یہ کیوں کہا ''یاربّ چمنِ نظم کو گلزارِ ارم کر'' تو انیسؔ یہ ہی کہیں گے کہ تم نہیں جانتے کہ جو نام لے کر اُس کا دعا مانگی جائے اُس نام میں جو اثر ہوتا ہے، اُسی طرح عطا ہوتا ہے۔ آدمؑ نے جب دعا مانگی کہ ترکِ اولیٰ معاف ہو جائے تو یہی کہا کہ یا ربّ

Presented by Ziaraat.Com

پنجتنِ پاک کے حق میں دعا قبول کر۔ ربّ کا لفظ استعمال کیا، جب نوحؑ نے دعا مانگی تو ربّ کہہ کر دعا مانگی، جب ابراہیمؑ نے دعا مانگی تو ربّ کہہ کر دعا مانگی، جب موسیٰؑ نے دعا مانگی تو ربّ کہہ کر دعا مانگی، جب عیسیٰؑ نے دعا مانگی تو ربّ کہہ کر دعا مانگی، جب ختمی مرتبت نے دعا مانگی تو یا ربّ کہہ کر دعا مانگی، ہر امام نے یا ربّ کہہ کر دعا مانگی تو ربّ کے معنی کیا ہیں پالنے والا، بڑھانے والا، پرورش کرنے والا، انیس چاہ رہے تھے کہ شاعری کا زور بڑھے اس لئے یا ربّ کہا لیکن انیس ضرورت تو یہ ہوتی ہے کہ اگر اُس کو پکارا جائے تو کوئی واسطہ بھی تو دیا جائے ،تو نے اپنی شاعری میں پنجتنِ پاک کا واسطہ نہیں دیا، محمدؐ کا واسطہ نہیں دیا، علیؑ کا واسطہ نہیں دیا، بغیر واسطے دعا سنی کیسے ہوگی، تو انیسؔ یہی کہیں گے کہ اسی لئے ربط کا ربّ رکھا ہے، ۹۲ عدد محمدؐ کے ہیں ۱۱۰ علیؑ کے ہیں ۱۱۰ اور ۹۲ جوڑو تو ۲۰۲ ہوتے ہیں، ربّ کے دو سو دو ہیں، ''ر'' کے ۲۰۰ ''ب'' کے ۲، کل ۲۰۲، اس میں محمدؐ بھی آ گئے علیؑ بھی آ گئے۔ (نعرۂ حیدری)

سمجھیں ادب کیا ہے، جانیے ادب نے کیا دیا ہے حسینیت کو اور آلِ محمدؐ کے ادب کو۔ ادب کیا ہے، کہا ایک خط آیا تھا، اُس کا جواب چہلم کے بعد کی تقریر میں دوں گا کہ اسلام نے شاعری کے خلاف کہا ہے، لیکن سنو زیدِ شہید سے پوچھا تھا کسی نے کہ یہ بتاؤ کہ آلِ محمدؐ کے گھرانے کے بچوں کو ابتدائی تعلیم کیا دی جاتی ہے، بھئی یاد رکھو میرے بچو یہ سارے جملے یاد رکھو! زید شہید آج جن کی وفات کا دن تھا شہادت کا، انہوں نے زید شہید سے پوچھا کہ آلِ محمدؐ کے گھرانے کے بچوں کو ابتدائی تعلیم کیا دی جاتی ہے تو بے اختیار کہا کہ نثر میں ہماری دادی کا خطبۂ فدک پڑھایا جاتا ہے اور نظم میں دیوانِ ابوطالبؑ پڑھایا جاتا ہے تو نظم اور

Presented by Ziaraat.Com

نثر کو ساتھ ساتھ رکھنا پڑے گا، اگر نثر میں نہج البلاغہ پڑھنی ہے تو نظم میں تم کو انیسؔ پڑھنا پڑے گا۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

علم کے خزانے اس میں پوشیدہ ہیں، اب انیس یہ بتا گئے کہ تم نے جب واسطہ دیا تو تلوار پہ تلوار چمکتی نظر آئے گی تو تم نے خیبر کی خبر کیوں طلب کی، اسلام میں تو بہت سی لڑائیاں علیؑ نے فتح کیں ہیں۔ بدر فتح کی، خندق فتح کی، حنین فتح کی، یہ خیبر کا واسطہ کیوں دیا تو انیسؔ یہی کہیں گے کہ تلوار کی تیزی مانگی ہے تو خیبر سے اس لئے مانگی ہے کہ اس سے میں نے دو کام لئے ہیں ایک تو تلوار کی تیزی مانگی ہے، دوسرے یہ واحد جنگ ہے کہ اب تک دشمنوں کے دل میں کانٹا بن کے کھٹک رہی ہے، اس لئے کہ یہ وہی جنگ تھی کہ جس میں رسولؐ نے ہر ایک کو حوصلہ نکالنے کا موقع دیا اور سب سے آخر میں علیؑ کو بھیجا تھا، لشکر جا رہا تھا اور واپس آ رہا تھا، دن پہ دن گزرتے جا رہے تھے اور جب پوچھا جاتا تھا تو سردار کہتا تھا لشکر کو یہ بھاگا لشکر کہتا تھا، سردار کو یہ بھاگا۔ انیسؔ بھی جنگ دیکھ رہے تھے، نہیں نہیں بلکہ یہ ماحول تھا کہ تحفۂ اثنا عشریہ بھی لکھی جا رہی تھی اور ''عبقات الانوار'' بھی لکھی جا رہی تھی اور حدیثِ رائت پر دونوں تبصرہ بھی کرتے جا رہے تھے، دلّی سے لکھنؤ تک مناظرے کا ماحول بن چکا تھا۔ اُس ماحول میں غالبؔ بھی جی رہے تھے، انیسؔ بھی جی رہے تھے یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ شاعر اپنے معاشرے کے اطراف کو قبول نہ کرتا، غالبؔ بھی خیبر دیکھ رہے تھے، ''عبقات'' بھی پڑھ رہے تھے، ''تحفہ'' بھی پڑھ رہے تھے۔ انیسؔ بھی دیکھ رہے تھے، ایک بار جنگ خیبر کی طرف دیکھا کہ لشکر بھاگ رہا ہے، سردار بھی واپس آ رہا ہے تو اب یہ بھی دیکھا کہ رسولؐ کہتا ہے کل علم اُس کو دوں گا جو کرار

Presented by Ziaraat.Com

ہوگا، غیرِ فرار ہوگا، مرد ہوگا، مرد کو علم دوں گا، کل مرد کو علم دوں گا اور پھر کیا ہوا۔

جب نادِعلی پڑھی، اِدھر نادِعلیؑ پڑھ رہے تھے ورد کر رہے تھے اور اُدھر مسجد میں وضو کر کے علیؑ داخل ہو رہے تھے، ایک بار مڑ کر کہا یا رسولؐ اللہ لبیک یا رسولؐ اللہ! قنبر نے کہا، کس کو جواب دیا، کس سے باتیں کر رہے ہیں، کہا خیبر کے میدان سے میرا بھائی پکار رہا ہے، قنبر گھوڑا لے کر آ گیا اور ذوالفقار لے آ، گھوڑا بھی آ گیا ذوالفقار بھی آ گئی، علیؑ گھوڑے پر سوار ہو گئے، ذوالفقار کمر میں حمائل کر لی وہ چاہتے تھے، کہ چلیں، قنبر نے کہا، مولا کیا تنہا چھوڑ کر جائیں گے، کہا اچھا چلنا چاہتا ہے، رکاب کو تھام لے، آنکھوں کو بند کر لے اور تھوڑی دیر کے بعد آنکھوں کو کھول دینا، اب جو قنبر نے آنکھوں کو کھولا تو خیبر کے میدان میں اپنے آپ کو پایا، سامنے پرچم اسلام خیمے پر لہرا رہا تھا۔ صلوٰۃ پڑھیے!

یہ علیؑ کیسے پلک جھپکتے میں پہنچ گئے۔ یاد ہے آپ کو دوسری تقریر! قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ اس کو پوری کتاب کا علم دیا گیا ہو تو ایک طرف وہ بھی تو ہے قرآن میں کہ جو حضرت سلیمان سے یہ کہہ رہا تھا، کیا کہہ رہا تھا قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ جس کے پاس تھوڑا سا کتاب کا علم تھا اُس نے کہا چشم زدن میں بلقیس کا تخت لائیں گے، تو وہاں پلک جھپکنے میں اگر حضرت سلیمان کا وزیر تخت لا سکتا ہے تو چشم زدن میں علیؑ بھی خیبر میں پہنچ سکتے ہیں مدینے سے۔ بس یہ پوری کتاب کا علم رکھتے ہیں۔

رات گزری اور جب صبح آئی اور وہ یہ اعلان ہوا تھا اور لوگ حسرتیں لئے ہوئے تھے ہارنے کے بعد بھی، بھاگنے کے بعد بھی، یہ سمجھ رہے تھے شاید علم ہمیں مل جائے لیکن اب منظر یہ ہے کہ رسولؐ اللہ خیمے میں تیار کر رہے ہیں علیؑ کو،

Presented by Ziaraat.Com

اپنے ہاتھ سے لباس پہنایا ہے، اپنے ہاتھ سے سر پر خود رکھا ہے، اپنے ہاتھ سے زرہ پہنائی ہے، اپنے ہاتھ سے ذوالفقار کمر میں لگائی ہے اور تیار کرنے کے بعد علیؑ کو لے کر باہر آ گئے اور گھوڑے پر جب علیؑ سوار ہوئے تو اب گھوڑے پر بیٹھنے کے بعد خیبر کے قلعے کی طرف رُخ کیا اور پوچھا خیبر کی طرف منہ کئے ہوئے، پوچھا کہاں تک لڑوں، علیؑ مڑ کر کے نہیں پوچھتے تو علیؑ یہی کہیں گے کہ نیت کر چکا جہاد کی اور اب مڑ نہیں سکتا اب پیچھے مڑ کر نہیں دیکھ سکتا اس لئے اب ارادہ میدانِ جنگ کا کر چکا۔ اس لئے اس طرح پوچھا ہے، رسولؐ نے کہا جب تک ایک ایک یہودی لا الہ کی آواز بلند نہ کر دے تو تلوار نہ رُکے علیؑ پہنچے تو سب سے پہلے جس سے سامنا ہوا وہ حارث تھا۔ مرحب، عنتر اور حارث یہ تین بھائی ہیں اور خندق کے پار وہ گرز لئے ہوئے جو کئی من کا گرز ہے یہ سب بھاگتے کیوں تھے، بھاگتے تو اِسی لئے تھے کہ بس حارث اپنے گرز کو ہلا دیتا تھا۔ سردار لشکر لے کر واپس ہو جاتا تھا۔ ایک دھمکی میں واپس آتے تھے، نہ تلوار نکلی، نہ تلوار چلی، نہ کوئی قتل ہوا، نہ خون و غارت کچھ بھی نہیں، یوں ہی دھمکی میں واپس آ گئے اسی لئے غالبؔ نے اپنے دور میں جب اُس منظر کو دیکھا تو بے اختیار غزل کا مصرعہ دیا۔ دھمکی میں مر گیا، لفظ یاد ہے نا کہ علَم مرد کو دوں گا یہ مرد کا لفظ یاد رکھئے گا اور غالبؔ غزل کہہ رہا ہے وہ بھی خیبر کے میدان کو دیکھ رہا ہے۔

دھمکی میں مر گیا جو نہ بابِ نبرد تھا
عشقِ نبرد پیشہ طلب گارِ مرد تھا

عشق کا میدان مرد کو طلب کر رہا تھا، عشق، یہ عشقِ الٰہی کا میدان تھا، یہ خیبر کی لڑائی تھی اور عشق کے میدان نے مرد کو طلب کیا تھا اِسی لئے تو رسولؐ نے مرد کو

Presented by Ziaraat.Com

بھیجا تھا تو اب حارث سے کیا ڈرتے علیؑ، حارث بھی قتل ہوا، عنتر بھی قتل ہوا اور اب مرحب سے مقابلہ تھا اور اب مرحب پوچھ رہا ہے اس جوان سے کہ تیرا نام کیا ہے، جب پوچھ چکے علیؑ نام اور وہ مرحب نام بتا چکا تو اب علیؑ کہتے ہیں کہ میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے، واہ علیؑ دنیا تجھے کہتی ہے کہ سیاست نہیں آتی تھی تم تو ادنیٰ سی سیاست الٰہیہ کا یہ کرشمہ دکھا رہے ہو کہ کہیں کوئی نام پوچھتا ہے تو کبھی شنشب نام بتاتے ہو، کبھی ایلیا نام بتاتے ہو، کبھی علیؑ نام بتاتے ہو، آج تو تم نے حیدر نام بتایا ہے، کیوں بتایا ہے تو شاید علیؑ یہی کہیں گے کہ اگر عیسائی پوچھتا ہے تو ایلیا کہتا ہوں، اس لئے کہ انجیل میں میرا نام ایلیا ہے اور شنشب اس لئے کہتا ہوں کہ جب یہودی پوچھتا ہے تب بتاتا ہوں اس لئے کہ توریت میں میرا نام شنشب ہے اور سنو، آج حیدر نام اس لئے بتایا ہے تا کہ اپنی ماں فاطمہ بنت اسد کا حوالہ بھی دے دوں اس لئے کہ اس کی ماں بڑی کاہنہ ہے، وہ خوابوں کی تعبیر جانتی تھی اسی لئے تو اُس نے یہ کہا تھا جب مرحب کے خواب کو سنا تھا کہ ماں میں نے آج خواب دیکھا ہے کہ شیر نے مجھے چاک کر دیا ہے تو ماں نے یہ کہا تھا مرحب سب سے لڑنا لیکن جس کا نام حیدر ہو اُس سے جنگ نہ کرنا اس لئے کہ حیدر نامی جوان کے ہاتھ سے تیری موت لکھی ہے تو اگر تیری ماں برسوں پہلے تجھے یہ بتا سکتی ہے تو سن میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا، آج علیؑ بنتِ اسد کے فضائل بیان کر رہے ہیں۔ بس نام سنا تھا کہ واپس چلا وہ واپس کیوں نہ جاتا ماں نے منع کیا تھا اس لئے مرحب واپس چلا تو کیا ہوا واپس کیوں چلا اس لئے کہ ماں کا کہا ماننا چاہتا تھا اور ماں بھی کون، ماں اس لئے کہ مرحب جو ہے وہ یہودیوں کا سردار ہے، تو سردار کی ماں کون

Presented by Ziaraat.Com

ہوئی قوم کی، ظاہر ہے مرحب کی ماں جو ہے مشرکوں کی ماں ہوئی اس لئے وہ اُم المشرکین ہے۔ ارے اُم المشرکین نے اپنے بیٹے کو منع کیا بیٹا سب سے لڑنا حیدر سے نہ لڑنا اس سے آگے نہیں کہوں گا۔

جو ماں اپنے بیٹوں کی ہمدرد ہوگی وہ ظاہر ہے کہ منع کرے گی کیونکہ خلیفہ وقت سے نہ لڑنا، امام سے نہ لڑنا، حیدر سے نہ لڑنا، مرحب علیؑ سے نہ لڑنا، واپس چلا لیکن شیطان بہکا کر لایا، کہا کہاں چلا مرحب نے کہا دیکھتا نہیں حیدر مقابلے پر آ گیا تو کہا جا جا ایک نام کے بہت سے لوگ ہوتے ہیں کیا پتہ یہ وہی حیدر ہے، واپس چلا تو کم از کم یہ تو ثابت ہو گیا، خیبر سے جب واپس آیا لڑنے علیؑ سے تو اب جو آیا ہے تو اپنے ارادے سے نہیں آیا بلکہ شیطان کا بہکایا ہوا آیا ہے۔ علیؑ سے لڑنے وہی آتا ہے جو شیطان کا بہکایا ہوا ہوتا ہے وہ صفین ہو یا نہروان ہو۔

واپس آیا لیکن موت لائی تھی، تلوار کیا رُکتی، خود سے چلی ذوالفقار جو سر کو کاٹتی ہوئی گردن میں اتری، سینے سے در آئی، مرحب کے بھی دو ٹکڑے کئے، زمین میں در آئی۔ لوگ کہتے ہیں، کہ جبریلؑ نے پروں سے وار کو روک لیا، وار کو روک لیا اور اب جب مرحب کو قتل کر چکے تو اب درِ خیبر ہاتھ میں تھا اور اُس خندق میں کود چکے تھے اور لشکر والے ہر بار یہ کہہ رہے تھے کہ ذرا علیؑ کے ہاتھوں کو تو دیکھئے، یا رسولؐ اللہ کہ خیبر کا در ہاتھ پہ ہے اور اوپر سے لشکر گزر رہا ہے اور رسولؐ یہ کہہ رہے تھے کہ تم ہاتھ کو دیکھ رہے ہو، میں پیر کو دیکھ رہا ہوں، اب جو دیکھا لشکر نے تو پیر ہوا پہ معلق تھے، زمین پر نہیں تھے، آج علیؑ نے یہ بھی بتا دیا کہ میں ابوتراب ہوں میں زمین کی مدد کیوں لیتا، میں نے زمین سے مدد نہیں لی ہے۔ میں ابوتراب ہوں، میں مٹی کا باپ ہوں، میں نے اپنی وہ طاقت استعمال

Presented by Ziaraat.Com

کی ہے، جو قدرت نے مجھے عطا کی تھی۔

میر انیسؔ بھی اس جنگ کو دیکھ رہے تھے، غالبؔ بھی اس جنگ کو دیکھ رہے تھے، انیسؔ نے اس جنگ کو دیکھا اور کہا

لشکر نے تین روز ہزیمت اُٹھائی جب بخشا علم رسولؐ خدا نے علیؑ کو تب

مرحب کو قتل کر کے بڑھا جب وہ شیرِ ربؑ دَر بند کر کے قلعے کا بھاگی سپاہ سب

اُکھڑا وہ یوں گراں تھا جو دَر سنگِ سخت سے

جس طرح توڑ لے کوئی پتّا درخت سے

علیؑ نے درِ خیبر اُکھاڑا، مرحب کے سر کو کاٹ کر پھینک دیا۔ بقول استاد قمر جلالوی مرحب کو قتل نہیں کیا تھا، یہ مرحب کا سر کاٹ کے نہیں پھینکا تھا بلکہ

پھینکا تھا ذوالفقار کا صدقہ اُتار کے

یہ علیؑ کی شجاعت کا ایک نمونہ، ایک جھلک صرف اس لئے دکھائی ہے آپ کو تا کہ میں آپ کو یہ بتا سکوں کہ آپ کے چھٹے امام نے یہ کہا کہ علیؑ سے لے کر آخری امام تک ہر امام تین چیزوں میں برابر ہیں، علم میں، شجاعت میں اور عبادت میں، علم میں شجاعت میں اور عبادت میں، ہم سب برابر ہیں۔ اس میں کوئی کم زیادہ نہیں بتانا صرف یہ تھا کہ اگر تم نے خیبر و خندق کے معرکے علیؑ کے دیکھے ہیں تو یاد رکھو تمہارا دوسرا علیؑ جو ہے اُسے علیؑ ابن الحسینؑ کہتے ہیں۔ اُس میں شجاعت اُتنی ہے جتنی خیبر میں علیؑ میں نظر آتی ہے، علی ابن الحسینؑ بھی اتنے ہی شجاع ہیں، بس فرق یہ ہے محسوس کر سکو تو محسوس کرو، اگر علیؑ کے ہاتھ پر درِ خیبر ہے تو سیدِ سجادؑ کے ہاتھ میں زنجیروں کا لنگر ہے۔ شجاع ہیں، وزن وہی ہے جو خیبر کے دَر کا وزن ہے وہی لنگر کا وزن ہے اور یہاں چند لمحے سنبھالنا تھا دَرِ خیبر کو،

Presented by Ziaraat.Com

یہاں تو کوفے اور کوفے سے شام تک اُس وزن کو سنبھالنا ہے۔ یہ زنجیریں نہیں، ابھی میں مصائب نہیں پڑھ رہا ہوں، یہ سیّدِ سجادؑ کے فضائل ہیں کیا کروں، یہ سیّدِ سجادؑ کے فضائل، یہ زنجیریں نہیں، سیّدِ سجادؑ نے زنجیریں نہیں پہنیں، بلکہ اس مسئلے کو میں اس طرح حل کر دوں کہ اسلام نے یہ دستور دیا خلافت کا تو کہا پہلا خلیفہ چنا گیا اجماع سے اور دوسرا خلیفہ چنا گیا وصیت سے اور تیسرا خلیفہ چنا گیا شوریٰ سے، اُس کے بعد چوتھا اصول یہ تاریخ نے دیا قہر و غلبے سے اگر خلیفہ آ جائے، تو چار اصول دیئے گئے، اگر خلیفہ بنے گا تو اجماع سے بنے گا، یا وصیت سے بنے گا یا شوریٰ سے بنے گا یا قہر و غلبے سے بنے گا، اور یزید پہلے والے سے آیا تھا، جب چار اصول خلافت کے دیئے، مسلمانوں نے، اُمت نے، خلیفہ نے، جب حسینؑ نے کربلا میں یہ کہا کہ میں یہ سارے اصول جو میں ان کو منسوخ کر کے تمہیں ایک اور اصول بتانا چاہتا ہوں جسے تم بھول گئے ہو، بڑے غور سے سنو اور ایک بار ذوالفقار نکال کر لشکرِ یزید پر حملہ کیا اور پہلا حملہ جو کیا تو میمنے پر حملہ جو تھا تو حملہ کر کے یہ بتایا کہ آج میں نے اجماع کو قتل کر دیا تو اب جب میسرے پر حملہ کیا تو کہا سنو میں نے آج وصیت کو قتل کر دیا اور اب جو قلبِ لشکر میں آئے تو کہا میں نے شوریٰ کو قتل کر دیا اور میمنے میسرے اور قلب لشکر کو تباہ کر کے جب پورے لشکر کو بھگایا تو کہا سنو میدان خالی ہے، قہر و غلبے کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اب غدیر کی طرف مڑ کر دیکھو، اب خلافت کو پہچانو، یہ تلوار نہیں چل رہی تھی بلکہ تاریخی فیصلے حسینؑ ذوالفقار سے کر رہے تھے اور جوش ملیح آبادی نے اسی فیصلے کو دیکھ کر کہا کہ یہ حسینؑ کی تلوار نہیں چل رہی تھی بلکہ کچھ فیصلے ہو رہے تھے:

Presented by Ziaraat.Com

جب حلم کا فرشتہ غضبناک ہو گیا ایوانِ شر میں آگ لگی خاک ہو گیا
پیاسوں کا خون شعلۂ بے باک ہو گیا غم سے معاویہ کا جگر چاک ہو گیا

حق نے رگِ سقیفہ کی چھل بل نکال دی
پائے بنی امیہؔ میں زنجیر ڈال دی

تو یہ پائے بنی امیہ میں زنجیر پڑی تھی، یہ عابدِ بیمار کے پیروں میں زنجیر نہیں تھی یہ تو بنی امیہ کو قیدی بنالیا تھا حسینؑ نے اور سیدِ سجادؑ نے مل کر، ہاں بظاہر لنگر سمجھے ہوئے تھے وہ۔ تاریخ عجیب تاریخ ہے کہ حسینؑ کا بیٹا اس طرح پر اہلِ حرم کے ساتھ ساتھ چلا اور اب بعدِ کربلا وہ عظیم الشان زندگی گزاری ہے، چھتیس سال زندہ رہے، علمی کارنامے، صحیفۂ کاملہ موجود ہے اور سجدوں میں کچھ اور اضافہ کر دیا، جیسا کہ پچیس محرم کی تقریر میں کہا تھا ایک طرف حسینؑ کا سجدہ ہے، عصرِ عاشور کا سجدہ اور ایک طرف سیدِ سجادؑ کا سجدہ ہے لیکن سیّد الساجدین کا خطاب حسینؑ نے نہیں پایا بلکہ زین العابدینؑ نے پایا ہے، سیدِ سجادؑ نے پایا ہے۔ کیوں ایک سجدہ، ایسا سجدہ جو کائنات میں کسی نے ایسا سجدہ نہیں کیا، خیمے جل چکے، شامِ غریباں کے وقت جو سجدہ کیا ہے وہ سجدۂ شکرانہ ہے زنجیروں کی آوازوں میں، مؤرخ لکھتا ہے کہ دنیا کا طویل ترین سجدہ اس شامِ غریباں کے سجدے کو نمازِ صبح سے ملا دیا۔ گیارہ محرم کی صبح کو سجدے سے سر اُٹھایا، یہ طویل ترین سجدہ مشیت دیکھ رہی تھی اس لئے مشیت نے چاہا کہ سیّد الساجدین سجدہ کرنے والوں کا سردار میں سیدِ سجادؑ کو بنا دوں گا اور جب خطاب مل گیا سیّد الساجدین کا تو اب سجدوں میں اضافہ ہو گیا۔ مؤرخین نے لکھا کہ جو نعمت ملی تو اُس نعمت کے ملنے پر سجدہ کیا، کوئی آیت پڑھی تو سجدہ کیا، دو آدمیوں میں صلح

Presented by Ziaraat.Com

کروا دی تو سجدہ کیا، کوئی خوشی دیکھی تو سجدہ کیا، کوئی غم دیکھا تو سجدہ کیا، منزل منزل سجدہ، قدم قدم پر سجدہ، سیدِ سجادؑ کے سجدے ایسے سجدے کہ باغ لگوایا مدینے سے باہر کچھ اُس میں درخت لگوائے۔ ہر درخت کے نیچے روزانہ دو رکعت نماز اور سجدے ہر نماز کو ادا کر کے دیر تک سجدۂ شکرانہ اور سجدے کی شان ایسی ہے کہ بڑے سے بڑا دنیا کا حادثہ ہو جائے، سیدِ سجادؑ سجدے سے سر نہیں اُٹھاتے، جس خشوع و خضوع کے ساتھ سجدے کرتے ہیں دنیا حیران ہے، زین العابدینؑ کا خطاب جو لیا ہے اور سیدالساجدین کا خطاب لیا ہے۔ سجدے اور ایسے سجدے کہ تاریخ میں محفوظ ہو گئے، یہ سجدے لقب مل گیا، سیدالساجدینؑ کا، سجدے میں ہیں اور شور ہوتا ہے کہ آپ کا بیٹا کنویں میں گر گیا، امامِ محمد باقرؑ چھوٹے سے ہیں اور کنویں میں گر گئے، ماں بے قرار ہے، لیکن حرفِ شکایت لب پر نہیں آیا کہ امام نے نماز کیوں نہیں توڑی، یہ ماں نہیں کہتی کیوں اس لئے کہ ماں کون ہیں محمد باقرؑ کی پہچانیں کہ محمد باقرؑ کی ماں کون ہیں، محمد باقرؑ کی ماں فاطمہ بنتِ حسنؑ ہیں، حسنؑ کی بیٹی ہیں، سیدِ سجاد حسینؑ کے بیٹے ہیں، اگر یہ علی ابن الحسینؑ ہیں تو وہ بنتِ حسنؑ ہیں۔ یہ تاریخ کے دوسرے علیؑ اور فاطمہؑ ہیں۔ اگر علیؑ اور فاطمہؑ تاریخ میں ایک جگہ آئے تو دوسری بار پھر قدرت نے علیؑ اور فاطمہؑ کو یکجا کیا ہے۔ اب جو بیٹا دیا ہے وہ محمد ہے، علیؑ اور فاطمہؑ پھر زندہ ہیں اور سامنے میدان میں نظر آتے ہیں، مدینے میں یہ علیؑ ہیں وہ فاطمہؑ ہیں، تو اب بے قرار نہیں ہوگی فاطمہؑ اس لئے کہ معصوم کی بیٹی ہیں، شکایت نہیں کرتیں۔ کل جیسا کہ میں امام حسنؑ پر تقریر کر رہا تھا تو ایک جملہ حوالے کے لئے کہہ دوں کہ قدرت یہ چاہتی تھی کہ سادات کی نسل چلے تو کیونکہ شہادت کے

Presented by Ziaraat.Com

رُتبے میں حسینؑ کو یہ عطا کیا کہ نسل تم سے چلے گی لیکن حسینؑ تمہاری شہادت ظاہری شہادت ہے اس لئے تمہاری نسل ظاہر میں چلے گی اور حسنؑ تمہاری شہادت پوشیدہ اور باطنی شہادت ہے اس لئے تمہاری نسل پوشیدہ چلے گی حسینؑ کا بیٹا اور حسنؑ کی بیٹی دونوں مل کر شجرۂ نبوت کو مستحکم کریں، بیٹی حسنؑ کی ہوگی اور بیٹا حسینؑ کا ہوگا، پھر نسل میں سب سادات ہوں گے اور حسنؑ کی اولاد کو بھی قدرت نے بہت بڑھایا۔ پچھلے عالم جو گزر چکے آقائے محسنِ حکیم، جو اس سے پہلے تھے، وہ امام حسن کی اولاد میں تھے اور یہاں آپ کے ہاں بھی کراچی میں بہت سے علماء ایسے ہیں، مثال کے طور پر مولانا عابد شبر صاحب، قبلہ مجتہد العصر امام حسنؑ کی اولاد میں، امام حسنؑ کی اولاد حسن مثنیٰ سے بھی چلتی ہے، لیکن اگر امامت چل رہی ہے تو بنتِ حسنؑ کا خون بھی شامل ہے، تو فاطمہ بنتِ حسنؑ بے قرار نہیں ہوتیں، شکایت نہیں کرتیں۔ جب سیّد سجادؑ کا سجدہ تمام ہوتا ہے تو سجدے سے سر اُٹھا کر کنویں کے قریب جاتے ہیں اور آواز دیتے ہیں کہ میرے بیٹے کو واپس کر دے، پانی بلند ہوا، بیٹا گود میں آ گیا، ماں کے حوالے کیا، ماں کو اطمینان تھا، باپ کو بھی اطمینان تھا سجدے کو ختم نہیں کیا، نماز کو کھویا نہیں، بتانا یہ تھا کہ اطمینان اس لئے ہے کہ اپنے معبود کی عبادت میں کیوں توڑ دوں، عبادت کو ختم کر کے اپنے بیٹے کو بچانے جاؤں گا اس لئے کہ کنویں میں جو گرا ہے وہ فخرِ یوسفؑ ہے۔ جب یوسفؑ کو کنواں نقصان نہ پہنچا سکا تو فخرِ یوسفؑ کو کیسے نقصان پہنچا سکتا ہے۔

سجدے ہیں، سیّد الساجدینؑ کے سجدے ہیں، کس شان کے سجدے ہیں کہ سجدے میں ہیں اور اژدھا آیا ہے، اور اژدھے نے انگوٹھے کو چبا ڈالا ہے

Presented by Ziaraat.Com

اپنے دانتوں سے مگر واہ رے سجدہ کہ سجدے سے سر نہیں اُٹھتا، یہ احساس نہیں ہوتا کہ اژدھے نے انگوٹھے کو چبا ڈالا ہے۔

یہ جو واقعات پڑھ رہا ہوں یہ ہر مؤرخ نے آپ کی سوانحِ حیات میں لکھے لیکن میں کچھ نتائج نکالنا چاہ رہا ہوں، میں صرف واقعات نہیں سنانا چاہ رہا ہوں، لوگوں نے پوچھا بھی کہ مولا اژدھے نے آپ کے انگوٹھے کو چبا ڈالا، آپ نے سجدے سے سر نہیں اُٹھایا تو امام یہی کہتے ہیں کہ مجھے تو احساس بھی نہیں ہوا۔ شاید امام یہ بتانا چاہتے تھے کہ اب آواز سنو کہ یہ آواز جو آ رہی ہے کہ بے شک بے شک یہ سجدے کو نہیں توڑ سکتا، یہ زین العابدینؑ ہے یہ عبادت کرنے والے کی زینت ہے، یہ صدا پہلی بار فضا میں نہیں گونجی تھی اس لئے کہ رسولؐ اپنی زندگی میں کہہ گئے تھے کہ میرا چوتھا جانشین جو ہوگا وہ زین العابدینؑ ہوگا۔ یہ رسولؐ کی حدیث ہے کہ محشر میں جب تمام انبیاء کھڑے ہوں گے، تمام اولیاء کھڑے ہوں گے، تمام اوصیا کھڑے ہوں گے، ایسے میں مشیت کی آواز آئے گی، این این زین العابدینؑ، کہاں ہیں زین العابدینؑ، کہاں ہیں زین العابدینؑ تو انبیاء اپنی جانب دیکھیں گے اور کہیں گے کہ ہم میں تو کوئی زین العابدینؑ نہیں ہے، اوصیاء اپنی جانب دیکھیں گے اور کہیں گے ہم میں تو کوئی زین العابدینؑ نہیں ہے۔ ایسے میں ایک جوان آگے بڑھے گا، وہ کہے گا بارگاہ الٰہی میں کہ اگر میں زین العابدینؑ ہوں تو میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، امام نے فرمایا اور نبیؐ نے فرمایا کہ یہ سیدِ سجادؑ ہونگے۔ محشر میں جو خود بڑھ کر کہیں گے، میں زین العابدینؑ ہوں۔ اژدھا آیا ہے۔ انگوٹھے کو چبا ڈالا ہے اور اب یہ کہتا ہوا بھاگا اپنی اصل شکل میں آیا وہ اژدھا نہیں تھا وہ شیطان تھا۔ یہ شیطان کیوں آیا اژدھے کو

Presented by Ziaraat.Com

روکنے وہ تو کہہ چکا تیرے مخلص بندوں کو نہیں بہکاؤں گا وعدہ کیا تھا نہ جب آدمؑ کا پُتلا بنا تھا اور بارگاہ خدا سے شیطان نکالا گیا تھا، اُس وقت کہا تھا سب کو بہکاؤں گا تیرے مخلص بندوں کو نہیں بہکاؤں گا تو آیا کیوں مخلص بندے کے پاس تو شاید شیطان یہ بتانے آیا تا کہ میں تمہیں پہچنوادوں کہ مخلص بندے کون ہیں، جنہیں بہکا نہیں سکتا۔

پہچنوانے آیا تھا کہ پہچان لو یہ ہیں مخلص بندے جنہیں میں بہکا نہ سکوں گا اور سیدِ سجادؑ اژدھے سے کیا ڈرتے، اژدھے سے کیا خوف کھاتے، کیوں سجدے سے سر اُٹھاتے، کیوں ڈرتے وہ اور بات تھی کہ موسیٰؑ کا عصا اژدھا بن گیا تھا اور جب چاہا کہ عصا کو اُٹھالیں تو ڈر رہے تھے، اضطراب میں تھے، عبا کو دامن سے پکڑ کر عصا کو اُٹھایا، اللہ کہہ رہا تھا، ڈرو نہ موسیٰؑ عصا کو اُٹھالو، ڈرو مت تو علیؑ سے پوچھا کسی نے کہ موسیٰؑ ڈر کیوں گئے تھے تو مسکرا کر کہا کہ اُن کے صُلب میں ہمارا نور نہیں تھا، پھر سنیئے غور سے سنیئے، اُن کے صُلب میں ہمارا نور نہیں تھا ہمارا صُلب اسماعیلؑ سے آ رہا تھا، اگر صلبِ موسیٰؑ میں علیؑ اور محمدؐ کا نور ہوتا، تو عصا سے کبھی نہ ڈرتے، کبھی اژدھے سے نہ ڈرتے، یہ وہ ہیں جو اژدھے سے نہیں ڈرا کرتے اس لئے کہ بتانا یہ تھا کہ ارے میرا دادا جھولے میں کلّہ اژدر کو چیر دیتا ہے تو میں اژدھے سے کیسے ڈر سکتا ہوں، وہ کوئی اور ہیں کہ اژدھا تو اژدھا غار میں سانپ سے ڈر جایا کرتے ہیں پہچانو کہ اژدھے سے کون نہیں ڈرتا۔

سیّد سجاد کے گھر میں آگ لگ گئی، گھر جلنے لگا لیکن نماز سے سر نہیں اُٹھتا سجدے سے سر نہیں اُٹھتا اس لئے کہ بتانا یہ ہے کہ یہ آگ مجھے کیا ڈرائے گی میں کربلا کی آگ دیکھ چکا ہوں، میں نے تو جلتے ہوئے خیمے میں سجدہ کیا ہے اور

Presented by Ziaraat.Com

پھر یہ دنیا کی آگ کیا ڈرائے گی اور میرے جد کو جب نمرود نے آگ میں پھنکوایا تو میرے جد ابراہیمؑ کے لئے گلزار بن گئی تو بتانا یہ تھا کہ میں فخرِ ابراہیمؑ ہوں، مجھے یہ آگ کیا ڈرا سکتی ہے، میں اپنے سجدے کو کیوں توڑ دوں، میں اپنے خضوع اور خشوع کو کیوں ختم کر دوں تو یہ سجدے میں اتنا اہتمام کیوں ہے، ذرا غور سے سنیئے سیّدِ سجادؑ تم نے سجدوں میں اتنا اضافہ کیوں کر دیا، تم نے سجدے کو اتنی اہمیت کیوں دی، سجدے پر آپ کے پاس جو ٹیپ محفوظ ہے، اُسے بار بار سنیئے، کیا کہنا اُس تقریر کا لیکن جو کچھ میں سجدے پر پڑھ رہا ہوں اب تک کسی ٹیپ میں آپ کو نہیں ملے گا یہ سجدے میں اتنے اہتمام کیوں کئے سیّد سجادؑ نے، اتنا اصرار سجدے پر کیوں ہے، یہ سجدے اتنے بڑھتے کیوں جا رہے ہیں، یہ سجدے کی اہمیت سید سجادؑ اُمت کو بتانا کیوں چاہتے ہیں، اس میں راز کیا ہے تو ذرا سجدے کا راز بھی سمجھئے اور پھر ابھی مجھ سے سوال پوچھا گیا کہ سجدہ گاہ کیا ہے اور اس پہ سجدہ کرنا شرعی واجب ہے یا نہیں تو جہاں لفظ شرعی لگ جائے، ایسا لفظ مجھ سے نہ پوچھا کیجئے، وہ کسی مجتہد سے پوچھیے، کیونکہ میں مجتہد نہیں ہوں، لیکن آپ نے سجدہ گاہ کے بارے میں پوچھا ہے اس لئے میں بتا دوں کہ جب معصوم کسی چیز کا حکم دے دے تو اُس میں فتویٰ نہیں ہوا کرتا پھر اُس میں فتویٰ تو سنو پہلی بار خاکِ شفا سے سیدِ سجادؑ نے سجدہ گاہ بنایا ہے اور پہلی بار سیدِ سجادؑ نے خاکِ شفا کی تسبیح بنائی ہے کیونکہ چوتھے امامؑ نے بتا دیا، اس لئے خاکِ شفا پر سجدہ واجب ہو گیا اور خاکِ شفا پر سجدہ خاکِ شفا پر سجدہ کریں گے اس لئے کہ معصوم کا ارشاد ہے، اُس میں کوئی فتویٰ نہیں، اس میں مسئلہ تم نہیں پوچھ سکتے اس لئے تم انکار بھی نہیں کر سکتے معصومؑ نے جو کہہ دیا وہ کہہ دیا تو یہ

Presented by Ziaraat.Com

سجدے کا اہتمام یعنی خاکِ شفا پر سجدہ بھی سجدہ گاہ بھی تیار کی گئی ہے اور تسبیح بھی تیار کی گئی ہے اور سجدے میں اضافہ ہے تو سیدِ سجادؑ یہ سجدے میں اتنا اضافہ کیوں ہے اور دیکھئے آپ اور سمجھئے کہ نماز کیا ہے، نماز معراجِ مومن ہے اور سجدہ معراجِ نماز ہے یہ پوری تیاری کیوں ہے آپ کی یعنی وجہ کیا اور آپ نے نیت کی، تکبیر کہی، قیام، رکوع اور سجدے میں جانا یہ ساری تیاری جو تھی ابھی تک یہ ایک سجدے کے لئے تھی، ایک سجدے کے لئے اتنے اہتمام کی وجہ بھی ہو، نیت بھی ہو، کائنات کا آغاز جو ہے اور پہلا جھگڑا جو ہوا وہ سجدے پر ہوا، اس لئے کائنات میں عبادت کا مقصد یہ سجدہ ہے۔ سجدے کے فلسفے کو جانو جب کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو تمام ملائکہ نے سجدہ کیا، لیکن ابلیس نے یہ کہا کہ میں سجدہ نہیں کروں گا، اس لئے کہ اُس کو مٹی سے بنایا اور مجھ کو آگ سے بنایا، میں افضل ہوں، میں کیوں اس کو سجدہ کروں، اللہ نے کہا نکل جا میری بارگاہ سے اگر سجدہ نہیں کرتا تو یہ سجدے کا اہتمام اِسی لئے ہے، یہ تیاری اسی لئے ہے، سجدے کی، کہ بارِالٰہ وہ بہک گیا تھا، سجدے میں، کہیں میں نہ بہک جاؤں، اس لئے کہ اتنا اہتمام ہے کہ قوت عطا کر ہم کو کہ ہم تیرا سجدہ کر سکیں، شیطان نے انکار کیا تھا مگر میں ادا کر دوں تو بھئی سجدہ تو ادا ہو گیا، بڑے اہتمام سے تم نے سجدہ ادا کیا اور سجدے کو ادا بھی کر دیا، لیکن یہ ہر رکعت میں دو سجدے کیوں رکھے گئے، ایک سجدہ کافی تھا، یہ وہی سجدہ تھا جس سے انکار کیا شیطان نے، تو اب ہم نے تو ادا کر دیا ایک سجدہ رکھ دیتا نہیں دو سجدے ہر رکعت میں تو یہ دو سجدے کس لئے، دو سجدے اس لئے رکھے کہ آپ نے سجدہ اس لئے کیا کہ وہ بہک گیا تھا، تجھ سے قوت مانگ کے سجدہ کیا اور سجدہ ادا ہو گیا، جب سجدے سے سر اُٹھایا تو کہا

Presented by Ziaraat.Com

استغفر اللہ ربی و اتوب علیہ اے پروردگار تو نے بھکنے سے بچالیا میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ شیطان بہک گیا تھا لیکن میں نہیں بہکا، یہ شکرانے کا ایک اور سجدہ ادا ہو گیا۔

سجدے کا فلسفہ سمجھو، نماز کا فلسفہ سمجھو اور سمجھ کر پڑھو تو بڑا لطف آئے گا نماز میں بھی اور سجدے میں بھی تو سیدِ سجادؑ نے سجدے کی اہمیت بتائی ہے، کیا کہنا معصوم کا، ایک طرف علم کے خزانے لٹائے، ''صحیفہ کاملہ'' میں ایک طرف کربلا کی تاریخ لکھوا دی، ایک طرف عبادت میں اتنا کمال ہے اور اب امامت کو بھی منوانا ہے، مدینے میں تو اب یہ اہتمام ہے تو کیسے منوائی جائے، کیسے اعلان کیا جائے تو اب اعلان کا طریقہ یہ ہے کہ اس خاندان کا طریقہ یہ رہا ہے کہ کبھی کبھی چچا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں خلیفہ ہوں تو عباس ابن مطلب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں خلیفہ وقت ہوں تو علیؑ یہ کہتے ہیں کہ نہیں میں خلیفہ وقت ہوں، بات دربارِ خلافت میں پہنچی ہے، فیصلہ کروانے کے لئے جب عباس ابن مطلب یہ کہتے ہیں کہ تم نے سنا ہے رسولؐ سے کہ انہوں نے بار ہا یہ فرمایا کہ میرے بعد جو خلیفہ ہوگا وہ عباس ہوگا تو انہوں نے جواب دیا نہیں تم جھوٹ کہتے ہو کبھی بھی رسولؐ نے یہ نہیں کہا کہ میرے بعد میرا وصی جانشین عباس ہوگا پھر علیؑ بولے تم نے یہ تو سنا ہوگا کہ بار ہا رسولؐ نے یہ کہا ہے کہ میرے بعد علیؑ میرا وصی اور جانشین اور خلیفہ ہوگا کہا ہاں یہ تو بارہا سنا ہے جب اقرار کروالیا تو عباس نے مخاطب ہو کر کہا کہ جب مان گئے ہو وصی اور جانشین رسولؐ کا علیؑ ہوگا اور سن بھی چکے ہو رسولؐ سے تو اب تخت خلافت چھوڑ دو اور علیؑ کو دے دو۔ یہ چچا نے اس لئے اہتمام کیا تھا کہ علیؑ کا تعارف کرایا جائے اور علیؑ کا حق منوایا جائے، تو آج

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ میں ایک اور چچا اور بھتیجا سامنے آئے۔ محمد حنفیہؒ نے دعویٰ کیا کہ کربلا کے بعد حسینؑ کے بعد میں امام ہوں اور علی ابن الحسینؑ سیّدِ سجادؑ کہتے ہیں چچا میں امام ہوں تو فیصلہ کہاں ہو، اب تو دربارِ خلافت بھی اس قابل نہیں کہ اُس سے فیصلہ کروایا جائے تو اب فیصلہ کہاں ہوگا، اب فیصلہ بڑے اہتمام سے ہوگا، اب خانۂ کعبہ میں اس لئے فیصلہ ہوگا اور خانۂ کعبہ میں تا کہ بھرے مجمعے میں ہو۔ عرب کے جس جس علاقے کے لوگ آئے ہیں وہ یہ جان کر جائیں کہ حسینؑ کے بعد اب امامت کدھر سے چلے گی تو اب حجرِ اسود سے پوچھا ہے، محمد حنفیہؒ نے کہ تو گواہی دے میری امامت پر لیکن پتھر نہیں بولا اور اِدھر سیدِ سجادؑ نے کہا کیا میں امام ہوں حسینؑ کے بعد تو گواہی دے تو پتھر نے چیخ کر گواہی دی کہ بے شک زین العابدین سیدِ سجادؑ تم امام ہو، اور اُس پر حیرت نہ کرنا کہ خانۂ کعبہ کا پتھر گواہی کیسے دے رہا ہے، اس کے جد پر خانۂ کعبہ اور مکّے کے پتھر چیخ کر توحید کی گواہی دیا کرتے تھے۔ رسالت کی گواہی دیا کرتے تھے، سیّد سجادؑ اپنے وقت کا محمدؐ ہے اس لئے مکّے کا پتھر چیخ کر امامت کی گواہی دے رہا ہے۔

تو اب امام زین العابدینؑ ہیں اور حسینؑ کی عزاداری بھی ہے رونا بھی ہے اپنے باپ کو، اپنے باپ کا ماتم بھی کرنا ہے، دنیا کو مجلس کی تہذیب بھی سکھانی ہے، یہ میرے بابا کی عزاداری تمہیں کیسے قائم رکھنی ہے، تمہیں کس طرح اس غم کو منانا ہے، عزاداری کی تہذیب بھی عطا کی اور اس شان سے عطا کی کہ ظہری آیا ہے۔ کہتا ہے میرے بیٹے کی شادی ہے میرے گھر تشریف لائیں گے تو کہا تجھے معلوم ہے کہ بعدِ کربلا ہم آلِ محمدؐ کے گھر سے خوشیاں اُٹھ گئیں، ہم اب کسی شادی کی تقریب میں شرکت نہیں کیا کرتے مولا آپ کیسے آئیں گے میرے

Presented by Ziaraat.Com

گھر، اگر چاہتا ہے کہ میں تیرے گھر آؤں تو میرے بابا کی مجلس منعقد کر میں آؤں گا، ہاتھوں کو باندھ کر پھر آیا اور کہا بیٹے کی شادی بعد میں کروں گا، میں پہلے آپ کے بابا کا فرشِ عزا بچھاؤں گا، اُس دن سے یہ تہذیب ہماری بن گئی کہ جب ہم کوئی خوشی مناتے ہیں تو پہلے ذکرِ حسینؑ کر لیتے ہیں۔ یہ سیدِ سجادؑ نے تہذیب سکھائی ہے کہ ہر خوشی سے پہلے ذکرِ حسینؑ ہو جاتا ہے ظہری انتظار میں ہے کہ آج میرے گھر مجلس ہے اور مدینے میں یہ اعلان ہے کہ چوتھے امام بھی اس مجلس میں آئیں گے تو اُس مجلس کے اہتمام کا کیا پوچھنا، مدینے والے زیارت کرنے آئے ہیں، مجلس میں شرکت کرنے آئے ہیں، اہلِ مدینہ کا دل بے قرار ہے کہ اب تک میرا آقا نہیں آیا، اب تک میرا مولا نہیں آیا، تھوڑی دیر گزر گئی، مجلس ہو بھی گئی، مجلس تمام ہوئی، اب جو باہر آیا تو دیکھا جہاں عزاداروں نے اپنی نعلین اتاری تھیں چوتھے امام وہاں تشریف فرما ہیں۔ آپ نے دیکھا اس مجلس کی عظمت، آپ نے اس مجلس کی عظمت دیکھی ہے، دوسرے حسینؑ کا مرتبہ دیکھا ہے، خدا کی قسم آپ اپنی قدر کریں اور اپنی عظمت کو خود پہچانیں کہ حسینؑ کے عزاداروں کا مرتبہ کیا ہے، اہلِ بیتؑ کا مدعا بھی، اپنے مرتبے کو پہچان کر اپنے بچوں کو تعلیم دیجئے کہ عزاداری کیا ہے، کبھی مرتے دم تک اس عزاداری کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑنا، تمہاری پہچان یہ عزاداری ہے، یہ ماتم تمہاری پہچان ہے، یہ ماتم، یہ عزاداری جو ہے تم کو منجھواتی ہے، تمہارا تعارف کرواتی ہے، تمہاری عظمتوں کو بڑھاتی ہے۔ اب یہ ادھر مڑ کر آیا کہا مولا اندر کیوں نہیں تشریف لائے، جگہ بہت تھی، کہا تجھے جگہ نظر آ رہی ہے منبر کے سامنے وہ جگہ خالی ہے وہ جو میں دیکھ رہا ہوں وہاں خالی جگہ پر میرا جد بیٹھا ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

میری دادی فاطمہ زہراؑ تشریف فرما تھیں، وہاں میرے دادا علیؑ مرتضیٰ بیٹھے ہیں، جگہ نہیں تھی اس لئے میں اندر نہیں آیا۔ یہ بھی بتا دیا کہ سنو جب میرے بابا کی مجلس کرو گے تو سنو ہم سب آئیں گے، تمہاری مجلس میں ہم سب آیا کریں گے، اور دادی تو ضرور آتیں ہیں اپنے بیٹے کا ذکر سننے۔ اس لئے کہ زہراؑ کو یہ سننا ہے بار بار سننا چاہتی ہیں کہ میرے بیٹے نے کربلا میں قربانی کیسے دی، اور کبھی کبھی تو خواب میں آ کر بتایا کرتیں ہیں، کہ وہ روایت سنا دے کہ جب حسینؑ تنہا رہ گیا تھا اور رخصتِ آخر کے لئے آیا تھا، علامہ مجلسی کے خواب میں آ کر بی بی نے یہ کہا ہے کہ سیادہ چادر میں لپٹی ہوئی اور مجلسی خواب میں دیکھتے ہیں کہ بی بی نے کہا، مجلسی وہ روایت زیادہ پڑھا کرو، جب میرا بیٹا رخصتِ آخر کے لئے آیا اور میری بیٹی کا کوئی سہارا نہ تھا، جیسا کہ میں نے اعلان کیا یہاں مصائب میں بھی میں نے ترتیب رکھی ہے اور وہ ترتیب ہماری خواتین، ہماری ماؤں اور ہماری بہنوں کے لئے ہے۔ آج اس سلسلے میں ننھی شہزادی کا ذکر ہے، تقریر خاتمے پر پہنچ رہی ہے، بھائی موجود ہے سیدِ سجادؑ لیکن بے بس ہے میں آپ سے پوچھتا ہوں، کسی گھر میں اگر جوان بھائی ہوتا ہے اور چھوٹا بھائی یا چھوٹی بہن ہے دو ڈھائی سال کی تو ساری محبتوں کا مرکز وہ چھوٹا بچہ ہوتا ہے اور بڑا بھائی اُسی سے زیادہ پیار کرتا ہے، اگر ٹھوکر لگ کر وہ بچہ گر بھی جائے تو بڑا بھائی دوڑ کر اُسے سینے سے لگا لیتا ہے، اللہ یہ بائیس سال بڑا بھائی اور تین سال کی چھوٹی بہن، سامنے آنکھوں کے طمانچے کھا رہی ہے، لیکن سجادؑ بے بس ہیں۔ کبھی آپ نے اس پر غور کیا کہ کربلا میں بیبیوں پہ کیا کیا مصائب پڑے اور اگر آپ غور کریں گے تو سب سے زیادہ مصائب جس پہ گزرے اُس کا نام سکینہؑ ہے۔ ذرا سے سن

Presented by Ziaraat.Com

میں کیا کیا دیکھا، سات تاریخ سے پانی بند ہے، ایک ایک خیمے میں جاتیں ہیں، پانی نہیں ملتا اور ہر خیمے کے بچے سکینہؑ کے پیچھے اس لئے ہیں کہ یہ تو ہمارے بادشاہ کی بیٹی ہے، یہ تو ہمارے امام کی بیٹی ہے۔ اگر اس کو پانی مل جائے گا تو ہم سب کو پانی مل جائے گا اور بی بی ایک ایک خیمے میں جاتی ہے پانی کی تلاش میں عاشور کی شب ہے خود سکینہؑ بی بی کی روایت ہے کہ بی بی یہ سوچ کر کہ شاہِ مدینہ کی بیٹی ہیں، شاید تھوڑا سا پانی بچوں کے لئے بچا کر پھوپھی زینبؑ نے رکھا ہو اور پھوپھی زینب کے خیمے میں گئیں اور بول نہ سکیں کسی سے کچھ کہہ نہ سکیں، اس لئے کہ منظر یہ دیکھا کہ گود میں علی اصغرؑ ہیں، کبھی زمین پہ بیٹھ جاتی ہے، کبھی کھڑی ہو جاتی ہیں، اور آسمان کو دیکھ کر کہتی ہیں، یا رب میرا بھائی کہیں پیاسا نہ مرجائے، میرا علی اصغرؑ کہیں پیاسا نہ مرجائے، اب سکینہؑ پانی کا سوال کیسے کریں۔ اللہ سکینہؑ پھوپھی سے پانی کیسے مانگیں، عاشور کی رات گزری، عاشور کا دن آیا تو سکینہؑ بی بی لاشے آتے دیکھ رہی ہیں، کبھی عونؑ و محمدؑ کے لاشے آرہے ہیں، قاسمؑ کا لاشہ آیا ہے اور سکینہؑ دیکھتی ہیں کہ علی اکبرؑ بھی چلے تو دامن سے لپٹ گئیں کہا بھیا علی اکبرؑ تمہیں بہن جانے نہ دے گی، علی اکبرؑ نے چھوٹی بہن کو گود میں اُٹھا لیا سینے سے بہن کو لگالیا، ایک بار زینبؑ آگے بڑھیں، زینبؑ آگے بڑھیں، یہ زینبؑ کے صبر کا کمال تھا۔ ایک بار علی اکبرؑ کی گود سے سکینہؑ کو لے لیا میں تجھ پر قربان، دیر نہ کرو سکینہؑ کو میں سمجھالوں گی، سکینہؑ کو اپنے کاندھے سے لگالیا، آنکھ سے آنسو بہہ رہے تھے، سکینہؑ نے یہ منظر جو دیکھا، چچا وعدہ کرکے گیا تھا، بی بی ہم مشک بھر کر لاتے ہیں اور چچا تو واپس نہ آیا، درِ خیمہ پر انتظار میں تھیں علم واپس آیا اور سکینہؑ یہ منظر دیکھتی ہیں کہ بابا بھی چلے تو بے اختیار

Presented by Ziaraat.Com

گھوڑے کے قدموں سے لپٹ گئیں، حسینؑ گھوڑے سے اُتر پڑے، سکینہؑ کو سینے سے لگایا، کہا سکینہؑ ایک بات سنو تم مجھے روکنا چاہتی ہو، سکینہؑ بی بی میں نے دعا کی تھی جب تم پیدا نہیں ہوئیں تھیں، میں نے اپنے مالک سے دعا کی تھی کہ اللہ مجھے ایک ایسی بیٹی عطا کر کہ جس سے میں بہت زیادہ محبت کروں اور وہ بیٹی مجھ کو بہت چاہے اور جب تو چاہے تو بیٹی کے ذریعے سے میرا امتحان لے، سکینہؑ یہ میرے امتحان کا وقت ہے، میری بچی یہ میرے امتحان کا وقت ہے، بی بی کیا چاہتی ہو کہا اچھا بابا اگر جا رہے ہیں تو تھوڑا سا پانی سکینہؑ کو پلا دیجئے، سکینہؑ کو تھوڑا سا پانی پلا دیجئے، سکینہؑ بہت پیاسی ہے۔ عمو تو وعدہ کر کے گئے تھے واپس نہیں آئے، حسینؑ نے ٹھوکر زمین پر ماری چشمہ جاری ہوا، کہا سکینہؑ کو پانی پی لو کتنا پانی پینا چاہتی ہو، بے اختیار آواز دی، اچھا سکینہؑ پانی پینے سے پہلے یہ بھی سوچ لو نانا کی اُمت کو بخشوانا چاہتی ہو یا یہ پانی پینا چاہتی ہو، بی بی سکینہؑ بڑے احسان ہیں تمہارے محمدؐ کی اُمت پر، کہا نہیں بابا مجھے نانا کی اُمت پیاری ہے، میں پانی نہیں پیوں گی، میں پیاسی رہوں گی میں پیاسی رہوں گی، سکینہؑ پیاسی ہے، سکینہؑ کی پیاس کب بجھی اللہ جانے، کل پڑھ چکا ہوں کہ جب ناصر الملّت سے پوچھا گیا کہ پیاس کب بجھی ہے اہلِ حرم کی تو یہی جواب دیا کہ تاریخ میں نہیں ملتا کہ کب پانی پیا ہے بچوں نے، تاریخ میں نہیں ملتا کہ کب کھانا ملا اور کہاں کس منزل پر پیاس بجھی، سکینہؑ بی بی پیاسی ہیں اور یہ پیاس کربلا میں باقی نہیں ہے بلکہ کوفے اور شام کی راہ میں بھی منظر یہی ہے کہ شمر مشک لئے ہوئے اپنے لشکر والوں کو پانی پلا رہا ہے اور ایسے میں سکینہؑ خالی کوزہ لے کر قریب گئیں، کہا شمر تھوڑا سا پانی ہم کو بھی پلا دے جواب ملا سکینہؑ پانی

Presented by Ziaraat.Com

دیں گے پہلے ہم اپنے آدمیوں کو پانی پلا دیں، سارے سپاہی پانی پی چکے اور سکینہؑ صبر کئے کھڑی ہوئی ہے اپنے لشکر کو پانی پلا کر شمر اب آگے بڑھا، سکینہؑ بی بی نے کہا شمر سب پانی پی چکے کہا، ٹھہرو سکینہؑ ابھی ہمارے ناقے تو پانی پی لیں، ہمارے گھوڑے تو پانی پی لیں، اُس کے بعد ہم پانی دیں گے۔ بی بی خاموش کھڑی رہی، ناقے بھی پانی پی چکے، بی بی نے تڑپ کر پھر آواز دی، شمر تھوڑا سا پانی سکینہؑ کو پلا دے، دھوپ بہت تیز ہے، میں بہت پیاسی ہوں، اچھا سکینہؑ شمر کہتا ہے سکینہؑ ہم تمہیں پانی پلائیں گے، مشک لے کر آیا اور مشک کے دہانے کو کھول دیا مگر نہیں وہ پانی سکینہؑ کے کوزے میں نہیں گر رہا تھا سارا پانی زمین پر بہا دیا، سکینہؑ وہیں پانی پر گر گئیں خالی کوزہ لئے ہوئے، بی بی بے ہوش ہو کر گر گئیں، رات آ گئی آگے قافلہ بڑھ گیا، تھوڑی دُور قافلہ بڑھا تھا، وہ نیزہ جس پر سرِ حسینؑ تھا چلتے چلتے رُک گیا، تازیانہ لے کر شمر سیدِ سجادؑ کے قریب آیا اور کہا تمہارے باپ کا سر آگے کیوں نہیں بڑھتا، سیّد سجادؑ زنجیروں کے لنگر کو سنبھالے ہوئے اُس نیزے کے نیچے آئے جس پر سرِ حسینؑ تھا، آواز دی بابا تازیانے نہیں کھائے جاتے، بابا بتاؤ تم آگے کیوں نہیں بڑھتے، کہا سید سجادؑ میری سکینہؑ صحرا میں تنہا رہ گئی، قافلے سے چھوٹ گئی، سکینہؑ کو لے آؤ جا کر، یہ سننا تھا کہ کچھ سپاہی آگے بڑھے، شمر بھی آگے چلا کہ جا کر بچی کو لے آئیں، ایک بار شہزادی زینبؑ نے آواز دی، شمر اپنے سپاہیوں کو لے کر نہ جا، سکینہؑ تنہا ہے ارے تم لوگوں کو دیکھ کر دہل جائے گی، میں خود سیدِ سجادؑ کے ساتھ جا کر اپنی بیٹی کو لاؤں گی۔ زینبؑ چلیں، سیّد سجادؑ کے ساتھ چلیں، اُس صحرا میں پہنچیں عجیب منظر دیکھا کہ سیاہ پوش بی بی خاک پر بیٹھی ہے، اُس کی گود میں سکینہؑ بیٹھی ہیں، اُس

Presented by Ziaraat.Com

بی بی نے آگے بڑھ کر شہزادی زینبؑ کی گود میں سکینہؑ کو دے دیا، زینبؑ پوچھتی ہیں، بی بی تم کون ہو، اس میری بچی پر رحم کھایا، کہا ارے میں تیری ماں فاطمہؑ ہوں، میں نے قافلے کا ساتھ نہیں چھوڑا، زینبؑ میں قافلے کے ساتھ ساتھ ہوں۔ آپ روئیں گے اور بہت روئیں گے، تقریر طویل نہیں کیونکہ آج سکینہؑ کا ماتم ہے، مجلس میں آپ دیکھ رہے ہیں، مجلس میں اندھیرا کیوں ہے، اندھیرا اس لئے ہے کہ، زنداں کے اندھیرے میں بچی اکیلی ہے، کیونکہ تاریخ میں ہے کہ اندھیرے قید خانے میں روتے روتے بچی مر گئی وہ قید خانہ جہاں روزانہ یزید کے سپاہی آتے تھے، دربان سے کہتے تھے بچوں سے کہو اب نہ رویا کریں، ہمارا حاکم سو نہیں پاتا تو آج ماں نے یہی جملہ کہا، دربان سے کہا، دربان اپنے حاکم سے کہہ دے کہ آج سے یزید چین سے سوئے گا، ارے قید خانے میں کیا گزر گئی اس لئے روز کا تو یہ عالم ہے کہ شام کی عورتیں اپنے گھروں سے سروں پر چادریں ڈالتی ہیں اور زندان کا رُخ کرتی ہیں، درِ زنداں پر آکر آواز دیتی ہیں، بی بی سکینہؑ آؤ ہم سب کربلا کی کہانی سننے آئے ہیں، بی بی درِ زنداں پر آتی ہیں، کہانی سناتی ہیں ارے ہم مدینے کے رہنے والے تھے، گھر چھوٹ گیا، شہر چھوٹ گیا، بابا کے ساتھ چلے تھے، چچا کے ساتھ چلے تھے، جوان بھائی ساتھ تھا، کربلا کے میدان میں سب چھوٹ گئے، سکینہؑ اکیلی رہ گئی۔ مجھ سے بڑا بھائی قیدی ساتھ ہے پھوپھی اماں ساتھ ہیں، عورتیں کہانی سنتی ہیں، آنسو بہاتی ہیں، ایک دن اور آیا، صبح ہوئی شام کی عورتیں درِ زنداں پر آئیں، آکر آواز دی آؤ سکینہؑ بی بی ہمیں کربلا کی کہانی سناؤ، آؤ سکینہؑ ہم کربلا کی کہانی سننے آئے ہیں لیکن جواب نہ ملا۔ عورتیں آنسو بہا رہی تھیں، شام کی عورتیں

Presented by Ziaraat.Com

رو رہی تھیں، ایک قیدی زنجیروں کو سنبھالے ہوئے آیا درِ زنداں پر، زنجیروں کی آواز آئی اور درِ زنداں کے قریب آ کر کہا، شام کی رونے والیو کہانی سنانے والی رات کو مر گئی، اب وہ کہانی سنانے تم کو نہ آئے گی۔ اُس اندھیرے زنداں میں سکینہؑ کو موت آ گئی، سکینہؑ بی بی اپنے بابا سے مل گئیں۔ ربابؑ نے یہی کہا تھا سکینہؑ اب تو چین مل گیا، اب تو کانوں میں تکلیف نہیں ہوتی، بی بی اب تو کان سے لہو نہیں بہتا، اب تو بھیا علی اصغرؑ سامنے ہیں، اب تو بابا سامنے ہیں، اب تو چچا عباسؑ سے ملاقات ہوگی، میری سکینہؑ گھبرانا نہیں، (بس تقریر کے آخری جملے) جب زندانِ شام سے سب چھوٹے تو ایک جملہ کہا، شہزادی زینبؑ کہتی ہیں سیدِ سجادؑ قافلے کو درِ زندان کی طرف سے لے کر چلنا، جب قافلہ درِ زنداں کے قریب پہنچ گیا تو دیکھا کہ شام کی عورتیں درِ زنداں پر کھڑی ہوئیں تھیں، زینبؑ نے عماری کے پردے کو اُلٹ کر آواز دی شام کی رہنے والیو اللہ تمہارے بچوں کو آباد رکھے، ایک چھوٹی سی بچّی کو زندانِ شام میں چھوڑ کر جا رہے ہیں، اس گھر میں ہماری بچّی کی قبر ہے، جب کاروبارِ دنیا سے فرصت پانا، میری بچّی کی قبر پر آ کر شمع جلا دیا کرنا، کبھی چراغ جلا دیا کرنا۔ ہائے سکینہؑ، ہائے عباسؑ!

❁❁❁

Presented by Ziaraat.Com

پانچویں مجلس

اُولی الامرُ

سیرتِ امام محمد باقر علیہ السلام، ذکرِ جنابِ اُمِّ لیلیٰ سلام اللہ علیہا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے، درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؑ کے لئے

عشرۂ ثانی کی پانچویں تقریر ''سیرتِ معصومینؑ'' کے موضوع پر آپ حضرات امام بارگاہِ شہدائے کربلا میں سماعت فرمارہے ہیں۔

یہ بانیانِ مجلس کی طرف سے اطلاع دی گئی تھی کہ آج سے ہمارے یہاں پانچ مجالس کا سلسلہ (خمسہ مجالس) شروع ہورہا ہے اس لئے یہ مجلس پہلے کرنی ہے تاکہ نو بجے اُن کے گھر پہ خطاب کرسکیں لیکن کل رات ہی کو شاید یہ اطلاع مل گئی کہ وہ ذاکر شاید ہندوستان سے آنے والا تھا اور وہ تشریف نہیں لائے، مجھے پتہ چلا وہ مجلسیں نہیں ہوں گی نو بجے والی تو بانیانِ مجلس نے سوچا کہ ہم اپنا ٹائم کیوں بدلیں تو اس لئے اُس ہی ٹائم پر مجلس شروع ہوئی، اگر آپ حضرات کو کوئی زحمت ہوئی ہو تو بانیانِ مجلس آپ سے معذرت طلب ہیں۔

یہ آپ کے سامنے سیرتِ معصومینؑ پر ہم آج اللہ کا شکر ہے کہ پانچویں منزل تک پہنچ گئے۔ اب پانچ مجلسیں اور رہ گئیں اس سلسلے کی، امید ہے کہ اس

Presented by Ziaraat.Com

موضوع کا کسی نہ کسی طرح میں حق ادا کر دوں گا۔ کوشش کروں گا اور اپنے بچوں اور جوانوں تک کچھ نہ کچھ سیرتِ کے کچھ گوشے کچھ پہلو آئمہ طاہرین کے اس لئے کہ ساتھ اُس کے بھی تعداد میں پیش کر رہا ہوں سیرتِ معصومینؑ کو ہر دَور میں عملی نمونہ بنا کر پیش کرنے کے لئے اور عالمِ انسانیت کی ہدایت کے لئے قدرت نے یہ انتظام رکھا کہ کوئی دَور حجت سے، ہادی سے خالی نہیں رکھا تا کہ انسان اپنی سیرت کو اگر نیکیوں میں ڈھالنا چاہے تو مڑ کر پلٹ کر معصومینؑ کی سیرت کو دیکھے۔ اگر اُس پر مصیبتیں پڑی ہیں وہ زمانے کی مصیبتوں سے گھبرائے نہ۔ بلکہ معصومین کی سیرت کو دیکھئے۔ اگر وہ معاشرے میں ایک بہترین اور خوبصورت زندگی گزارنا چاہتا ہے تو وہ سیرتِ معصومینؑ کا مطالعہ کرے۔ اُن کے حالاتِ زندگی سنے اور اس لئے قدرت نے یہ انتظام کیا کہ دیکھو کتنی اہم ہے یہ بات کہ ہم تمہارے لئے اگر اپنی اطاعت رکھ رہے ہیں اور رسولؐ کی اطاعت کو واجب قرار دے رہے ہیں تو اُولی الامر کی اطاعت کو بھی ہم واجب قرار دے رہے ہیں تا کہ تم پابند ہو جاؤ۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ۔ اُولی الامر کی اطاعت کو بھی ہم واجب قرار دے رہے ہیں تا کہ تم پابند ہو جاؤ۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ نہ اللہ اور رسولؐ کے درمیان فصل ہے اور نہ رسول اور امام کے درمیان کوئی فاصلہ ہے اور اطاعت جو ہے بلافصل ہے، بیچ میں کوئی اور اطاعت نہ آنے پائے، ساری اطاعتوں سے برأت اختیار کر کے دوری اختیار کر کے اُولی الامر سے تمہیں مؤدت اور محبت کا ثبوت دینا پڑے گا اور اطاعت اس ہی طرح ہو سکتی ہے کہ تم اُس کا کلمہ بھی پڑھو اور اُس کی سیرت کو اپنے لئے نمونہ عمل بھی بنا لو، جو وہ کہے

Presented by Ziaraat.Com

اُس پر عمل کرنے کی کوشش کرو اور آپ اگر دیکھیں گے کہ دنیا نے رسولؐ اور اللہ کی اطاعت کو تو جو سمجھا وہ سمجھا، نہ رسولؐ کی اطاعت میں کوئی تاریخی گھپلا کیا، نہ باپ کی اطاعت میں کوئی گھپلا کیا، یہاں آ کر تاریخ نے موڑ دیا۔ رسولؐ کچھ اور کہہ رہا تھا کہ میرے بعد اُولی الامر یہ ہوں گے، اُن کے پہلا یہ ہوگا، آخری یہ ہوگا، اوسط یہ ہوگا، اُن سب کے نام بتا رہا ہوں۔ لیکن دنیا نے یہ کہا کہ، ہم تو اپنا اُولی الامر بنائیں گے، بنا وہ بنا، یہ بنا، یہ بنا، یہاں تک کہ ملکِ شام تک سلسلہ پہنچا، اب مسلمانوں کا اُولی الامر معاویہ بھی تھا، تو ظاہر ہے اُس کے بیٹے یزید کو بھی اُولی الامر ماننا پڑا، چھٹا اُولی الامر، جب اُسے بنایا تو اب یہ معیار بن گیا کہ جو تختِ حکومت پر آئے، جس کے پاس قہر وغلبہ ہو، جس کے پاس تخت وتاج ہو، وہی اُولی الامر اور نمازِ جمعہ کے خطبے میں تو اُسی کا نام پکارا جائے گا اللہ اور رسولؐ کے بعد اور پکارا گیا۔ تاریخ میں ہے کہ عبدالملک بن مروان، منصور دوانیقی کو بھی اُولی الامر مانا گیا، مامون رشید کو بھی مسلمانوں نے اُولی الامر مانا، متوکل جیسے ظالم کو بھی اپنا اُولی الامر مانا، معتصم باللہ، مستنصر باللہ سب کو مانا اور سلسلہ بڑھتا گیا، ترک تاتار اور آلِ عثمان کے خلیفہ کے بعد ہندوستان میں جو شہنشاہی آئی تو پھر یہاں کے بادشاہوں کو بھی اُولی الامر مانا گیا، غزنوی خاندان اور غوری خاندان، خلجی خاندان میں، علاء الدین خلجی کو بھی اپنا اُولی الامر مانا، جلال الدین خلجی کو بھی اپنا اُولی الامر مانا، پھر تغلق خاندان آ گیا تو محمد تغلق کو بھی اپنا اُولی الامر مانا پھر اُس کے بعد غلام خاندان شروع ہوا تو قطب الدین کو بھی اپنا اُولی الامر مانا اور التمش کو بھی اُولی الامر مانا اور ظاہر ہے بیچ میں ایک عورت آ رہی تھی رضیہ سلطانہ اُس کو بھی اُولی الامر مان لیا، ایک عورت کو بھی اُولی الامر مانا اور اُس کے بعد جب

Presented by Ziaraat.Com

سلسلہ دکن میں ہندوستان میں اور مغلوں کا شروع ہوا تو جیسا کہ کل کہا تھا کہ بابر کو بھی اُولی الامر مانا، تیمور کو بھی اُولی الامر مانا، ہمایوں کو، اکبر کو، جہانگیر کو، شاہ جہاں کو، عالمگیر اورنگ زیب کو اور اُس کے بعد بہادر شاہ ظفر تک سلسلہ آیا۔ یہاں ختم ہوا تو ترکی میں پہنچا اور وہاں بھی جب آلِ عثمان کی آخری خلافت ختم ہوگئی، آخری اُولی الامر مر گیا تو سب یتیم ہو گئے اپنے اُولی الامر سے، اب سب لوگ ایسے ہی مرتے چلے گئے بغیر اُولی الامر کے۔ کل میں نے جملہ کہا تھا کہ اب اس ابتدائی دَور میں، اب سمجھ بوجھ کے جہنم میں تو نہ جاؤ۔ اب ایک اُولی الامر بنا دو، علماء کمیٹیاں بن چکی ہیں، سعودی عرب ہے، ترکی ہے، لبنان ہے، لیبیا ہے، حبش ہے، پاکستان ہے، بس سب جگہ کے نمائندے اکٹھا ہو جاؤ اور یہ فیصلہ کر لو کہ ایک کے سر پر اُولی الامر کا تاج جو ہے پہنا دو اور جو زیادہ بڑا ہو، جو زیادہ خدمت کر رہا ہو اور جو واقعی اپنے آپ کو چاہ رہا ہو کہ اُولی الامر بن جاؤں تو اُسی کو بنا دو، جو زیادہ یہ دعویٰ کر رہا ہو کہ میں تبلیغِ دین میں سب سے زیادہ حصہ لے رہا ہوں، اب تک تو وقار صحیح نہیں ہو سکا اسلام کا، میں کہوں گا اُسے اُولی الامر بنا دو، اُسی کی اطاعت کرو، مان لو جب وہ مر گیا تو دیکھا جائے گا، ابھی تو جہالت کی موت نہ مرو ابھی تو گمراہی کی موت نہ مرو، لیکن اگر دیکھ لیتے کہ رسولؐ کیا کہہ رہا تھا، آیت نازل ہوئی تو ظاہر ہے تشنہ تو نہیں رہ سکتی تھی، اطاعت کرو اُولی الامر کی تو فوراً جا کے ابوذرؓ، سلمانؓ نے پوچھ لیا کہ تعارف کروایئے کہ کون ہے اُولی الامر، آپ کو بھی پہچانا، آپ کی ذات کو سمجھا، اللہ کی اطاعت کو سمجھا، اب ذرا اُولی الامر کا تعارف کروا دیجئے تو سامنے سے علیؑ آ رہے تھے کہا جابر یہ ہے تمہارا اُولی الامر، پہچان لو میرے بعد اس کی اطاعت کرنی

Presented by Ziaraat.Com

ہے، اب سلسلہ شروع کیا، بتانا شروع کیا کہ اس کے بعد یہ ہوگا اس کے بعد یہ ہوگا، ایک ایک نام بتایا کہ اتنے آئیں گے تو آپ یقین کریں کیونکہ بارہ کا نام لیا تھا رسولؐ نے تو تاریخ میں ہمیشہ ردّ و بدل ہوئی کہ کسی طرح بارہ چن لیں، کسی طرح بارہ اُولی الامر بنا دیں، لیکن بارہ بن نہ سکے اس لئے کہ بیچ میں یزید پھنس جاتا ہے، اب اگر مسلمان یزید کو بنائیں تو بُری طرح پھنس جاتے ہیں اور یزید کو سلسلے سے نکال نہیں سکتے، اگر نکالتے ہیں تو پھر اُس کی جگہ پر کسی کو تو لانا پڑے گا، اب کربلا کی اہمیت معلوم ہوئی، بھئی سمجھی کربلا کی اہمیت کہ اگر علیؑ کے مقابلے پر کوئی ہے تو یہ بھی صحیح وہ بھی صحیح، حسنؑ کے مقابلے پر کوئی ہے تو یہ بھی صحیح وہ بھی صحیح لیکن جب حسینؑ آ کر کھڑے ہو گئے تو اب حیرانی ہے کیا کریں، حیرانی کیا ہے اب کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں، کس کو بلائیں۔ اب پتہ ہے اس لئے ہادی بھی نہیں کہہ سکتے، اب تو کُھل کر یہ کہنا پڑے گا کہ اُس دور میں اگر کوئی حق پر تھا تو وہ حسینؑ تھے اور جب حسینؑ تھے تو اُس کا بھائی بھی تھا حق پہ اور جب اُس کا بھائی حق پر تھا تو اُس کا باپ بھی تھا حق پر اور جب حسینؑ نے یزید کی بیعت نہیں کی تو اُس کے بھائی نے بھی نہیں کی ہوگی اور اُن کے باپ نے بھی بیعت نہیں کی ہوگی اُولی الامر کسی کی بیعت کرتا نہیں، حسینؑ کی اطاعت کرنا پڑے گی، اُن کی بیعت کرنا پڑے گی، اب یہ دوسری بات ہے کہ کوئی باغی ہو جائے اور جو باغی ہو جائے گا اُس کا فیصلہ آرام سے ہو جائے گا۔ مشکل کیا ہے، تاریخ خود فیصلہ کرے گی کہ بھئی علیؑ کے مقابل اگر کوئی آئے گا تو بس دیکھنا یہ ہے کہ علیؑ کو کوئی فرقہ چھوڑ نہیں سکتا نہ سنی چھوڑ سکتے ہیں، نہ شیعہ چھوڑ سکتے ہیں، نہ صوفی چھوڑ سکتے ہیں اور اگر علیؑ کو کوئی فرقہ چھوڑ دے تو دائرۂ اسلام سے

Presented by Ziaraat.Com

خارج ہو جائے گا۔ اگر شیعہ پہلا نہ مانے تو دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اگر سنّی چوتھا نہ مانے تو دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اگر سُنّی چوتھا نہ مانے تو وہ دائرے اسلام سے خارج ہے تو وہ چوتھا مانے اعلیٰ نہ مانے، علیؑ کو پہلا خلیفہ نہ سمجھے تصوف کے سلسلے میں تو وہ گیا دائرے اسلام سے، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ ہر دور کے مسلمانوں نے علیؑ کو اگر پہلا مانا تو حق پر، چوتھا مانا تو حق پر یا صوفیا کے سلسلے میں مانا تو حق پر، تو بس یہ پوچھنا ہے کہ معاویہ علیؑ کو پہلا مان رہا تھا یا چوتھا مان رہا تھا، اگر پہلا مانا تو ہے دائرۂ اسلام میں اگر چوتھا مانا تو ہے دائرۂ اسلام میں اور جو نہ پہلا مانے نہ چوتھا مانے تو پھر گیا کہاں تو پچھلے سال میں نے ایک محاورہ اُردو کا، جب اُردو محاوروں پر مجلس پڑھی تھی روفی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی انجمن کا نام میں بھول گیا تو میں اُس میں اُردو محاوروں پر مجلس پڑھی تھی اور اس محاورے کو میں نے دیا، اس محاورے کو غور سے سمجھیں کہ تین میں نہ تیرہ میں سُتلی کی گرہ میں بقول مسلمانوں کے تیرہ تو وہ ہو گئے اصحابِ عشرۂ مبشرہ وہ جنّت میں جائیں گے اور تین وہ ہو گئے جو ہیں جنّتی، تو یہ چوتھا جو ہے یہ علیؑ کے مقابل شام کے میدان میں کھڑا ہوا ہے، آیا ہے لڑنے کے لئے تو یہ تین میں ہے نہ تیرہ میں یہ ہے کہاں اُٹھ کے بات کرے نہ یہ تین میں ہے نہ تیرہ میں، اس کو جنّت ملے گی یا نہیں تین میں نہ تیرہ میں تو گیا کہاں تو اب محاورہ یہ ہے وہ اُردو کے لغت میں آ گیا اور جب آ گیا جب محاورہ آ گیا تو اب کیا کریں، ہم تو ظاہر ہے ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ کوئی خطائے اجتہادی سے بچ کے نکل نہیں سکتے لیکن ماننا پڑے گا کہ اُولی الامر علیؑ ہے اور رسولؐ نے یہ نہیں کیا کہ آئے جب اُسی وقت تعارف کروا کے کہا اسے پہچان لو یہ ہی اُولی الامر ہے بلکہ ہر موقع پر بتایا کہ

Presented by Ziaraat.Com

پہچانتے رہو، یاد دہانی کراتا رہوں گا، ہر مقام پر یاد دہانی کراؤں گا، جتنی جنگیں ہوئیں اُس میں رسولؐ نے یہ اہتمام کیا کہ پہلی جنگ بدر اور آخری حنین، بدر میں جنگِ بدر میں علیؑ کی کوئی فضیلت بیان نہیں کی، کوئی فضیلت نہیں، حالانکہ جتنے لشکر کو پورے لشکر نے مل کر مارا تھا کافروں کو تو اتنی ہی تعداد میں علیؑ نے تنہا مارا، کتنی بڑی فضیلت لیکن جب گئے لڑنے کے لئے حمزہؑ اور حارث کے ساتھ ابوعبیدہؓ کے ساتھ تو اُس وقت کوئی بھی فضیلت بیان نہیں کی نہ کوئی تعریف کی، کون جا رہا ہے، کیا ہے نہ تعارف کچھ نہیں، گئے آئے، جب بھی کوئی تعریف نہیں کی، حالانکہ کتنا بڑا کارنامہ تھا، حنین میں تنہا بارہ ہزار کے لشکر کو بھگایا، جنگ کی جبکہ پورا لشکر منہ موڑ کر جا چکا تھا، تو جب جائے تو یعنی جب بھی کچھ نہیں کہا اور جب واپس آئے فتح کر کے جب بھی کچھ نہیں کہا لیکن درمیانی جتنی لڑائیاں ہیں، خیبر میں بھیجا تو کہا کل علم اُس کو دوں گا جو کرّار ہوگا، غیر فرّار ہوگا، مرد ہوگا اور جب واپس آئے لڑ کے، فتح کر کے، حارث، عنتر، مرحب کا سر کاٹ کے، درِ خیبر کو اُکھاڑ کر، یہودیوں کو بھگا کر، جب واپس آئے فتح پا کر تو اب کہا کہ یا علیؑ وہ فضیلتیں آج تمہاری بیان کرتا خدا کی قسم کہ تم جدھر سے گزرتے لوگ تمہاری خاکِ قدم اُٹھا کے آنکھوں سے لگاتے لیکن ڈرتا ہوں کہ قوم تمہارے بارے میں وہی نہ کہنے لگے جو عیسیٰؑ اور مریمؑ کے بارے میں عیسائی کہتے ہیں۔

تو اب فضیلت جاتے ہوئے بھی، آتے ہوئے بھی لیکن یہ پہلی جنگ میں کچھ نہیں کہا، کیوں نہیں کہا بات یہ تھی کہ پہلے موقعے پر، موقع دیا کہ کچھ نہیں کہہ رہا کوئی فضیلت نہیں بیان کر رہا، یہ فضیلت دیکھ لو جو علیؑ نے پائی ہے، اگر تم کو یہ حاصل کرنی ہے، میدانِ جنگ میں جم کر لڑنا ہے اور بھاگنا نہیں ہے تو پھر دیکھنا

Presented by Ziaraat.Com

کہ میں کیا کیا انعام دوں گا، اب جب کوئی نہیں آیا اور اُحد میں بھاگ گئے'' تو اللہ نے لَا فَتٰی اِلَّا عَلی لَا سیف اِلَّا ذُوالفقار سند عطا کی اور رسولؐ نے بھی انعام دے دیا۔ اب پھر موقع دیا خندق میں جاؤ، نہیں خیبر میں جاؤ، لیکن بھاگتے رہے، تو اب بھی علیؑ کو فضیلت دی گئی، پہلی بار موقع دیا تھا، اب جو موقعے کو نہیں حاصل کیا، ظاہر ہے کہ اب علیؑ سامنے آئیں گے، تو فضیلتیں لے جائیں گے، خندق میں بھی فضیلتیں، آتے میں دیں اور جاتے میں بھی اب میں عرض کروں گا، اب حنین کا موقع آیا تو عہد کی آخری لڑائی، رسولؐ نے کہا، یہ ہے بھئی آخری لڑائی، اب اگر کچھ پانا ہے تو اس میں پا لو تم، اُس میں بھی بھاگ گئے اور فضیلت نہیں لی تو رسولؐ نے یہ کہا کہ فضیلت تو بچا کر رکھ لی تھی تمہارے لئے، ظاہر ہے اب علیؑ کو میں کیا دوں، اس لئے کہ سب کچھ تو عطا کر چکا، اب کچھ فضیلت میدانِ جنگ کی بچی ہی نہیں تھی اس لئے حنین میں جاتے ہوئے کوئی انعام دیا نہ آتے ہوئے کوئی انعام دیا۔ فضیلتیں ختم ہو چکی تھیں جنگِ خندق جاتے ہوئے کیا کہا کُلِ ایمان کُلِ کفر سے لڑنے جا رہا ہے، بات ہی ختم کر دی۔ رسولؐ نے تو کوئی جو ہے بس یہ ہے اور یہ کل کفر کے مقابلے میں جا رہا ہے اور جب واپس آئے تو کہا علیؑ کی ایک ضربت ثقلین کی عبادت سے افضل ہے، یہاں بھی خاتمہ کر دیا، وہاں ایمانِ کُل ایک جگہ کر دیا، یہاں عبادتیں ایک جگہ کر دیں، کہا عبادتِ ثقلین جو ہے وہ اُس پر بھاری ہے، علیؑ کی ایک ضربت، علیؑ کی ایک ضربت اور ثقلین کی عبادتیں ایک طرف اُس میں ملائکہ کے بھی سجدے اُس میں جنوں کے بھی سجدے، اُس میں انبیاء اور اولیاء کے بھی سجدے، اُس میں انسانوں کی بھی نمازیں، سب ایک طرف، علیؑ کی ایک ضربت ایک طرف اور

Presented by Ziaraat.Com

جاتے ہوئے کیا کہا کہ سارا کفر ایک طرف اور سارا ایمان ایک طرف کہا کہ اتنی بڑی فضیلت دی کیوں یہ اس لئے دی کہ سورۂ احزاب میں اللہ نے بتا دیا کہ دیکھو اُس وقت کو یاد کرو جب زمین سے لشکر اُبل رہے تھے، پہاڑیوں سے لشکر چلے آ رہے تھے اور تم سب مل کر رسولؐ سے یہ کہہ رہے تھے بیٹھے ہوئے کہ آج تو اللہ نے بھی دھوکا دیا اور اللہ کے رسولؐ نے بھی دھوکا دیا اور اُس وقت جب رات کو رسولؐ نے یہ کہا سلمانِ فارسیؓ سے کہ خندقیں کھودو تا کہ ایسا نہ ہو کہ رات کو دشمن حملہ کر دے رمضان کے زمانے میں یہ لڑائی ہوئی اور صاحب سردی اتنی تیز تھی، آپ یقین کریں کہ صحرا کی سردی، عرب کی سردی اور اُس سردی کے عالم میں تمام مسلمانوں سے یہ خندقیں کھدوائیں رات بھر اور دن بھر کی سردی میں خندقیں کھدوائیں، یہ خندقیں کیوں کھدوائیں رسولؐ نے کبھی ایسا نہ ہو کہ رات کو دشمن حملہ کر دیں یا دن کو دشمن پھاند کر اِدھر آ جائیں تو حفاظت کے لئے لیکن ہوا یہ کہ اتنی محنت سے کھودی ہوئی خندقیں، صبح جو ہوئی، کافروں کا سردار تھا عمر ابن عبدِوُد، وہ خندق پھاند کر رسولؐ کے خیمے کے پاس آ گیا اور اُس نے اپنا نیزہ رسولؐ کے خیمے میں چبھو دیا اور چبھو کر آواز دی کہ ہے تم میں کوئی جو نکلے، میرے مقابل آئے، میرے مقابل پر اب وہ پکار رہا ہے، کیا کہتا ہے، بھئی تمہارا تو مسلمانو یہ عقیدہ ہے کہ اگر تم مجھ کو مارو گے تو غازی بنو گے، جنّت میں جاؤ گے اور میرے ہاتھ سے قتل ہو جاؤ گے تو شہید کہلاؤ گے، پھر بھی جنّت میں جاؤ گے، تمہارے پاس دونوں طریقوں سے جنّت ہے، آؤ مقابل مارو یا مر جاؤ، غازی بنو یا شہید بنو، جنّت لے لو اب جو دیکھا ایک کافر، ایک مشرک، عقیدۂ جنّت کو للکار رہا ہے اور مسلمانوں کا کیا عالم ہے قرآن کہتا ہے ایسا لگتا ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

سروں پر طائر بیٹھے ہیں اور آنکھیں جو ہیں وہ اُلوؤں کی طرح گردش کر رہی تھیں، آنکھیں جو تھیں وہ گھوم رہی تھیں، یہ اللہ نے کیا محاورہ استعمال کیا کہ ایسا لگتا تھا کہ سروں پر طائر بیٹھا ہوا ہے، بچّوں کو سمجھا دوں کہ سروں پر طائر کا بیٹھنا کیا ہے، آپ نے اکثر دیکھا ہوگا دیہاتوں میں، کراچی میں بھی کہیں نظر آیا ہوگا، کسی میدان میں کہ گائیں اور بھینسیں چر رہی ہیں یا بیٹھی ہوئی جگالی کر رہی ہیں تو ایسے میں کوّا آیا کوئی چڑیا اُڑ کے آ کے بھینس کے یا گائے کے سر پر بیٹھ جائے اور وہ بیٹھنے کے بعد گائے یا بھینس کے کان میں اپنی چونچ سے کھانا شروع کرتی ہے۔ چڑیا یا کوّا تو جس وقت کوّا یا چڑیا آ کر اُس کے سر پر بیٹھتا ہے بھینس یا گائے کے تو وہ جگالی روک دیتی ہے اور سر کو ہلاتی نہیں کیوں اس لئے کہ کوّا اُڑ جائے گا تو کان کون صاف کرے گا تو گائے یہ چاہتی ہے کہ کوّا بیٹھا رہے اور میں ہلوں نہ ورنہ ہلوں گی تو یہ اُڑ جائے گا تو وہ کان کو صاف کرتا رہتا ہے کیا مطلب یعنی اپنے کو ساکت کر لیتا ہے جب سر پر طائر بیٹھا تو جانور نے اپنے کو ساکت کیا۔ اللہ نے کہا کہ تمہارے سروں پر بھی طائر بیٹھ گئے تھے۔ سب ساکت ہو گئے تھے، عمرابن عبدِوَد یہ پکار رہا تھا اور ان کے سروں پر طائر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک پکار رہا تھا آ ؤ اور رسولؐ کیا کہہ رہے تھے کون جائے گا اس کے مقابلے پر۔ پہلی بار رحمۃ اللعالمین کی زبان سے یہ لفظ نکلا کہ کون ہے کہ جو اس کتّے کی زبان کو قطع کر دے، یہ کیوں کہا اس پر غور کریں آپ یعنی جو خیمۂ رسالت تک آ کر حملہ کر دے وہ کتّا ہے جو خیمۂ رسالت پر حملہ کر دے وہ رسولؐ کی نظر میں کتّا ہے اور دوسری بات کیا بتائی دوسری بات یہ بتائی کہ یہ ایک عقیدے کو للکار رہا ہے اس لئے اس کی زبان کو قطع کر دو۔ یعنی عقیدۂ جنّت کو

Presented by Ziaraat.Com

جھوٹا ثابت کرنا چاہتا ہے اور رسولؐ نے کہا کون جائے گا اس کے مقابل جاؤ بھئی اور جو جائے گا آج اس کے مقابل پر آنے والے دور میں میرا وصی اور جانشین بنے گا اور ذرا غور کریں جس کا دل چاہتا وہ اُٹھ کے چلا جاتا اس لئے کہ یہ یقین ہونا چاہئے تھا کہ مقابلے پر جائیں گے تو فاتح بن کر آئیں گے اس لئے کہ کسی کی لاش تھوڑی وصی اور جانشین بنے گی۔ رسولؐ کے قول میں چھپا ہوا تھا کہ وہ فاتح بن کر آئے گا۔

اور صاحب کوئی نہیں اُٹھا، بجائے اس کے یہ ہوا دشمنوں میں کچھ ایسے تھے جو اُس کا قصیدہ پڑھنے لگے کیا قصیدہ پڑھنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ اس کے مقابل کون جائے گا اور ہم ایک بار اپنے قافلے کے ساتھ جا رہے تھے یہ بھی ساتھ میں تھا ایسے میں صحرا میں ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا یہ اتنا بہادر ہے کہ ڈاکوؤں کے مقابلے میں اُونٹ کے بچّے کو سپر بنا لیا، جو اُونٹ کے بچّے کو ہاتھ میں اُٹھا لے اس کے مقابل کون جا سکتا ہے۔ اب آپ نے دیکھا رسولؐ کے پہلو میں بیٹھ کر بھی کافر سرداروں کی تعریفیں ہوا کرتیں تھیں، قصیدے پڑھے جاتے تھے تو پہچان لیجئے کہ یہودی سازشیں کہاں کہاں کام کر رہی تھیں۔

رسولؐ کے دَور سے شروع ہو گئیں تھیں اور اب جب رسولؐ بار بار پکار رہے ہیں تو علیؑ یہ کہتے ہیں میں جاؤں گا اور رسولؐ اللہ نے بازو دبا دیا کہا بیٹھ جاؤ۔ پھر آواز دی۔ اب یہ تین بار کی کیا بات ہے یعنی تین بار کہا ایک بار کہا جاؤ بھئی کون جائے گا پھر دوسری بار کہا پھر تیسری بار کہا ایک بار اور کہہ دیجئے یہ تین ہی بار تین آدمیوں کو کیوں پکارا جا رہا ہے۔ جاؤ جاؤ جاؤ اور پھر چوتھی بار علیؑ سے کیوں کہا جاؤ۔

Presented by Ziaraat.Com

اب رسولؐ اللہ سے یہ پوچھنا ہے ایک بات بلکہ دو باتیں پہلی بات تو یہ پوچھئے کہ بھئی یہ آپ نے محنت سے خندقیں کیوں کھدوائیں تھیں روزے میں اور اتنی سردی میں تو رسولؐ یہ کہیں گے اگر رسولؐ یہ کہہ دیں خدانخواستہ کہ دشمنوں سے حفاظت کے لئے وہ تو یہ کہا جاسکتا ہے رسولؐ سے وہ تو پھاند کرآ گیا کہ دشمن تو پھاند کرآ گیا۔ جس کی حفاظت آپ چاہتے تھے لشکرِ اسلام کی حفاظت ہو دشمن اِدھر نہ آئے وہ تو پھاند کرآ گیا تھا اندر تو کھدوانے کا کیا فائدہ ہوا تو رسولؐ یہ کہیں گے بھئی دشمنوں سے حفاظت کے لئے نہیں کھدوائی تھیں یہ خندقیں دشمن کے لئے نہیں کھدی تھیں بلکہ اپنوں کے لئے کھدیں کیا مطلب یعنی رسولؐ یہ بتانا چاہ رہے تھے کہ بدر میں بھاگ گئے، اُحد میں بھاگ گئے، خیبر میں بھاگ گئے، یہ خندقیں کھدوا دیں تا کہ بھاگ کے مدینے نہ جاسکیں۔ اپنوں کے لئے کھدوائی دشمنوں سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں۔ علیؑ جیسا پہلوان ساتھ ہے ہمیں کیا خطرہ۔ وہ تو اُن کے لئے کھدوائیں کہ یہ بھاگ کے نہ جانے پائیں اور بھاگتے تو اونچی پہاڑی پر جاتے، پناہ لینے کے لئے تو آج تو میں ان کو جانے نہیں دوں گا اچھا بھئی روکا کیوں آپ نے یہ روکنے کی کیا ضرورت ہے اس لئے اگر آپ نے اس لئے روکا ہے تا کہ مدد کریں گے تو پہلے اُنہوں نے کبھی مدد کی، اُحد میں مدد کی، بدر میں مدد کی، کبھی مدد کی نہیں روکنے کا فائدہ کیا ہوا اور کس مرض کی دوا بنا کر روکا ہے آپ نے تو اب رسولؐ اللہ کہیں گے کہ بات یہ ہے کہ یہ بدر میں بھاگ گئے اُحد میں بھاگ گئے، ہر جنگ میں بھاگ گئے ارے اُنہوں نے ہمارے شیر کو اب تک لڑتے نہیں دیکھا۔ آج روکا اس لئے ہے کہ دیکھو کُلِ ایمان کُلِ کفر کے مقابلے میں لڑتا کس طرح ہے۔ رُکو رُکو، اب لڑائی کا منظر دیکھو، رُکو ٹھہرو آج

Presented by Ziaraat.Com

تو دیکھ لو کہ ابوطالبؑ کا بیٹا جنگ کس طرح کرتا ہے۔ تو آج انہیں روک لیا اور علیؑ کو بھیج دیا تیار کر کے اپنے ہاتھ سے تیار کیا اور حد ہے کہ خیمے میں نعلین بھی پہنا دیں لیکن سر کا عمامہ سر پہ نہیں رکھا اور باہر آئے اور باہر آنے کے بعد مجمعے میں سب کو دکھا کر اپنے سر کا عمامہ اُتار کر علیؑ کے سر پر رکھا۔ اب تیار کیا علیؑ کو اور جب تیار کر چکے تو سلمانؑ نے مسکرا کر یہ پوچھ لیا کہ سارا لباس، سارے ہتھیار، سارے اسلحے اور زرہ سب کچھ خیمے میں اور یہ عمامہ اور خود مجمعے میں یہ کیا بات کہا بھئی یہ سب کو دکھا کے سر پر رکھا ہے عربوں کا تاج عمامہ ہوتا ہے جھگڑا جوتیوں پر نہیں ہوگا جو سامنے پہناتا، جھگڑا تو سر کے تاج پر ہوگا آج پہنا دیا۔ جھگڑا نہ کرنا۔

آج پہنا دیا ہے تمہارے سامنے اب جھگڑا نہ کرنا، خیر اب اُس کے بعد کیا کیا کہا کہ جاؤ دعا مانگی اے بارِ الٰہ تو نے اُحد میں ہم سے حمزہ کو لے لیا، بدر میں عبیدہ کو لے لیا اب یہ ایک ہمارا مددگار ہے اس کی حفاظت فرمانا، دعا فرما کے کہا جاؤ میدانِ جنگ میں جاؤ علیؑ چلے تو اب اِس شان سے چلے تاریخ لکھتی ہے کہ صاحب پیدل چلے ہر لڑائی میں وہ مرتجز اور ذوالجناح جو تھا وہ رہتا تھا ساتھ۔ بڑا وفادار گھوڑا ہے، وفادار گھوڑا بے چارہ اس جنگ میں نہیں گیا دیکھئے صاحب کتنا زبردست پہلوان وہ گھوڑے پر آیا ہے یہ پیدل جا رہے ہیں۔ حیدر آباد دکن میں مولانا سبطِ حسن صاحب اعلیٰ مقامہٗ خندق پڑھ رہے تھے۔ سنا میں نے اور اُن کی سوانحِ حیات میں بھی پڑھا، خندق پڑھ رہے تھے اور جب یہ جملہ کہا کہ صاحب علیؑ کو پیدل بھیجا تو نیچے بیٹھے تھے نظامِ دکن کا یہ عالم تھا کہ ذاکر اگر غلط پڑھ دے تو وہیں سے ٹوک دیتے تھے۔ سوال کر دیتے تھے اب دیکھئے کیا پوزیشن کہ اتنا بڑا ذاکر، خطیبِ اعظم تو آپ کو فن خطابت اُن سے ملا ہے وہ

Presented by Ziaraat.Com

پڑھ رہے ہیں اور نظامِ دکن نیچے سے ٹوک رہے ہیں۔ کہا مولانا ذرا یہ بتایئے کیا لشکرِ اسلام میں کوئی گھوڑا نہیں تھا جو علیؑ کو پیدل بھیج دیا۔ یہ بچے بہت غور سے سنیں۔ اُن کے لئے تبرکات بیچ میں سنا دیتا ہوں۔ پرانے ذاکرین کے جلسے میں شعر سنا دیتا ہوں دونوں چیزیں نظم ونثر کے تبرکات بچوں اور جوانوں کو دے دیتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا گھوڑا نہیں تھا کوئی رسولؐ کے پاس جو پیدل بھیجا۔ بڑا مشکل تھا تو فوراً جواب دیا۔

یہ نکتہ کسی کتاب میں نہیں لکھا ہے، لیکن کیا کہنا ذہانت کا اور کیا کہنا فنِ خطابت کے عروج کا اور ارتقا کا تو بے اختیار مڑ کر کہا کہ نظامِ دکن گھوڑے بہت تھے لیکن چونکہ کُلِ ایمان کہہ کر بھیجا تھا تو علیؑ سر سے پیر تک ایمان تھے، گھوڑے پر بٹھاتے تو ایمان میں گھوڑا شامل ہو جاتا۔ کیا کہنے، کُل ایمان میں گھوڑا شامل ہو جاتا اور تلوار کو اس لئے ساتھ کیا کہ وہ کُلِ ایمان میں شامل تھی اس لئے کہ وہاں سے نازل ہوئی تھی۔

تو مولا علیؑ چلے اور اب میدانِ جنگ میں آئے اُدھر تو میدانِ جنگ میں گئے اُدھر سے عَمر ابنِ عبدِوُد مقابل میں آیا۔ رجز شروع ہوا اُس نے تین باتیں پیش کیں کہ مدِّمقابل میں جو آدمی ہوتا ہے اُس سے تین باتیں پوری کیا کرتے ہیں۔ پہلی بات تو اُس نے یہ کہی کہ تمہارے باپ کا کیا نام ہے انہوں نے کہا کہ ابوطالبؑ تو اُس نے کہا کہ ارے جوان تُو ابو طالبؑ کا بیٹا ہے فیصلہ اُس نے کیا۔ آپ بحث آج کر رہے ہیں سنئے فیصلہ خندق میں علیؑ نے کر دیا تھا اُس نے کہا ارے تو ابو طالبؑ کا بیٹا ہے وہ تو میرے دوست تھے پرانے۔ میں اپنے دوست کے بیٹے سے نہیں لڑوں گا، کیا جواب دیا ہے مولا نے کہا کیا بکتا ہے عمرو

Presented by Ziaraat.Com

عبدِ وَدا رے کفر اور ایمان میں دوستی نہیں ہوتی۔ تو یہ کُلِ ایمان کہہ رہا ہے تو کُلِ ایمان کے باپ کا مرتبہ کیا ہوگا۔ کیا بک رہا ہے تُو تو کافر ہے تیری دوستی میرے باپ سے نہیں ہوسکتی ہے اور اُس کے بعد وہ کہتا ہے تین باتیں پوری کرتا ہوں۔ دو آپ نے کہا واپس چلا جا اُس نے کہا نہیں جاؤں گا، مذاق اُڑے گا، کہا اچھا تو پھر ایسا کر کہ میں پیدل ہوں تو گھوڑے پر سوار ہے اُتر کے جنگ کر۔ کہا ہاں یہ منظور ہے اُترا اور اُترتے ہی اُس نے تلوار کا وار بھی کیا تو ایک ہی وار میں گھوڑے کے چاروں پیر کٹ گئے، علیؑ خاموش۔ اب آپ نے دیکھا کہ اگر جانور بھی کفر کے ساتھ آ رہا ہے تو کُفر اُس سے بھی وفا نہیں کرتا۔ یعنی اپنے پرانے ساتھی کے پیر قطع کر دیئے یہ اُس کی سیرت ہے یہ علیؑ کی سیرت ہے اب اِدھر معصوم کی سیرت دیکھیں کُلِ ایمان کی سیرت دیکھیں اور اُدھر کُلِ کفر کی حالت دیکھیں۔ یہاں سیرت یہ ہے کہ سینے پر سوار ہو گئے منہ پر تھوک دیا تو اُتر آئے یہ ہے عدل یہ ہے صداقت یہ ہے سیرتِ معصوم اور جب پوچھا ارے کیا غضب کیوں چھوڑ دیا، اِدھر بعد میں پوچھا گیا علیؑ آئیں تو پوچھ لینا کہا بھئی اُتر اس لئے گیا تھا کہ غصہ آ گیا تھا۔ لعابِ دہن چہرے پر پھینکا تھا اگر غصے میں قتل کرتا تو اس جہاد میں میرا غصہ شامل ہو جاتا۔ خدا کے لئے یہ قتل نہ ہوتا میرا ذاتی فعل بن جاتا۔ جب غصہ میرا سرد ہو گیا تو جا کر میں نے سر قطع کر دیا لیکن جو جنگ ہوئی تو مبصرین نے لکھا کہ جیسے ہی لڑائی شروع ہوئی ایک گرد چھا گئی اور اُس گرد میں علیؑ بھی چھپ گئے عمرو بھی چھپ گیا اور یہاں رسولؐ نے کیا کیا خیمے میں بیٹھے رہے باہر نہیں نکلے باہر نہیں آئے خیمے میں بیٹھے رہے اور اعلان یہ کیا کہ آج علیؑ کی فتح کی خبر جو سب سے پہلے لائے گا وہ جنّت میں میرے ساتھ سب سے

Presented by Ziaraat.Com

پہلے جائے گا بس صاحب یہ سننا تھا کہ ایک دوسرے پر گرتے ہوئے میدان کی طرف چلے، بھاگتے ہوئے تیز۔ اب میدان میں جس کو جہاں جگہ ملی کوئی پہاڑی پر چڑھ گیا، کوئی ٹیلے پر چڑھ گیا، کوئی ببول کے کانٹوں کے درخت پر چڑھ گیا، کسی نے کھجور پر چڑھنے کی کوشش کی، کوئی کسی کی پشت پر چڑھ گیا کہ صاحب دیکھیں بس کسی طرح علیؑ کی فتح دیکھنی ہے سب تو بھاگ گئے دیکھنے فتح علیؑ کی۔ سلمان فارسیؓ خیمے میں بیٹھے رہے۔ کیا چالاک اور بہترین صحابی ہے۔ سیاستِ الٰہی کے نمائندے کو سمجھنے والا صحابی مسکرا رہا ہے۔ رسولؐ نے کہا سلمانِ فارسی تم نہیں گئے تمہیں جنّت نہیں چاہیے۔ کہا واہ رسولؐ اللہ جنّت کی لالچ میں مالک جنّت کو چھوڑ کر چلا جاؤں۔ آپ کیا چاہتے ہیں جنّت کی لالچ میں مالکِ جنّت کو چھوڑ دوں، مسکرائے خاموش ہو گئے۔ اب صاحب جب گرد جو تھی وہ چَھٹی تھوڑی دیر کے بعد اب جو گرد چَھٹی تو منظر یہ دیکھا کہ علیؑ جھومتے ہوئے آ رہے ہیں، ایک ہاتھ میں ذوالفقار ایک ہاتھ میں عمرو کا سر ذوالفقار سے تازہ لہو کی بوندیں ٹپک رہی ہیں اور اب مؤرخین نے لکھا کہ اس طرح چل رہے تھے کہ پھولتے تھے چلتے تھے سینے کو نکال کر چلتے تھے، جھومتے ہوئے چل رہے تھے۔ بعض مؤرخین نے لکھا کہ جنگل میں برستی ہوئی بوندوں میں جس طرح شیر جھوم جھوم کر چلتا ہے اُس طرح چل رہے تھے اور بعض نے یہ لکھا کہ لشکر والے اس طرح علیؑ کو دیکھ رہے تھے جیسے صبح کے ستارے کو دنیا دیکھتی ہے۔

چلے، یہ اِدھر سے چلے وہ اُدھر سے چلے ایک دوسرے پر گرتے ہوئے چلے کہ چل کے پہلے ہم خبر سنا دیں رسولؐ کو خبر سنا دیں رُسول کو اب ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ پہلے میں خیمے میں پہنچوں اور بھاگتے ہوئے ایک دوسرے پر گرتے

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے جلدی جلدی خیمے میں گھسے بے ادبی کے ساتھ اور ہانپتے کانپتے ہوئے کہا مبارک ہو یا رسولؐ اللہ علیؑ جیت گئے بس جیسے ہی انہوں نے کہا، کچھ انہوں نے کہا، کچھ انہوں نے کہا۔ جلدی جلدی ہر ایک چاہ رہا تھا کہ میری بات سن لیں تو ایسے میں رسولؐ اللہ نے بڑے اطمینان سے کہا کہ مجھے اطلاع مل گئی علیؑ نے فتح پائی تو کہا کس نے بتا دیا آپ کو؟ آپ تو خیمے میں بیٹھے تھے کہا سلمانؑ فارسی نے مجھے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ مبارک ہو علیؑ نے فتح پائی۔ لیجئے صاحب جنّت گئی چلی گئی اتنا آسان راستہ رسولؐ نے بتایا تھا جب عمرو عبدِوَد کہہ رہا تھا آؤ مجھے مارو گے تو جنّت لے لو گے یا مر جاؤ گے تو جنّت لے لو تو اتنی سخت جنّت لینے کو کوئی تیار نہیں تھا اور اتنی آسان کہ جانا ہے اور آنا ہے بھاگ کر آ کے کہنا ہے کہ مبارک ہو اور جنّت لے لینی ہے تو بتانا یہ تھا رسولؐ کو کہ سستی جنّت ملا نہیں کرتی اور ملتی ہے تو اُسی کو ملتی ہے کہ جو نفسِ مطمئنہ کا ساتھی ہو۔ تو اُسے ملے بجائے رسولؐ کے سلمانؑ کے اوپر یلغار، سلمانؑ تم تو خیمے میں تھے، تمہیں کیسے پتہ کہ علیؑ نے فتح پائی کہنے لگے میں نے خیمے سے دیکھ لیا تھا تمہارے آنے کا انداز یہ بتا رہا تھا چہروں کی خوشیاں یہ بتا رہی تھیں کہ علیؑ فتح یاب ہو گئے۔ میں نے جلدی سے کہہ دیا مبارک ہو علیؑ فتح پا گئے۔ نعرہ صلوٰۃ۔

آپ نے دیکھا کہ اب یہاں پر اس موقعے پر رسولؐ یہ چاہ رہے ہیں کہ پہچنواؤں کہ اُولی الامر کون ہے۔ پہچان لو یہ ہے اُولی الامر اور اب تشنہ نہیں چھوڑا بلکہ نام بتا دیئے، اصحاب کی محفل میں ایک ایک کا نام بتایا۔ علیؑ میرے بعد اُولی الامر، اُس کے بعد حسنِ مجتبیٰؑ اُولی الامر پھر حسینؑ ابنِ علیؑ اُولی الامر اور پھر زین العابدینؑ یہاں پر رُکے اور کہا سنو اس کا لقب زین العابدینؑ اس لئے ہے

Presented by Ziaraat.Com

کہ محشر میں آواز دی جائے گی اس کو کہ اَین اَین زین العابدین تو میرا یہ چوتھا اُولی الامر بارگاہِ الٰہی میں آئے گا۔ اب اُس کے بعد آگے بڑھے، کہا سنو جابر میرے پانچویں اُولی الامر کا نام میرا نام ہوگا۔ اُس کی صورت میری صورت ہوگی، اُس کی رفتار اُس کی گفتار میری طرح ہوگی اور اُس کے بعد رُک گئے اور جابر کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور کہا جابر سنو تم زندہ رہو گے اُس وقت تک اور تم میرے پانچویں جانشین کو دیکھو گے اور جابر جب اُس کی خدمت میں پہنچنا تو میرا سلام کہنا، اُس کا نام محمد ہوگا اور لقب اُس کا باقر ہوگا۔ پانچویں مجلس ہے آج پانچویں امام کی سیرت بیان کرنا ہے آج آپ کے سامنے۔

باقر کے معنی ہیں شگافتہ کر دینا، بیچ سے چاک کر دینا، شگافتہ کے معنی اور ہیں چاک کر دینے کے معنی اور ہیں۔ وہ لفظ جو اُردو میں ہے وہ استعمال نہیں کرنا چاہتا شگافتہ کے معنی شگافتہ کرنا اس لئے لقب پڑا کہ علم کے ایک ایک نقطے کو ایسے نقطے جولا یتجزا تھے یعنی جن کے اور مزید ٹکڑے نہیں ہو سکتے تھے اُن علوم کو چاک کر کے دنیا کے سامنے رکھ دیا اور علوم کے سمندر د بہا دیئے۔ باقر علوم کا لقب پایا تو اب جا کے جب جانا خدمت میں تو میرا سلام کہنا۔ اب جادو کا عالم یہ ہے صاحب کہ اُٹھتے بیٹھے یا باقر یا باقر کے نعرے اور قریب آتا جا رہا ہے۔ زمانہ اور لوگ دیکھتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ باقر تو دیوانہ ہو گیا جابر دیوانہ ہو گیا۔ ہر وقت یا باقر کے نعرے لگاتا ہے تو جابر کبھی کبھی جواب دے دیتے تھے کہتے تھے ارے صحابیِ رسولؐ کو دیوانہ کہہ رہے ہو تم تو وہ ہو کہ جو رسولؐ پر ہذیان کی تہمت لگایا کرتے تھے تم لوگ وہ ہو تم، مجھ کو بھی دیوانہ سمجھتے رہو خود مخبرِ صادق نے کہا ہے میں دیکھوں گا اُسے اور پھر وہ دن آ گیا پہنچے خدمت میں اور جب پہنچے تو

Presented by Ziaraat.Com

مکان کے باہر پانچ برس کے معصوم بچے کو کھڑے پایا، دیکھتے ہی حیران ہو گئے۔ نگاہ میں صورت جو بسی ہوئی تھی رسولؐ کی بے اختیار کہا کہ شہزادے ذرا آگے بڑھو، شہزادہ آگے بڑھا کہا شہزدے ذرا پیچھے ہٹیے شہزادہ پیچھے ہٹا اور وہیں زمین پر بیٹھ گئے کہا خدا کی قسم وہی رفتار، وہی گفتار، وہی صورت، وہی شکل، آج میں نے دیکھ لیا آج میں نے پا لیا آج میں نے زیارت کر لی پانچویں اُولی الامر کی۔ شہزادہ مسکرایا کہا جابر میرے جد نے کیا کہا تھا تم سے، کہا آپ کے جد نے یہ کہا تھا، کہ تم پانچویں اُولی الامر کی زیارت کرو گے، کہا زیارت کر لی، کہا ہاں زیارت کر لی شہزادے۔ کہا جابر ایک پیغام بھی میرے جد نے مجھے دیا تھا کہا شہزادے معاف کیجئے گا بھول گیا۔ آپ کے جد نے کہا تھا، جب خدمت میں پہنچنا تو میرا اسلام کہنا، محمد باقرؑ سے۔

پانچواں امام بتانا یہ چاہتا ہے کہ اگر میرا جد یہ اطلاع دے سکتا ہے کہ میں آؤں گا، ظہور کروں گا تو میں یہ بتا سکتا ہوں کہ تم جو پیغام بھول گئے ہو اُسے پہنچاؤ یہ ربط ہے اُولی الامر کا۔ رسولؐ اللہ سے تاریخ میں یہ سیرت اشارے کر رہی ہے، یہ سیرت بتا رہی ہے معصومینؑ کی کہ ان سیرتوں میں کیا کیا نشانیاں موجود ہیں تو اب جابر کا عالم یہ ہے کہ شہزادہ جوان ہوا تو ساتھ ساتھ ہیں، زیادہ دن زندہ نہیں رہے تھوڑے دن رہے چوتھے امام کے بعد پانچویں امام کی صحبت میں لیکن وہ جابر غور کریں کہ جنھوں نے رسولؐ کی بزم دیکھی ہے، برسوں رسولؐ کے پہلو میں بیٹھے ہیں، علیؑ کی بزم دیکھی ہے، حسنؑ کی بزم دیکھی ہے، حسینؑ جیسے امام کی بزم دیکھی ہے، سیّد سجادؑ کی بزم دیکھی ہے، معصومینؑ کے پہلو میں بیٹھنے والا اب اِس بچے سے درس لے رہا ہے، رسولؐ کی صحابیت، بوڑھی صحابیت اس جوان

Presented by Ziaraat.Com

امامت سے درس لیتی ہے اب تو اُولی الامر کی اہمیت سمجھو، اب تو اُولی الامر کو سمجھو کہ اُولی الامر کیا ہوتا ہے، امام کیا ہوتا ہے، معصوم کیا ہوتا ہے اب جابر بزم میں بیٹھے ہوئے ہیں سوالات بھی کرتے ہیں۔ ایک دن امام نے مسکرا کر جابر کی طرف مڑ کر کہا جابر رسولؐ کی بزم میں تم بیٹھ چکے ہو، دادا علیؑ کی بزم میں تم بیٹھ چکے، حسنؑ اور حسینؑ جیسے اماموں کی محفل میں بیٹھ چکے ہمارے دادا کے ساتھ بیٹھے تم جابر یہ بتاؤ کہ اب ایمان کو کس منزل پر پاتے ہو تو یہاں سے تقریر ذرا غور سے سنئے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں، میں اس سیرت میں کیا بتانا چاہتا ہوں بچوں اور جوانوں کو، یہ بتاؤ ایمان اب کس منزل پر ہے ایمان کو کہاں پاتے ہو تو بے اختیار کہا کہ اتنی محفلوں میں اور معصوموں کے انوار دیکھنے کے بعد مولا اب تو ایمان کا یہ عالم ہے اب تو ایمان کا یہ عالم ہے کہ میں غربت کو فوقیت دیتا ہوں دولت پر، میں بیماری کو فوقیت دیتا ہوں صحت پر، میں موت کو ترجیح دیتا ہوں زندگی پر۔ اب ان چیزوں کی پروانہیں کہ صحت کیا ہے اور دولت کیا ہے۔ جب بتا چکے تو کہا بس جابر تمہارا ایمان اس منزل پر ہے، یاد رکھئے کہ کس سطح پر بول رہے ہیں۔ کتنے معصوموں سے مل چکے ہیں مسئلے مسائل پوچھ چکے ہیں اور آج اپنا ایمان بیان کر رہے ہیں اور پھر یہ معصوم کہتا ہے کہ بس تمہارے ایمان کی یہی منزل ہے حالانکہ اس سے آگے کوئی حد نہیں تھی۔ جابر نے جواب صحیح دیا لیکن اب معصوم بتانا چاہ رہا ہے اپنی سیرت سے کہ ایمان کی منزل کیا ہے تو بے اختیار جابر نے کہا کہ مولا میرا ایمان تو یہیں تک ہے اچھا آپ یہ بتا دیجئے کہ ائمہ کا اور معصومینؑ کا ایمان کس منزل پر ہوتا ہے تاکہ میں پہچان لوں کہا بس جابر یہی ہم میں اور تم میں فرق ہے ہمارے اور تمہارے ایمان میں یہ فرق ہے

Presented by Ziaraat.Com

کہ جب تم کہتے ہو اپنے بارے میں، کچھ ایمان کا ذکر کرتے ہو تو اُس میں اپنی ''مَیں'' لگاتے ہو۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ نہ ہم غربت کو فوقیت دیتے ہیں دولت پر، نہ دولت کو فوقیت دیتے ہیں غربت پر، نہ صحت کو بیماری پر ترجیح دیتے ہیں نہ بیماری کو صحت پر بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ جو چیز ہمارے لئے مقدّر کر دے وہ پسند ہے۔ یہ ہے ہمارا ایمان، وہ بیماری چاہتا ہے تو بیماری دے دی، وہ صحت چاہتا ہے تو صحت دے دے، وہ دولت چاہتا ہے تو دولت دے دے، وہ چاہتا ہے کہ غربت تو ہمارے لئے غربت۔ ہم اپنے ایمان کا فیصلہ رب پر چھوڑتے ہیں۔ تم اپنے فیصلے خود کر لیتے ہو تمہارے یہاں مَیں لگ جاتی ہے تو میں لگا دیتے ہو تم انا لگا دیتے ہو ارے جابر یہ مَیں کہاں سے آ ئی۔ بس یہ کہنا تھا اس سلسلے میں کہ یہ میں کہاں سے آئی یعنی معصوم کو اپنی سیرت میں (مَیں) پسند نہیں ہے۔ یہ میں کہاں سے آ گئی اور ایک بوڑھا صحابی مَیں کہے امام کے سامنے، امام اپنی سیرت میں یہ بتائے کہ قدرت کو مَیں پسند نہیں غرور پسند نہیں ہے۔ امام تو مَیں نہ پسند کرے اور انسان کا یہ عالم کہ مَیں ہوں سب سے بڑا تو امام نے یہ سبق دیا کہ مَیں کو ہٹا کر گفتگو کرو، غرور اللہ پسند نہیں کرتا۔

کل کی تقریر یاد ہے اسی لئے سجدہ رکھا اگر نمازیں پڑھ کر غرور رہا تو کیا نمازیں پڑھیں۔ نمازیں پڑھا کر غرور رہا تو کیا نمازیں پڑھائی بس اللہ کو غرور پسند نہیں۔ سجدہ اس ہی لئے رکھا کل ایک جملہ چھوڑ گیا تھا آج اُسے کہہ دوں کہ علیؑ سے پوچھا گیا کہ سجدے کا مفہوم کیا ہے تو نہج البلاغہ میں یہ بتایا کہ سجدہ اس لئے رکھوایا تاکہ جب خاک پر اپنی پیشانی کو رکھو اور سجدے سے سر اُٹھاؤ تو زمین کی خاک جو چہرے پر لگے تو اندر کا مَیں کہلانے کا بت ٹوٹ کے چکنا چور

Presented by Ziaraat.Com

ہو جائے اور سجدے سے سر اُٹھا کر بھی اگر غرور کا بُت نہیں ٹوٹا تو پھر سجدے کا کیا فائدہ، پھر نماز کا کیا فائدہ۔ اگر غرور برقرار رہا اور غرور بھی کس سے اپنی غریب قوم سے غرور، اپنی نادار قوم سے غرور، اپنے قومی لوگوں سے غرور اور غرور دکھاؤ اپنے شاہانِ مملکت کو دکھاؤ حکمرانوں کو غرور دکھاؤ وہاں تو سر جھکا کر انکساری سے جاؤ اور قوم کے غریبوں کے سامنے غرور دکھاؤ یہ کیسا غرور یہ کیسی انا ہے۔

یہ محبت کی باتیں ہیں کسی کو بُرا ماننے کی ضرورت نہیں یہ تو عام بات کہہ رہا ہوں اجتماعی بات کہہ رہا ہوں، نہ کسی کی طرف اشارہ ہے نہ کسی کو بُرا کہنا چاہتا ہوں بلکہ ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے لے۔ اِن مسائل کے بعد جو قوم پر مسائل پڑے کہ کہاں جانا ہے اور سیرتِ معصومین سے کیا سبق حاصل کرنا ہے تو مولا نے بتایا کہ دیکھو تم میری سیرت کو پرکھو۔ پانچویں امام ایمان کی منزل بتا رہے ہیں اور ایمان کی منزل کا کیا کہنا کہ اگر علم کی منزل ہے تو اُس میں بھی ایمان شامل، اُس میں بھی عبادت شامل اور اگر عبادت ہے عبادت کا کیا کہنا۔ جیسا کہ کل کہا کہ تینوں منزلوں پر یعنی معصوم نے کہا علم، شجاعت اور عبادت ان تین چیزوں میں ہم سب برابر ہیں۔ اب آپ دیکھیں یہ کنواں کُھدا تو پتہ چلا کہ مزدور اُس میں بیس پچیس ڈوب گئے۔ اتر گئے واپس نہیں آئے یہاں رسی پھینکی جا رہی ہے کہ صاحب ڈول آئے گا مٹی سے بھرا ہوا لیکن کوئی جواب ہی نہ آیا، پتہ لگانے کے لئے کچھ لوگ بھیجے گئے وہ بھی واپس نہ آئے۔ اب تو حیرانی کہ یہ کیا ہوا۔ اب بتایئے خلیفۂ وقت یہ مسئلہ کیسے حل کرے۔ ہائے ہائے خلافت لینے کی تمنا سب کو لیکن مسائل کو حل کرنا نہیں آتا۔ وہ علیؑ کا دور تھا جب کہا کہ ہلاک ہو جاتا اگر تم نہ ہوتے تو ابھی تک کے دور میں یہ ہی عالم ہے یہاں بھی

Presented by Ziaraat.Com

یہی عالم ہے، ادھر مسئلہ حل نہ ہوا تو بلُایا امام کو اور جب امام کو بلایا تو آ کر وادی کو دیکھا اور کہا سنو ایک قوم تھی جس پر عتاب نازل کیا تھا اور زہریلی ہوا بھیجی تھی اللہ نے۔ اُس ہوا کا اثر اب تک اس زمین میں باقی ہے۔ وہ مزدور جو کنویں میں تھے تو زہریلی گیس یا ہوا نے اُن پر موت طاری کر دی ہے۔ قرآن میں اس کا ذکر ہے اس لئے اس کنویں کو مت کھودو اور کچھ قدم آگے بڑھتے چلے گئے اور بڑھنے کے بعد ایک جگہ رُکے اور پیر سے نشان لگا کر بتایا یہاں کنواں کھودو اس لئے کہ حمزہؑ اور ابو طالبؑ اور عبدالمطلبؑ کے دور سے لے کر اب تک حاجیوں کی سقّایت کا انتظام آلِ محمدؐ نے کیا ہے۔ آج یہ ذمّے داری تو لینا چاہ رہا تھا لیکن قیامت تک یہ کنواں محمد باقرؑ کے نام سے رہے گا۔ یہ خدائی منصب تو مجھ سے چھن نہیں سکتا، یہ پانی پلانے کا منصب جو ہے یہی تو ایک نیکی ہے قدرت ہر ایک کو نہیں دیا کرتی۔ بھائی اس فلسفے کو بھی سمجھ لیجئے کہ پانی پلانے کا ثواب کیا ہے تو آپ کو معلوم ہے مصائب نہیں پڑھ رہا ہوں کہ آپ کے نام پیغام کو چھوڑا گیا۔ سلام کہنا اور یہ کہنا کہ جب ٹھنڈا پانی پینا تو میری پیاس کو یاد رکھ لینا۔ کوئی پیغام نہیں، اتنا ہلکا اتنا چھوٹا پیغام لیکن خدا کی قسم کائنات میں اس سے بڑا پیغام نہیں ہو سکتا کیوں اس لئے کہ ایک حدیث مولا کی آپ کو سناتا ہوں کہ پانی پلانے کا ثواب کیا ہے، پانی پلانے کا مرتبہ کیا ہے۔ یعنی آپ کی فقہ میں جیسے مسائل میں بیٹھ کے حل کرتا ہوں کیونکہ آ گیا ہے اس لئے بچوں کو یاد رکھنا چاہئے۔ فقہی مسائل میں یہ ہے کہ اگر تم وضو کرنے جا رہے ہو اور ایک لوٹا پانی تمہارے پاس ہے اور اب تمہیں یہ معلوم ہے کہ اس کے بعد تمہیں پانی کہیں سے دستیاب نہیں ہوگا، کہیں سے پانی دستیاب نہیں ہوگا پانی بس اتنا ہی ہے وضو

Presented by Ziaraat.Com

کے لئے پانی نہیں ملے گا اور ایسے میں ایک پیاسی بلّی آ جائے تو سنو تم وضو نہ کرو وہ پانی پیاسی بلّی کو پلا دو اور تیمّم کر کے نماز پڑھ لو۔ یہ عبادتِ الٰہی اور وہ پیاسا جانور۔ اب آپ نے دیکھا کہ خدا کو اپنی ربوبیت میں جانور کی پیاس بھی برداشت نہیں۔ اپنی عبادت کی ایک فضیلت کو جانور کے سامنے پیش کروا دیتا ہے تو اب انسانوں کو پانی پلانے کا مرتبہ کیا ہوگا۔ غور کریں تو اب اسی لئے مجھے یہ چیز ایک ہفتے پہلے معلوم نہیں تھی کہ کتاب پڑھ رہا تھا، اُس میں جو پڑھا تو بڑا حیران ہوا اور جس دن یہ حدیث چھوٹی سی ملی اتنا خوش ہوا کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا اور آج پہلی بار منبر سے پڑھ رہا ہوں۔ مولائے کائنات نے فرمایا پوچھا گیا اور دیکھئے سوال بھی کیسا، سوال ہے کہ نامۂ اعمال میں سب سے اوپر، سب سے اوپر کون سی نیکی لکھی جائے گی اور محشر کے دن کس نیکی کی جزا سب سے پہلے ملے گی۔ ہر ایک کے اعمال میں سب سے اوپر جو نیکی لکھی جائے گی وہ پانی پلانے کی نیکی ہے اور سب سے پہلے جس نیکی کا ثواب دیا جائے گا وہ پانی پلانا ہے تو بھائی اتنا سستا ثواب لے سکتے ہو تو لے لو اس ہی لئے ہماری قوم نے قدم قدم پر سبیل لگانے کی بنیاد رکھیں تھیں کہ کوئی پیاسا بچ کر نہ جائے جو بنوا دے اُس کے نام سے یہ پانی جاری وساری رہے تو آپ نے دیکھا کہ پانی پلانے کا ثواب کتنا ہے۔ آج آپ کو معلوم ہے پانچویں مجلس ہے اور ذکر مجھے شہزادی اُمِ لیلٰیؑ کا کرنا ہے یعنی ابھی مصائب پر نہیں آ رہا ہوں جملہ دینا چاہ رہا ہوں کہ لفظِ سبیل آپ کو دیا کس نے۔ سبیل کے معنی ہیں راستے کے لیکن اب جہاں آپ نے کوزے رکھ دیئے، جام رکھ دیئے، پانی کے مٹکے اور گھڑے رکھ دیئے وہاں آپ نے سبیل لکھ دیا۔ سبیلِ حسینؑ کہ بھائی سبیل کے معنی تو راستہ ہے یہ پانی

Presented by Ziaraat.Com

پلانے کی سبیل تم نے کیسے بنادی تو بات یہ ہے کہ کربلا والوں نے لغت کے بعض الفاظ کے معنی بدل دیئے۔ بعض الفاظ کے معنی بالکل پلٹ کر رکھ دیئے اور لڑتے ہوئے آئے تھے اور کہا بابا کوئی سبیل ہوسکتی ہے تو چاہنے والوں نے کہا کہ قدم قدم پر سبیل ہے، شہزادے تم نے ایک سبیل کی خواہش کی اب قیامت تک ہر شہر میں ہر گلی میں ہر کوچے میں ایامِ عزا میں سبیلیں ہوں گی، پانی بہتا ہوگا، پانی کے چشمے جاری ہوں گے، پیاسے پئیں، کسی بھی دین و مذہب کے ہوں کسی بھی ملّت کے ہوں اور اس سبیل سے پیاسے نہ جائیں تو آپ نے دیکھا کہ سقایت کا منصب آلِ محمدؐ کے پاس اور علم کی یہ منزل کہ صاحب روم کے بادشاہ نے یہ لکھا کہ دیکھو اگر تم نے ہمارا سکہ نہیں خریدا جو کہ ہمارے یہاں بنتا ہے تو ہم پھر اپنے سکّے پر یعنی عرب میں پانچویں امام کے دور تک عرب کا اپنا سکہ نہیں تھا، روم کا سکہ چلتا تھا تو بادشاہ نے یہ لکھا کہ اگر تم نے ہمارا کاغذ استعمال نہیں کیا تو آئندہ ہم سکّے پر تمہارے نبیؐ کے خلاف الفاظ لکھوادیں گے اور وہ سکہ پورے عرب میں چلے گا، لیجیے عبدالملک بن مروان حیران ہوگیا کہ اب کیا کیا جائے، بلوایا امام کو کہا ارے اس مسئلے کو اتنا مشکل کیوں لے کر سمجھ لیا ارے اب تک تو بادشاہِ روم سے سکّے لے کر اپنے ملک میں چلواتا ہے اب تک اُن کا محتاج ہے اپنا سکہ خود کیوں نہیں بناتا یہ چیز اس سے پہلے عقل میں کیوں نہیں آئی تھی۔ خلافت سب کریں گے، خلافت چلانا کسی کو نہیں آتی۔ اب تک سکّہ نہیں رائج ہوا پانچویں اُولی الامر کا دور ہے اب تک سکہ نہیں رائج ہوا امامؑ نے کہا کہ سکہ بنوا۔ ایک طرف لا الٰہ الّا اللہ لکھ دے دوسری طرف محمد الرّسول اللہ لکھ دے تو اسلامی سکّے کا موجد ہمارا پانچواں امام ہے تو جہاں جہاں اسلامی مملکت میں سکّے

Presented by Ziaraat.Com

چل رہے ہیں اُن سب پر احسان ہمارے پانچویں امام کا ہے۔ ایک یہ تو احسان یادرکھو کم از کم۔

علم اس کمال پر ہے اور بلندی پر ہے کہ طاؤسِ یمانی خدمت میں آئے ہیں اور آ کر کہتے ہیں کہ مولا یہ فرمایئے کہ وہ کون سا دور تھا کہ جب ایک تہائی دنیا کی آبادی ختم ہوگئی تھی۔

امامؑ نے کہا تمہیں تو سوال کرنے کا بھی سلیقہ نہیں آتا، تہائی دنیا نہیں ختم ہوئی تھی بلکہ چوتھائی دنیا ختم ہوئی تھی ایک بٹا چار دنیا ختم ہوگئی تھی طاؤسِ یمانی نے کہا مولا کب، امامؑ نے کہا سنو چار انسان تھے دنیا میں آدمؑ، حوا، ہابیل، قابیل اور جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو یہ چار میں ایک چوتھائی آبادی ایک بٹا چار ختم ہوگئی تھی ایک ہی سوال میں اشارہ کر دیا معصوم نے کہ اگر چار لوگ ہوں اور چار کے برابر پوری دنیا ہو تو اُس میں سے اگر ایک مر جائے تو چوتھائی دنیا کے برابر ہے۔ یعنی ایک انسان چوتھائی دنیا کے برابر ہے اور قاتل جو ہے وہ ایک بٹا چار آبادی کا قاتل ہے۔ یعنی قابیل ایک انسان کا قاتل نہیں بلکہ چوتھائی دنیا کا قاتل ہے اشارہ یہ کرنا چاہتے تھے کہ امام جو ہے وہ قلبِ کائنات ہوتا ہے اور جو قلبِ کائنات کو قتل کرے گویا اُس نے پوری کائنات کو قتل کیا تو اُس کی سزا کیا ہے کہ اگر ستّر ہزار قاتلانِ حسینؑ کو معصوم آ کر انتقامِ حسینؑ میں قتل کرے گا تو ستر ہزار کچھ نہیں ہیں اگر امام مہدیؑ یہ فرمائیں کہ ابھی تو چیونٹی کے برابر بھی بدلہ نہیں لیا بلکہ قاتلِ حسینؑ کائنات کا قاتل ہے اور جو جو انسان اُس قتل پر خاموش ہے وہ قتل میں شامل ہے اور جب تک وہ خاموشی اختیار کرے گا قتلِ حسینؑ میں شامل ہوتا جائے گا اور وہ پردۂ غیب ہٹنے کے بعد تہہِ ذوالفقار آئے گا۔ تو امام محمد باقر

Presented by Ziaraat.Com

علیہ السلام سمجھاتے جاتے ہیں، ایک ایک مسئلے میں بہت سے مسائل اب دوسرا سوال پوچھتا ہے کہ مولا وہ کیا چیز ہے جو گھٹتی تو ہے لیکن بڑھتی نہیں۔ وہ کیا شے ہے جو گھٹتی رہتی ہے لیکن بڑھتی نہیں تو مولا نے کہا انسان کی عمر ہے جو گھٹتی رہتی ہے بڑھتی نہیں۔ اُس نے پوچھا وہ کیا شے ہے کہ جو بڑھتی رہتی ہے گھٹتی نہیں کہا سمندر کا پانی ہے کبھی نہیں گھٹتا بڑھتا ہی رہتا ہے۔ کہا وہ کون سا روزہ تھا کہ جس میں کھانا اور پینا حلال تھا۔ کہا وہ مریمؑ کا روزہ تھا، خاموشی کا روزہ تھا۔

طاؤس یمانی نے پوچھا فرزندِ رسولؐ قابیل کا انجام کیا ہوا، امامؑ نے فرمایا کہ قابیل کو یہ سزا ملی کہ وہ سورج میں لٹکا دیا گیا اور قیامت تک وہ سخت گرم پانی میں پکایا جاتا رہے گا۔

یہ طاؤسِ یمانی پوچھ رہے ہیں، ایک صحابی پوچھ رہا ہے اور اگر عیسائی مقابل آ گیا تو اب شان کچھ اور ہوگی۔ راہب آیا مجمع بہت ہے امامؑ نے کہا اچھا سارے مسلمان جا رہے ہیں اب مجھے بھی لے کر چلنا اور پہنچے اپنے اصحاب کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے راہب کے سامنے گئے، بیٹھ گئے پوچھا کس قوم سے تعلق رکھتے ہو، اُمتِ مرحومہ سے ہو کہا ہاں اُمتِ مرحومہ سے ہوں۔ اب اُس نے سوال یہ کیا اُس نے کہا کہ اگر اُمتِ مرحومہ سے ہو تو یہ بتاؤ کہ اُس اُمت کے جاہلوں میں ہو یا اُس اُمت کے عالموں میں ہو۔ بتایئے جواب کیا دیں گے۔ خدا کی قسم اگر ہم میں سے کوئی ہوتا تو کہتا کہ ہم ملّتِ جعفریہ کے عالموں میں سے ہیں، ہزاروں کا مجمع ہم کو بیٹھ کر سنتا ہے، ہم بڑے عالم ہیں قوم کے لیکن واہ یہ امام کی سیرت ہے اور اگر اُس پر عمل کر سکو تو عمل کرو، جواب کیا دیا، میں اُس اُمت کے جاہلوں میں سے نہیں ہوں۔ اب اگر سمجھنا چاہو تو سمجھ لو

Presented by Ziaraat.Com

کہ جب جاہلوں میں سے نہیں ہوں تو کہاں ہوں گا اور یہ کہنا کہ میں عالموں میں سے ہوں، یہ علم کی توہین تھی اس لئے یہ کُلِ علم تھے اور یہ کہہ نہیں سکتے تھے اس لئے کہ مَیں نہیں آتی ان کی گفتگو میں، غرور نہیں آتا ان کی گفتگو میں، اس لئے یہ کہا جاہلوں میں سے نہیں ہوں تو اُس نے کہا کہ اگر میں تم سے کچھ مسائل پوچھوں جواب دو گے، کہا پوچھ لے جو دل چاہے پوچھ لے، کہا تمہارے اسلام کے کچھ عقائد ہیں میں وہی پوچھنا چاہتا ہوں کہا پوچھ لو۔ یہ بتایئے کہ آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ جنّت میں نہ دن ہوگا نہ رات ہوگی تو ساعت کون سی ہوگی اس کی کوئی مثال دنیا میں موجود ہے، کہا ہاں موجود ہے جنّت میں نہ دن ہوگا نہ رات ہوگی تو نے کبھی صبحِ صادق دیکھی ہے کہ جو نہ دن میں ہے نہ رات میں ہے اور اُس کے لئے مشہور یہ ہے کہ انجیل میں یہ ہے کہ وہ وقت جو ہے زندہ وقت ہے سانس لیتا ہے اور وہ ہی وقت ہے کہ جب رات بھر کے جاگے ہوئے مریض کو اُس وقت نیند آ جاتی ہے۔ وہی صبحِ صادق ہے جو جنّت میں ٹھہرا رہے گا وہی وقت رہے گا اُس کی مثال دنیا میں ہے جواب مل گیا۔ اب پوچھتا ہے آپ یہ کہتے ہیں کہ جنّت میں ایک ہی برتن میں بہت سے کھانے رکھے ہوں گے اور میوے رکھے ہوں گے آپس میں ملیں گے نہیں آپس میں مخلوط نہیں ہوں گے کیا اُس کی کوئی مثال ہے دنیا میں، کہا تو نے مرغی کے انڈے کو نہیں دیکھا، بیضہ کو نہیں دیکھا کہ اُس انڈے میں زردی بھی ہے سفیدی بھی ہے دونوں الگ الگ رہتے ہیں ملتے نہیں، اس طرح جنّت میں ایک ہی ظرف میں تمام کھانے ہوں گے ملیں گے نہیں اب اُس نے پوچھا اچھا یہ بتایئے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ کا یہ عقیدہ ہے جنّت میں درخت جو ہیں میووں کے لوگ اُن سے کھاتے

Presented by Ziaraat.Com

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by Ziaraat.Com

۷۸۶

۱۱۰_۹۲

یا صاحب الزماں ادرکنی

DVD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

NOT FOR COMMERCIAL

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

Presented by Ziaraat.Com

جائیں گے لیکن میووں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ کیا کوئی اس کی مثال دنیا میں موجود ہے، کہا ہاں موجود ہے کہا ایک شمع جلا لے اُس سے ایک اور شمع جلا لے پھر ایک اور شمع جلا لے ہزاروں شمع جلا لے کبھی اس کی لو میں کمی نہیں پائے گا۔ کسی لو میں تجھے کمی نظر نہیں آئے گی۔ اب ایک اور سوال اُس نے پوچھا، اُس نے کہا یہ بتایئے کہ دو بھائی جڑواں پیدا ہوئے ساتھ پیدا ہوئے اور ایک ساتھ ہی ایک دن موت آئی لیکن ایک کی عمر پچاس سال کی تھی اور دوسرے بھائی کی ایک سو پچاس سال کی، ساتھ پیدا ہوئے ساتھ مرے تو مولا نے فرمایا ہاں اس کی مثال موجود ہے قرآن میں بھی موجود ہے اور تیری انجیل میں بھی۔ یہ وہ پیغمبر تھے اُن کا نام عزیر تھا اور ایک کا نام عزیز تھا۔ دونوں سگے بھائی تھے ایک ہی دن پیدا ہوئے ساتھ ساتھ پیدا ہوئے یعنی ایک بھائی عُزیر جو تھے وہ سفر پر چلے اور اُس وقت پچاس سال کی عمر تھی، دونوں کی تو عزیز جو تھے وہ گھر پر رہے عُزیر جو تھے وہ سفر پر چلے اپنے صحابیوں کے ساتھ اور گدھے کی سواری پر سوار تھے اور جا رہے تھے راستے میں وہ صحرا میں پہنچے ایک درخت کے نیچے ٹھہرے ایسے میں نیند آ گئی اور سورج جو تھا وہ ڈوبنے والا تھا، نیند آ گئی اب جو نیند آئی تو قدرت نے ملک الموت سے یہ کہا کہ ان سب پہ موت طاری کر دے، عُزیر کو موت آ گئی، صحابیوں کو بھی موت آ گئی، گدھے کو بھی موت آ گئی، کہا سب مر گئے، سوتے رہے ایک سو سال کے بعد اللہ نے سب کو زندہ کر دیا۔ قرآن میں ذکر ہے اور انجیل میں بھی ذکر ہے اور امام فرما رہے ہیں۔ جب زندہ کر دیا تو یہ نبی جو ہے ایک سو پچاس سال کا ہو گیا کون جو گھر پر موجود ہے یعنی سو سال گزر چکے اور پچاس سال کی عمر تھی تو اب ڈیڑھ سو سال کے ہو گئے اور وہ جب

Presented by Ziaraat.Com

زندہ ہوئے تو پچاس سال کے سوئے تھے پچاس سال کے زندہ ہوئے گھر واپس آئے اور یہ ڈیڑھ سو سال کا بھائی جو ہے اپنے بھائی کو پچاس سال کا دیکھ کر حیران ہوا۔ یعنی زندگی جو تھی جوانی تھی، یعنی پچاس سال کی ہوتی تو پچاس سال کے رہے۔ اب حیران نہ ہونا کہ ہر آدمی جنت میں جوان ہو کر کیسے جائے گا۔ اللہ کی قدرت ہے کہ وہ بوڑھا نہیں اُٹھاتا، جوان کو بوڑھا کر کے نہیں اُٹھاتا، بلکہ جوان اُٹھائے گا مُردے کو اور وہ جوان تھے۔ اب پوچھا اللہ نے کہا عُزیر کب تک سوئے تو سورج کی طرف دیکھ کر کہا کہ جب میں سویا سورج ڈوبنے والا تھا اب طلوع ہو رہا ہے۔ اللہ نے فرمایا ارے کچھ پتہ بھی ہے سو سال سوئے کہا اچھا مالک کائنات، کہا اگر یقین نہیں آتا تو ذرا اپنے ساتھی کو پہلو میں دیکھ لو اب جو ساتھی کو دیکھا گدھا جو تھا اُس کا ڈھانچہ پڑا ہوا تھا، کہا دیکھا یقین آیا سڑ کر پنجر بن چکا ہے اور اب عُزیر کے سامنے سارے ساتھی کو نبی کے ساتھ زندہ کیا تا کہ نبی اپنی آنکھ سے زندہ ہوتے دیکھے تا کہ اُسے اپنی زندگی پر موت کے بعد یقین آ جائے جب نبی کی آنکھوں کے سامنے گدھے کے ڈھانچے پر گوشت آیا اور اُس پر کھال آئی اور اپنی مخصوص آواز میں بولتا ہوا اُٹھ کے کھڑا ہو گیا تو آپ نے دیکھا کہ نبی کا ساتھی نبی کی نگاہوں کے سامنے پہلو میں جو تھا زندہ کر کے نبی کے سامنے اُٹھا دیا گیا اور اللہ سے یہ کہیئے کہ بھئی نبی کے پہلو میں سو رہا تھا اور اب اُٹھایا ہے تو نے اس کو بھی کچھ اور بنا دے تو اللہ یہی کہے گا کہ بھئی جو جس حالت میں سوئے گا وہ اُسی حالت میں اُٹھایا جائے گا۔ نبی نبی اُٹھے گا اور پہلو میں رہنے والا جو ہے اُس ہی طرح اُٹھے گا۔ بھئی اس سے زیادہ کیا کہوں بچوں کو سمجھانے کے لئے جو زیارتِ امیر المومنین پڑھتے ہیں کہ ہم یہ کہا کرتے

Presented by Ziaraat.Com

ہیں زیارت میں کہ سلام ہو اُس پر کہ جس کے پہلو میں آدمؑ اور نوحؑ جیسے ساتھی آرام کر رہے ہوں۔ اگر فضیلت لے گئے خانۂ کعبہ میں پیدا ہونے کی تو یہ فضیلت بھی پائی کہ پہلو میں آدمؑ و نوحؑ جیسے نبی ہیں۔ پچھلے سال کسی مجلس میں یہ واقعہ سنایا تھا بات آ گئی اس لئے بچوں کو یاد رہ جائے یہ بات۔ ایک سادھو مہاراج تھے مذہبی پیشوا ہندوؤں کا جو ہوتا ہے اُسے سادھو مہاراج کہتے ہیں، لمبی داڑھی گیروا کرتا پہنے ہوئے جٹائیں بڑھی ہوئی بڑی بڑی، وہ ان کا مذہبی پیشوا ہوتا ہے وہ اپنے چیلوں کے ساتھ، شاگردوں کے ساتھ جا رہا تھا تبلیغ کرنے کے لئے ایک گاؤں میں پہنچے تو گاؤں والوں سے کہا کہ ہم تمہارے یہاں رُکنا چاہتے ہیں تو گاؤں والوں نے خوب بُرا بھلا کہا اور کہا ہم خود ہی مر رہے ہیں بھوکے ہم تمہیں کیا کھلائیں گے۔ یہاں تو تمہیں کوئی جگہ نہیں ملے گی، بھاگ جائیں یہاں سے تو جب چلنے لگے تو ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ مالک ان گاؤں والوں کو اِسی گاؤں میں آباد رکھ یہ باہر نہ جانے پائیں۔ اب دوسرے گاؤں میں پہنچے تو گاؤں والے دوڑے اور قدموں پر گر پڑے اور کہا مہاراج ہمارے یہاں ٹھہریئے کھانا آیا، پینا آیا اور خاطریں ہوئیں جب سادھو کے چیلوں کے مزے آ گئے کھا پی کے جب کئی ہفتے کے بعد چلنے لگے تو پھر ہاتھ اُٹھائے کہ اے میرے ایشورا اے میرے بھگوان اس گاؤں والوں کو ساری دنیا میں منتشر کر دے، پھیلا دے۔ اب چیلے بہت پریشان ہوئے اور کہا کہ جنہوں نے برائی کی ہمارے ساتھ اُن کو تو دعا دیتے رہے اور جنہوں نے بھلائی کی اُنہیں بددعائیں دیتے جا رہے ہو۔ سادھو مہاراج نے کہا تم سمجھے نہیں شاگرد اور ہوتا ہے استاد اور ہوتا ہے۔ ہمارے یہاں بھی موسیٰؑ کا قصہ موجود ہے کہا شاگرد اور

Presented by Ziaraat.Com

ہے استاد اور ہے ضروری نہیں ہے کہ استاد کے ہر رنگ کو شاگرد سمجھ لے۔ وہ بددعا تھی یہ دعا ہے کہا کیسے کہا سنو وہ سب بُرے لوگ تھے تو میں نے یہ کہا کہ یہ گاؤں سے نہ نکلنے پائیں یہیں مرجائیں یعنی برائی یہیں ختم ہوجائے، پھیلنے نہ پائے یہ اچھے لوگ تھے تو میں نے دعا کی ہے کہ اچھائی ساری کائنات میں پھیلے اور نیکیاں لے کر پوری دنیا میں جائیں یہ دعا ہے وہ بددعا ہے اِسی طرح کا ایک واقعہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی منسوب ہے۔

سمجھے آپ رسولؐ نے یہ کہا کہ ہماری اولاد جو ہے وہ کوئی نجف میں دفن ہو کوئی مشہد میں دفن ہو کوئی کربلا میں دفن ہو، کوئی بغداد میں دفن ہو کوئی سامرا میں دفن ہو، یہ سب دُور دُور جائیں اور یہ جو عیب دار ہیں یہ سب پہلو میں رہیں یعنی برائی یہاں رہے نیکی ساری کائنات میں پھیل جائے۔

نیکی کائنات میں پھیل جائے اس لئے اس تحریک میں نہ نواسوں کو بلایا نہ داماد کو بلایا نہ پوتوں کو بلایا نیکی پھیلے اور بُرائی جو ہے اُسے ہم برداشت کر لیں گے یہیں پر رہے باہر نہ پھیلنے پائیں۔ خدا کی قسم اگر کہیں باہر بن جاتا مزار تو پھر مزارِ رسولؐ پر کوئی نہ جاتا۔ قوالیاں ہوتیں وہاں، حج بھی ہوتا وہیں وہ تو کہیے رسولؐ نے بچالیا بدعتوں سے مسلمانوں کو۔ اب دنیا نے بدلا صرف اتنا لے لیا کہ زیادہ امام جس کو ملے اس میں نشان مٹا دیجئے۔ برسوں سے یہ سلسلہ چل رہا ہے وہ سارے معصوم بقیع میں زہرا بھی جنّت البقیع میں، امام حسنؑ بھی جنّت البقیع میں، زین العابدین بھی جنّت البقیع میں محمد باقرؑ بھی جنّت البقیع میں، امام صادقؑ بھی جنّت البقیع میں جو باہر چلے گئے اُن کے روضوں کی شان دیکھئے جو عربوں کے پاس رہ گئے ذرا اُن کی بے کسی دیکھئے یہ اپنے ہیں عرب اور کیسا مسمار کیا

Presented by Ziaraat.Com

روضوں کو اور اُن کو خیر کیا کہیں یوں تو ہم کہتے رہیں گے کہ یہ کیا کیا۔ اب ذرا اپنوں کی سنیے ہم کئی برس سے یہ دیکھ رہے ہیں کہ صاحب نعرے جو لگتے ہیں کہ بیت المقدس فتح کرلو، پوسٹر لگتے ہیں کراچی میں چلو چلو بیت المقدس چلو۔ خدا کی قسم اب تک کسی جوان کو یہ نہ دیکھا کہ کوئی جنت البقیع کا پوسٹر چھاپ کر یہ کہتا کہ چلو چلو سعودی عرب روضے بنوانے۔ وہ جو قبلہ بدل گیا اُس سے تو بڑی محبت ہے اور اپنے امام اور رسولؐ کی بیٹی کے مدفن کی کوئی پروا نہیں کہ کوئی اپیل کریں، خطوط لکھیں، با قاعدہ ایک کمیٹی بنا کر یہ کہے ہر اسلامی ملک سے کہ بھئی کب تک بے سایہ قبریں رہیں گی تو جوانو! بس یہ سوچ لو یہی فکر یہی دینا چاہتا ہوں کہ بیت المقدس تمہارے کام نہیں آئے گا، محشر میں بھی کام نہیں آئے گا، دنیا میں بھی کام نہیں آئے گا۔ ہاں اگر کام آئے اور اگر تم نے فکر کی زہراؑ کی قبر کے بارے میں تو وہ عمل یہاں بھی کام آئے گا محشر میں بھی کام آئے گا اس لئے کام آئے گا کہ محشر میں خاتونِ محشر جو ہیں وہ زہراؑ ہوں گی۔ تمہاری بخشش کا سہارا حسینؑ کی دُکھیاری ماں ہوگی اور یہی وجہ تھی کہ جب علی اکبرؑ نے اجازت حاصل کی، آج اُمّ لیلیٰؑ کا ذکر ہے علی اکبرؑ کے حوالے کے ساتھ تو جب ذکر کیا رخصت کا تو علی اکبرؑ نے دادی کا حوالہ دیا، فاطمہؑ کا حوالہ دیا ابھی ذکر کروں گا حضرت اُمّ لیلیٰ قبیلہ بنی ثقیف کے سردار کی بیٹی ہیں۔

ایسا بیٹا گود میں آیا کہ جو شبیہِ رسولؐ ہے۔ اُمِّ لیلیٰؑ کو اب اس سے بڑا کیا انعام قدرت کی طرف سے مل سکتا تھا اور تاریخ یہ لکھتی ہے کہ جب بچّہ پیدا ہوا اور حسینؑ کو اطلاع ملی کہ اللہ نے اُمِّ لیلیٰ کو چاند سا بیٹا عطا کیا ہے تو حجرے میں آئے اور آتے ہی بچّے کو گود میں لے لیا، بچّے کی آنکھیں بند ہیں باپ کی

Presented by Ziaraat.Com

خوشبو پا کر بچّے کو آنکھیں کھول دینی چاہئیں لیکن آنکھیں نہیں کھولیں اور بے اختیار آواز دی فضہ کدھر ہیں میری بہن زینبؑ شہزادی زینبؑ پہلی آواز پر بھائی کے قریب آئیں اور جب قریب آ گئیں کہا تم نے میرے لعل کو دیکھا یہ کہہ کر گود میں دے دیا تو بے اختیار پھوپھی نے کہا کہ یہ تو شبیہِ رسولؐ ہے۔ بھیّا نام کیا رکھا، کہا زینبؑ تمہیں تو معلوم ہے کہ مجھے اپنے بابا سے اتنی محبت ہے کہ میں ہر بیٹے کا نام علیؑ رکھوں گا۔ حسینؑ نے اپنے ہر بیٹے کا نام علیؑ رکھا۔ ہر بیٹی کا نام فاطمہؑ رکھا تو اس کا نام بھی علیؑ رکھا گیا۔ وہ علیؑ ابن الحسینؑ یہ علیؑ اکبر ہیں اور سب سے چھوٹے یہ علی اصغرؑ ہیں علی اکبرؑ نام کیوں ہو گیا کہ سیّد الساجدینؑ کا نام بھی علیؑ ہے اور ان کا نام بھی علیؑ اور علی اکبرؑ بھی علی ہیں تینوں علی لیکن علی اکبرؑ سید الساجدینؑ ہوئے تو ان کو علی اکبرؑ کیوں کہا جاتا ہے یہ بیچ والے ہیں تو بات یہ ہے کہ دو علیؑ شہید ہوئے، شہید ہونے والوں میں جو اکبر ہے وہ علیؑ اکبرؑ۔ جو زندہ رہے وہ علی ابن الحسینؑ ہیں اور شہید ہونے والوں میں وہ علی اکبرؑ یہ علیؑ اصغر تو یہ پہچان بن گئی۔ میدان میں دو علیؑ آئے ایک اکبرؑ ہے ایک اصغرؑ ہے اور علی اکبرؑ پھوپھی اور ماں کی محبتوں کے سائے میں پروان چڑھنے لگے۔ علی اکبرؑ ذرا بڑے ہوئے۔ منظر یہ ہے کہ ایک طرف اُمِّ کلثومؑ کھڑی ہیں، ایک طرف زینبؑ ہیں ایسے میں حسینؑ آئے اور علی اکبرؑ کے دونوں ہاتھوں کو تھاما اور تھام کر پیروں سے چلانا شروع کیا اور تھوڑی دیر کے بعد ہاتھ اچانک چھوڑ دیئے اور کہا اکبرؑ کو اپنا پہلا قدم اُٹھانے دو میں کہوں گا کہ حسینؑ قریب تھے علی اکبرؑ گرتے تو سنبھال لیتے لیکن پھوپھی کو یہ منظور نہیں۔ اب محبتوں کا عالم دیکھئے حسینؑ جب گھر سے جاتے علی اکبرؑ ساتھ جانے کی ضد کرتے، حسینؑ علی اکبرؑ سے چھپ کر چلے جاتے علی اکبرؑ

Presented by Ziaraat.Com

رونے لگتے، جب واپس آتے تو زینبؑ کہتی تھیں بھیّا علی اکبرؑ کو ساتھ کیوں نہیں لے جاتے تو حسینؑ کہتے تھے زمانے کی بُری نگاہوں سے ڈرتا ہوں کہیں میرے لعل کو کسی کی نظر نہ لگ جائے۔ علی اکبرؑ کو نگاہوں سے بچا کر کس کے لئے رکھ رہے ہیں اور اب دیکھ رہے ہیں کہ اٹھائیس رجب کو بیٹا گھوڑے پر سوار ہو رہا ہے ماں نے یہ منظر دیکھا کہ سب سے آخر میں بیٹا گھوڑے پر سوار ہوا لیکن حسینؑ نے کہا جاؤ علی اکبرؑ صغراؑ سے تو رخصت ہو لو علی اکبرؑ گھوڑے سے اُترے عصمت سرا میں پردے کو ہٹا کر گئے، صغراؑ کے قریب گئے کہا صغراؑ ہم جا رہے ہیں بہن نے سر کو بھائی کے سینے پر رکھ دیا کہا بھیّا یہ گھر کی روشنی کم ہو جائے گی یہ چاند سا چہرہ چُھپ جائے گا گھر میں اندھیرا ہو جائے گا۔ اچھا بھیّا اگر جا رہے ہو تو اتنا وعدہ کرو کہ اگر کہیں بابا نے بستی بسائی، قافلہ ٹھہرے گا تو صغراؑ کو لینے آؤ گے۔ سینے سے سر کو لگا کر کہا صغراؑ وعدہ کرتا ہوں میں تم کو لینے آؤں گا۔ ہائے علی اکبرؑ کا وعدہ آپ دیکھیں یہ وعدہ علی اکبرؑ کو کہاں یاد آیا، عاشور کے دن رخصتِ آخر کے لئے جب آئے تو سیّدِ سجادؑ غش سے چونکے پوچھا فِضّہ شور کیسا ہے فضہ نے کہا شہزادہ علی اکبرؑ جا رہا ہے، آواز دی کہا ٹھہرو علی اکبرؑ پہلے بھائی سے مل لو، بھائی قریب آیا، علی اکبرؑ کچھ کہنا ہے، کہا ہاں بھیّا جلدی ہے رخصت کی جلدی ہے چند باتیں کرنی ہیں جلدی سے سُن لو ایک تو یہ کہ قبر بابا کے پیروں کے پاس بنانا اور دوسری بات یہ جب صغراؑ کے پاس جانا تو کہنا کہ بھائی نرغۂ اعدا میں گھر گیا وعدہ پورا نہ کر سکا اور اُس منزل تک لانا چاہ رہا ہوں، جہاں اُمّ لیلیٰؑ کی سیرت دکھانا چاہ رہا ہوں اور اب علی اکبرؑ رخصت کے لئے باہر آئے اور کہا بابا اجازت دیجئے میدانِ جنگ کی تو بے اختیار کہا علی اکبرؑ میں رخصت اگر کر بھی دوں تو یہ بتاؤ ہم

Presented by Ziaraat.Com

سے زیادہ پالنے والی کا حق ہے جس نے اٹھارہ سال پالا ہے وہ اُمِ لیلیٰؑ وہ زینبؑ اُن سے رخصت لو جب تک ماں سے رخصت نہیں لو گے جب تک پھوپھی سے رخصت نہیں ملے گی اس لئے بے اختیار کہا بابا پھوپھی سے آپ چل کر رخصت دلوا دیجئے، کہا اچھا علیؑ اکبر اگر اس امتحان میں باپ کو ڈالنا چاہتے ہو تو یہ کام بھی حسینؑ کرے گا آؤ ہاتھ کو تھاما بہن کے خیمے میں گئے بہن نے منظر دیکھا کہ اٹھارہ سال کا بھتیجا اور بوڑھا باپ ساتھ ساتھ آ رہے ہیں تو پکار کر کہا علی اکبرؑ میں مقصد سمجھ گئی تمہارا، بھائی قریب آیا اور کہا زینبؑ مجھے معلوم ہے کہ میں نے ماں کے بعد تمہیں زہراؑ کی جگہ سمجھا ہے۔ کہا اس میں کوئی شک نہیں۔ کہا زینبؑ کبھی ایسا ہوا کہ تم نے کوئی بات کہی ہو اور حسینؑ نے اُس بات کو ٹال دیا ہو، کہا نہیں بھیا تم نے ہر بات کو مکمل کیا تو کہا زینبؑ آج بھائی تم سے ایک چیز مانگ رہا ہے، کہا بھیا مانگو کیا مانگنا ہے، بہن کے پاس جو کچھ ہوگا وہ تمہارے سامنے نذرانے میں پیش کر دے گی۔ کہا زینبؑ علی اکبرؑ کو میدانِ جنگ کی اجازت دے دو، کہا جاؤ میرے لعل پھوپھی صبر کرے گی۔ خدا حافظ، علی اکبرؑ نانا کے دین سے اور بھائی کی نصرت سے تمہیں پیارا نہیں سمجھوں گی۔ اب یہاں پہ راوی حمید بن مسلم نے لکھا کہ خیمے کا پردہ اُٹھتا تھا اور گرتا تھا، یہ وہ مقام ہے کیونکہ بہن سینے سے لپٹی ہوئی ہے، زینبؑ نے نہیں روکا، چھوٹی بہن نے روکا، زینبؑ کی سیرت یہ نہیں کہ مرنے والے مجاہد کو روک لیں اس لئے خیمے کا پردہ اُٹھ رہا تھا اور گر رہا تھا لیکن اللہ رے صبرِ زینبؑ آگے بڑھیں اور ایک بار سکینہؑ کو گود میں لے لیا اور کہا علی اکبرؑ مرنے میں دیر نہ کرو۔ جاؤ میرے لعل خدا حافظ۔ علی اکبرؑ خیمے سے نکلے تو اب چاہتے تھے گھوڑے پر سوار ہو جائیں اور حسینؑ نے ایک بار چہرے کو

Presented by Ziaraat.Com

دیکھا کہا جانے کی جلدی ہے علی اکبرؑ اُم لیلیٰؑ سے اجازت نہیں لو گے جاؤ علی اکبرؑ ماں سے اجازت لے لو، علی اکبرؑ نے کہا بابا تو پھر آپ چل کر ماں سے بھی اجازت دلوا دیں، کہا علی اکبرؑ سنو وہ میرا امتحان تھا زینبؑ سے میں نے اجازت دلائی یہ اب تمہارا امتحان ہے دیکھوں ماں سے کیسے اجازت لیتے ہو۔ علی اکبرؑ جس گود میں زینبؑ پلی ہے اُسی گود میں مَیں بھی پلا ہوں میں اُس کے مزاج سے آشنا ہوں اُس نے میری بات سمجھی اجازت دے دی اُم لیلیٰؑ غیر گھر کی بیٹی ہے اور ایک جملہ کہا ماں سے حسینؑ یہ نہ کہہ سکے گا جوان بیٹے کو مرنے کے لئے بھیج دو۔ علی اکبرؑ اب یہ تمہارا کام ہے دیکھوں ماں سے کیسے اجازت لیتے ہو، یہ علی اکبرؑ کا بھی امتحان ہے یہ اُم لیلیٰؑ کا بھی امتحان ہے اس طرح سر کو جھکائے ہوئے خیمے کی جانب بڑھے، خیمے کے پردے کو ہٹا کر اندر داخل ہوئے دیکھا ماں بالوں کو بکھرائے بیٹھی ہے آنکھ میں آنسو ہیں، گھٹنوں پر سر ہے یہ جوان بیٹا گیا اور جا کر سر کو لیلیٰ کے قدموں میں رکھ دیا ماں نے بیٹے کے سر کو اُٹھا کر سینے پہ رکھ لیا کہا کل رات سے کے گئے اب آئے میرے لعل میں تو آواز کو ترس گئی تھی۔ میرے لعل اتنی دیر میں کیوں آئے میں تو بڑی دیر سے منتظر تھی۔ کہا اماں بہت جلدی میں ہوں اور علی اکبرؑ کے پاس وقت نہیں ایک بات پوچھنے آیا ہوں کہا پوچھو میرے لعل کہا پوچھنا یہ ہے اماں کہ محشر کے روز میرے جد رسولِ خداؐ لوائے حمد کے نیچے کھڑے ہوں گے اور میرے دادا علیؑ مرتضیٰ بھی ہوں گے اتنے میں میری دادی فاطمہؑ کی سواری آئے گی اور کربلا کی ایک ایک بی بی آئے گی زینبؑ کہیں گی کہ مادرِ گرامی آپ کے بیٹے پر سے میں نے اپنے بیٹے قربان کر دیئے، پھر اُمِ فروہؑ آئیں گی اور کہیں گی میں نے قاسمؑ کو آپ کے بیٹے حسینؑ پر قربان

Presented by Ziaraat.Com

کردیا، پھر زوجہ مسلمؑ آئیں گی اور کہیں گی شہزادیؑ کونینؑ میں نے اپنے بیٹوں کو آپ کے بیٹے حسینؑ پر قربان کردیا، یہ بتایئے آپ قیامت کے دن میری دادی سے کیا کہیں گی، حضرت اُمّ لیلیٰؑ نے فرمایا میرے لال میں تمہارا مقصد سمجھ گئی بیٹا میں تمہاری دادی کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتی میں بھی فخر سے کہوں گی میں نے اپنے اٹھارہ سال کے بیٹے کو آپ کے بیٹے حسینؑ پر قربان کردیا، جاؤ علی اکبرؑ خدا حافظ۔ یہ اُمّ لیلیٰ کا کردار ہے، یہ اُمّ لیلیٰؑ کی سیرت ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

چھٹی مجلس

وَ كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

سیرتِ امام جعفر صادق علیہ السلام، ذکرِ جنابِ اُمِّ رباب سلام اللہ علیہا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عشرۂ ثانی کی چھٹی تقریر ''سیرتِ معصومینؑ'' کے موضوع پر آپ حضرات امام بارگاہِ شہدائے کربلا میں سماعت فرما رہے ہیں۔

سچ بولنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے، قرآن میں سچ بولنے والوں کی تعریف کی گئی ہے اور جھوٹ بولنے والوں پر لعنت کی گئی ہے لیکن یہ حکم نہیں آیا کہ جھوٹ نہ بولا کرو اس لئے کہ دنیا کا سب سے مشکل کام ہے سچ بولنا اور جھوٹ سے پرہیز کرنا۔ قرآن نے آسان ترکیب یہ بتائی کہ وَ كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورۂ توبہ آیت ۱۱۹) سچوں کے ساتھ ہو جاؤ''۔ انسان جب سچوں کو اپنا آئیڈیل بنالے گا تو سچ بولنے لگے گا اور جھوٹ سے نفرت کرتے ہوئے جھوٹ بولنے سے اجتناب کرے گا۔

ائمہ طاہرین کے ارشادات ہیں کہ اللہ نے جس جماعتِ صادقین یعنی سچوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے وہ سچے، جماعتِ صادقین ہم ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

رسولؐ اللہ نے سلمان فارسی سے بیان کیا کہ اہلِ ایمان کو سچوں کے ساتھ ہوجانے کا جو حکم دیا گیا ہے اس آیت میں ''صادقین'' سے مراد میرا بھائی علیؑ اور قیامت تک آنے والے میرے اوصیاء ہیں۔

مولا علیؑ نے شوریٰ کے موقعے پر اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا تھا یہ آیت کہ ''سچوں کے ساتھ ہوجاؤ'' ہماری شان میں نازل ہوئی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ قرآن میں مجھے اسم صادق سے مخصوص کیا گیا ہے۔ خبردار قرآن میں جو میرے اسما آئے ہیں اُن ناموں میں قابض ہونے کی جسارت نہ کرنا ورنہ تم اپنے دین سے گمراہ ہوجاؤ گے اللہ کا فرمان ہے وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ اور وہ صادق میں ہوں'' امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے ایمان والوں تم علی ابنِ ابی طالبؑ کے ساتھ ہوجاؤ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے دعائے غدیر میں یہ دعا کی ہے پروردگار تُو نے حکم دیا ہے کہ ''صادقین'' کے ساتھ ہوجاؤ تُو نے صاحبانِ امر جو تیرے مقرر کردہ ہیں اُن کی اطاعت کا حکم دیا ہے''۔

گویا صادقین کے ساتھ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ائمہ طاہرین کو اُولی الامر سمجھ کر اُن کی اطاعت کی جائے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (سورۃ النساء آیت ۵۹)

''اے ایمان والوں تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اور جو تم میں صاحبانِ امر ہوں ان کی اطاعت کرو''۔

ابوحمزہ ثمالی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا فرزندِ رسولؐ میں کون سا عمل بجا

Presented by Ziaraat.Com

لاؤں جس سے حقیقتِ ایمان کی تکمیل ہو جائے؟ معصوم نے ارشاد فرمایا ہم ائمہ سے محبت رکھنے والا وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کی آیت پر عمل کرنے والا قرار پائے گا۔ امام رازی کی کوشش یہ تھی کہ اس آیت سے ائمہ طاہرین کی امامت اور اطاعت ثابت نہ ہونے پائے۔ اُن کا کہنا ہے کہ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ میں سچوں کے ساتھ ہو جانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اطاعت بھی لازم ہو۔

ہمارے معصومین نے اس آیت میں امامت، محبت، ولایت اور اخلاقیات تمام چیزوں کا مفہوم لیا ہے۔ ابنِ سکیت نے حضرت امام علی رضا سے پوچھا کہ اس وقت مخلوق پر حجت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا عقل خدا کی طرف سے حجت ہے اس کے ذریعے سے انسان خدا پر سچ بولنے والے کو پہچان کر اس کی تصدیق کر سکتا ہے اور خدا پر جھوٹ باندھنے والے کو پہچان کر اس کی تکذیب کر سکتا ہے۔ ابنِ سکیت نے کہا خدا کی قسم اس سے بہترین جواب ہو ہی نہیں سکتا۔

ابی مسترق ایک راوی ہے اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ فرزندِ رسولؐ ہم اپنے مخالفین کے سامنے اہلِ بیتؑ کے فضائل بیان کرتے ہیں کبھی آیت اُولی الامر دلیل میں پیش کرتے ہیں تو ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ یہ آیت فوجی سپہ سالاروں کے متعلق ہے، جب ہم آیۂ ولایت اِنَّمَا ولیکم سے ولایت علیؑ کا استدلال کرتے ہیں تو ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ یہ آیت تمام مومنین کے لئے ہے اور جب ان کے سامنے آیۂ مودّت قل لا اسئلکم پڑھ کر مودّت کا واجب ہونا ثابت کرتے ہیں تو مخالفین کہتے ہیں یہ آیت مسلمانوں کے رشتے داروں سے محبت کے لئے نازل ہوئی ہے، فرزندِ رسولؐ آخر اس ضد بازی کا کیا علاج ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

امام صادق نے فرمایا ''جب ایسا ہو تو پھر انھیں مباہلے کی دعوت دو''۔
راوی نے پوچھا کہ مولا مباہلے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا غسل کر اور روزہ رکھ، پھر ضد بازی کرنے والے مخالف کو ساتھ لے کر جنگل یا صحرا جا اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں اس کے ہاتھ میں ڈال کر ہاتھ مضبوط پکڑ لے پھر بد دعا کی ابتدا اپنی ذات سے کر اور یہ الفاظ کہہ ''اے سات آسمانوں اور سات زمینوں کے ربّ اپنے غیب و موجود کے جاننے والے اے رحمان و رحیم اللہ اگر میں نے حق کا انکار کیا ہے اور باطل دعویٰ کیا ہے تو مجھ پر آسمان سے بلا اور عذاب نازل فرما اور اگر میرے مخالف دشمنِ اہلِ بیتؑ نے حق کا انکار کیا ہے اور باطل دعویٰ کیا ہے تو اس پر آسمان سے آفت اور دردناک عذاب نازل فرما''۔
امام نے فرمایا تم اس طرح سے مباہلہ کرو گے تو اُسی وقت خدا کی طرف سے فیصلہ ہو جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے جتنے بھی مخالفینِ اہلِ بیتؑ کو مباہلے کی دعوت دی کسی نے بھی میری دعوت کو قبول کرنے کی جسارت نہ کی اور فرار اختیار کر گئے۔ امام نے فرمایا مباہلے کا وقت طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب کے درمیان ہے۔ پھر فرمایا ستر مرتبہ یہ کہو ''لعنت اللہ علی الکاذبین''، بہتر یہ ہے کہ جب آنکھ میں آنسو آجائیں اُسی وقت بد دعا کی جائے۔ ثم نبتھل کے معنی ہیں ''ابتہال'' اپنی ہتھیلیاں کھول کر چہرے کے سامنے کرلو اور ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرو مباہلہ اس وقت کرو جب رونے کے اسباب موجود ہوں'' مباہلہ کرتے وقت ہاتھ سر سے بلند کرو''۔

قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۔ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (سورہ یٰسین۔ آیت ۵۲)

Presented by Ziaraat.Com

قیامت کے دن قبر سے مُردے اُٹھیں گے یہ کہتے ہوے ہماری خواب گاہ سے کس نے اُٹھایا ہے؟ اس وقت ملائکہ کہیں گے یہی وقت ہے جس کا اللہ نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا''۔ آلِ محمدؐ کی سچائی اُس دن دنیا دیکھے گی۔

ذکر کرنا چاہتا تھا اس وقت کہ صداقت کیا ہے، سچائی کیا ہے اور سچائی کا اور صداقت کے سب سے بڑے ثبوت میں جو واقعہ پیش کیا جاتا ہے اسلام میں وہ ہے مباہلہ صرف مباہلے کو اگر آپ دیکھیں گے تو آپ کو یہ نظر آئے گا کہ تاریخِ اسلام کی کتابوں میں ایک چیپٹر آپ کو مل جائے گا مباہلے کا لیکن اگر آپ مکمل مباہلے کو سمجھنا چاہیں کہ واقعہ مباہلہ کیا تھا تو مباہلے پر آپ کو کوئی کتاب نہیں ملے گی۔ ذاکرین کے نقطے تو محفوظ ہوں گے ذہنوں میں جو مباہلے پر نکالے ہیں خطیبوں نے لیکن پس منظر کیا تھا، واقعہ کیوں ہوا، کیسے ہوا اُس کی تفصیلات ہم کو نہیں ملتیں اور میں چاہتا ہوں کہ تمہید میں روزانہ کوئی چیز ایسی بیان کر دوں اور اُس کے بعد میں اپنے موضوع پر آجاتا ہوں کہ اگر آپ مباہلے کو دیکھیں گے تو آپ کو نظر آئے گا کہ یہاں سے اگر تفصیل بیان کی جائے کہ یمن میں عیسائیوں کا ایک گھر تھا جسے وہ خانۂ کعبہ کہتے تھے اور وہ عیسائیوں کا مرکز تھا اور وہی نجران ایک مقام تھا جہاں اُن کے بڑے بڑے راہب پادری رہتے تھے جو اُن کے مذہبی سربراہ تھے۔ رسولؐ اللہ نے فتحِ مکہ کے بعد تمام ملکوں میں خطوط بھیجے سب سے کہا گیا تھا کہ اسلام قبول کرو، ایک خط نجران پہنچا عیسائیوں کے پاس تو وہ سب سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور اُن کے جو بڑے بڑے پادری تھے اُن میں ایک کا نام سیّد تھا، ایک کا نام عاقب تھا اور چرچ کے ایک بڑے وسیع ہال میں عیسائیوں کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی اور وہ خط پڑھ کر سنایا

Presented by Ziaraat.Com

گیا ختمی مرتبتؐ کا اور آپس میں بحث شروع ہوئی تو اُس میں ایک بوڑھے راہب نے یہ کہا کہ دیکھو ہم کو یہ شک ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس کا ذکر انجیل میں ہے اس لئے اس کے خلاف کوئی کام نہ کرنا یا تو جزیہ دے دو یا پھر یہ فیصلہ کرو کہ اسلام قبول کرنا ہے یا نہیں، ایسے میں ایک بوڑھا پادری پلکیں اُس کی سفید جھکی ہوئی، ریش بڑھی ہوئی، گردن کو جھکائے ہوئے داخل ہوا اور کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ فیصلہ اس طرح ہو کہ آج وہ انجیل نکالی جائے جو تہہ خانے میں رکھی ہے، جیسے ہی اُس کی زبان پر یہ آیا وہ انجیل نکالی جائے جو تہہ خانے میں رکھی ہے تو تمام پادری بگڑ گئے اور کہا کہ وہ انجیل نہیں آئے گی۔ اُس نے کہا دیکھو اگر تباہی سے بچنا چاہتے ہو تو آج وہ انجیل نکلوالو اور وہ انجیل کیا تھی وہ انجیل جو محفوظ تھی اُس دور میں اُس انجیل کے لئے یہ مشہور تھا کہ یہ اصل انجیل ہے اور وہ باہر نہیں آتی تھی اور اُس انجیل میں جنابِ ادریسؑ کے صحیفے، جناب اسحاقؑ، جنابِ یعقوبؑ کے صحیفے، ہر نبی کا صحیفہ اُس میں موجود تھا اور راہب نے کہا اگر وہ انجیل سامنے آ جائے تو میں صحیح صورتِ حال بتا دوں گا اور تم خود پڑھ لینا لیکن راہبوں کی اکثریت یہ چاہتی تھی کہ وہ انجیل آنے نہ پائے لیکن مجبوراً انجیل نکالی گئی اور آج بھی یہی عالم ہے کہ وہ اصل انجیل محفوظ ہے برٹش میوزیم میں وہ کسی کو دکھائی نہیں جاتی جب ۱۹۷۹ء میں لندن گیا تو میں نے بعض اسکالر سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ اس انجیل کو دیکھنے نہیں دیا جاتا تو جواب یہ ملا کہ اب جو انجیل موجود ہے جہاں جہاں احمدؐ کا لفظ تھا وہ اُس میں موجود ہے اس لئے اُس انجیل کو دیکھنے نہیں دیتے وہاں کے عیسائی اور وہ محفوظ بند رکھی ہوئی ہے اور یوں اگر جائیں برٹش میوزیم میں تو جب انجیل کے شعبے میں آپ پہنچیں گے تو بڑے ہال میں

Presented by Ziaraat.Com

آپ کو شوکیس میں سینکڑوں ہزاروں انجیلیں نظر آئیں گی، ہر ملک کی انجیل، ہر زبان کی انجیل، ہر سائز کی انجیل باتصویر انجیل یعنی جتنی بھی انجیلیں اب تک چھپ چکی ہیں دنیا میں سب آپ کو ایک جگہ ملیں گی۔ اِسی طرح توریت کا شعبہ ہے، اسی طرح قرآن کا شعبہ ہے اسی طرح ادب کا شعبہ ہے یعنی وہاں جا کے احساس ہوتا ہے کہ یہ علم پسند قوم ہے لیکن وہ انجیل بند ہے وہ نہیں دیکھی جاسکتی۔ بہر حال تہہ خانے سے انجیل آئی اور اُس میں سے راہب نے پڑھ کر سنایا کہ دیکھو ایک نبی آئے گا جس کا نام احمدؐ ہوگا اور اُس کی بیٹی کا نام بتولؑ ہوگا اور اُس کے داماد کا نام ایلیا ہوگا۔ اُس کے دو بیٹے ہوں گے ایک کا نام شبّرؑ ہوگا ایک کا نام شبیرؑ ہوگا کیا تم نے یہ پتہ لگایا کہ احمدؐ نبی کی کوئی بیٹی ہے اُن لوگوں نے کہا ہاں ہم نے سنا ہے کہ کوئی بیٹی ہے اُس کا ایک وزیر بھی ہے جس کا نام ایلیا ہے اور کہا دیکھو ہارون کے بیٹوں کے نام پر اُن کے نام ہوں گے دونوں بیٹے شبّرؑ و شبیرؑ اور اُس کے بعد اُس بوڑھے نے کہا کہ سنو اب تم مباہلہ نہ کرنا، اُن سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ عذاب آ جائے گا اور تم لوگ پچھتاؤ گے اب فیصلہ ہوا اور وہ بوڑھا یہ کہہ کر چلا گیا کہ دیکھو میں تمہیں یہ بتا کر جا رہا ہوں کہ اگر وہ آئے اور اپنے ساتھ اصحاب کو لائے تو ٹھیک ہے مباہلہ کر لینا، اصحاب کو لائے تو مباہلہ کر لینا اور اگر گھر والوں کو لائے تو مباہلہ نہ کرنا بس اس راہب سے یہ پوچھ لیجئے کہ راہب تو نے یہ کیوں کہا ہے کہ اگر اصحاب آئیں گے تو نصرانی کامیاب ہوجائیں گے اور گھر والے اگر آ گئے تو مباہلہ نہ کرنا، یہ کیوں تو نے منع کیا کہ اب تاریخ میں تو نہیں ملتا لیکن جب میں نے تلاش کیا تو پتہ چلا، انجیل پڑھی، توریت پڑھی تو پتہ یہ چلا کہ آدمؑ کے بعد نوحؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک ہر نبی

Presented by Ziaraat.Com

کے صحابی نے اپنے نبی سے غدّاری کی اور اُن میں اکثریت جھوٹوں کی ہوتی ہے یہ واقعات انجیل میں بھی درج اور توریت میں بھی درج تھے نصرانی تاریخِ صحابیت دیکھ رہے تھے کہ صحابی سچّے نہیں ہوا کرتے تھے۔

وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ عیسیٰؑ کے کتنے صحابی عیسیٰؑ کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور کتنے صحابی تھے کہ جنہوں نے سولی پر چڑھوا دیا عیسیٰؑ کو تو یہ جان رہے تھے کہ صحابیت میں سچائی نہیں ہوا کرتی، بات وہاں ہو رہی تھی ختمی مرتبتؐ یہاں سن رہے تھے۔ اب آپ دیکھیں کہ کسی نبی کی صحابیت پر ضرب آ رہی تھی نبی یہ بتانا چاہتا تھا کہ نوحؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک کے وہ صحابی اور تھے اور میرے صحابی اور ہیں اِسی لئے سلمانِ فارسیؓ سے کہا کہ جاؤ تم مباہلے کی جگہ پر سُرخ چادر لگا دو سلمانؓ کو تو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ پارسی قوم سے اِدھر آیا ہے لیکن اہلِ بیتؑ میں شامل ہو گیا ہے، صحابی ایسا ہوتا ہے۔

اور جب بھی مباہلے پر بحث چھڑی تو آپ یقین کریں ختمی مرتبتؐ کے دَور سے لے کر گیارھویں امام تک ہر امام سے یہ پوچھا گیا اور بار بار پوچھا گیا کہ مباہلے کے میدان میں کون کون گیا تھا، جنابِ فاطمہ زہراؑ کے پاس ایک بوڑھی عورت حلب سے آئی اور کہا بی بی یہ پوچھنے آئی ہوں بہت دُور سے آئی ہوں حلب سے آئی ہوں صرف پوچھنے آئی ہوں کہ مباہلے میں کتنے افراد گئے تھے تو شہزادیؑ نے فرمایا میں گئی تھی، میرے بابا گئے تھے، میرے شوہر گئے تھے اور میرے دونوں بیٹے گئے تھے تو اُس نے کہا بی بی میں نے سنا ہے کہ بیبیوں میں بھی کچھ بیبیاں گئی تھیں، نبیؐ کی کوئی بی بی گئی تھیں اور صحابیوں میں سے کوئی صحابی بھی گیا تھا تو فاطمہ زہراؑ نے جلال سے اُسے ڈانٹ کر کہا کہ جو یہ کہتا ہے وہ

Presented by Ziaraat.Com

جھوٹ بولتا ہے کوئی ساتھ نہیں گیا تھا سلمان فارسیؓ چادر کا شامیانہ لگانے گئے تھے۔ واپس آ گئے تھے اور اُس سے پہلے رسولؐ نے اُمِ سلمیٰؑ کو جھاڑو دینے بھیجا تھا وہ بھی واپس آ گئیں تھیں۔ اُمِ سلمیٰؑ نے زمین صاف کی سلمانؓ نے لال چادر لگائی اور اُس کے بعد جب تیاری ہو چکی تو تاریخوں میں لکھا ہے اصحاب بھی تیار ہو کے آئے تھے، اصحاب بھی سمجھ رہے تھے کہ شاید مجھے لے جائیں اور ازواجِ رسولؐ بھی سمجھ رہی تھیں کہ شاید ہمیں لے جائیں لیکن یہاں اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ تم لاؤ اپنے بیٹوں کو ہم لاتے ہیں اپنے بیٹوں کو، تم لاؤ اپنی عورتوں کو ہم لاتے ہیں اپنی عورتوں کو، تم لاؤ اپنے نفسوں کو ہم لاتے ہیں اپنے نفسوں کو اور سب مل کے جو جھوٹا ہے اُس پر لعنت کرتے ہیں تو یہاں معیار کیا بن رہا ہے جھوٹوں پر لعنت کریں۔ یعنی فیصلہ یہ ہونا ہے کہ صادقین کون ہیں اور اس لئے قرآن نے کہا

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورۂ توبہ۔ آیت ۱۱۹) اے صاحبانِ ایمان سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ تو آج فیصلہ ہوگا کہ سچے کون ہیں کہاں ہیں، ساتھ دیا کیسے جائے سچوں کا، جب آیت ہے کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ تو اب اللہ یہ بھی چاہتا ہے کہ سچوں کا فیصلہ بھی ہو جائے تا کہ رہتی دنیا تک سچوں کو دیکھ کر اُن کا ساتھ تو دیا جا سکے اور یہ بھی فیصلہ ہو جائے کہ جو سچوں کے مقابلے پر آتا ہے وہ کاذب ہوتا کیسا ہے۔ اس فیصلے کے لئے یہ مباہلہ ہوا ہے اور ٹکرائے نہیں عیسائی اور عجیب بات ہے کہ عیسائی نے ہی یہ تاریخ میں لکھا کہ اسلام بہ زورِ شمشیر پھیلا۔ لندن کے ایک اخبار نے ختمی مرتبتؐ کی ایک تصویر شائع کر دی اور اُس میں یہ دکھایا کہ

Presented by Ziaraat.Com

ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں قرآن اور نیچے یہ لکھا تھا کہ یہی یعنی قرآن اس سے پھیلا یعنی تلوار سے، بہ زورِ شمشیر لیکن رسولؐ نے تلوار سب کے مقابلے میں اُٹھائی عیسائی کے مقابلے میں کبھی تلوار نہیں اُٹھائی۔ نگاہِ ختمی مرتبتؐ دیکھ رہی تھی کہ الزام عیسائیت کی طرف سے آئے گا اور جب بھی یہ الزام آئے گا تو خود عیسائی سوچیں گے کہ تلوار تو ہمارے مقابلے میں نکلی نہیں ہے یہ الزام ہم کیوں دے رہے ہیں۔

سچّوں کے ساتھ ہو جاؤ اور آج مباہلے میں فیصلہ ہوگا کہ سچے کون ہیں اور اب گھر سے جو نکلے تو ابنانا میں گنجائش تھی بیٹوں کو لے لو، نسائنا میں گنجائش تھی عورتوں کو لے لو، نفسوں کو لے لو اور یہ عجیب بات ہے کہ جب مباہلہ ہوا تو ختمی مرتبتؐ کا ایک فرزند ماریہ قبطیہ کے بطن سے یعنی جناب ابراہیمؑ موجود ہیں گھر پہ، حکم ہوا کہ بیٹے کو لے لو تو اب ہونا یہ چاہئے کہ بیٹے کو لے جائیں یہ عجیب بات کہہ رہا ہوں۔ بیٹا موجود ہے لیکن نواسے جارہے ہیں، بیٹا نہیں جارہا تو بات کیا تھی کہ بتانا یہی تھا کہ بار بار جو یہ کہا ہے کہ یا علیؑ فرزند میرے ہیں یعنی تمہارے صلب سے تو آج یہ اعلان بھی ہونا ہے، سورۂ کوثر کی تفسیر بھی یہی ہے وارثوں کا پتہ بھی دینا ہے اور یہ بھی بتانا ہے کہ رسولؐ ابتر نہیں ہے، دو بیٹے لے کر آرہا ہے، بیٹی بھی آرہی ہے اور دو بیٹے بھی آرہے ہیں اور مدینے میں اتنے بیٹے تھے لیکن رسولؐ نے بتایا کہ یہ دو بیٹے ہیں، یہ میرے بیٹے ہیں میں اِن کو لے کر آرہا ہوں تو مباہلے کے بعد پھر تاریخ میں یہ ملتا ہے کہ مدینے کے ہر فرد نے نام لیا کبھی حسنؑ اور حسینؑ کا تو ہمیشہ یا ابنِ رسولؐ کہہ کر دونوں شہزادوں کو مباہلے کے بعد مخاطب کیا گیا۔ رسولؐ کے بیٹے بھی قرار پا گئے اور مباہلے کے دن رسولؐ اللہ باہر

Presented by Ziaraat.Com

نکلے اِس شان سے کہ آگے آگے رسولؐ گود میں حسینؑ ابنِ علیؑ رسولؐ کے پہلو میں حسن مجتبیٰؑ نانا کی انگلی پکڑے ہوئے پیچھے جنابِ فاطمہؑ زہرا اور سب سے پیچھے علیؑ اور اس ترتیب کے ساتھ مباہلے کے میدان میں چلے اور ترتیب یہ ہے کہ سب سے آگے کون ہے حسینؑ پھر رسولؐ کے پہلو میں حسنؑ عقبِ رسولؐ میں فاطمہؑ اور پھر علیؑ لیکن جب پہنچے وہاں اور بیٹھے زمین پر شامیانے کے نیچے تو اب ترتیب بدل گئی حسنؑ اور حسینؑ سب سے آگے اور اُن کے پیچھے علیؑ اور فاطمہؑ ساتھ اور رسولؐ سب سے پیچھے تو یہ ترتیب کیوں بدل گئی ترتیب اس لئے بدل گئی کہ دکھانا یہ چاہتے تھے کہ آج میں نے شجرۂ طیبہ کی بھی تشریح کر دی ہے پہچان لو میں ہوں مجھ سے زہراؑ اور علیؑ ہیں اور ان سے حسنؑ اور حسینؑ اب جہاں تک شجرہ جائے صادقین کا۔

روز شجرے کو دیکھتے جانا، سچے آتے جائیں گے اور تم سچوں کو ہر دَور میں پہچانتے جاؤ گے مقامِ مباہلہ پر جب پہنچے تو اہلِ بیتؑ سے کہا کہ میں جب دعا مانگوں تو تم سب آمین کہنا لیکن اب اُدھر سے یہ جواب ملا کہ ہم ایسے چہرے دیکھ رہے ہیں کہ اگر یہ کہہ دیں تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں اور تاریخوں میں لکھا ہے کہ ابھی صرف ہاتھ اُٹھے تھے ختمی مرتبتؐ کے کہ طوفان کے آثار آگئے تھے، زمین میں زلزلہ شروع ہوگیا نصرانی ڈر گئے تھے اور صرف یہ کہا کہ ایسے چہرے دیکھ رہے ہیں اگر یہ کہہ دیں تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں۔ یہ جملہ غور طلب ہے اور میں سمجھتا ہوں اس پر اب تک غور نہیں کیا گیا۔ عیسائیوں نے کچھ اور کیوں نہیں کہا نہ یہ کہا کہ اگر یہ کہہ دیں تو آسمان پھٹ پڑے، یہ کہہ دیں تو زمین پھٹ جائے بلکہ یہ اشارہ کیا توریت، انجیل اور زبور پڑھنے والے عیسائی

Presented by Ziaraat.Com

پہاڑوں کی پوری تاریخ دیکھے ہوئے تھے وہ انجیل اور توریت کے پڑھے ہوئے تھے کہ اللہ نے بار بار یہ کہا ہے کہ یہ پہاڑ جو ہیں یہ زمین کی میخیں ہیں، اگر اللہ چاہے تو ان پہاڑوں کو چلا سکتا ہے تو شانِ ربوبیت دیکھ لیجئے پہاڑ اگر وہ چلا سکتا ہے تو یہ بھی چلا سکتے ہیں۔

نجران کے نصاریٰ جانتے تھے کہ کوہِ طور پہاڑ کس طرح موسیٰ کے کہنے سے بنی اسرائیل پر معلق ہو گیا تھا اپنی جگہ چھوڑ کر، وہ جانتے تھے کہ پہاڑ پر باطل اگر پناہ لے لیتا ہے نوحؑ کے مقابلے میں تو کس طرح پہاڑ ٹوٹ کر چکنا چور ہو جاتا ہے تو پہاڑ جب کبھی بھی حق کے مقابل آیا تو وہ باطل کا اشاریہ بنا ہے تو وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ پہاڑ دنیا کی سب سے بڑی چیز ہے۔ محاورۃً بھی بڑے کام کی تشبیہ پہاڑ سے دی جاتی ہے تو یہ محاورہ استعمال کیا کہ اگر کہہ دیں تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں، علما نے یہ تذکرہ کیا کہ یہ جملہ کیوں کہا کہ ایسے چہرے دیکھ رہے ہیں تو بعض علماء نے لکھا کہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ روز مسجد نبویؐ میں آ رہے تھے رسولؐ کا چہرہ دیکھ رہے تھے، علیؑ کا چہرہ دیکھ رہے تھے اور فاطمہؑ کا چہرہ دیکھنے کا سوال نہیں پیدا ہوتا چادر میں چھپا ہوا تھا، وہ کون سے چہرے تھے کہ جن کو دیکھ کر نصرانیوں نے کہا کہ ایسے چہرے دیکھ رہے ہیں جو پہلی بار دیکھے ہیں تو علماء نے کہا حسنؑ کا چہرہ تھا اور حسینؑ کا چہرہ تھا۔

نجران کے عیسائی پیچھے ہٹ گئے انہوں نے کہا ہم مباہلہ نہیں کریں گے تو نجران کے عیسائی لعنت سے بچ گئے۔ ہم کاذبوں پر لعنت کریں گے وہ مقابلے سے ہٹ گئے، لعنت اُن پر نہیں ہوئی اور یہ فیصلہ ہو گیا کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ صادق ہیں اب اِن کے مقابل جو آئے گا وہ جھوٹا اور وہ لعنت کا مرتکب ہوگا۔ اب ان پانچ

Presented by Ziaraat.Com

میں سے کسی ایک کے مقابل کوئی بھی آ جائے، کبھی بھی آ جائے چاہے علیؑ کے مقابل آئے یا فاطمہؑ کے مقابل یا حسنؑ کے مقابل یا حسینؑ کے تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین آج رسولؐ نے فیصلہ کر دیا اب ایک تاریخ کا فیصلہ۔

اور یہ عجیب فیصلہ میں کروانے جا رہا ہوں اور یہ میں صرف پڑھ رہا ہوں اپنے سنّی لڑکوں کے لئے جو روز آتے ہیں میری تقریر سننے کے لئے اور میرے بے تکلف دوست اور اُن سے میں یہ زبانی بات بھی کہہ چکا ہوں اور اب میں منبر سے پڑھ رہا ہوں تو اُن سے یہ بحث ہوئی تھی تو میں نے یہی دلیل دی تھی اور میں تو دلیل نہیں دوں گا میں آپ پر چھوڑ دوں گا، نہ میں تبرّا پڑھتا ہوں نہ میں مناظرہ، میں دعوتِ فکر دیا کرتا ہوں اس پہ ذرا سا غور کر لیں آپ۔ تاریخ میں رسولؐ اللہ نے بہت سے لوگوں سے کہا کہ یہ صادق ہیں اور سچے ہیں لیکن تاریخ نے تلاش کر کے دیا تو چار نام دیئے کُل چار نام ظاہر ہے کہ سچوں کے ساتھ جب ہو جاؤ تو مع الصادقین تو رسولؐ کو یہ بتانا تھا کہ سچے کون ہیں مباہلے میں فیصلہ ہو چکا لیکن اب میں مسلمانوں کی تاریخ کی بات کر رہا ہوں۔ مباہلے کو چھوڑ دیجئے مسلمانوں کی تاریخ میں چار سچے نظر آئے جن میں سے دو مرد ہیں اور دو عورتیں ہیں دو سچے مرد ہیں دو سچی عورتیں مناظرہ نہیں ہے یہ دعوتِ فکر ہے۔ رسولؐ نے فرمایا کہ میری اُمت کا صدیقِ اکبر مولائے کائنات علی ابنِ ابوطالبؑ ہے اور دوسری طرف حدیثوں نے کہا نہیں یہ بھی فرمایا کہ میری اُمت کا صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے اور صدیقہ کہا اُم المومنین حضرت عائشہ کو کہ یہ سچی عورت ہے اور فاطمہؑ کے لئے کہا کہ میری بیٹی صدیقہ طاہرہ ہے تو اب رسولؐ کی زبان سے چار سچے بنے، دو سچے مرد، مسلمانوں کی

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ میں دو سچے ہیں۔ اب میں نے دو حصے کر دیئے ایک تاریخ آلِ محمدؐ میں سچا صادق ہے، یہ علیؑ ہیں اور ایک مسلمانوں کی تاریخ کے سچے ہیں۔ مسلمانوں کی تاریخ میں دو سچے ایک صدیقِ اکبر اور ایک صدیقہ۔ آلِ محمدؐ کی تاریخ میں ایک صدیق اکبر ایک صدیقہ۔ اب صاحب ہوا کیا۔ رسولؐ نے کہا تھا کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ صادقین، سچوں کا ساتھ دو اور چار سچے دے دیئے دو سچی عورتیں دے دیں اور دو سچے مرد دیئے یہ عجیب بات ہوئی کہ تاریخِ آلِ محمدؐ کا صدیق اکبر علیؑ جمل میں خلیفۂ وقت تھا اور مسلمانوں کی تاریخ کی صدیقہ سامنے آ کھڑی ہوئی اور فدک میں مسلمانوں کا صدیق اکبر تخت پر تھا آلِ محمدؐ کی صدیقہ سامنے کھڑی تھی۔ یہ اِن کو جھوٹا کہہ رہے تھے وہ اُن کو جھوٹا کہہ رہے تھے۔ فدک میں ایک صدیق اکبر کو صدیقہ نے کہا فدک میرا ہے تم جھوٹے ہو اُس نے کہا تم جھوٹی ہو فدک تمہارا نہیں۔ دو سچے ٹکرا گئے ایک سچی عورت ایک سچا مرد دونوں آمنے سامنے۔ جمل میں ایک سچا مرد ایک سچی عورت وہ کہہ رہی تھی تم قاتلِ عثمان ہو علیؑ کہہ رہے تھے میں قاتلِ عثمان نہیں ہوں، نام بتاؤ میں سزا دوں گا۔ ایک دوسرے پر الزام دے رہے تھے۔ اب فیصلہ کیسے ہو چاروں میں سچا کون ہے۔ اپنے دوستوں کے لئے دعوتِ فکر کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہ چاروں ایک دوسرے کو جھوٹا کہہ رہے ہیں سچوں کے ساتھ کیسے ہو جائیں تو ضرور پھر رسولؐ نے کوئی ایسا انتظام کیا ہوگا۔ مباہلے کو چھوڑ دیجئے فیصلہ ہو چکا ہے اُس سے ہو سکتا ہے فیصلہ لیکن ضرور کوئی فیصلہ ایسا کیا ہوگا کہ چار میں اگر دعوے دار سب ہوں تو پھر اُن میں سے سچوں کو تلاش کرنا ہے تو کس طرح تلاش کرو گے اگر رسولؐ نے نہیں بتایا تو تاریخ تو فیصلہ کر دیتی ہے کہ کیوں نہ ہم اس طرح فیصلہ کر

Presented by Ziaraat.Com

لیں کہ چاروں سچوں میں جو اپنی اپنی اس حرکت پر، عمل پر بعد میں نادم ہو گیا ہو تاریخ میں وہ جھوٹا ہے اور جو نادم نہ ہوا ہو وہ سچا ہے۔

علماء سے پوچھو اور تاریخ میں تلاش کر لو نادم کون ہوا اور اگر کہو تو تاریخِ اسلام سے سنا بھی دوں۔ علیؑ نے کہا بیٹا حسنؑ جاؤ نانی سے یہ کہہ دو کہ وہ کہہ دوں گا جو رسولؐ کہہ گئے ہیں تو اب بڑے نواسے نے نانی سے جا کے کہہ دیا شہزادہ جب آیا تو ایک طرف کے بال سُلجھا چکی تھیں اور دوسری طرف کے بالوں میں شانہ کر رہی تھیں۔ ناقہ لاؤ میں واپس جاؤں گی اور واپس ہو گئیں اور اُس وقت تک یہ نظر آتا ہے کہ جب علیؑ کی شہادت کی خبر آئی ہے تو پھر مزارِ رسولؐ پر جا کے کہا کہ جو سب سے زیادہ آپؐ کو عزیز تھا وہ آج دنیا سے اُٹھ گیا، نادم کون ہے؟ اب علیؑ کی تاریخ میں دکھا دو کہ جمل کے بعد کہیں پر کچھ کہا ہو اور اُدھر دیکھ لو اب آنسوؤں سے تر ہو گئی عبا۔ مسلمانوں کے سچے کی آنسوؤں سے ریشِ مبارک تر ہو گئی ہے اور بار بار کہتے ہیں ساتھی سے کہ تم نے کیا کر دیا میں تو جاؤں گا رسولؐ کی بیٹی کے پاس اور گئے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ ہم معذرت کے لئے آئے ہیں نادم کون ہے؟ رسولؐ کی بیٹی نے ایک اور بڑا فیصلہ کر دیا اور عجیب فیصلہ کر دیا کہا تم نے سنا ہے بابا سے یہ حدیث کہ فاطمہؑ میرے دل اور جگر کا ٹکڑا ہے اور جس نے فاطمہؑ کو تکلیف پہنچائی اُس نے رسولؐ کو تکلیف پہنچائی جس نے رسولؐ کو تکلیف پہنچائی اُس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی، جس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

شہزادی فاطمہ زہراؑ نے کہا سنو میں مرتے دم تک تم لوگوں سے ناراض رہوں گی، بات ختم ہو گئی۔

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ نے فیصلہ کر دیا کہ سچے کون تھے تو اب کل جیسا کہ کہہ رہا تھا کہ جابر کو رسولؐ اولوالامر کے نام بتا رہے تھے یہاں پر رُکے تھے، پانچویں کا نام یہ ہوگا اور تم اُس سے ملاقات کرو گے یہاں یہ کل حدیث رُک گئی تھی اُس کے بعد فرمایا جابر سنو میرا چھٹا اولوالامر جانشین جو ہوگا اُس کا نام جعفر ہوگا لیکن لقب اُس کا صادق ہوگا یعنی صادقین اِسی گھرانے میں آئیں گے اور یہ بھی فرما دیا جابر سے، کہا جابر سنو اگر میرے اُس بیٹے کے علاوہ کسی نے اپنے نام کے ساتھ صادق کا لفظ لکھا تو کاذب ہوگا اور مشکل یہ ہے امام کے حالات کیسے بیان ہوں، تفصیلات کتابوں میں ہیں لیکن اب ایک اور حیرانی کہ آج سے چار پانچ سال پہلے دنیا کے پچیس اسکالر مختلف مُلکوں کے ایک جگہ جمع ہوئے کس طرح یعنی یہ اسکالرز کہاں جمع ہوئے، فرانس کے ساحلی شہر اسٹراسبرگ میں اور اُس میں شکاگو یونیورسٹی امریکہ کا پروفیسر، مغربی جرمنی کی یونیورسٹی کے پروفیسر، پیرس، لندن، ہالینڈ اور بلجیم کی یونیورسٹیوں کے تمام پروفیسران، پچیس آدمی جمع ہوئے دنیا بھر کے پڑھے لکھے لیکن کس بات کی میٹنگ تھی، ان ملکوں نے فیصلہ کیا تھا کہ بغیر علومِ جعفری کی روشنی کے ہم اپنے آپ کو اچھا نہیں بنا سکتے کہ یہ سب پچیس آدمی مل کر یہ بتائیں کہ جعفرِ صادق کی سوانح حیات کیا تھی اور وہ پچیس اسکالرز بیٹھے کام کرنے کے لئے اور پچیس کے ذمے یہ کام تھا کہ تم جلد سے جلد سوانح حیات لکھو۔ پچیس آدمیوں نے مل کر امام کی سوانحِ حیات لکھی اور اُس کے نہ معلوم کتنے ایڈیشن دنیا کی زبانوں میں چھپے۔ ایران میں اُس کے ایڈیشن چھپے اُس میں سے کُل دو ابواب کا ترجمہ آپ کے کراچی میں ہو سکا بس عجیب و غریب کتاب ہے کاش کہ پوری کتاب چھپ جاتی۔ اب آپ دیکھیں اُس

Presented by Ziaraat.Com

کتاب کو جو میں نے پڑھا اور اپنے یہاں کی کتابیں پڑھیں تو فرق محسوس کیا اس لئے کہ وہ جو مسلمان نہیں تھے وہ لکھ رہے تھے اور اُن کے لکھنے کا انداز دیکھیے ذرا سا بس فرق دکھانا چاہ رہا ہوں کہ کاش اِسی طرح ہمارے یہاں بھی کام شروع ہوجائے اور ہمارے اسکالرز بھی اِسی طرح کام کرنے لگیں۔ اب آپ اٹھائیں کتاب اور معصوم کی سوانحِ حیات پڑھیں تو ملے گا پندرہ شوال کو مثال کے طور پر وفات ہے سترہ ربیع الاوّل کو ولادت ہے اب وہ لکھیں گے کہ سترہ ربیع الاوّل ۸۳ ہجری میں امام کی ولادت مدینے میں ہوئی بات ختم ہوگئی۔ مغربی اسکالرز نے کم سے کم پچیس صفحے صرف ولادت پر لکھ دیئے آپ پوری کتاب پڑھتے جائیں تو جو چیز بھی اُس میں لکھی ہے پورے پورے مناظر دکھائے ہیں اور وہ یہ لکھتا ہے کہ جی دو چار چیزیں وہ دکھانا چاہتا ہوں کہ لکھنے کا فرق کیا ہے اسکالرز کا باہر کے اور ہمارا، ہماری سوچ کیا ہے اور وہ کہاں پہنچ گئے اور ہم کہاں ہیں۔ امام ہمارا، اسلام ہمارا لکھ وہ رہے ہیں۔

کتاب کا نام ہے ''مغزِ متفکر جہانِ شیعہ'' امام کی ولادت کا حال کتاب میں لکھا کہ ایک بار حجرے سے دایہ برآمد ہوئی بچّے کی ولادت ہوئی تھی، کس کے یہاں ولادت ہوئی تھی اب وہ تفصیل بتاتا ہے وہ کہتا ہے کہ امامِ محمد باقرؑ کے یہاں بیٹا پیدا ہوا اور محمد باقرؑ کی زوجہ کا نام اُمِ فروہؑ ہے اب وہ لکھتا ہے کہ اُمِ فروہؑ قاسمؑ کی بیٹی، قاسمؑ کون محمد کتاب میں تحریر ہے کہ شہر بانوؑ کی دوسری بہن گیہان بانو کا بیٹا قاسمؑ اور ایران کی شہزادی کی پوتی کا نام اُمِ فروہ اور وہ پانچویں امام کی زوجہ ہیں۔ پوری تفصیل کتاب میں موجود ہے کہ دایہ باہر آئی اُس نے اِدھر اُدھر پوچھا باپ کدھر ہے پتہ چلا کہ وہ تشریف فرما نہیں ہیں ہاں آگے جاؤ باہر کے

Presented by Ziaraat.Com

حجرے میں نومولود کے دادا تشریف فرما ہیں، اپنے حجرے میں علی ابن الحسینؑ شیعوں کے چوتھے امام تشریف فرما تھے دایہ قریب پہنچی پردے کے پاس اُس نے سلام عرض کیا اور کہا مبارک ہو آپ کو اللہ نے ایک پوتا عنایت کیا ہے امام نے کہا بڑی مسرت کی بات ہے کیا تو نے بچّے کے باپ کو اطلاع دے دی، کہا وہ اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں۔ اب امام فرماتے ہیں کہ ذرا یہ بتا کہ یہ میرا پوتا بہت خوبصورت ہے نا یہ نہیں پوچھا کیا خوبصورت ہے بڑا خوبصورت ہے نا تو دایہ نے کہا جی ہاں بچّہ بہت خوبصورت ہے لیکن ایک خاص بات آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ بنی ہاشم کی آنکھوں کا رنگ خدا کی قسم کسی نے اس طرح ریسرچ نہیں کی، کسی امام کی سوانحِ حیات کیا کہنا ان مغربی اسکالرز کا کہا بنی ہاشم کی آنکھوں کا رنگ سیاہ ہوتا ہے لیکن اُس بچّے کی آنکھوں میں سیاہی کے ساتھ نیلگوں رنگ بھی ہے۔ آنکھیں بہت خوبصورت ہیں۔ مسکرائے امام اور کہا تجھے حیرانی نہیں ہونی چاہیئے یہ اس بچّے کی دو دادیوں کا اثر ہے اس لئے کہ میری ماں شہر بانوؑ اور قاسم کی ماں گیہان بانو وہ بھی ایران کی شہزادی شہر بانوؑ کی بہن دو دادیوں کا اثر آنکھوں میں مل رہا ہے۔ میری ماں شہر بانوؑ کی آنکھوں کا رنگ اور اُن کی بہن گیہان بانو کی آنکھوں کا رنگ بھی شامل ہے اور یہاں پر سائنس کے ذریعے سے یہ بتاتا ہے کہ آنکھیں اکثر دادیوں اور ماؤں پر ہوا کرتی ہیں۔

اس طرح ولادت پر پورا باب لکھا گیا ہے، اب آپ کتاب دیکھیں گے تو کسی امام کے بچپن کے دو چار واقعات ملیں گے۔ مغربی اسکالرز نے کہاں کہاں سے ریسرچ کی ہے اور کس طرح ریسرچ کر کے وہ لکھتے ہیں کہ عام طور سے بچّے کھیلا کرتے ہیں ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ امام کھیلتا ہے یا نہیں اور جبکہ

Presented by Ziaraat.Com

فطرت میں کھیل ہے تو وہ اُس کو نظر انداز نہیں کرتا۔ وہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ آیا کیا بچپن میں بھی یہ لوگ اتنے سنجیدہ ہوا کرتے تھے یا فطرتِ الٰہی کی طرف مائل ہو کر کھیلا بھی کرتے تھے تو کہتا ہے ہاں دو چار مناظر ملتے ہیں کہ امام محمدؑ باقر کا بیٹا کھیلتا تھا لیکن کہاں کھیلتا تھا، محمد باقرؑ نے مسجدِ نبویؐ میں مدرسہ تعمیر کیا تھا اُس کے گوشے میں یہ بچہ مدینے کے ہم سِن بچوں کے ساتھ آٹھ اور نو سال کے سِن میں کھیلا کرتا تھا کھیلتا تھا یہ بچہ مدینے کے بچوں کے ساتھ لیکن مصنفین لکھتے ہیں کہ جب بھی کھیل دیکھا تو کھیل یہ تھا کہ مدینے کے تمام بچے حلقے میں مؤدب بیٹھے ہیں اور ایک مقام پر یہ بچہ اپنے سر پر عمامہ باندھ کر بڑے مؤدب طریقے سے بیٹھا ہوا درس دے رہا ہے۔ جب بھی کھیل دیکھا تو یہی کھیل دیکھا اور انداز یہ کہ وہ ایک ایک بچے سے پوچھتا ہے کہ اب تم بتاؤ کہ وہ کون سا پھل ہے کہ جو سرخ ہے مگر مزا اُس کا ترش ہے۔ اگر کوئی جواب نہیں دیتا تو اُستاد بتاتا ہے نو سال کا استاد، دوسرے بچے سے پوچھتا ہے بتاؤ یہ پیلا پھل کون سا ہے کہ جس کا ایسا مزا شیریں ہے لیکن بتاؤ وہ درخت میں لگتا ہے یا بیل میں لگتا ہے اور کبھی کبھی مشکل ترین الفاظ عربی کے دیتے تھے اور کہتے تھے ذرا اس کو دُہرا کر دیکھو۔ وہ کہتے ہیں یہ کھیل تھا اور وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ کیونکہ مصر، یونان، ہند اور تمام ملکوں کے لوگ پانچویں امام کی درسگاہ میں آ کر درس لیا کرتے تھے تو مصر کا ایک شخص جب مصر سے چلا ملنے کے لئے امام سے تو اُس نے سنا کہ ایک بیٹا بھی ہے امام کے آٹھ نو سال کا تو سوچا بچے کے لئے کوئی تحفہ لے کر چلے۔ خدا کی قسم کسی کتاب میں ہمارے یہاں یہ چیزیں نہیں ملیں۔ بہت ڈھونڈا ہم نے تحفہ لے کر چلا تو اُس زمانے میں مصر میں لکڑی کے برادے سے کھلونے بنتے تھے اُسی

Presented by Ziaraat.Com

زمانے میں مصر والوں نے نظامِ شمسی پر مشتمل ایک کھلونا بنایا تھا جسے آج کی دنیا گلوب کے نام سے یاد کرتی ہے وہ مصر میں پہلی بار بنا تھا لکڑی کا گلوب یعنی اُس میں تمام سیاروں کا نقشہ اور دنیا کا نقشہ اور اُس میں یہ بتایا گیا تھا کون سا سیارہ کب چلتا ہے اور کس سیارے سے ہوتا ہوا آفتاب زمین کے گرد چکر لگاتا ہے۔ امام محمد باقرؑ نے بیٹے کو آواز دی کہا یہ مصر سے آیا ہے اور تمہارے لئے یہ تحفہ لایا ہے نو سال کا بچّہ آیا اور ایک بار گلوب کو گھما کر دیکھا اور کہا بابا یہ مصر والوں نے کیا ایجاد کر دیا کہا کیوں، کہا یہ آفتاب بھی زمین کے گرد چکر لگاتا ہے یہ تو غلط ہے اب تو حیران ہو کے بچے کو دیکھ رہا ہے اُس کے بعد بتانا شروع کیا یہ سیارے کی چال بھی غلط ہے آفتاب کبھی اپنی جگہ نہیں چھوڑتا بلکہ زمین آفتاب کے گرد چکر لگاتی ہے۔

امام صادقؑ نے پہلی بار یہ نظریہ بچپن میں دیا کہ زمین آفتاب کے گرد چکّر لگاتی ہے۔ ایسے ہوتے ہیں صادق۔ یہ بچپن ہے ابھی۔ ولید بن عبدالملک خلیفہء وقت دمشق سے مدینے آ رہا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا جو گورنر ہے مدینے کا اور اُس نے کہا کہ خلیفہء وقت آ رہا ہے آپ ملنے جائیں گے۔ امامؑ نے کہا نہیں میں نہیں جاؤں گا کیسے جاؤں میں، کہا مجھے معلوم ہے آپ اُس کو صحیح خلیفہء وقت نہیں سمجھتے اس لئے آپ نہیں جائیں گے لیکن بات یہ ہے کہ پوری مملکت میں یہ بات مشہور ہو چکی ہے اور بادشاہ کے مخبر بھی موجود ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کو خاندانِ آلِ محمدؐ سے بڑی عقیدت ہے اور مولا اگر آپ نہیں جائیں گے اُس سے ملنے تو میں معزول کر دیا جاؤں گا۔ میں جو آپ کے ساتھ نیکیاں کرنا چاہتا ہوں وہ کر نہیں سکوں گا۔ چہرہ اُٹھایا کہا

Presented by Ziaraat.Com

اچھا عمر بن عبدالعزیز تیری وجہ سے جاؤں گا، امامؑ گئے، ملاقات ہوئی اُس نے پوچھا کہ آپ کی زندگی کس طرح گزر رہی ہے خرچ کا کیا حساب ہے تو آپ نے فرمایا کہ تجھے معلوم ہے کہ میرے جد نے مدینے سے باہر ایک گاؤں خریدا تھا علی مرتضیٰ نے اور بنجر زمینوں کو کھیتی کے قابل اپنے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ کے ساتھ بنا دیا تھا۔ جلوس کی ایک مجلس ہوئی تھی چار محرم کو ڈپٹی صاحب کی یہاں کی مجلس میں اس موضوع پر تقریر کر چکا ہوں یہ مولا علیؑ ینبع کی زمینوں کو کاشت کے قابل بنا دیا تھا، آج سعودی عرب اپنے ملک کا آدھا غلّہ اُسی زمین سے حاصل کرتا ہے جو علیؑ نے زمین بنا کے دی تھی اپنے بیٹوں کے ساتھ اور زراعت کا پیشہ آلِ محمدؐ کے گھرانے میں ہمیشہ رہا اور نویں امام تک ینبع علاقے میں زراعت ہوتی تھی اور کھیتیوں اور باغوں میں پانی یہ ائمہؑ دیا کرتے تھے، کھیتی باڑی کیا کرتے تھے۔ زیادہ تر انبیاء اور ائمہ کا پیشہ زراعت تھا۔ آپ نے کہا کچھ زمین ہے ہماری مدینے سے باہر اور زراعت ہوتی ہے اُسی سے جو غلّہ آتا ہے ہمارے خاندان کی پرورش ہوتی ہے، اُس نے کہا میں مدینے سے باہر تک کچھ زمینیں آپ کے نام لکھنا چاہتا ہوں کہا نہیں ہمیں ضرورت نہیں ہمارے پاس ہیں زمینیں اور یہ کافی ہیں کہا آپ کی اولاد کے لئے کہا ہم اپنی اولاد کو کاہل نہیں بنانا چاہتے وہ بڑے ہوں گے تو اپنے لئے خود انتظام کریں گے۔ ہمیں زمینیں نہیں چاہئیں اور اُس کے بعد اُٹھ کر چلے آئے۔

کسی مجلس میں یہ روایت میں نے پڑھی تھی زینبؑ واُمِ کلثومؑ کو لے کر نانا کے مزار پر علیؑ گئے تو ایک صاحب نے یہ فرمایا تھا فاصلہ ہی کیا تھا جو راستے کا بیان کیا گیا اس لئے کہ مسجدِ نبوی کے حجرے میں ہی تو علیؑ رہتے تھے نہیں صاحب

Presented by Ziaraat.Com

جب یہ واقعہ ہوا تو علیؑ کی اولاد میں اضافہ ہو چکا تھا، ایک حجرے میں اتنی اولاد
ازواج نہیں سما سکتیں اور اب تاریخ نے یہ لکھا کہ دوسری خلافت کے دَور میں علیؑ
بیرونِ مدینہ جو زمین آباد کر چکے تھے وہاں پر مکان بنوالیا تھا۔ وہاں رہتے تھے
یعنی مدینے کو علیؑ نے چھوڑ دیا تھا۔ سیاست سے بچنے کے لئے تا کہ وہاں درس
دے سکیں سکون کے ماحول میں اور وہاں پر مکان تھا اور ابھی آج ہی صبح ایک
ہمارے بزرگ عاطف حسین صاحب یہ اسکالر ہیں موجود ہیں یہاں مجلس میں
تشریف لائے اور ایک کتاب لائے مکّے اور مدینے کی تاریخ پر، جس میں یہ
درج تھا کہ مدینے میں کتنے محلے ہیں مکّے میں کتنے محلے ہیں اور اُس میں اُنہوں
نے نشان لگا کر بتایا کہ یہ وہ محلہ ہے مدینے کے باہر جہاں پر مسجد علیؑ موجود ہے
اور وہاں جنابِ فاطمہؑ کی چکّی بھی رکھی ہوئی ہے تو اب یہ ثابت ہو گیا کہ گھر جو ہے
وہ خلافت کے دَور میں ہی مسجدِ نبویؐ سے ہٹایا جا چکا تھا۔ اب مغربی اسکالرز یہ
لکھتے ہیں کہ خلافت کے دور میں خلیفۂ وقت نے رسولؐ کی تمام بیویوں کو معاوضہ
دے کر حجرے خرید لئے تھے مسجد کو تعمیر کرانے کے لئے اور وہ آگے لکھتے ہیں کہ
آخری دَور تھا کہ ایک آدھ حجرے رہ گئے تھے ولید کے دَور میں تو اُس نے وہ
حجرے خرید لئے اور خریدنے کے بعد اُس نے کہا طویل ترین مسجد بنائی جائے
لیکن جب مسجد بننے لگی اور حجرے تمام توڑے گئے تھے ولید کے دور میں اور
بنیادیں رکھی جانے لگیں تو اُس نے یہ کہا عمر بن عبدالعزیز سے کہ مسجد تو تعمیر کر
رہے ہیں لیکن اُس مسجد سے ملا ہوا تمہارے امام کا مدرسہ ہے اُسے میں ہاتھ نہیں
لگاؤں گا۔ جان رہا تھا کہ یہ درسگاہ اتنی بڑی ہے کہ بیرونِ ملک کے طالبِ علم
آتے ہیں، اُس نے مدرسے کو ہاتھ نہیں لگایا مسجد تعمیر ہونا شروع ہوئی امام کا وہ

Presented by Ziaraat.Com

دس سال کا بیٹا آیا اور کہا بابا اجازت ہے کہ میں تعمیر مسجدِ نبوی میں حصہ لوں، کہا جعفر چھوٹے ہو کہا بابا آپ کا بیٹا ہوں کہا اچھا اجازت ہے اب یہ ملتا ہے کہ وہ کھیل جو تھا مدینے کے بچوں کے ساتھ وہ رُک گیا ایک دم سے اس لئے جب بچے آئے صبح کو تو یہ دیکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا معصوم بیٹا اینٹیں رکھ رہا ہے، دیوار اُٹھا رہا ہے، گارا لا رہا ہے، دیواریں بن رہی ہیں، مسجد نبوی کی تعمیر میں مزدوروں کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ یہ کیوں کہا یہ باپ سے کہ مسجد کی تعمیر میں حصہ لوں، بتانا چاہ رہے تھے کہ جب یہ مسجد پہلی بار بنی تھی تو گارا بھی میرے جد علیؑ نے بنایا تھا، دیواریں بھی میرے جد نے بنائیں تھیں تو حصہ لے کر میں بتا رہا ہوں کہ اب بھی بنے گی تو میرے ہاتھ سے یہ مسجد بنے گی۔

اُس وقت جب علیؑ مسجد بناتے جا رہے تھے تو کہتے جا رہے تھے اُن لوگوں کی طرف دیکھ کر جو بیٹھے باتیں بنا رہے تھے، شعر کہہ رہے تھے، علیؑ یہ شعر پڑھتے جا رہے تھے ''کیا باتیں بنانے والے اور دیوار اُٹھانے والے دونوں برابر ہو سکتے ہیں'' تو جد کا یہ واقعہ یاد تھا۔ امام کی عمر کیا ہے نو دس سال، میں اپنے جوان بھائیوں سے کہوں گا کہ کیا تم معماری کا کام نہیں کر سکتے یہ کیسے کر سکتے ہیں۔

ایک بات کہنا چاہ رہا ہوں اگر امام کو صادقؑ مانتے ہیں، سچا مانتے ہیں، امام مانتے ہیں، سیرت پر آپ معصومینؑ کی عمل کرنا چاہتے ہیں تو دعوتِ فکر دے رہا ہوں۔ پینتیس سال ہو گئے گولی مار کا جعفریہ امام باڑہ نہ بن سکا اور یہ امام باڑہ شہدائے کربلا انچولی کا بھی آپ کے سامنے ہے، اب تک نہ بن سکا۔ اگر قوم کا ہر جوان مل کر صرف ایک بلاک رکھ دے تو خدا کی قسم سال بھر میں دونوں

Presented by Ziaraat.Com

امام باڑے بن جائیں۔

ایک ایک بلاک ایک ایک جوان لائے اور ایک بلاک ملا کر رکھتا چلا جائے جتنے جوان ہیں ایک ایک بلاک رکھیں، بس دیکھتے ہیں کیسے امام باڑہ نہیں بنتا، یہ بھی اور وہ بھی تعمیر ہو جائے گا، کب تک سیاست لڑاؤ گے، صرف باتیں، اِدھر کھڑے ہو گئے بحث، اُدھر کھڑے ہو گئے بحث، یہ سیاست، وہ سیاست، یہ کیا سیاست، تعمیری کام کرو تاکہ عزاخانوں کی بنیادوں میں تمہارا نام جو ہے وہ اس طرح شامل کر دیا جائے کہ محشر میں تمہارا نام جب آئے نامۂ اعمال میں تو یہ لکھا ہوا ہو کہ تم نے عزاخانہ تعمیر کیا۔ وہ عزاخانہ جس کو پہلی بار کس نے بنایا تھا، پہلا عزاخانہ آپ کو معلوم ہے کس نے بنایا تھا۔ پہلا عزاخانہ بیت الحزن رسولؐ کی بیٹی کے لئے علیؑ نے بنایا تھا اپنے بابا کو رونے کے لئے اُسی عزاخانے ''بیت الحزن'' میں جاتی تھیں، اور بعد کربلا پہلا عزاخانہ جو بنا مدینے میں وہ ایک نہیں بنا تھا بلکہ سب نے ایک ایک بنایا تھا۔ اس طرح ہر بی بی کا گھر عزاخانہ بن گیا تاکہ آپ یہ سوچیں اور فکر کریں ہمارے جوان کہ یہ ہم کر سکتے ہیں یا نہیں۔

جب ہمارے ائمہؑ نے کیا اور اب چونکہ میں زور زیادہ دے رہا ہوں سیرتِ معصومینؑ میں کہ عمل کیا ہے روزانہ تم غور کرتے ہو گے تو میں انہی مسائل پر زیادہ گفتگو کرتا ہوں۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کی زندگی کے بارے میں یہ تو مغربی اسکالرز کی ریسرچ تھی جو میں نے تھوڑی سی پیش کر دی اب اپنی ریسرچ جو ہے سامنے ہماری کتابوں میں وہ یہ کہ معصوم کا دور جو ہے چھٹے امام کا یہ وہ دور ہے کہ جب بنی امیہ اور بنی عباس آپس میں لڑ رہے تھے، خلافت کے لئے تو لوگوں نے لکھا کہ ہمارے ہر امام کی عمر جو تھی مختصر تھی یہ واحد امام ہے جس کی عمر پینسٹھ سال

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ اُس کی وجہ لکھی یعنی مولا نے فرمایا تھا کہ ہم موت سے کبھی مر ہی نہیں سکتے تھے یہ عجیب بات ہے مولاؐ سے پوچھا گیا کہ آپ اپنی موت سے کیوں نہیں مرسکتے تھے کہا کہ انسان کو جب موت آتی ہے تو بے اعتدالی سے آتی ہے، ہم ائمہ اور معصوم بے اعتدال زندگی نہیں گزارتے۔ اس لئے مرنہیں سکتے اس لئے زندگی ہے علیؑ جب تک چاہتے اور اس طرح زندہ رہتے جیسے آخری امام زندہ ہے۔ اب پردے میں چھپا دیا ورنہ وہ بھی اب تک کہ گیارہ اماموں کی طرح شہید کردیئے جاتے تو بات آگئی تو کہہ دی کہ یہ کیا بات ہے کہ یہ وہ ائمہ اور معصومینؑ جنہوں نے نہ کسی کے گھر کو لوٹا، نہ کسی کو مارا، نہ کسی کو قتل کیا، نہ کسی کا حق چھینا نہ کسی کو اسیر کیا، اُس کے باوجود یہ اپنے دَور میں قتل کردیئے جاتے تھے۔ اس کا کیا راز تھا دو جملوں میں بات سمجھ سکتے ہو، یہ کیوں اتنے نیک اور اچھے انسان قتل کردیئے جاتے تھے کسی کو زہر دے دیا کسی کو قتل کردیا کیوں؟ تو مثال سامنے کی ہے۔ یہ یہاں روشنی ہورہی ہے اور یہ روشنیاں ساری بجھا دی جائیں، اندھیرا کردیا جائے اور ایسے میں اس اندھیرے میں کوئی چور آئے کچھ چرانے کے لئے اب ایسے میں کوئی بزرگ کہیں سے ایک شمع، ایک موم بتی لے آئے امام باڑے سے اور ماچس جلا کر شمع جلادے تو آپ یقین کریں کہ وہ چور اگر پستول سے فائر جو کرے گا اُس شخص پر نہیں کرے گا جس نے روشنی جلائی ہے بلکہ روشنی پر کرے گا یہ کیوں اس لئے کہ پہلے روشنی کو گل کردو ورنہ روشنی میں میرا چہرہ پہچان لیا جائے گا۔ اندھیرا کردو پھر ہم اپنا کام کرجائیں گے تو دنیا دشمن روشنی کی ہوتی ہے، شمع امامت جب جلتی تھی تو روشنی پھیلتی تھی۔ یہ جرائم کرنے والے تو ڈرتے تھے کہ روشنی میں جرم نہ کرسکیں گے اس لئے پہلے روشنی گل کرو

Presented by Ziaraat.Com

پھر اپنا کام کرتے رہو تو چراغِ امامت کو بجھایا اس لئے جاتا تھا کہ اندھیرے میں جو کر سکتے ہو وہ کر لو اس لئے یہ دشمن تھے شمعِ امامت کے تو اللہ نے کہا اچھا تو گیارہ شمعیں روشن کیں تو دشمنوں نے بجھا دیں۔ اب یہ آخری شمع فانوس میں رہے گی، روشنی پھیلائے گی، بجھا نہ سکو گے، ہم حفاظت کریں گے، تو اب یہ امام صادقؑ کی طویل عمر کیسے ہوگئی تو لوگوں نے کہا کہ ٹھیک ہے،، تو جہ نہیں تھی کسی کی کہ کوئی زہر دے دے۔ بنی امیہ اور بنی عباس آپس میں لڑ رہے تھے۔ آلِ محمدؐ کو کچھ دن کے لئے بھول گئے تھے اس لئے امام کی عمر پینسٹھ برس ہوگئی اور علوم پھیلانے کا موقع مل گیا۔ سب سے زیادہ علوم جس امام نے پہنچائے اُس کا نام ہے امامِ صادقؑ اور ہماری ملت اُن ہی کے نام سے ملتِ جعفریہ ہے اور ہماری فقہ اُنھیں کے نام سے فقہِ جعفری ہے۔ اس لئے حدیثوں کی تدوین بھی ہوگئی، حدیثوں کا حساب بھی ہوگیا، رجال دیگر علوم منطق فلسفہ یعنی ہر علم امام صادقؑ نے بیان فرما دیا اور تحریر کروا دیا، اور اب عالم یہ ہے کہ اسی دور میں دہریت کا ظہور ہوا۔ دہریئے لوگ چھٹے امام کے دور میں پیدا ہوئے کیونکہ ہر ایک یہ کہہ رہا تھا کہ ہم واقعۂ کربلا کا انتقام لے رہے ہیں۔ جگہ جگہ یہ آگ بھڑک رہی تھی تو جو جنگ سے بچنا چاہتے تھے اور آلِ محمدؐ سے بھی بچنا چاہتے تھے وہ سب دہریئے ہو گئے، مذہب کو چھوڑ کے لادین ہو گئے، ارے چھوڑو یہ اسلام میں کیا ہے، تو یہی آجکل بھی ہوتا ہے کہ جب آپس میں جنگ شروع ہوتی ہے تو زیادہ تر نوجوان دہریئے بن جاتے ہیں، لامذہب بن جاتے ہیں۔ مذہب اور دین سب بیکار چیز ہے چھوڑو۔ سب ہٹاؤ کون مانے تو بھئی اس سے بچیئے کہ آپس کی جنگ نہ ہو۔ ورنہ سب دہریئے ہو جائیں گے اور انہیں واپس لانا مشکل ہو جائے گا اور

Presented by Ziaraat.Com

امامِ صادقؑ کے لئے بھی مشکل ہوگئی، سب دہریئے! طرح طرح کے سوال کرتے تھے اور مسلمانوں کو عاجز کرتے تھے، صاحب دہریوں کا یہ عالم کہ آپ کے امام سے بحث کرتے ہیں اور نئے نئے مسئلے لے آتے تھے۔ ایک دہریئے نے کہا ثبوت دیجئے کہ اللہ ہے کہا تیرا نام کیا ہے، لوگ حیران ہوئے اب وہ تو پوچھ رہا ہے کہ ثبوت دیجئے توحید کا، آپ پوچھ رہے ہیں نام کیا ہے، نام تو بتا میں ثبوت دیتا ہوں، کہا میرا نام عبداللہ ہے، کہا عبداللہ کہاں سے تو ہوگیا، جب اللہ نہیں ہے اللہ کا بندہ ہوا کیسے؟ جب اللہ نہیں ہے، ظاہر ہے جب تو عبداللہ ہے تو اللہ ہے۔ جب تو بندہ ہے اللہ کا تو اللہ بھی ہے۔ ایک شخص آیا اور اُس نے کہا مجھے تو یقین نہیں آتا کہ اللہ ہے۔ کہا کبھی تو نے سفر کیا ہے، میرے خیال میں تجھے یاد آئے گا ابھی کہ تو نے سمندر کا سفر کیا ہے، کہا ہاں کیا ہے، کبھی ایسا بھی ہوا کہ کشتی تیری ڈوب گئی تھی، کہا ہاں ڈوب گئی تھی کہا پھر کیا ہوا کہا وہ لکڑی کا ایک تختہ تھا اُس پر میں پڑا بہتا جا رہا تھا کہا اُس وقت سوچ کیا رہا تھا، کہا میں سوچ رہا تھا کہ اب بھی کوئی ایسی طاقت ہے جو مجھے بچالے گی، کہا اُسی طاقت کا نام خدا ہے۔

ایک دہریئے نے مٹی اور پانی ایک شیشی میں جمع کیا اور اُس میں کیڑے پیدا کر دیئے اور کہا وہ تھوڑی خالق ہے میں بھی خالق ہوں۔ میں بھی تخلیق کرتا ہوں، میں نے کیڑے بنائے ہیں۔ امام پہنچ گئے اُس کے پاس کہا خدائی کا دعویٰ کرنے والا ہے، مخلوق بنائی ہے ذرا مجھے بھی دکھا۔ دیکھا تو اُس شیشی میں بہت سے کیڑے پڑے ہوئے تھے امامؑ کہنے لگے کہ یہ تو نے بنائے ہیں، کہا ہاں میں نے بنائے ہیں، کہا کہ ذرا اس میں یہ بتا کہ نر کتنے ہیں اور مادہ کتنے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

اور سُن اس میں جو مشرق کی جانب جا رہے ہیں اُن کو مغرب کی جانب بھیج دے، جو مغرب کی جانب جا رہے ہیں اُن کو مشرق کی جانب بھیج دے۔ اب حیران ہوا، کہا یہ تو نہیں کر سکتا اب دیکھ میں کرتا ہوں ایک بار اشارہ کیا جو مشرق کی طرف کیڑے جا رہے تھے وہ مغرب کی طرف چلنے لگے اور جو مغرب کی طرف جا رہے تھے وہ مشرق کی طرف۔ وہ بولا یہ کام آپ کے لئے مشکل کیا ہے آپ کا جد تو مغرب سے آفتاب نکالتا تھا یہ تو کیڑے ہیں۔

مسائل ہیں، توحید کے مسائل ہیں اسی طرح اور بہت سے مسئلے ہیں علمی مسئلے جو تاریخ میں موجود ہیں۔ جو مسائل پوچھے گئے نسلِ انسانی کے بارے میں، علم نجوم کے بارے میں زمین کے بارے میں، سائنس کے بارے میں، کیمسٹری، فزکس، الجبرا، یعنی دنیا کا کوئی علم ایسا نہیں کہ جس کے بارے میں معصوم سے نہ پوچھا گیا ہو اور آپ نے تفصیلی جواب نہ دیا ہو اور اُسی میں سے ایک واقعہ پیش کر رہا ہوں اور تقریر ختم۔ پوچھا گیا کہ ذرا یہ بتایئے کہ جسم انسانی میں پیشانی پر یہ لکیریں کیوں ہوتی ہیں اور یہ بتایئے کہ یہ تھوڑی کیوں بنائی گئی اور یہ بتایئے یہ بھنویں سیاہ کیوں بنائی گئیں اور یہ پلکیں کیوں بنائی گئیں، بالوں کا رنگ کالا کیوں ہے۔ اس طرح کے سینکڑوں سوال ہوئے جس سے دو چار آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں، آپ نے فرمایا کہ پیشانی پر جو لکیریں ہیں وہ اس لئے ہیں کہ سب سے زیادہ پسینہ جو ہے وہ پیشانی پر آتا ہے اور یہ لکیریں اس لئے بنا دی گئیں اگر یہ لکیریں نہ ہوتیں تو پسینہ سیدھا آنکھ کی طرف آتا، یہ نالیاں ہیں نالیوں میں پسینہ رُک جاتا ہے اور دونوں اطراف سے بہہ کر ٹھوڑی تک آ جاتا ہے اور ٹھوری پر پسینہ اس لئے جمع ہوتا ہے یہ قدرت کا انتظام یہ ہے کہ دانتوں

Presented by Ziaraat.Com

سے اور دماغ سے جتنی نسیں چلتی ہیں وہ آ کر یہاں ملتی ہیں اور اُن نسوں کو ہمیشہ ٹھنڈک کی ضرورت ہوا کرتی ہے وہ پسینہ اُن نسوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے اور بالوں کا رنگ کالا اس لئے ہے کہ کالے رنگ میں نور کو کھینچنے کی طاقت ہوتی ہے اور جو سورج کی کرن آنکھ کی طرف آتی ہے اُسی سے ہم دیکھتے ہیں۔ لیکن اگر ڈائریکٹ کرن آجاتی، سیدھی کرن آجاتی، براہِ راست آجاتی، تو ہم دیکھ نہ سکتے تھے تو کالا رنگ جو ہے بھنوؤں کا وہ سورج کی کرن کو اپنے اوپر لیتا ہے وہاں سے وہ ترچھی جا کر زمین پر پڑتی ہے جب وہ ترچھی پڑتی ہے تو اُس کے نور سے ہم دیکھتے ہیں اور پلکیں اس لئے بنائیں کہ آنکھ میں کوئی چیز آ کر پڑ نہ سکے۔ یہ معصوم نے اس طرح ہاتھوں کی لکیروں کے بارے میں، پیروں کی ہڈیوں کے بارے میں، ایک ایک چیز کے بارے میں بتایا کہ قدرت کا کیا راز ہے ان چیزوں کو بنانے میں کہ ایسا خالق کہ جو یہ کہہ دے کہ آج ہر علم میں وہ سچائی کی منزلِ ارتقا پر ہے اور اُس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ جو معصوم نے فرما دیا اور صداقت اور سچائی کی گواہی امام جعفر صادقؑ نے دی اور اگر تاریخ میں آپ دیکھیں گے تو کربلا میں سچائی کی سب سے بڑی گواہی حسینؑ کی شہادت پر جس نے دی اُس کا نام علی اصغرؑ ہے لیکن وہ تاریخ کا فاتحِ اکبر ہے یہ بچّہ چھ مہینے کا بچّہ عام طور پر ذاکرین جب مدینے سے سفر کا بیان کرتے ہیں، اُس وقت بھی یہی کہہ دیا کرتے ہیں کہ چھ مہینے کا بچّہ ہمراہ تھا یہ کربلا میں چھ مہینے کا ہے، چھ مہینے پہلے چھ مہینے کا نہیں ہے۔ خیال رکھیں یعنی مصائب بڑا باریک راستہ ہے۔ بڑے سوچ کر سمجھ کر تجزیہ کرنے کے بعد پڑھنا پڑتا ہے اور بیان کرنا پڑتا ہے۔ بڑی فکر کے بعد اور بچّہ کتنے دن کا تھا۔ جب مدینے سے حسینؑ چلے تو ایک اسکالر یہ لکھتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے کہ ہم نے جب اسلامی تاریخوں میں تلاش کیا تو پتہ یہ چلا کہ یہ اٹھارہ دن کے تھے۔ جب حسینؑ چلے مدینے سے تو یہ بچہ جو ہے وہ اٹھارہ دن کا ہے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ حسینؑ نے ایک رات کی مہلت کیوں لی تھی بعض جو کہتے ہیں کہ ایک رات کی مہلت اس لئے لی کہ عبادتیں کرنا چاہتے تھے۔ بعض نے کہا اس لئے ایک رات کی مہلت لی کہ پردۂ شب میں جنگ نہ ہو جائے اس لئے ایک رات کی مہلت لی کہ انتظار تھا کہ حرآ جائے اس لئے ایک رات کی مہلت لی۔ مہلت لی نہیں تھی مہلت عطا کی تھی کہ سوچ لو کیا کرنے جا رہے ہو، ساری چیزوں کا اگر آپ تجزیہ کریں گے تو اگر نو کو جنگ ہو جاتی تب بھی حرؑ آتا اگر آنا تھا اور جو دس دن میں نہیں سوچ سکے وہ ایک رات میں کیا سوچتے کہ کیا کرنے جا رہے ہیں تو یہ ایک رات مانگی کیوں امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ سے فرمایا میرے بھائی عباسؑ جا کر اِن سے ایک رات لے لو تو وہ مصنّف لکھتا ہے کہ شیعوں کی فقہ میں احکامِ ذبیحہ میں جس چیز کی قربانی دی جائے اُس کی عمر چھ مہینے کی ہو۔ اُس میں ایک دن بھی کم نہ ہو، علی اصغرؑ دس رجب کو پیدا ہوئے تھے۔ اگر نو محرم کو جنگ ہو جاتی تو چھ مہینے میں ایک دن کم تھا اور قربانی رد ہو جاتی قربانی چھ مہینے کی مکمل نہیں تھی اور اتنا اہتمام تھا، اتنا خیال ہے حسینؑ کو کہ آپ دیکھیں کہ اُن کا اتنا خیال اور پورا دن گزار کر آخر میں لائے تاکہ چھ مہینے کا آخری دن پورا دن گزر جائے ایسا نہ ہو مشیت کی طرف سے انکار ہو جائے۔ جس طرح اسماعیلؑ کی قربانی کے لئے اللہ نے دُنبہ بھیج دیا حسینؑ نہیں چاہتے تھے ایسا ہو جائے یعنی یہ تک حسینؑ کو گوارا نہیں تھا کہا اچھا اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ بچّے کے بہانے سے میں پانی پی لوں گا تو میں جلتی زمین پر بچّے کو لٹائے دیتا

Presented by Ziaraat.Com

ہوں لیکن مورخین نے لکھا کہ ابھی لٹایا تھا لیکن دوڑ کر فوراً ہی اُٹھالیا جب کہا ہے تو ذرا انتظار کریں کہ کوئی آ کر پانی پلا دے۔ مولا اُٹھا کیوں لیا یہ احساس ہو گیا تھا کہ زمین پر رکھ تو دیا ہے اپنی بیکسی دکھانے کے لئے لیکن یہ فخر اسماعیلؑ ہے ابھی ایڑی رگڑے گا تو چشمہ جاری ہو جائے گا اس لئے جلدی سے اُٹھا لیا۔ چشمہ نہیں چاہتے، حسینؑ قربانی کو بھی چاہتے ہیں قبول ہو جائے اور ایسا کوئی سہو اور ترکِ اولیٰ بھی نہ آنے پائے قربانی جو ہے وہ مکمل رہے مورخین نے لکھا ہے اگر علی اکبرؑ شبیہِ نبیؐ تھے تو یہ بچہ بھی چھ مہینے کا اپنے جدرسولؐ کی شبیہ تھا۔ مکمل رسولؐ کی صورت اور ماں کون ہے ماں کا نام ہے بعض مورخین نے لکھا ربابؑ اور بعض نے لکھا اُمِّ ربابؑ اب یہ دو الگ الگ فیصلے ہیں تاریخ میں ربابؑ اور اُمِ ربابؑ لیکن ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کس خاندان کی بی بی ہے تو یہاں یہ ملتا ہے کہ یمن کے رئیس امراؤالقیس جو عیسائی ہیں اور یہ سوچ کر چلتے ہیں یمن سے کہ ہم اب اسلام قبول کرلیں اور جو رسولؐ کا صحیح جانشین ہے اُسے مدینے میں تلاش کریں۔ آئے مدینے میں اور یہاں پوچھا اور کہا کہ ہے کوئی شریف انسان جس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں کلمہ پڑھیں اور اسلام قبول کریں، لوگوں نے کہا کیوں نہیں ہیں، علیؑ جو ہیں وہ اس وقت عرب کے شریف انسان ہیں ہم چاہتے یہ ہیں کہ دولت تو بہت ہے ہمارے پاس، دو بیٹیاں ہیں، ایک بیٹی کم عمر ہے ہم چاہتے ہیں کوئی وارث بن جائے دولت اُس کے حوالے کردیں اور وہ بچیوں کی سرپرستی کرے اور کوئی اچھے دولڑکے دیکھ کران لڑکیوں کی شادی کردے لیکن وہ شریف انسان ہو۔

امراء القیس مدینے کی ایک ایک گلی میں پوچھ رہے ہیں ہے کوئی شریف

Presented by Ziaraat.Com

انسان، ایک دن بیرونِ مدینہ کھڑے ہوئے تھے۔ قبیلے کے کچھ لوگ قبیلے کے سردار سے بات چیت کر رہے تھے دیکھا کہ ایک مزدُور آ رہا ہے سر پر خاک پڑی ہوئی، پیروں میں مٹی بھری ہوئی ہاتھوں کی مٹھیاں بند ہیں، جھومتا ہوا آ رہا ہے جب وہ قریب آیا مدینے کی سرحد کے تو چھوٹے چھوٹے بچّے کچھ گئے غریب سے بچّے اور وہ اُس کو جا کر گھیر لیتے ہیں تو وہ پھر زمین پر بیٹھ گیا۔ ہاتھوں کی مٹھیاں کھلیں پتہ چلا مزدوری کے درہم و دینار ہاتھ میں تھے وہ بچّوں میں تقسیم ہو گئے اور خالی ہاتھ ایک طرف چلا گیا تو بے اختیار پوچھا اِمراء القیس نے یہ کون ہے تو سردارِ قبیلہ نے کہا ارے تم اس کو نہیں جانتے۔

ما اشرفه هذا الفتی... یہ وہ جوان ہے جو عرب کا اشرف ترین جوان ہے اب یہ حیران ہوئے ارے میں تو شریف کی تلاش میں تھا تم نے مجھے آج اشرف کا پتہ بتا دیا یہ کون ہے جو اشرف ہے۔ اب دیکھا کہ شریف اور اشرف میں کیا فرق ہے۔ شریف اور ہے اشرف اور ہے جہاں لغت آلِ محمدؐ سے متمسک ہو جائے وسعت ہوگی اور جہاں آلِ محمدؐ سے کسی زبان کی لغت دُور بھاگے سکڑ جائے گی، سمٹ جائے گی تو اب آپ ہماری لغت دیکھیں تو آلِ محمدؐ سے متمسک ہے جو مقام دیکھا ہم نے اُس کو اُس ہی منزل پر لفظ دیا۔ مثال کے طور پر اور یہاں دیکھیں کہ یہاں لغت سمٹی ہوئی ہے کہ جس پاک جگہ کو دیکھا تو کہا مدینہ شریف، مکہ شریف، بغداد شریف، کربلا شریف یعنی ہر جگہ شریف ہے لیکن یہاں مقام کو دیکھا تو کہا مشہدِ مقدس اب جو دیکھا ہم نے کہا کہ مکّہ مکرمہ، مدینہ منورہ اب جیسے جیسے جگہ سامنے آ رہی ہے لفظ آتے جا رہے ہیں اور کربلا کو دیکھا تو کہا کربلائے معلّٰی اور جب نجف پہنچے تو کہا نجفِ اشرف اب شریف اور اشرف کا

Presented by Ziaraat.Com

فرق دیکھیے کتنا ہے۔

شریف اور ہے اور اشرف اور ہے تو یہ کہا کہ میں شریف کی تلاش میں تھا مجھے اشرف مل گیا۔ پیچھے پیچھے چلے، گھر پر پہنچے، دستک دی باہر آیا وہ مزدور جیسے دیکھا تھا اور جس کے بارے میں سنا تھا اشرف ہے باہر آیا پوچھا اُس سے کہ کیسے آئے، کہا میرا نام اِمراء القیس ہے، میں شریف کی تلاش میں تھا لوگوں نے تمہارا پتہ بتایا کہا کہ تم اشرف ہو، عرب کے اشرف ترین جوان ہو۔ کیا چاہتے ہو، کلمہ پڑھوا دو، بیعت کروں گا۔ پڑھوم کلمہ اچھا یہ میری دو بیٹیاں ہیں کہا گھبراؤ مت اگر اللہ نے تمہیں دو بیٹیاں دیں ہیں تو اللہ نے مجھے دو بیٹے دیئے ہیں میں تمہاری بڑی بیٹی رملہ کی شادی اپنے بڑے بیٹے حسنؑ سے کرتا ہوں اور جب چھوٹی بیٹی سلمہ بڑی ہوگی تو میں اُس کا عقد حسینؑ سے کردوں گا اور بعد میں اُس چھوٹی بیٹی سلمہ کا عقد حسینؑ سے ہوا۔ اب یہ بنی ہاشم کے گھر کا دستور تھا کسی دن تفصیل سے عرض کروں گا کہ جب بیٹی بیاہ کر لاتے تھے تو نام اور خطاب اپنا دیتے تھے۔ بڑی بہو کو علیؑ نے اُمِّ فروہؑ کا خطاب دیا اور چھوٹی بہو کو اُمِّ ربابؑ، یہ ہیں اُمِّ ربابؑ کس کی بیٹی ہیں اِمراء القیس کندی کی، نسل اس کی کیا ہے؟ یہ نسل ابراہیمی ہیں جو ختمی مرتبتؐ کے جد کلاب ہیں۔ اُن کے قبیلے سے ہیں یہ یعنی شاخ ایک ہے اور جنابِ خدیجہؑ سے رشتے داری بہت قریبی ہے اور اُمِّ ربابؑ اشعار بھی خوب کہتی ہیں اور امام حسینؑ اُن سے محبت بھی بے انتہا فرماتے تھے امام حسینؑ عربی اشعار جب کہتے تھے تو شاعری میں ربابؑ فوراً جواب دیا کرتی تھیں یعنی گفتگو اکثر شعر و شاعری میں ہوا کرتی تھی تو اکثر امام حسینؑ یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ مجھے وہ گھر اچھا ہی نہیں لگتا جس گھر میں ربابؑ اور سکینہؑ نہ

Presented by Ziaraat.Com

ہوں، یہ اشعار تاریخوں میں موجود ہیں۔ بحارالانوار میں بھی یہ اشعار موجود ہیں علامہ مجلسی نے نقل کئے ہیں کہ وہ گھر سونا لگتا ہے جس میں ربابؑ اور سکینہؑ نہ ہوں یہ ہے وہ بی بی ربابؑ۔ اللہ کیا کہنا اِمراء القیس تیرا خون کربلا میں مل گیا، تیرا نواسہ ہے علی اصغرؑ اور تیری نواسی ہے سکینہؑ اور بی بی ربابؑ تم پر سلام ہو۔ عاشور کی صبح کو تم نے کارنامہ دکھا دیا، تیار کیا بیٹی کو بھی اور بیٹے کو بھی۔ بیٹے کو حسینؑ کی گود میں دیا، بچّی کو زینبؑ کی گود میں دیا اور کہا اسلام پر بُرا وقت پڑا ہے اور یہ دو چیزیں مجھے اللہ نے عطا کی ہیں، شہزادی ایک آپ کے حوالے اور میرے وارث سرتاج ایک آپ کے حوالے۔ ربابؑ نے تو اپنے ہدیئے دے دیئے، اب حسینؑ جانیں اور علی اصغرؑ، اب سکینہؑ جانے اور زینبؑ اور اب ماں یہ دیکھ رہی ہے کہ جھولے سے باپ بچّے کو لے جا رہا ہے، ماں نے کچھ کہا نہیں ایک اُجلی سی چادر ضرور بچّے پر ڈال دی کہ دھوپ بہت تیز ہے، ربابؑ نے چادر ڈال دی، کہیں میرا پھول دھوپ میں مرجھا نہ جائے، باپ بچّے کو لے کر چلا، اب ماں نے کچھ پوچھا نہیں، سمجھ گئی کہ پانی پلانے جا رہے ہیں، شاید پانی مل جائے اور ظاہر ہے پانی اس لئے بچّے کو چاہئے کہ میرا دودھ بھی خشک ہو چکا ہے، میں بچّے کو دودھ بھی نہیں پلا سکتی اور اب درِ خیمہ پر انتظار میں ماں کھڑی ہوئی ہے، باپ واپس آیا، عملِ عاشورہ آپ کرتے ہیں اور اُس میں آپ سات بار پیچھے ہٹتے ہیں، سات بار آگے بڑھتے ہیں یہ عمل سب سے پہلے حسینؑ نے کیا تھا، بچّے کو ہاتھ میں لئے تھے کہ سات بار درِ خیمہ کی طرف بڑھے اور پیچھے ہٹے، اور ہر قدم پر یہ کہہ رہے تھے رِضاً بِقضائہٖ تسلیماً لِاَمرِہٖ اب پکار نہ سکے اور آخر اب پکار نہ سکے اور آخر میں ہمت کر کے درِ خیمہ پر آواز دی،

Presented by Ziaraat.Com

ربابؑ آ اور اپنے بچے کو لے جا، بچے کو لے جا اور اب ربابؑ سے پہلے سکینہؑ دوڑتی ہوئی آئیں اور کہا بابا علی اصغرؑ کو پانی پلا لائے ہو پیاس بجھ گئی، اب ماں بڑھیں اب جب ماں آگے بڑھیں تو حسینؑ نے کہا کہ ربابؑ میں کون ہوں، کہا امامِ وقت، میرے وارث، میرے سرتاج، میرے والی، کہا ربابؑ میں جو کچھ کہوں گا صبر کرو گی کہا ہاں آقا، کہا ذرا گود پھیلا دو، ربابؑ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے، بچے کو ربابؑ کی گود میں دے دیا۔ بس اتنا ملتا ہے کہ چیخ نہیں ماری، روئیں نہیں، جملہ کہا بس اتنا کہا، میرے لعل کیا تیری عمر کے بچے بھی نحر کئے جاتے ہیں۔ حسینؑ نے ذوالفقار سے ایک ننھی سی قبر بنائی، ماں دیکھتی رہی، ماں کی گود سے بچے کو لیا، قبر میں رکھ دیا، ماں اپنے لعل کو، اپنے پھول کو خاک میں چھپتے دیکھتی رہی، اللہ رے ربابؑ کا صبر۔ اب تاریخ یہ لکھتی ہے کہ کبھی ربابؑ کو روتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، چیخ مار کے روتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، بس خاموش رہتی تھیں۔ مورّخ لکھتا ہے کہ تمام بیبیوں میں واحد بی بی ربابؑ ہیں جنہیں ہمیشہ خاموش دیکھا گیا اور وہ وقت بھی دیکھا گیا کہ جب سیدِ سجادؑ نے تنہا قید خانے میں ننھی سی قبر کھودی اور سکینہؑ کو دفن کر دیا۔ سکینہؑ خدا حافظ۔ اُمِّ ربابؑ نے کہا سکینہؑ خدا حافظ۔ اب وہ وقت آیا کہ قافلہ چلا تو زینبؑ نے فضہ سے پوچھا کہ بھابی ربابؑ نہیں دکھائی دیتیں، شام کی عورتوں نے کہا کہ ہم ابھی جب زندانِ شام کے سامنے سے گزرے تھے تو ہم نے یہ دیکھا تھا کہ درِ زنداں سے کوئی بی بی لپٹی ہوئی رو رہی تھی۔ جب دَرِ زنداں کے پاس زینبؑ پہنچیں تو دیکھا کہ ربابؑ درِ زنداں سے لپٹی ہوئی ہیں۔ زینبؑ نے کہا بھابی قافلہ جانے والا ہے، چلو بھابی تو بے اختیار کہا شہزادی مجھے یہیں چھوڑ دو،

Presented by Ziaraat.Com

کہا ربابؑ تنہا یہیں چھوڑ دیں، یہاں کیا کرو گی، کہا شہزادی اللہ نے دو نعمتیں دی تھیں، ایک بیٹا دیا تھا، ایک بیٹی، علی اصغرؑ کربلا میں سو گیا، سکینہؑ یہاں پر ہے، اب میں مدینے جا کر کیا کروں گی۔ سمجھایا، کہا بھابی کربلا چلو، اپنے والی وارث کا ماتم کرنا، کیا اپنے شوہر کی قبر نہیں دیکھو گی، کہا اچھا شہزادی آپ کہہ رہی ہیں تو میں چلوں گی، ساتھ چلیں قافلے کے ساتھ خاموش، کربلا میں آئیں، والی وارث کا ماتم ہوا، کربلا کے میدان میں ماتم ہوتا رہا، مجلس ہوتی رہی اب یہاں سے بھی قافلہ چلا، اب جو مڑ کر دیکھا تو سب سوار ہو گئے لیکن ربابؑ قبرِ حسینؑ سے لپٹی ہوئی ہیں۔ زینبؑ قریب پہنچیں، کہا ربابؑ قافلہ جا رہا ہے، کہا ربابؑ قافلہ مدینے جا رہا ہے۔ بھابی چلو، کہا شہزادی آپ نے وہاں شام کے زنداں میں بھی یہی کہا تھا کہ کربلا چلو وہاں میں نے بچّی کو تنہا چھوڑا، اب یہاں سے بھی لے جاؤ گی، اب یہاں ننھی سی قبر کو چھوڑ کر کہاں جاؤں، میں مدینے جا کر کیا کروں گی۔ شہزادی مجھے یہیں چھوڑ دو، کہا اچھا ہم تمہاری خواہش کا احترام کریں گے، کنیزوں کو ساتھ چھوڑا گیا، شامیانے لگا دیئے گئے، قناتیں لگا دیں گئیں، خادموں کو چھوڑا گیا، کہا کہ ان کا خیال رکھنا، خدمت کرنا۔ ربابؑ نے کہا شہزادی ہم زائروں کو راستہ بتائیں گے، ہم اُن کی خدمت کریں گے، جو میرے وارث کی قبر پر آئے گا اُسے پتہ بتائیں گے، میں یہاں مجاوری کروں گی۔ ربابؑ قبرِ حسینؑ پر رُک گئیں، کہا جاتا ہے کہ ایک سال تک قبرِ حسینؑ پر بیٹھ کر خوب ماتم کیا۔ ایک سال کے بعد ربابؑ مدینے واپس آئیں، وہاں جو آئیں تو یہ منظر دیکھا کہ پانچ بیبیاں سائے میں نہیں بیٹھیں بلکہ گھر کی دھوپ میں صحنِ خانہ میں بیٹھی ہوئی ہیں، رات کو دن کی دھوپ اور دن بھر ماتم۔ اُمِّ لیلیٰؑ، اُمِّ کلثومؑ،

Presented by Ziaraat.Com

زینبؑ، اُمِ فروہؑ، اُمّ البنینؑ۔ یہ سب دھوپ میں بیٹھ کے اپنے وارثوں کا ماتم کرتی رہیں، ربابؑ بھی بیٹھ گئیں، دھوپ میں آ کر اور روز مجلس اور بی بی کبھی مجلس پڑھتی ہیں، مدینے کی عورتیں آتی ہیں اور یہ جنابِ اُمّ ربابؑ ہیں انہوں نے پہلی بار مجلس میں تبرک تقسیم کروایا ہے، تبرک کی ایجاد علی اصغرؑ کی ماں نے کی۔ تبرک تقسیم ہوتا ہے، مجلس میں رِقّت ہوتی ہے، رونا ہوتا ہے۔ ایک دن سیّدِ سجادؑ گھر میں آئے، کہا پھوپھی اماں آپ لوگوں کو منع نہیں کرتا، لیکن مادرِ گرامی اُمِ ربابؑ کا رنگ دھوپ میں سنولا گیا ہے، میں یہ ارشاد کرنا چاہتا ہوں کہ سائے میں بیٹھ کر ماتم کیا کریں۔ آخری دو جملے، شہزادی کا ذکر آپ نے سن لیا بچے یاد رکھیں گے اور جب یاد کریں گے، میرے جوان روئیں گے سیّد سجادؑ کہتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ مادرِ گرامی سائے میں بیٹھ کر ماتم کیا کریں، زینبؑ نے کہا اچھا میرے لعل اگر تم کہہ رہے ہو تو میں آج عرض کروں گی، گئیں قریب اور کہا بھابی میں نہیں کہہ رہی امامِ وقت نے کہا ہے کہ اگر ماتم کرنا ہے والی و وارث کا تو سائے میں بیٹھ کر کیا کرو تو بے اختیار کہا شہزادی میرے والی و وارث کی قبر پر سایہ ہو گیا جو میں سائے میں بیٹھ کر ماتم کروں، اچھا شہزادی آپ کہہ رہی ہیں تو میں کوشش کروں گی تو شام کو اُٹھ کر سائے میں بیٹھ جاؤں گی، شام آ گئی، مغرب کی نماز پڑھ رہی تھیں، رباب سجدے میں گئیں کافی دیر گزر گئی سجدے سے سر نہ اُٹھایا زینبؑ اب قریب پہنچیں، کہا بھابی اُٹھو تم نے وعدہ کیا تھا کہ آج کی رات چھت کے نیچے بیٹھو گی، جواب نہ ملا، پھر آواز دی جواب نہ ملا شانے کو ہلایا کہا بھابی اُٹھیئے میرے ساتھ چلیئے جب ہاتھ رکھا تو بے اختیار منہ سے نکلا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

❀❀❀

Presented by Ziaraat.Com

ساتویں مجلس

عِلم ایک نور ہے

سیرتِ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے

عشرۂ ثانی کی ساتویں تقریر "سیرتِ معصومینؑ" کے موضوع پر آپ حضرات امام بارگاہِ شہدائے کربلا میں سماعت فرمارہے ہیں۔

ارشادِ ربّ العزت ہے۔

وَكُلَّ شَيۡءٍ اَحۡصَيۡنٰهُ فِيۡۤ اِمَامٍ مُّبِيۡنٍ (سورۂ یٰسین ۱۲)

اور ہم نے ہر چیز کے علم کا احاطہ امام مبین میں کر رکھا ہے اور وہ روشن مرتبے والے امام ہیں۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ امامِ مبین علیؑ ہیں، اولین و آخرین اور ہر چیز کا علم اور پوری کائنات کے تمام علوم سینۂ علیؑ میں سمندر کی مانند موج زن ہیں، اسی طرح علیؑ کے گیارہ فرزندوں کے پاس بھی ہر چیز کا علم ہے، وہ سب امام اور معصوم ہیں اللہ نے انھیں بھی علم لدنّی کی نعمت سے مالا مال کردیا ہے اسلئے قرآن کو "قرآنِ صامت" اور آلِ محمدؐ کو قرآنِ ناطق کہا گیا ہے۔

امام شافعی بیان کرتے ہیں، علم وحکمت کے دس درجوں میں سے نو حصے حضرت علیؑ کو ملے ہیں اور دسویں درجے میں تمام دنیا کے علما ہیں اور اس میں بھی

Presented by Ziaraat.Com

حضرت علیؑ کو اولیت وفوقیت حاصل ہے''۔ مولا علیؑ کا سینہ علومِ الٰہی کا گنجینہ تھا، میر انیسؔ نے اس سینے کی تعریف میں کہا ہے:-

سینہ ہے وہ سینہ کہ جو کینے سے بری ہے نور اس میں ہے یا آئینے میں عکسِ پری ہے
کب قُرصِ مہ ومہر میں یہ جلوہ گری ہے یا روشنیٔ طور چراغِ سحری ہے
دیکھے جو اِسے علم کے گنجینے کو دیکھے
اس سینے کو جو دیکھے تو آئینے کو دیکھے

اللہ نے عِلم کی عظمت کو قائم رکھنے کے لئے مسلسل انبیاء بھیجے تاکہ کوئی اللہ کے اوپر حجت نہ قائم کرے کہ کوعِلم دینے والا نہیں آیا، اللہ نے ہر نبی آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ، داوٗدؑ، سلیمان، یعقوبؑ، یوسفؑ، عیسیٰؑ سب کو علم عطا کیا۔ ختمی مرتبتؐ کے لئے خصوصی ارشاد ہوا کہ ہم نے اپنے خزانۂ علم سے آپ کو سرفراز کیا اس بات کی شہادت ملائکہ دے رہے ہیں اور اللہ بھی گواہی دے رہا ہے اور شہادت کے لئے اللہ کافی ہے۔ ''نزولِ علم الٰہی کا ایک سلسلہ ہے جس سے تمام انبیاء مستفید ہوتے رہے، ہم نے وہی علم اے حبیبؐ آپ کو دیا''۔

اور اگر علمِ رسالت کا کوئی انکار کرے تو پھر دو گواہ ہوں گے اللہ گواہی کے لئے ہے اور وہ جس کے پاس عِلم کتاب ہے یہ دو گواہ کافی ہے۔ کتاب بھی معجزہ ہے اور کتاب کا عِلم رکھنے والا بھی معجزہ ہے، دونوں کی کوئی نظیر نہیں ہے۔

ہم جب اپنے حبیبؐ کو کچھ عطا کردیں وہ نعمت ہے، رسولؐ کو علم عطا کر دیا، اب کوئی چھین نہیں سکتا، اللہ جس کو جو چیز عطا کر دے پھر وہ کوئی چھین نہیں سکتا، زمین کے حصے چھین لو لیکن دنیا کی کوئی طاقت اللہ کی عطا یعنی علم کو الِ محمدؐ سے نہیں چھین سکتا فدک دنیا نے چھین لیا لیکن رسول اللہ نے فاطمہ زہراؑ کو عطا کیا تھا قیامت تک فدک فاطمہؑ ہی سے منسوب رہے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

علم آلِ محمدؐ سے کوئی چھین نہیں سکا۔ علم کی یہ عظمت ہے کہ علم سے انسان کو پہچانا جاتا ہے، انسان کا تعارف علم سے ہوتا ہے کہ کس درجے کا انسان ہے۔ علم حق و باطل میں تمیز کرتا ہے۔ دولت چھین لو اگر کسی کے پاس زیادہ ہے اور دوسروں میں تقسیم کر دو یہ اشتراکیت کا پیغام ہے لیکن کسی کا علم چھین کر دوسروں پر تقسیم نہیں ہوسکتا، مادّیت پر نظر رُک جاتی ہے، معنویت پر نظر رہے کہ وہاں تقسیم نہیں ہوسکتی۔ صحابیٔ رسولؐ حضرت ابوذر مزاجِ معصوم کو سمجھ رہے تھے اس لئے خلافت سے کہہ رہے تھے دولت کیوں جمع کی گئی ہے اس دولت کو تقسیم کرو، دولت جمع کرنے کے لئے نہیں ہے، صحابی کی معرفت کا تقاضہ ہے کہ مادّی امور پر نظر رہے کہ یہ تقسیم کرو، لیکن جہاں تقسیم ناممکن تھی وہاں حضرت عمر کو کہنا پڑا کہ اگر یا علیؑ آپ نہ ہوتے میں ہلاک ہوجاتا۔ یہ علم اور عالم کی منزل ہے، حضرت عمر نے یہ کیوں نہ کہا کہ یا علیؑ ہم علم کو چھین لیں گے، یہ مقام علم ہے چھینا نہیں جاسکتا یہ جسمانی طاقت نہیں ہے۔ یہ روحانی طاقت ہے۔ مقام علم اتنا بلند ہے کہ نے خود ارشاد فرمایا کہ علم کے درجے بلند ہیں، یہ علم صرف ایک گھرانے کو اللہ عطا کر دیا۔

معصوم کی علامت علم ہے، ہر عالم پر ایک عالم ہے، کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا کہ ہم بڑے عالم ہیں لیکن معصوم کہتا ہے ''سلونی'' مجھ سے پھر کائنات کی باتیں، مجمعے میں یہ کہنا آسان نہیں ہے کہ ہر بات پوچھو اور اگر غیر معصوم دشمنِ اہلِ بیتؑ نے کبھی ''سلونی'' کہہ دیا تو اُسے بھرے مجمعے میں ذلیل ہونا پڑا اور اُسے یہ بھی کہنا پڑا کہ عورتیں مجھ سے زیادہ پڑھی لکھی ہیں۔

علم معصوم وہ نور ہے کہ اس خزانے سے آتا ہے کہ جہاں کوئی بھی یہ پتہ نہیں چلا سکتا کہ رسولؐ کو کس نے پڑھایا، کس نے لکھایا، کس نے سکھایا، رسول اللہ بھی کہہ رہے تھے میرا بچپن اور جوانی اِسی مکّے میں گزرا ہے چالیس برس سے

Presented by Ziaraat.Com

تمہارے سامنے ہوں بتاؤ مکے والو مجھے کس نے پڑھایا، کس نے علم دیا، کیا کوئی یہ بتا سکا یہاں بشر عاجز ہو گئے۔

کیا رسولؐ اللہ کسی اُستاد سے پڑھتے تھے، اب تو مانو کہ کوئی طاقت ہے جو رسولؐ اللہ کو علم عطا کر رہی تھی، گویا علم توحید کا ثبوت بن گیا تھا، علم نبوت کے لئے ثبوت بن جاتا ہے۔ اگر یہ کہا ہے رسولؐ نے کہ میں تمہارا جیسا ہوں تو یہ بھی تو دنیا جانے کہ یہ بھی تو کہا ہے کہ علیؑ تم مجھ سے ہو، لوگوں سے یہ نہیں کہا کہ تم مجھ سے ہو یا میں تم میں سے ہوں، یہ علم رسولؐ تھا کہ فرمایا "یا علیؑ میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو"۔ کسی مورّخ کی یہ مجال نہ ہو سکی کہ وہ لکھ دیتا کہ چہاردہ معصومینؑ سے کس سے تعلیم حاصل کی، "سیرتِ معصومین" کا جوہر علم ہے اور اُن کا سارا علم نور ہی نور ہے، نبوت کا آغاز قلم ہے، قلم بھی علم ہے، نبوت کا اختتام بھی قلم ہے، آغاز بھی علم انجام بھی علم، امام رضاؑ نے نیشاپور کے راستے میں قلم مانگے نہیں تھے لیکن اُمت چوبیس ہزار قلم لے کر آ گئی تا کہ معصوم کے علم کو محفوظ کر سکے۔

کتاب اور صاحبانِ علم دونوں ساتھ ساتھ ہیں یہاں تک حوضِ کوثر پر دونوں ساتھ آئیں گے یہ ہے منزلِ علم، دنیا اس علم کو سمجھ نہ سکی، اُمت اس علم سے فائدہ نہ اُٹھا سکی اہلِ بیتؑ سے دشمنی جہالت کے جہنم میں لے گئی۔

علم کی منزل پر اُستاد شاگرد کو پرکھتا ہے کہ یہ علم کو قبول بھی کر سکے گا یا نہیں، چہاردہ معصومینؑ کو اللہ نے دیکھ کر علم دیا اور سورۂ رحمان میں ارشاد فرما دیا۔

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

(سورۂ رحمٰن آیت ۱ تا ۴)

"رحمان نے قرآن کا علم دیا، بیان کا علم دیا، دیکھ کر دیا کہ یہ قبول کرے گا۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا یہ آیات ہمارے جد علیؑ مرتضیٰ کی شان میں نازل

Presented by Ziaraat.Com

ہوئی ہیں یہاں ''الانسان'' امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کو کہا گیا ہے۔ امام جعفر صادقؑ نے بیان فرمایا کہ سورۂ رحمان سب کا سب ہمارے حق میں نازل ہوا ہے۔

رسول اللہ نے علیؑ کو سورۂ برأت دے کر مشرکوں اور کافروں کو سنانے کے لیئے بھیج دیا، حکم الٰہی تھا کہ وہ جائے جو تم سے ہو، یہ بھی علم کی منزل تھی۔ اسی طرح مباہلہ بھی علم کی منزل ہے، علم آچکا اب بحث نہ کرو، تلوار کی ضرورت نہیں ہے۔ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ م بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ (سورۂ آل عمران ۶۱)

لاؤ بچوں کا لاؤ، عورتوں کو لاؤ، نفسوں کو لاؤ تا کہ معلوم ہو کہ علم کے کتنے آئینے ہیں۔

عصمت کی منزل پر چھ برس کا امام ہو یا نو برس کا یا جوان ہو یا بوڑھا، علم کی منزل پر سب معصوم برابر ہیں، امام صادقؑ نے کہا علم، شجاعت اور عبادت میں ہم سب برابر ہیں۔

سلسلہ امامت میں آغاز بھی علم ہے، انجام بھی علم ہے، اصل علم یہ نہیں کہا کتابیں پڑھ لیں، حاشیے رٹ لئے، علما کے مقالات اور کتابوں کے الفاظ حفظ کر لئے یہ تو تقلید ہے، علم وہ ہے جس سے قلب روشن ہو جس سے تحقیق اور ریسرچ میں اضافہ ہو اور نفس کو اطمینان ہو، آئینہ دل روشن ہو جائے۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا علم ایک نور ہے اور اللہ جس قلب میں چاہتا ہے یہ نور ڈال کر اُسے روشن کر دیتا ہے''۔

کتنا بد بخت ہے یہ انسان مادیت کے لئے دولت کا انتظام کرتا ہے لیکن روح کے لئے علم کا انتظام نہیں کرتا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ہم اس پر خوش ہیں کہ ہمارے دشمن کو مال ملا اور ہم کو علم ملا کیونکہ مال عنقریب ختم ہو جائے گا اور یہ علم ہمیشہ باقی رہے گا۔ مسلمان مسجدیں بنا رہا ہے نمازوں کی تبلیغ کر رہا ہے حالانکہ ارشادِ رسولؐ ہے کہ عبادت

Presented by Ziaraat.Com

گزار صرف اپنے کو فائدہ پہنچا تا ہے اور عالم دنیا کو فیض پہونچا تا ہے، فرمایا اس لئے عالم افضل ہے عابد سے۔ علم حاصل کرنا انبیاء کی وراثت ہے۔ علم کے بغیر عبادت فضول ہے اس لئے رسول اللہ نے فرمایا ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔ رسولؐ اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی علمی کتاب لکھ کر چھوڑ جائے تو ہر صفحے کے بدلے میں آخرت میں ایک ملک عطا کیا جائے گا۔ رسولؐ اللہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''وہ عالم جس سے عوام کو فائدہ ہے ستر ہزار عابدوں سے بہتر ہے''۔

حضرت علیؑ کی خدمت میں دس آدمی آئے اور کہنے لگے مولاؑ آپ بابِ شہر علم ہیں ہم سب کا سوال ایک ہے لیکن ہم کو جواب الگ الگ دیجئے۔ مولا علیؑ نے دس جواب الگ الگ دیئے اور فرمایا کہ تمہارا سوال ہے کہ علم بہتر ہے کہ دولت بہتر ہے تو سنو!

مال سے علم بہتر ہے کہ مال فرعون، شدّاد، نمرود، اور قارون کی میراث ہے، علم انبیاء کی میراث ہے۔

تُو مال کی حفاظت کرتا ہے، علم تیری حفاظت کرتا ہے۔ مال رکھنے والے کے بہت دشمن ہوتے ہیں، عالم جس کے پاس ہوتا ہے اس سے لوگ محبت کرتے ہیں۔

مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ مالدار کنجوس ہوتا ہے، علم رکھنے والا سخی ہوتا ہے، مال کے لئے چور اور ڈاکو سے خطرہ ہوتا ہے، علم خوف سے بے نیاز ہوتا ہے۔

مال دار سے قیامت کے دن حساب لیا جائے گا، لیکن علم کا حساب نہیں لیا جائے گا۔

مال رکھنے سے خراب ہو جاتا ہے، علم کی چمک پرانی ہو کر نکھرتی ہے۔

مال سے قلب میں سیاہی بڑھتی ہے، علم سے قلب روشن ہوتا ہے۔

مال انسان کو خدا بنا دیتا ہے غرور کی وجہ سے، علم کی وجہ سے انکساری آتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مولا علیؑ نے فرمایا تم لوگ قیامت میں یہی سوال کرو میں ہر بار الگ الگ جواب دوں گا۔

علم سیکھنا اور سکھانا اور سکھانے والے کے رُتبے کو بیان کرتے ہوے حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص ہمارے شیعوں میں سے ہمارے علوم کا بتانے والا ہو اور ہمارے کم علم شیعوں کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر ہمارے عطا کردہ علوم کے نور تک لے جائے تو وہ روزِ قیامت اس شان سے آئے گا کہ اس کے سر پر ایک ایسا نوری تاج ہوگا جو تمام اہلِ محشر کو روشن کردے گا اور ایک ایسا شامیانہ اس کے اوپر ہوگا کہ اس کے چھوٹے سے چھوٹے دھاگے کا مقابلہ تمام سرمایۂ دنیا نہیں کرسکتا، پھر ایک منادی ندا کرے گا کہ اے بندگانِ خدا! یہ وہ عالم ہے کہ بعض علمائے آلِ محمدؐ کے شاگردوں میں سے ہے لہٰذا جس شخص کو بھی اس عالم نے جہالت کی حیرانی سے نکالا ہے وہ اس کے نور کے ساتھ لپٹ جائے تاکہ یہ محشر کی تاریکی اور حیرانی سے اس کو نکالے اور جنت تک پہنچائے اس منادی کی آواز ہر وہ لوگ جن کو اس عالم نے نیکی کی تعلیم دی اور وہ لوگ جن کے شکوک وشبہات کو اس عالم نے رفع کیا تھا اِن سب کو یہ عالم جنت میں لے جائے گا، بحارالانوار میں ایک دوسری روایت بھی اسی طرح کی ملتی ہے کہ حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ نے فرمایا کہ جو شخص اس شیعہ کو جو اپنے دینی اُمور میں محتاج ہے اور معرفت میں کمزور ہے ہمارے مخالف کے مقابلے میں اس کو علمی اور دینی امداد پہنچا کر ہمارے مخالف کا منہ بند کرے تو اس کو قبر میں اُتارے جانے کے دن خود خدا تلقین کرے گا کہ کہو خدا میرا ربّ ہے، محمدؐ میرے نبیؐ ہیں اور علیؑ میرے ولی ہیں اور کعبہ میرا قبلہ ہے اور قرآن میری

Presented by Ziaraat.Com

روحانی مسرّت اور میرا زادِ راہ ہے اور مومنین میرے بھائی ہیں، اس کے بعد خدا فرمائے گا کہ تُونے میرے کم علم بندوں کی دلیل و حجت کے ذریعے مدد کی تھی اس لئے جنّت کے اعلیٰ درجات تیرے لئے واجب ہیں فوراً ہی اس کی قبر بہترین باغاتِ جنّت کی شکل میں بدل جائے گی۔

''سیرتِ معصومینؑ'' کے عنوان سے مجالس کا سلسلہ جاری ہے اور آج اس سلسلے کی ساتویں مجلس ہے۔کل بھی جیسا کہ میں نے اعلان کیا تھا کہ آج سات صفر ہے آج ہی ساتویں امام کی ولادت بھی ہے اور اس کے ساتھ آج ساتویں امام کا ذکر بھی ہے۔ یہاں کی مجلس کے فوراً بعد سامنے عزاخانے میں مجلس ہے۔ اُس میں بھی آپ حضرات شرکت فرمائیں۔

اور مولاؑ یہ نہیں دیکھتے کہ کس مذہب اور ملّت کا آدمی کام کر رہا ہے مدد ہو جاتی ہے۔اب مثال دے دوں مسٹر جیمز شوبل کا میں نے ذکر کیا تھا امریکن اسکالر ہیں ورجینا یونیورسٹی نے ان کو ''تاریخِ عزاداری اور امام حسینؑ اور پاکستان میں عزاداری پر پی ایچ ڈی کا موضوع دیا ہے اور انہوں نے اتنے دنوں میں ایک ایک چیز کو اس طرح دیکھا ہے اگر جوان چاہیں تو ان سے صرف یہ گفتگو کریں کہ یہاں انھوں نے تحقیق کس طرح کی آپ حیران رہ جائیں گے کس طرح انھوں نے عزاداری کا مشاہدہ کیا ہے، ایک ایک ارکانِ عزا کو سمجھنے کی کوشش کی ہے، حد ہے کہ کلاوے تک کو دیکھا ہے اور پوچھا ہے کہ کیوں پہنایا جاتا ہے۔علم، علم کا پنجہ قریب سے جا کر دیکھا ہے، تعزیہ دفن کیسے ہوتا ہے اور سمندر میں جو تعزیے سیرائے جاتے ہیں وہ کس طرح، آگ کا ماتم، زنجیر کا ماتم ایک ایک تفصیلات ایک ایک چیز تحقیقات کے لئے ہیں۔ ذاکرین کی مجلسیں بھی انہوں نے سماعت

Presented by Ziaraat.Com

کی ہیں اور ساری مجلسیں انہوں نے نوٹ کی ہیں خدا کرے کہ ان کی کتاب تاریخِ عزاداری جو ہے وہ مکمل ہو کے شائع ہو اور امریکہ والوں کو بھی یہ معلوم ہو کہ غمِ حسینؑ کیا ہے اور یہ اس لئے معلوم ہو کہ ابھی جب یہ والی حکومت جو ابھی چل رہی ہے اب یہ شروع ہوئی تو یہ خبر آئی کہ امریکہ نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں دنیا کے بڑے انسانوں کو چنا ہے اور کائنات کا سب سے بڑا انسان امریکہ نے ختمی مرتبتؐ کو مانا ہے اور اُن کے بعد دنیا کا سب سے بڑا انسان حضرتِ عمر کو مانا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ خدا کرے کہ ان کی کتاب سے امریکہ والوں کو یہ معلوم ہو جائے کے رسولؐ کے بعد دنیا کے سب سے بڑے انسان علیؑ اور امام حسینؑ ہیں۔

کسی طرح کا شک آپ نہ کریں یہ نہ سمجھیے کہ بیچارے سی آئی اے کے ایجنٹ ہیں پڑھے لکھے اسکالر جو ہوتے ہیں اُن کو سیاست کی باتوں سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا وہ صرف اپنی علمی باتیں جانتے ہیں اس وقت بھی چار پانچ کتابیں فارسی کی عربی کی اُردو کی خریدیں ہیں۔ جہاں تک میں نے ان کو دیکھا ہے سوائے کتابوں، سوائے علمی باتوں کے میں نے اُن کو کبھی سیاست پر کوئی تذکرہ کرتے نہیں دیکھا۔ اگر موضوع نکالا بھی میں نے تو انہوں نے موڑ دیا، ہمیشہ علمی باتیں کرتے ہیں تو اُس سے یہ اندازہ ہوا کہ امریکہ کے نوجوان انگریز اسکالر پاکستان کی عزاداری میں دلچسپی رکھتے ہیں جیمز شوبل میرے ساتھ جلوسوں میں بھی گئے اور اس وقت میری مجلس سننے آئے ہیں اب یہاں سے یہ کچھ دنوں کے بعد چہلم کرنے مصر جا رہے ہیں پروفیسر کرار حسین ان کے گائیڈ تھے یہاں اور مولانا عابد شبرؔ صاحب نے ان کو اُردو بھی پڑھائی اور یہ آئے تھے

Presented by Ziaraat.Com

انیس الحسنین کے صاحبزادے مولانا حسن کے ساتھ تو اب یہ ایک ہفتے یہاں ہیں نوجوان چاہیں تو تحقیق کے مسئلے میں اور عزاداری پہ اُن سے گفتگو کر سکتے ہیں تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مدد کس طرح ہوتی ہے، مدد اس طرح ہوتی ہے کہ میں یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ وہ شاعری جو آلِ محمدؐ کی مدح میں ہو یا جو آلِ محمدؐ کے لئے لکھا جائے وہ سب جائز ہے اور آلِ محمدؐ کی نظر میں بڑی عظمتیں ہیں اُس کی اور شعر جو ہے وہ تو مستقل ایک سبجیکٹ ہے حضرت علیؑ بھی شعر کہتے تھے اور اُن کا دیوان جو ہے وہ سینکڑوں بار چھپ چکا ہے۔ حضرت علیؑ کا دیوان میرے پاس بھی ہے۔ جناب فاطمہؑ بھی شعر کہتی تھیں تھیں امامِ حسنؑ بھی شعر کہتے تھے، امام حسینؑ بھی شعر کہتے تھے۔ ہمارا ہر امام شعر کہتا تھا اور حد ہے ہمارا موجودہ امام جو ہے وہ بھی شعر کہتا ہے اور اب تصور یہ کریں کہ دنیاوی شاعری نہیں بلکہ ایسے اشعار کہ اِدھر شیخ مفید کا انتقال ہوا اور اُدھر قبر پر ایک شعر لکھا ہوا ملا اور نیچے لکھا ہوا تھا کہ تمہارے امامؑ نے یہ شعر شیخ مفید کے لئے کہا ہے فی البدیہہ شعر کہنے والے ہیں یہ معصومینؑ۔ جنابِ فاطمہ زہراؑ نے کوئی کاغذ قلم لے کر مرثیہ اپنے بابا کا نہیں لکھا تھا بلکہ بس مسلسل کہے گئے ہیں، مجھ پر اتنی مصیبتیں پڑیں کہ اگر دنوں پر پڑتیں تو راتوں میں بدل جاتے۔ جنابِ فاطمہؑ اور حضرت علیؑ کے اشعار تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں، خود جنابِ سیّد سجادؑ کا دیوان جو ہے اُس کا ''گلستانِ سجادؑ'' کے نام سے ترجمہ ہوا جو آپ کے جسٹس جو ملک میں الیکشن کے انچارج بنائے گئے اسلام آباد میں، پہلے کراچی میں تھے جسٹس نصرت کے والد مرحوم جنہوں نے کمال یہ تھا کہ کل حدیث کساء منظوم کر دی۔ انہوں نے نہج البلاغہ منظوم کر دی، انہوں نے مختار نامہ منظوم کر دیا۔ جو چیزیں انہیں ملیں سب منظوم کرتے

چلے گئے تو سیّد سجادؑ کا دیوان بھی اُنھوں نے منظوم کر دیا میرے کتب خانے میں موجود ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں تو ہر امام کے اشعار ملتے ہیں اب مدد کیسے ہوتی ہے یہ دیکھئے۔ نصر اللہ ایک مشہور عالم ہیں اہل سنت والجماعت کے وہ کہتے ہیں کہ میں تاریخ اسلام کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا جب میں اُس چیپٹر پر پہنچا جو حضرتِ علیؑ سے متعلق تھا رات آدھی گزر چکی تھی میں یہ سطر پڑھ رہا تھا کہ علیؑ کے بارے میں مؤرخ نے یہ لکھا تھا کہ مولائے کائنات نے اپنی پوری زندگی میں یہ اصول رکھا کہ میدانِ جنگ میں کبھی بھی جب دشمنوں پر فتح پائی تو جن لوگوں کو اسیر بنایا اسیروں کو کبھی تکلیف نہیں پہنچائی۔ اسیروں کو کبھی قتل نہیں کیا اور دشمنوں کی عورتوں کو کبھی اسیر بھی نہیں کیا اور کبھی دشمنوں کے بچوں کو قتل نہیں کیا اور کبھی بھاگنے والوں کا پیچھا نہیں کیا اور کبھی دشمن پر پانی بند نہیں کیا تو یہ دیکھئے اصولِ جہاد تھا مولا کا۔ اب یہ کہتے ہیں کہ پڑھتے پڑھتے میں نے کتاب بند کر دی اور میں سوچنے لگا کہ علیؑ نے اپنے دشمنوں کے ساتھ یہ طرزِ عمل رکھا اور دنیا نے اولادِ علیؑ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ خاندانِ علیؑ کے بچوں کو قتل کیا اُن کی عورتوں کو اسیر کیا۔ کہتے ہیں یہ سوچتے سوچتے جواب نہیں ملا سو گئے۔ اب وہ لکھتے ہیں کہ جب میں سو گیا تو میں نے اپنے مولا علیؑ کو خواب میں دیکھا، میں نے دیکھا کہ مولاؑ مجھ سے کہہ رہے ہیں نصر اللہ تمہیں اس کا جواب چاہئے، کہا ہاں مولا میں تشویش میں ہوں کیا بات تھی کہ دشمنوں نے ایسا کیا جبکہ آپ نے دشمنوں کے ساتھ ایسا نہیں کیا تو کہا اگر جواب چاہئے نصر اللہ تو ابن السّیفی کے پاس چلے جاؤ تمہیں جواب دے گا۔ اب ان کی آنکھ کھل گئی اور سوچنے لگے ابن السّیفی کون ہے تو نصر اللہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد آیا کہ یہ عرب کا سب سے بڑا شاعر ابن السّیفی

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ کہنے لگے کہ میں اُسی وقت اُس کے گھر پہنچا رات آدھی گزر چکی تھی اب جو میں اُس کے گھر پر پہنچا وہ سو رہا تھا، میں نے دستک دی وہ نیند سے اُٹھ کر آیا آنکھیں اُس کی سرخ تھیں تو اُس نے پوچھا ارے اتنا بڑا عالم اور میرے گھر پر آیا ہے کہا کیا کروں مولا نے بھیجا ہے تمہارے پاس، یہ خواب دیکھا واقعہ جو گزرا یہ ہوا تھا، اب یہ کہتے ہیں کہ جیسے ہی میں نے وجہ بتائی کہ میں اس تشویش میں ہوں کہ یہ کیا بات تھی تو ابنِ اَلسیفی چیخ مار کر رونے لگے تو نصر اللہ نے کہا ابنِ اَلسیفی روکیوں رہے ہو، کہا اس لئے رو رہا ہوں کہ سونے سے پہلے دو شعر کہے تھے اور وہ دو شعر کہہ کر سویا تھا، ان دونوں اشعار میں اِسی سوال کا جواب دیا تھا، مولا کو خبر ہوگئی میرے اشعار کی، اشعار یہ ہیں جن کا مفہوم یہ تھا کہ سنو نصر اللہ بات یہ ہے کہ علیؑ کا طرزِ عمل اپنے دشمنوں کے ساتھ اس لئے رہتا تھا کہ علیؑ کے ظرف میں صداقت تھی، سچائی تھی سخاوت تھی، امامت تھی، عظمت تھی، خلوص تھا، محبت تھی، انکساری تھی، اُس ظرف سے وہی چھلکا اور دشمنوں کے ظرف سے عداوت تھی، دشمنی تھی، کفر تھا، شرک تھا، اُس ظرف سے وہی چھلکا جس ظرف میں جو ہوتا ہے وہی چھلکتا ہے۔ حالانکہ شاعری ہے لیکن کتنا خوبصورت جواب ہے۔ اِسی طرح امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی سیرت سے ایک مثال دے رہا ہوں یہ واقعہ علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں لکھا ہے۔

امام حسنؑ نے فرمایا حسینؑ ابنِ علیؑ میں دیکھتا ہوں کہ تم شاعروں کو بہت عطا کرتے ہو، کہا بھیا آپ کو معلوم ہے کہ نانا نے یہ فرمایا کہ تیرا وہ مال بہتر ہے جو تیری عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ بھیا اس لئے شاعروں کو زیادہ عطا کرتا ہوں، مقصد سمجھیں کہ حسینؑ کیا کہہ رہے ہیں، یہ جان رہے ہیں کہ شاعر کے اگر

Presented by Ziaraat.Com

خلافِ مزاج ہو جائے تو کیا ہوتا ہے تاریخی واقعات موجود ہیں کہ اگر شاعر خلاف ہو گیا تو تاریخ میں بڑی سے بڑی شخصیت جو ہے وہ عجیب وغریب نظر آئی ہے۔ حسینؑ کا یہ کہنا اس لئے تھا کہ جان رہے تھے، صدیوں کو دیکھ رہے تھے کہ شعرا کس طرح نصرت کریں گے واقعۂ کربلا سے پہلے کیا تھا بھیا آپ کو معلوم ہے یہ نہیں کہا آپ کو نہیں معلوم صرف زمانے کو بتانا تھا اس لئے دونوں بھائیوں نے گفتگو کی تاکہ حدیث بنے واقعہ بنے اور اب چوتھے امام کا دور ہے غور کیجئے کہ حج کرنے کے لئے گئے ہیں ہشام بہت دیر سے کوشش میں ہے کہ جائے اور حجرِ اسود کو بوسہ دے دے۔ حجرِ اسود تک پہنچ نہیں پا رہا اژدھام ہے مجمع اُسے پیچھے دھکیل دیتا ہے، پہنچ نہیں پا رہا اور جب امام زین العابدینؑ آئے تو کائی کی طرح مجمع پھٹنے لگا اور راستہ بنا تب وہ بیچ میں سے گزرتے ہوئے گیا حجرِ اسود کو بوسہ دیا واپس ہوئے اور ہشام نے کہا یہ کون ہے کہ جس کو راستہ دے دیا ہے سب نے ہم کو راستہ نہیں دیا جبکہ ہم ولی عہد ہیں، شاہی خاندان سے ہیں اُس وقت پہلو میں، اُس کا بڑا درباری شاعر موجود تھا، اُس نے کہا جان کے انجان بن رہا ہے تو اس کو نہیں پہچانتا اگر تو اس سے انکار کرے گا کہ نہیں پہچانتا تو اُس کی توہین نہیں، اس لئے کہ اُس کو صفا و مروہ پہچانتے ہیں، اس کو مکّے کا ذرّہ ذرّہ جانتا ہے، اس کو خانۂ کعبہ کی دیواریں پہچانتی ہیں، اس کو تو خود حجرِ اسود آواز دیتا ہے، اس کو تو مقامِ ابراہیم بلاتا ہے اپنے قریب، تو نہیں جانتا یہ حسینؑ کا بیٹا سیّد الساجدین ہے۔ قصیدہ پڑھا پینسٹھ شعر کا، غصہ آیا، ہشام نے فرزدق کو قید میں ڈال دیا، گھر کو ویران کر دیا، قید میں زندگی گزرنے لگی، ایک دن فرزدقؔ نے امامؑ کو پیغام بھیجا کہ مولا کب تک قید میں زندگی گزاروں گا،

Presented by Ziaraat.Com

جواب دیا، کہا جاؤ ہمارے شاعر سے، ہمارے مدّاح سے کہہ دو کہ تم نے اب تک نہیں چاہا تھا، آج تم نے چاہا ہے، ہم اپنے معبود سے کہیں گے دو رکعت نماز پڑھی دعا کی، اِدھر دعا پوری نہیں ہوئی تھی کہ فرزدق کے لئے قید کا دروازہ کھل گیا، سیدھے امام کے پاس آئے، سر جھکا کر بیٹھ گئے، کہا فرزدق ہم نے سنا کہ بادشاہِ وقت نے ہل چلوا دیئے تمہارے گھر پر، تمہارا گھر ویران کر دیا، جائداد تمہاری لٹ گئی، غلام کو آواز دی، ایک تھیلی طبق میں رکھی ہوئی آئی، کہا فرزدق اس میں چالیس ہزار دینار ہیں یہ تمہاری پوری زندگی کے لئے کافی ہوں گے اور جب تک تمہیں جینا ہے کام آئیں گے۔

اور اب یہ پانچویں امام کا دَور ہے، کُمیت اس دَور کے بڑے شاعر ہیں، درباری شاعر ہیں، دربار میں اعلان کیا گیا کہ شاہراہ پر کربلا کا ذکر نہ ہو پر کُمیت نے کہا کس کی مجال ہے جو ہمیں کربلا کے ذکر سے روک سکے، سیدھے مدینے آئے اور گلی کوچوں میں گھوم گھوم کے مرثیہ پڑھنا شروع کیا، دن بھر مرثیہ پڑھا اور جب محلّۂ بنی ہاشم میں آئے تو بچوں نے گھیر لیا، بنی ہاشم کے بچے معصومینؑ کے گھر کے بچے کُمیت کو حلقے میں لئے ہوئے ماتم کرتے ہوئے چلے کمیت نے مدینے کی ایک ایک گلی میں مرثیہ پڑھا اور جب شام ہوئی تو کمیتؔ کا دامن پکڑے ہوئے امام کی خدمت میں آئے اور کہا مولاؑ آپ نے ہمارے شاعر کا مرثیہ سنا، کہا ہاں بچو سنا تو بچوں نے یہ کہا محمد باقرؑ سے کہ مولا شاعر کو ہمارے مدّاح کو کچھ عطا کریں گے، کہا ایک چادر لاؤ چادر آئی بچوں سے کہا چادر کے کونے تھام لو۔ بچوں نے چادر کے کونے پکڑ لئے کہا گھر میں لے جاؤ چادر گھر میں گئی واپس آئی امام نے باندھا کُمیت کے سامنے رکھ دیا کہا یہ کیا، کہا تو

Presented by Ziaraat.Com

نے خدمت کی ہے ہمارے جد کا مرثیہ پڑھا ہے یہ نذرانہ ہے ہماری طرف سے۔ اب جو چادر کھولی تو اپنے منہ پر طمانچے مارے اس لئے کہ اُس میں عصمت سرا سے تمام خواتین نے سیّدانیوں نے اپنے زیور اتار کے ڈال دیئے تھے۔ کسی نے گلے کا زیور کسی نے کان کا زیور، کسی نے ہاتھ کا زیور، منہ پر طمانچے لگائے کہا مولا اس لئے مدح نہیں کی کہ سیّدانیوں کے زیور لے جاؤں تو کنیز نے آ کر کہا کہ بیبیاں یہ کہہ رہی ہیں کہ ہمارے مدّاح سے کہہ دو کہ ہم آلِ محمدؐ جو راہِ خدا میں دے دیتے ہیں وہ واپس نہیں لیا کرتے لے جا کُمیت اور یہ چھٹے امام کا دور ہے محرّم کا چاند ہوا شاعر آ گیا کہا مرثیہ کہہ کر لائے، کہا ہاں مولا مرثیہ کہہ کر لایا ہوں، امامؑ نے کہا تو پھر پڑھو مدّاحِ اہلِ بیتؑ اسماعیلِ حِمیَری منبر کے پاس کھڑے ہو گئے مرثیہ پڑھنے لگے امامؑ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہا کیا کھڑے ہو کر مرثیہ پڑھو گے منبر پر نہیں بیٹھو گے، کہا مولا کیسے ہو سکتا ہے کہ شاعر منبر پر بیٹھے امام اور معصوم نیچے بیٹھیں، کہا ہم حکم دیتے ہیں کہ تم منبر پر بیٹھو ہم نیچے بیٹھیں گے۔ اب شاعروں کا مرتبہ پہچان لیجئے میرے جوان بھائی ان چیزوں کو یاد رکھیے گا کبھی بھولیے نہ کہ آلِ محمدؐ کی مدّاحی میں کہے جانے والے اشعار کیا ہیں دیکھیے میں کل آٹھویں امام کے سلسلے میں بیان کروں گا۔ اس سلسلے تک لانا تھا تو یہ چھٹے امام کا دور ہے اور یہ ساتویں امام کا دور ہے اور یہاں تک میں نے تسلسل اپنی تقریر کا ملا دیا۔

ہارون رشید نے اپنے درباریوں سے کہا قید خانے سے موسیٰ کاظمؑ کو بلا کر لاؤ۔ یہ آپ کو معلوم ہے نا مولا پہ انتہائے اسیری گزر گئی۔ مرزا دبیرؔ نے کہا، مرزا دبیرؔ کے مرثیے کی بیت ہے، مرزا دبیرؔ نے ہر امام کا ایک ایک مرثیہ لکھا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ساتویں امام کے احوال کا جو مرثیہ دبیر نے لکھا اُس میں یہ لکھا کہ:

مولا پہ انتہائے اسیری گزر گئی
زندان میں جوانی و پیری گزر گئی

جوانی بھی قید خانے میں اور بڑھاپا بھی قید خانے میں گزر گیا، ہارون کے دربار میں جشن ہو رہا تھا اور ہارون رشید کے دربار میں لوگ نذرانے پیش کر رہے تھے۔ زر و جواہر کے ڈھیر لگ گئے، انبار لگ گئے، کہا بلاؤ موسیٰ کاظمؑ کو قید خانے سے۔ معصوم کو زنجیروں میں جکڑا ہوا قید خانے سے لایا گیا، کہا کیوں بلایا ہے کہا آج میرے جشن کا دن ہے امامؑ نے فرمایا کہ جشن کا دن ہے تو مجھے کیوں بلایا ہے کہا آپ نے دیکھا رعایا نے کتنی دولت کے انبار لگا دیئے دربار میں، کہا دیکھا دیکھا کہا یہ ساری دولت آپ کو میں نے دے دی لے جایئے۔ یہ ساری دولت میں نے آپ کو دے دی، ابھی ہارون یہ کہہ رہا تھا کہ ایک شخص آگے بڑھا تاریخِ بغداد میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے خطیبِ بغدادی نے لکھا ہے کہ ایسے میں ایک شخص آگے بڑھا اور امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں عرض کی مولا میں مُنشِد ہوں عربی میں مُنشِد اُس کو کہتے ہیں کہ جو اپنا کلام نہ پڑھتا ہو بلکہ دوسروں کے مرثیے پڑھتا ہو ہم آپ اُسے مرثیہ خوان کہتے ہیں جو دوسروں کے مرثیے پڑھتا ہو، اُس نے کہا میرا دادا شاعر تھا اور اُس نے دو شعر حسین ابنِ علیؑ کے لیے کہے تھے میں نذرانے میں کچھ نہیں لا سکا۔ میں یہ دو شعر پیش کرتا ہوں کہا سنا دو، اُس نے دو شعر پڑھے اُس کا مفہوم یہ تھا کہ ”کربلا کے میدان میں حسینؑ پر تیروں کی بارش ہو رہی تھی، تلواریں چل رہی تھیں لیکن اُس کے باوجود یہ تلواریں، یہ اسلحے حسینؑ کے جسم کی عظمت کو نہ خرید سکے“۔ بس یہ سننا تھا امام

Presented by Ziaraat.Com

رونے لگے اور کہا تو نے دو شعر سنائے اور یہ ساری دولت ہارون نے مجھے دے دی ہے میں تجھے دیتا ہوں لے جا۔ ہارون کا چہرہ اُتر گیا۔

امامؑ نے بتایا کہ آلِ محمدؐ کی مدح میں جو شاعری کی جائے اُس کا مرتبہ کیا ہے۔ آپ یقین کریں تبلیغ میں نثر اور نظم دونوں نے حصہ لیا ہے۔ حسینؑ کی شہادت میں عزاداری میں شاعری کا پلہ جو ہے وہ بھاری ہے، نثر سے زیادہ ہے، تجزیہ کرنا چاہیں تو کرلیں، یہ عظمت ہے، یہ ساتواں معصوم ہے اور پیدا کہاں ہوا مکے اور مدینے کے درمیان، مدینے سے پینتیس میل، دُور ابوا کے مقام پر۔ ابوا کون سی جگہ ہے وہ مقام ہے کہ جہاں پہ رسولؐ کی والدۂ گرامی جنابِ آمنہ کی قبر ہے اور دو عورتیں کہتی ہیں کہ تالاب میں ہم پانی بھر رہے تھے تو ہم نے دیکھا کہ کھجوروں کے درخت کے پیچھے سے ایک عورت چادر میں لپٹی ہوئی اُس قبر پر آئی اور اُس نے آ کر آواز دی۔ ''اے دنیا کے برگزیدہ انسان کی ماں، اے فخرِ انبیاء کی ماں آمنہؑ، میری مشکل کو سہل کرو'' اور وہ عورتیں کہتی ہیں کہ اُسی شام کو ہم نے سنا کہ امامِ صادقؑ ابوا میں آئے اور اصحاب امامؑ کو بیٹے کی ولادت کی مبارک باد دے رہے تھے کہ بیٹا مبارک ہو، بیٹا مبارک ہو۔ نام موسیٰؑ ہے، لقب کاظم ہے، کاظم کے معنی جو غصے کو ضبط کرے، امام غصے کو بہت ضبط کرتے تھے اس لئے کہ وہ دور ہے کہ جس میں مہدی جیسا خلیفہ ہارون رشید جیسا خلیفہ، ہر وقت توہین کرنے پر آمادہ ہے لیکن مولا ہر ایک کے سوال کا جواب ضبط کے ساتھ دیتے ہیں اس لئے کاظم لقب پڑ گیا اور جب قید کئے گئے تو کبھی بصرے کے قید خانے میں، کبھی بغداد کے قید خانے میں، تو قید خانے بدلے جاتے ہیں، ابھی تذکرہ آئے گا لیکن امام کا یہ عالم ہے کہ جس نے جو مسئلہ پوچھا اُس کو بتا دیا

Presented by Ziaraat.Com

علی بن یقطین جو ہارون رشید کا درباری ہے لیکن امام موسیٰ کاظمؑ کا دوست دار اور محب ہے ایک دن خدمتِ امام میں آیا اور کہتا ہے کہ ہارون رشید مجھے وزیر بنانا چاہتا ہے بن جاؤں، کہا ہاں بالکل بن جاؤ، امامؑ کو معلوم ہے کہ خلافت باطل ہے لیکن مصلحتِ امام اور سیرتِ معصومینؑ دیکھیے، یعنی یہ جد کی سیرت ہے۔ سلمانِ فارسیؑ نے مولا علیؑ سے کہا مدائن کی وزارت مجھے مل رہی ہے لے لوں، علیؑ نے کہا ہاں لے لو دنیا کو کچھ بتانا تھا کہ اگر یہ اصحابِ حق میرے ساتھ ہوتے اور پہلی خلافت مل چکی ہوتی اور یہ سب ایک ایک جگہ کے گورنر ہوتے تو کیسی خلافت چل رہی ہوتی۔ ایک نمونہ دیکھ لو اس لئے مولا علیؑ سلمان کو بھیج رہے ہیں گورنر بنا کر اور جب پہنچے مدائن میں تو مدائن والوں نے سلمان کا مذاق اُڑایا کہ ایک چٹائی اور ایک مٹی کا لوٹا لئے ہوئے اونٹ پر بیٹھا ہوا گورنر آیا ہے۔ ہنس رہے ہیں مدائن والے، کہا قصر میں ٹھہریں گے، کہا نہیں مسجد میں ٹھہریں گے۔ مسجد میں گئے اب لوگ جاتے ہیں اور سلمان کی وضع قطع اور لباس کا مذاق اُڑاتے ہیں، یہ کیسے گورنری کریں گے، سلمان کو سیدھا سادہ سمجھ کر لوگوں نے جرائم بڑھا دیئے جعل سازیاں بڑھا دیں، شکایتیں آنے لگیں کہ صاحب چوری بہت ہوتی ہے، ڈاکے بہت پڑنے لگے ہیں شہر میں، سلمان نے اعلان کیا کہ آج کے بعد اس شہر میں کوئی چوری نہیں ہوگی کوئی ڈاکہ نہیں پڑے گا اور سنو سب سے کہتا ہوں کہ آج کی رات کوئی اپنے گھر سے نہ نکلے گورنری کی شان مولا کا بھیجا ہوا گورنر تقیے میں ہے۔ دکھانا ہے نمونہ، آج کوئی اپنے گھر سے نہ نکلے سب ہنسنے لگے یہ اکیلے کیا کریں گے۔ نہ سپاہی نہ پولیس، پولیس اُس زمانے کی ایجاد ہے۔ مدینے میں پولیس تھی مدائن میں نہیں پہنچی تھی مدینے میں بہر حال پولیس تھی۔ خلافت کا

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا دور ہے پولیس ایجاد ہو چکی تھی مگر سلمان کو پولیس والے نہیں دیئے گئے تھے، نہ آرمی دی گئی تھی اب سلمانؑ اکیلے کیا کریں گے ہنس رہے ہیں سب۔ اپنے اپنے گھروں کو گئے اور رات کو دروازہ کھولا تا کہ یہ دیکھیں کہ بھئی کیوں منع کیا ہے تو سلمانؑ نے جیسے ہی یہ کہا کہ سب اپنے گھروں کے دروازوں کو بند رکھنا اور یہ کہہ کر مسجد سے نکل کر جنگل میں گئے آواز دی اے جنگل کے وحشی درندوں سلمان بلا رہا ہے۔ جنگل کے ہزاروں کتے دوڑتے ہوئے آئے اور سلمانؑ نے کہا وحشی درندو آج کی رات شہر کا انتظام تمہارے سپرد ہے سلمانؑ آرام سے سوئے رہے صبح جب ہوئی تو وہ جنھوں نے دروازے کھولے تھے چوری کرنے کے لئے چوروں نے اور وہ جو تماشا دیکھنے نکلے تھے، صبح کو ہر گلی کے نکڑ پر لاشیں پڑی تھیں اور وحشی درندوں نے ٹانگیں چیر کر پھینک دیں تھیں۔ اب مدائن والوں نے دیکھا گورنری کیسی ہوتی ہے، بتا دیا سلمانؑ نے کہ جب انسان درندوں سے بدتر ہو جائے تو ہم درندوں کو گورنری کے لئے لایا کرتے ہیں۔

جب تم انسانیت ختم کر دو گے تو ان ہی سے تمہارا علاج کروائیں گے درندوں سے! تو امام بھی اکثر عہدہ اس لئے دلوا دیا کرتے ہیں تا کہ تم مصلحت سمجھو اور نمونہ دیکھ لو، کہا سنو علی ابنِ یقطین اس لئے عہدہ دلوا رہا ہوں کہ میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں قتل نہیں کیا جائے گا لیکن یہ وعدہ کرو کہ تم وزیر بننے کے بعد جہاں جہاں ہمارے شیعہ ہیں اُن کی حفاظت کرو گے، کہا ہاں مولا وعدہ کرتا ہوں اب آپ نے دیکھا یہ انتظام کیا ہے تو گویا اگر اپنی قوم کی حفاظت کرے کوئی قوم کا رہنما تو اُدھر سے مدد ہوتی ہے اور اگر اپنی قوم کٹتی رہے، جلتی رہے، بکتی رہے اور کوئی مدد نہ کرے تو کیا آپ کو یہ یقین ہے کہ اُن لوگوں کی مدد

Presented by Ziaraat.Com

رہنماؤں کی امام کی طرف سے ہوئی میں تو سمجھتا ہوں نہیں ہوئی کسی کی مدد نہیں ہوئی اس لئے کہ قوم کی مدد کسی نے نہیں کی، تو اب اس سال تو سارے یہ وعدہ کر لیں کہ قوم کے ہر غم میں شریک رہیں گے تا کہ اُدھر سے مدد ہوتی رہے۔ اگر مگر نہیں ہے تو معصوم نے کہا مدد کرنا ہماری قوم کی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔ اب علی بن یقطین مدد کر رہا ہے اور جب مدد کر رہا ہے تو اب امام کاظمؑ سے پوچھتا ہے خط لکھ کر کہ وضو کیسے کروں فقہ حنفی کے مطابق یا آپ کی فقہ کے مطابق کہا نہیں وضو بھی اُسی طرح کرو اور نماز بھی ویسے ہی پڑھو، بڑے حیران ہوئے کہ یہ ہمارے امام نے کیا لکھ دیا، مگر حکم تھا کیا کرتے ویسے ہی وضو ویسے ہی نماز۔ پڑھنے لگے شکایت سن کے ایک درباری کہتا ہے یہ تو مُحب ہیں موسیٰ کاظمؑ کے ان کو وزارت سے نکال دیا جائے۔ ہارون نے کہا ہم خود دیکھیں گے اور عقیدے کا پتہ لگا لیں گے۔ جس وقت یہ وضو کر رہے ہوں اُس وقت لے چلنا اب جو ہارون پہنچا تو دیکھا کہ بڑے اہتمام سے وضو کیا سر کا پورا مسح پیر بھی دھوئے، ناک میں پانی بھی ڈالا اور باقاعدہ گردن بھی قطع ہوگئی اور کہا بکواس کرتے ہو جھوٹ بولتے ہو وہ ہمارے عقیدے پر ہے، ہم کیسے وزارت سے نکال دیں یہ تو حنفی طریقے سے وضو کر رہا ہے، امام موسیٰ کاظمؑ کو علم تھا کہ علی ابنِ یقطین کی مخبری ہوگی اس لئے حکم دیا کہ وضو حنفی طریقے سے کرو۔

ایک دن روم کے بادشاہ نے ایک قیمتی خلعت سونے کے تاروں سے بنا ہوا سیا کمخواب کا ہارون کے پاس بھجوایا۔ ہارون رشید نے یہ خلعت علی ابن یقطین کو انعام میں دے دیا۔ اُس نے غلام سے کہا یہ لے جا کے میری طرف سے موسیٰ کاظمؑ کو دے دے۔ امام نے خلعت کو دیکھا اور غلام سے کہا کہ جا یہ کہہ دینا علی

بن یقطین سے کہ یہ خلعت تیرے کام آئے گا واپس دے دیا۔ ابھی دو دن نہیں گزرے تھے کہ جاسوس نے ہارون سے جا کر کہا کہ جو خلعت آپ نے دیا تھا وہ بھجوا دیا اپنے امام کے پاس۔ ہارون نے فوراً بلوا لیا کہا وہ خلعت جو دیا تھا وہ کہاں ہے علی بن یقطین، نے کہا میں یہاں موجود ہوں۔ غلام کو بھیجئے فلاں جگہ رکھا ہے وہ لے آئے گا وہ جا کر لے آیا خلعت تو اب سمجھ میں آیا کہ مولا نے نذر قبول کیوں نہیں کی تھی میری جان بچانا چاہتے تھے۔

دیکھا آپ نے تو یہ مولا کے کارنامے ہیں اور امام کا اگر علمی کارنامہ بڑے سے بڑا اگر آپ کو دیکھنا ہو تو آپ مناظرے دیکھیں اور یہ وہ دور ہے کہ جب اپنے اور پرائے سب آ کر بحث کیا کرتے تھے۔ بادشاہِ وقت پوچھ رہا ہے کہتا ہے کہ یہ بتایئے کہ یہ سات تکبیریں مستحب کیوں ہیں نماز سے پہلے اور یہ رکوع میں سبحانَ ربّیَ العظیمِ و بحمدِہ کیوں کہتے ہیں اور سجدے میں سُبحانَ ربّیَ الاعلٰی و بحمدِہ کیوں کہتے ہیں۔ تو آپ نے کہا تجھے اب تک مفہومِ نماز نہیں معلوم کیسا خلیفۂ وقت ہے تو۔ اچھا سُن بات یہ ہے کہ جب ہمارے جد رسولِ خدا معراج پر گئے اور پہلے آسمان پر پہنچے تو نگاہوں کے سامنے سے ایک پردہ ہٹا، آپ نے کہا اللہ اکبر، ابھی یہ کہا تھا کہ دوسرا آسمان بھی پار ہوا، اب کہا اللہ اکبر تیسرا آسمان آیا اور پردے ہٹتے چلے یہاں تک کہ سات پردے سات آسمانوں کے سامنے سے ہٹے سات تکبیریں کہیں، اللہ اکبر اور جب اُس مقام پر پہنچے کہ جہاں کوئی نہ پہنچ سکا تو رکوع میں جھک گئے اور کہا سُبحانَ ربّیَ العظیمِ و بحمدِہ اور جیسے ہی یہ کہا ویسے ہی عظمتوں، جلالتوں اور ربوبیت کا پردہ سامنے سے ہٹا اب جو جلوۂ ربوبیت دیکھا تو بے اختیار اضطراب کے عالم

Presented by Ziaraat.Com

میں سجدے میں گرے اور کہا سُبحانَ رَبّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمدِہٖ سنو نماز جو ہے وہ معراج کی یادگار ہے، معراج سے واپسی پر نماز واجب ہوئی اسی لئے نماز کو معراجِ مومن قرار دیا۔ اور نماز کی معراج سجدہ ہے، اب سجدے کی اہمیت سمجھیں تو معصوم کس طرح ایک ایک چیز سمجھا رہے ہیں اور بتا رہے ہیں

ایک دن ہارون رشید کہتا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ بیعت لے رہے ہیں چھپ چھپ کر اب امام کا جلال دیکھیں ساتویں معصوم کا جلال دیکھئے، امامؑ نے کہا ہارون رشید علانیہ بیعت لینے سے مجھے کون روک سکتا ہے ہارون نے کہا کہ آپ کو بیعت لینے کا حق کیا ہے، امامؑ نے کہا کہ مجھے حق ہے، کیوں حق نہیں ہے مجھے؟ میرا حق زائل کس نے کر دیا۔ اب سوال جواب دیکھئے امامؑ فرماتے ہیں میرا حق زائل کس نے کر دیا جو میں بیعت نہیں لے سکتا، ہارون نے کہا کہ میں بادشاہِ وقت ہوں میں بیعت لے سکتا ہوں آپ کیسے بیعت لے سکتے ہیں۔ امام نے کہا ہارون بس اتنا فرق ہے بادشاہ میں بھی ہوں، بادشاہ تو بھی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ تو جسموں کا بادشاہ ہے، میں دلوں کا بادشاہ ہوں، ہارون نے کہا کہ میں تو پوری رعایا پر حکومت کرتا ہوں میری فضیلت زیادہ ہے۔ امام نے فرمایا کہ ہاں بس اتنی فضیلت ہے تجھے کہ تو جسموں پر حکومت کرتا ہے اور میں روحوں پر حکومت کرتا ہوں۔ میں اس طرح افضل ہوں اور تو مبذول ہے۔ جس طرح روح کو حق ہے جسم پر حکومت کا اس طرح مجھے حکومت کا حق ہے تیرے اوپر۔ تو جسم پر حکومت کرتا ہے میں روح کا حکمران ہوں اور اب اُس کے بعد ہارون کہتا ہے کہ آپ افضل کہاں سے ہو گئے اس لئے کہ رسولؐ کے ایک چچا کی اولاد آپ ہیں اور ایک چچا کی اولاد میں ہوں، آپ ابوطالبؑ کی

Presented by Ziaraat.Com

اولاد ہیں، میں عباس بن عبدالمطلبؑ کی اولاد۔ کہاں ایک چچا کی اولاد میں بھی ہوں ایک چچا کی اولاد تو بھی ہے لیکن تو نے غور ہی نہیں کیا جب محشر میں تو پہنچے گا رسولؐ کے سامنے تو تُو سلام کرے گا السلامُ علیكَ یا ابنِ عمّ کہہ کر اے میرے چچا کے بیٹے تجھ پر سلام اور میں سلام کروں گا السلامُ علیكَ یا جدّاہ یعنی اے میرے دادا آپ پر میرا اسلام تو پتہ ہے تجھے اولاد اور خاندان والے برابر نہیں ہوا کرتے میں اولاد ہوں تو خاندان والا ہے۔

جس طرح چوتھے امام کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح ایک بار ساتویں امام کے ساتھ ہو گیا خانہ کعبہ میں حجرِ اسود کا بوسہ دینے امام معصوم آگے بڑھے اور ہارون چاہتا ہے کہ میں پہلے جاؤں اور بوسہ نہ دے سکا اور امام نے بوسہ دیا آگے بڑھ گئے اب یہ پہنچا کہ مقامِ ابراہیمؑ پر نماز پڑھوں وہاں جب پہنچا تو پہلے ہی دیکھا یہ جوان نماز پڑھ رہا ہے وہ غصے میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا میں بیٹھ سکتا ہوں، کہا بیٹھ جا یا چلا جا کوئی میرا گھر تھوڑی ہے مرضی ہے، کہا کیا اپنے دور کے بادشاہوں سے اِسی طرح بات کرتے ہیں، کیا کہنا سیرتِ معصوم کا اور یہ علمی جواب کا۔ کیا کیا تعریفیں ہو سکتی ہیں اور کیا کیا اس پہ کہا جا سکتا ہے۔ ہارون نے کہا اپنے دَور کے بادشاہوں سے اس طرح بات کرتے ہیں، کہا یہ کوئی میرا گھر نہیں ہے یہ تو خانہ خدا ہے یہاں گدا اور شاہ دونوں برابر ہیں۔ چونکا بادشاہ، یہ تو خانہ خدا ہے، ہارون نے کہا میں آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں امام نے کہا کہ امتحان کرنا چاہتا ہے میرا یا استفادے کے لئے پوچھنا چاہتا ہے، ہارون رشید گھبرا گیا کہنے لگا استفادے کے لئے پوچھنا چاہتا ہوں، امامؑ نے کہا تو اس طرح بیٹھ جس طرح شاگرد اُستاد کے سامنے بیٹھتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

امام نے فرمایا پوچھ، کیا پوچھنا چاہتا ہے، ہارو نے کہا بتایئے واجبات اسلام کیا ہیں، واجباتِ دین کیا ہیں، امام نے فرمایا تجھے نہیں معلوم خلیفۂ وقت ہے، ارے بس ایک، پانچ، سترہ، چونتیس، چورانوے، سترہ پر ایک سوتر پن، پھر بارہ میں ایک، چالیس میں ایک، دوسو میں سے پانچ اور ساری عمر میں ایک اور ایک کے بدلے ایک۔

ہارون کہنے لگا میں آپ سے واجباتِ شرعی پوچھ رہا ہوں آپ مجھے حساب کتاب بتا رہے ہیں، امامؑ کہنے لگے کہ اچھا تجھے نہیں پتہ کہ اسلام پورا حساب کتاب پر ہی مشتمل ہے اس لئے یومِ حساب نام رکھا گیا، جس دن حساب ہوگا تجھے نہیں پتہ اب دیکھیں کہ مولا نے آپ لوگوں کا میتھ میٹک کا پیپر کیسے حل کروایا۔ ہر پیپر رکھا ہے اللہ نے دین میں، ہر چیز کا پیپر ہے کبھی اگر تذکرہ آیا تو بتاؤں گا کہ کس طرح ہر سبجیکٹ کا پیپر ہے جسے حل کرنا ہے اور وہاں نتیجہ ملے گا تو اب یہ واجباتِ شرعی تو کہا آپ حساب کتاب گنوا رہے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا کہ تجھے نہیں معلوم کہ ایک یعنی اسلام ہے جو واجب ہے۔

پانچ یعنی پانچ وقت کی نماز ہے اور سترہ تو وہ سترہ رکعت نمازِ واجب ہیں اور یہ جو چونتیس کہا آپ نے کہا کہ چونتیس سجدے ہیں اور چورانوے جو آپ نے کہا، چورانوے تکبیریں ہیں اور ایک سوتر پن تسبیحات ہیں، اب وہ پوچھتا جا رہا ہے آپ بتاتے جا رہے ہیں کہ بارہ میں ایک، کہا بارہ مہینے کا سال ہوتا ہے، اُس میں ایک مہینہ واجب ہے روزہ رکھنا اور چالیس میں ایک کہ اگر چالیس دینار ہوں تو اُس میں سے ایک دے دو زکوٰۃ کا اور میرا یہ قول کہ دوسو میں سے پانچ تو جس کے پاس دوسو درہم ہیں اس پر فرض ہے کہ پانچ درہم زکوٰۃ میں

Presented by Ziaraat.Com

دے۔ پھر میرا یہ قول کہ عمر بھر میں ایک تو وہ حج ہے۔

اور یہ جو آپ نے بتایا کہ ایک کے بدلے ایک کہا اگر کوئی شخص ایک کو قتل کر دے تو اُس کے بدلے میں ایک قتل ضرور ہوگا۔ امامؑ نے تمام واجبِ شرعی تشریح کر کے سامنے بتا دیا۔

یہ جو کوئی بڑے صاحب کھڑے ہوئے ہیں اور ایک منٹ رہ گیا نو بجنے میں اور نو بجے مجھے تقریر ختم کر کے اُن کے یہاں کی مجلس شروع کرنی ہے اور یہیں یہ مجلس چھوڑ رہا ہوں اور آگے بڑھ جاؤں اور جو چیزیں رہ گئیں وہ وہاں بیان کر دوں گا۔ معصوم کو قید میں رکھا گیا اور اب چاہتا یہ ہے ہارون رشید کہ امامؑ کو قتل کر دیا جائے۔ طریقے سوچ رہا ہے قتل کرنے کے اور چاہتا یہ ہے کہ حکومت پر الزام آنے نہ پائے۔ اس طرح قتل کیا جائے تو اب وزرا سے پوچھتا ہے، مشورہ کرتا ہے۔ انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ ایسے ملک کے لوگوں کو بلایا جائے کہ جو جانتے نہ ہوں اُن کو۔ حبش سے چالیس حبشیوں کو بلایا گیا جنگلیوں کو اور اُنہیں شراب پلا کر یہ حکم دیا گیا کہ جو سامنے چادر پڑی ہوئی ہے سفید اس پر تلوار چلاؤ، کئی دن تک وہ مشق کرتے رہے جب اُن کو عادت پڑ گئی شراب پی کر چادر پر تلوار چلانے کی مشق پوری ہوگئی تو ایک دن شراب پلا کر قید خانے میں بھیج دیا گیا اور کہا گیا یہ جو سامنے چادر پڑی ہے اس پر تلواریں چلا دو، اب حبشی تلواریں لیے ہوئے آگے بڑھے، چاہتے تھے کہ وار کریں، معصوم نے ایک بار چہرے سے چادر سرکا دی۔ چادر کا سرکنا تھا کہ تمام حبشی تلواریں پھینک کر قید خانے سے بھاگے اور صحرا میں دُور تک نکل گئے، ہارون نے پکڑ کر بلوایا، ہانپتے ہوئے آئے کہا جو تمہیں کہا گیا تو وہ تم نے کام کیوں نہیں کیا، کہا ارے کس کے

Presented by Ziaraat.Com

پاس بھیج دیا تھا ہمیں تُو نے، کہا کیوں، کہا ہم تو اُسے پہچان گئے، کہا تم کیا جانو یہ تو قید خانے سے کبھی نہیں نکلا، تم تو حبش کے جنگلوں سے آئے ہو، کہا ہمیں کچھ نہیں معلوم ہمارے جنگلوں اور باغوں میں جب بارش نہیں ہوتی تھی اور ہم جب دعا کرتے تھے تو یہ آتا تھا، دعا کرواتا تھا، بارش ہونے لگتی تھی، یہ ہمارا امام ہے، اُس نے ہماری مدد جنگلوں میں کی ہے تُو نے ان کو قید کر کے رکھا ہے، ہمارے امام کی شان کو دیکھیے کہ کیا کوشش کی تھی اور کیا ہوا، کوشش یہ کوشش جاری ہے کہ کسی طرح قاتل خریدوں۔ کل میرے دوست نے کہا تھا کہ شہادت بھی پڑھا کریں، اب کوشش کروں گا جو معصوم رہ گئے ہیں اُن کی شہادت کا ذکر کروں، ولادت سے شہادت تک ظاہر ہے کہ وقت بہت کم ہوتا ہے بھئی جو چیزیں بس بیان کر دوں اُسے تبرک سمجھ لیجیے۔ ہارون رشید کی یہ کوشش ہے کہ کسی طرح قتل کر دے زہر دیا اور زہر دینے کے بعد یہ کہا کہ موسیٰ کاظمؑ تم زبان سے یہ بات نہیں نکالو گے کہ زہر دیا گیا اور کوشش یہ ہے کہ زہر سے مر جائیں، زہر ایسا دیا گیا کہ جسم میں کہیں ظاہر نہ ہو اور یہ کہا جائے کہ مریض اپنی موت سے مرا ہے اور طبیب کو بھیجا گیا طبیب اندر جائے اور آ کر باہر یہ کہہ دے کہ اپنی موت سے مریض مرا ہے یہ قیدی اپنی موت سے مرا ہے۔ طبیب اندر گیا، پورے جسم کو دیکھا، آنکھوں کو دیکھا، چہرے کو دیکھا، کہیں زہر کے آثار نہیں تھے ابھی یہ چاہتا تھا کہ اُٹھ جائے امام نے اپنی ہتھیلیاں سامنے کر دیں، ہتھیلیوں پر نظر پہنچی اُس نے کہا ارے اس قیدی کو تو زہر دیا گیا ہے، اب یہ معصوم جانتا ہے کہ یہ کون سا زہر ہے جس کے اثر کا ہتھیلیوں سے پتہ چلے گا، یہ ہے سیرت معصوم، یہ ہیں امام کے معجزے۔ باہر آیا چاہتا تو یہی تھا کہ پتہ نہ چلے لیکن طبیب نے بتا دیا

Presented by Ziaraat.Com

معلوم ہو گیا کہ زہر دیا گیا ہے۔ رات ہی وفات پائی، شہادت ہوئی اور اب ہارون کہتا ہے کہ چار آدمی جائیں اور قیدی کے جنازے کو لے جا کر بغداد کے پُل پر رکھ دیں، دجلہ کے پُل پر رکھ دیا گیا آدھی رات کو جنازہ آپ کے ساتویں امام کا، ابھی صبح نمودار ہونے والی تھی کہ وہ لوگ جو منڈی جایا کرتے تھے تجارت کے لئے سامان لے کر اپنے اونٹوں اور گھوڑے گاڑیوں پر چاہتے ہیں کہ پل کو پار کریں جیسے ہی سواریوں کو چڑھانا چاہا چڑھائی پر چلتے چلتے ناقے رُک گئے، چلتے ہوئے گھوڑے رُک گئے تو قافلے والے حیران ہوئے سواریوں سے اُترے کہا دیکھیں کیا بات ہے یہ سواریاں کیوں رُک گئیں اب جو اوپر جا کر دیکھا تو ایک جنازہ رکھا ہوا دیکھا، سب حیران ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا مسئلہ ہے اور یہ وحشی جانور کیوں رُک گئے ہیں، یہ بے زبان جانور کیوں رُک گئے ہیں، یہ جنازہ کس کا ہے بس تقریر ختم ہوئی اور اس کے بعد مصائب بھی اِسی ربط سے وہاں پڑھ دوں گا۔ رات کی مجلس میں اور اب بس آخری جملے ایک حداد بغداد کی ایک گلی میں رہتا ہے، رات آدھی گزر چکی، دروازے پر کسی نے دستک دی، اُس نے دروازہ کھولا تو ایک بی بی سیاہ چادر میں لپٹی ہوئی نظر آئی، حداد باہر آیا، کہا بی بی کیا بات ہے کہا سن حداد تُو نے یہ منت مانی تھی کہ اگر اس سال میرے بیٹا پیدا ہوا تو میں فاطمہؑ کے کسی بیٹے کی خدمت کروں گا، کہا ہاں بی بی یہ منت تو مانی ہے لیکن تم کو کیسے معلوم کہا ئن میں اُسی حسینؑ کی ماں ہوں اور میرے بیٹے کی مدد کر دے، حیران ہوا، کہا بی بی کیا بات ہے کہا حداد ذرا میرے ساتھ آ (آخری جملے) اور بی بی لئے ہوئے حداد کو اُس چڑھائی پر آئیں اور کہا یہ جنازہ ہے اے حداد تجھے واسطہ ہے رسولؐ کا میرے بیٹے کی ہتھکڑیاں کاٹ دے، میرے پوتے کی بیڑیاں کاٹ دے۔

Presented by Ziaraat.Com

آٹھویں مجلس

اُمّی کے کیا معنی ہیں؟

سیرتِ امام علی رضا علیہ السلام، ذکرِ جنابِ اُمّ البنین سلام اللہ علیہا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

خدا کا شکر ہے اس سیرتِ معصومینؑ کے عنوان پر یہ آٹھویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ کل سے ذرا ظاہر ہے کہ دو تقریریں مشکل ہو جائیں گی اس لئے کہ چار معصوم بچ گئے آج آٹھویں امام کا ذکر ہے اور چار معصوم رہ گئے اور تقریریں دو، باقی ہیں جیسا کہ ابتدا میں کہا تھا کہ دو دو معصوموں کا تذکرہ ایک ساتھ ہوگا، اور پھر جو کہا جا چکا اُس کی ترتیب بھی پیش کرنا ضروری ہے، اُس کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ کئی تقریروں میں میں نے یہ بات کہی کہ اللہ کی اطاعت ہوگا، رسولؐ کی اطاعت کرو، اُولی الامر کی اطاعت کرو۔ تاریخ نے جو نام پیش کئے اُن کے نام بھی میں نے ایک دن گنوائے تھے، نمازِ جمعہ کے خطبے میں جن اُولی الامر کا نام لیا جاتا تھا لیکن عجیب بات ہے کہ چونکہ ختمی مرتبتؐ نے بارہ نام لے دیئے تھے اس لئے تاریخ نے کوشش کی کہ بارہ کی تعداد پوری ہو جائے لیکن کسی بھی دور میں تعداد پوری نہ ہو سکی۔ ہمارے یہاں ایک سلسلہ

Presented by Ziaraat.Com

ہے پورا عصمت کا، سلسلہ نور کا، امامت کا سلسلہ، اسی سلسلے کی آٹھویں کڑی آپ کے سامنے ہے اور عجیب بات ہے کہ تاریخ نے جتنے اُولی الامر بنائے تو اُن میں ترتیب کے لحاظ سے اگر دیکھیں کہ جو پہلے کی سیرت ہے وہ دوسرے کی نہیں اور جو دوسرے کی ہے وہ تیسرے کی نہیں اور جو سیرت چوتھے کی ہے وہ پانچویں کی نہیں سیرت بدلتی جاتی ہے اور سیرت بدلتی جاتی ہے۔ ہمارے بارہ اُولی الامر ہیں اور سب کی سیرت ایک ہے۔

کل ساتویں امام کا ذکر تھا اور تقریر میں نے ادھوری چھوڑ دی تھی اور اُس کے بعد دوسری تقریر یہاں ہوئی پھر اُس کا موضوع بدل گیا اس لئے کہ وہ تذکرہ آ گیا تھا شاعری سے متعلق حالانکہ مصائب میں ہم نے وہاں یہی موضوع رکھا تھا جو یہاں تھا تو اگر آپ غور کریں تو یہ وہ اُولی الامر ہیں جنہیں دنیا نے مانا کہ وہ خلافت کے دربار میں ہیں اور رسولؐ کی بیٹی کھڑی ہوئی ہے کہہ رہی ہے کہ فدک میرا ہے۔ فدک پر ایک تقریر میری عظمتِ قرآن کے ذیل میں رضویہ میں جو عشرہ شروع ہو رہا ہے میرا بارہ صفر سے، وہاں پر ایک پوری تقریر جمل پر اور ایک فدک پر ہوگی۔ اشارہ کر رہا ہوں یہاں بات کہنے کے لئے تھوڑا سا تذکرہ ساتویں امامؑ کا کرنے کے بعد پھر آگے بڑھ جاؤں عرض کر رہا تھا کہ دربار میں شہزادیٔ کونینؑ سے کہا گیا کہ تو پھر گواہ لاؤ تو گواہی میں مباہلے کے گواہ شہزادی نے پیش کر دیئے۔ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ تو اُن سچوں سے پہلے ایک سچا علیؑ، دو سچے بچے حسنؑ اور حسینؑ اور ایک گواہی میں لائیں اپنی کنیز اُمِ ایمن تو اب دیکھیں کہ کیونکہ صادقین کو لائیں تھیں اس لئے ایسی کنیز کو لائیں کہ جس کے لئے رسولؐ کی حدیث موجود تھی اور اِسی لئے اُمّ ِ ایمن نے

Presented by Ziaraat.Com

بڑھ کر کہا کہ تم نے رسولؐ سے یہ سنا ہے نام اُمِ ایمن ہماری اُمت میں سچی بی بی ہے۔ حاکمِ وقت نے کہا ہاں سنا ہے تو کہا جب تمہیں میری سچائی کا یقین ہے تو میں کہتی ہوں کہ فدک رسولؐ کی بیٹی کا ہے جو کنیز لائیں وہ بھی سچی، رسولؐ کے بقول۔ تو اب یہ چار سچے لائیں حاکم نے کہا کہ کنیز کی گواہی قبول نہیں اور یہ یاد رکھئے یعنی اُولی الامر کی سیرت جو ہے وہ ایک دوسرے سے ملتی نہیں ایک کچھ کہتا ہے دوسرا کچھ کہہ دیتا ہے ہارون رشید بھی مسلمانوں کا حاکم ہے، اُس نے کہا کنیز کی گواہی قبول ہے، قید خانے میں ہمارا ساتواں امام قید ہے اُس کے باوجود ہارون رشید ہر وقت یہ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح توہین کا پہلو نکالا جائے، ایک خوبصورت حسین و جمیل کنیز کو سکھا کر بھیجا گیا قید خانے میں۔ پورا پلان تیار ہوا کہ شاہی دربان اور سپاہی باہر کھڑے ہیں اور اولی الامر بھی باہر موجود ہے لیکن جو سیاستِ الٰہیہ کا اُولی الامر ہے وہ سجدے میں پڑا ہوا ہے، قید خانے میں سجدے سے سر نہیں اُٹھاتا اور کنیز اندر جاتی ہے۔ اب وہ چاہتی ہے کہ کب مخاطب ہو سجدے سے سر اُٹھائیں لیکن وہ سجدے سے سر نہیں اُٹھاتے، کھڑی ہوئی ہے اتنی دیر میں اُس نے دیکھا کہ بہت سی خوبصورت کنیزیں آئیں اور آگے بڑھ کر کہتی ہیں کہ تو کیوں آئی ہے یہاں اگر تو خدمت کے لئے آئی ہے تو واپس جا اس لئے کہ ہم سب اس کی خدمت کے لئے موجود ہیں۔ اتنی اضطراب میں آئی اتنی پریشان ہوئی کہ بے اختیار سجدے میں گر گئی، روتے روتے اب وہ بھی سجدے میں ہیں اور یہ بھی سجدے میں۔ جب کافی دیر ہوگئی اور وزرا یہ سمجھے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپس میں دونوں میں کوئی ساز باز ہوگئی ہو، اندر جو گئے دیکھا یہ منظر کہ قیدی سجدے میں ہے کنیز، بھی سجدے میں ہے،

Presented by Ziaraat.Com

تھوڑی دیر تو کھڑے رہے جب اُس نے سجدے سے سر نہیں اُٹھایا تو بازو پکڑ کر کھینچا اور اُٹھا کر خلیفۂ وقت کے سامنے لائے، ہارون نے کہا کہ تجھے کس کام کے لئے بھیجا گیا تھا تو نے یہ کیا کیا، کہا میں کیا کروں آج مجھے شعورِ سجدہ سکھا دیا اُس قیدی نے، جو مزہ آج عبادت میں ملا ہے ساری زندگی مجھے نہیں ملا۔

معاف کیجئے گا کنیز نے کہا ہارون نے مان لیا یعنی مدینے کا اُولی الامر کنیز کی گواہی نہیں مان رہا تھا ہارون رشید نے کنیز کی گواہی مان لی تو یہ اب سیرتوں میں فرق دیکھئے آپ کہ وہاں کنیز کی گواہی سے انکار یہاں کہنا تو یہی چاہئے تھا کہ تو جھوٹ بولتی ہے ایسا نہیں ہوا ہوگا تو نے سجدہ نہیں کیا ہوگا لیکن اب کنیز کی بات پر یقین ہے اُس کی گواہی خلیفۂ وقت نے مان لی تو کبھی خلافت کنیز کی گواہی کو ردّ کر دیتی ہے اور کبھی قبول کر لیتی ہے۔ تو غور طلب بات یہ ہے اور اگر اس واقعے کی عظمت دیکھنی ہو تو آپ یوں دیکھئے کہ زلیخا نے یوسفؑ کے دامن پر ہاتھ ڈال دیا یوسفؑ نے اپنے کو بچا لیا لیکن زلیخا کو اپنا جیسا نہ بنا سکے تو نبوت اور امامت میں بس اتنا فرق ہے کہ نبوت اپنا دامن تو دشمن سے بچا لیتی ہے لیکن امامت دشمن کو اپنے رنگ میں رنگ لیتی ہے۔

اور یہ بھی غور طلب بات ہے کہ یوسفؑ نے مصر کی عورتوں سے پریشان ہو کر یہ دعا مانگی تھی کہ گوشۂ تنہائی دے دے، یوسفؑ کی دعا قبول ہوئی، قید مل گئی، کچھ دن گزرے قید میں دو قیدی اور آئے سورۂ یوسف پر ایک مجلس پچیس محرم کو پوری پڑھ چکا ہوں، اُس کے علاوہ کچھ چیزیں ذہن میں آئیں تو پیش کر رہا ہوں دو قیدی اور آئے ایک رات میں دونوں نے خواب دیکھا کیونکہ یوسفؑ کو علم تعبیر وحی کے ذریعے عطا کیا گیا تھا۔ دونوں قیدیوں نے صبح کو اُٹھ کر اپنے اپنے

Presented by Ziaraat.Com

خواب بیان کئے ایک کہہ رہا تھا میں نے خواب دیکھا کہ انار کا عرق نچوڑ کر جام میں بھر رہا ہوں، دوسرے نے کہا میں نے دیکھا خواب میں کہ میں صحرا میں کھڑا ہوا ہوں اور میرے سر پر روٹی کا خوان رکھا ہے، صحرائی پرندے آ کر کھا رہے ہیں۔ تو جنابِ یوسف نے فرمایا کہ جو انار کا عرق نچوڑ رہا ہے وہ تو بادشاہ کا ساتھی بنے گا اُسے بادشاہ منصب دے گا دربار میں اور جو یہ کہہ رہا ہے کہ میں صحرا میں کھڑا ہوں اور سر پر روٹی جو رکھی ہے وہ پرندے کھا رہے ہیں، اُسے پھانسی ہوگی اور اُس کے دماغ کا گودا صحرا میں پرندے کھائیں گے۔ اُس نے کہا میں نے تو ویسے ہی مذاق کیا تھا میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا تو یوسفؑ نے کہا جو کہہ دیا ہے میں نے یہی ہوگا۔ قیدی دونوں قید سے آزاد ہوئے جب وہ قیدی آگے بڑھنے لگا جو بادشاہ کے یہاں منصب پانے والا تھا تو یوسف نے کہا کہ بادشاہ کے پاس جانا تو میری سفارش کرنا، کہنا کہ ایک قیدی بے گناہ، بیکس بہت دنوں سے قید میں پڑا ہے اُس کو آزاد کر دے۔ اُدھر وہ دونوں قیدی گئے اِدھر جبریلِؑ امیں آئے یہ ہے یوسفؑ کا ترکِ اولیٰ، پہلا ترکِ اولیٰ یہی ہے۔ واحد نبی جس سے دو بار ترکِ اولیٰ ہوا۔ پہلا ترکِ اولیٰ قید خانے میں ہوا جبریلؑ امیں آئے اور کہا یوسفؑ قید اور بڑھا دی گئی، کہا کیوں، کہا تم نے اپنے خدا سے قید مانگی تھی جس سے قید مانگی تھی اگر اُس سے رہائی مانگتے آزادی مانگتے تو کیا آزادی نہ ملتی اللہ قید سے آزاد کر دیتا تم نے دوسرے کی سفارش کی ایک انسان کی، ایک بندے کی سفارش کی تم نے تو قید بڑھ گئی، اگر کوئی خدا پر بھروسہ نہ کرے اور دنیا کی سفارش تلاش کرتا پھرے اور اُس کے بعد یہ کہے کہ دعا مانگتے ہیں نوکری نہیں ملتی ملے کیسے۔ آپ تو بڑے بڑے افسروں کی سفارشیں تلاش

Presented by Ziaraat.Com

کرتے ہیں۔ خدا پر آئمہ پر آپ کو اعتماد ہوتا تو کیا ان سفارشوں کی ضرورت تھی؟ یوسفؑ کے واقعے نے یہ بتایا کہ خدا پر اعتماد رکھو کام ہو جائے گا اور دنیا کے بندوں کی سفارش تلاش کرو گے تو ظاہر ہے کہ کام نہیں ہوگا۔ الزام خدا کو دو گے ائمہ کو دو گے، قید بڑھ گئی اور جب قید بڑھ گئی تو یوسفؑ نے کہا کہ کیسے آزادی ملے گی تو جبریلِ امینؑ نے یوسفؑ کو کچھ نام تعلیم کئے کہا ان ناموں کا ورد کرو، دعا مانگو قید سے رہائی ملے گی، ان کا واسطہ دو محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کا واسطہ دیا یوسفؑ نے۔

کچھ روز میں آزاد ہو گئے غور وفکر کی بات یہ ہے کہ امام موسیٰؑ کاظم کی ایک دعا ہے اور وہ موجود ہے اور آپ نے یہ دعا مانگی تھی کہ ''مالک کائنات ایک ایسا گوشۂ تنہائی دے دے کہ جہاں میں صرف تیری عبادت کروں''، اللہ نے یوسفؑ کو گوشۂ تنہائی دیا اور موسیٰؑ کاظم کو بھی دیا۔ یوسفؑ کی خواہش یہ ہے کہ قید سے آزاد ہو جاؤں لیکن موسیٰؑ کاظم مر کر نکلے قید خانے سے۔ یہ دعا نہیں مانگی کہ اب مجھے آزاد کر دے، عبادت کے لئے گوشۂ تنہائی مانگا تھا تو پھر قید میں عبادتیں کرتے رہے تو یہ نبوت اور امامت میں فرق ہے کہ یہ دیکھتے ہوئے چلیں یہ ہیں سیرتیں ہمارے ائمہ کی جن کا ذکر ہم مسلسل آٹھ روز سے کر رہے ہیں اور آج میں یہ چاہتا تھا کہ ایک چیز کی طرف اشارہ کروں اور مجھ سے پوچھا بھی گیا، دو سوال آ گئے بعض بزرگوں نے منع بھی کیا کہ آپ وقت ضائع کر دیتے ہیں اپنے موضوع سے ہٹ کر تو یہ آخر میں کسی دن رکھ لیجئے گا سارے سوالوں کے جواب۔ لیکن اب آخر میں تو اور ہی سلسلہ بڑھتا جائے گا اس لئے موقع نہیں ملے گا تو پھر کبھی اور کسی تقریر میں۔ ختمی مرتبتؐ کے بارے میں پوچھا گیا کہ لوگ

Presented by Ziaraat.Com

کہتے ہیں کہ ختمی مرتبتؐ پڑھے لکھے نہیں تھے۔ تھوڑا سا ذکر کر کے اور آگے بڑھ جاؤں یہ غلط فہمی اس بات سے ہوئی کہ لفظِ اُمّی آ گیا اور اُمّی کا آنا تھا تو ترجمہ سب نے یہ کیا خاص طور سے برِصغیر کے مفسّرین جنہوں نے اُردو کی تفسیریں لکھیں کہ رسولؐ اللہ کو نہ لکھنا آتا تھا نہ پڑھنا آتا تھا۔ مفسّرین نے لکھا کہ اُمّی کے معنی یہ ہیں کہ جس کو نہ لکھنا آتا ہو نہ پڑھنا آتا ہو۔ لیکن آیت یہ کہہ رہی ہے کہا اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ (سورۂ الاعراف، آیت ۱۵۷)

یعنی یہ اشارہ ہے کہ ہم نے تمہیں رسالت عطا کی، ہم نے تمہیں نبوت عطا کی اور پھر اُمّی بنایا تو اگر آپ اس کا ترجمہ یہ کریں گے کہ جس کو لکھنا آتا ہو اور نہ پڑھنا آتا ہو، اُس کے معنی یہ ہیں کہ رسالت عطا کی نبوت دی اور پھر جاہل بنا دیا، یہ ترجمہ ہوگا۔ لیکن وہاں رسالت اور نبوت کے بعد ابراہیمؑ کو امامت مل رہی تھی تو اب ظاہر ہے یہ اتنا بڑا عہدہ ہے جو آخر میں مل رہا ہے اور امتحان کے بعد عطا ہوا، کامیابی کے بعد ملا ہے تو پھر پوچھا کیوں؟

قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۲۴)

''کیا یہ میری نسل میں بھی عہدہ جائے گا'' تو یہ جان گئے تھے کہ قیامت تک یہ عہدہ جانے والا ہے۔ رسالت کو اور نبوت کو کہیں پر رکھنا ہے یہ عظیم تر عہدہ جو ہے قیامت تک جائے گا آخر میں امامت مل رہی تھی سب سے بڑا عہدہ ابراہیمؑ کو مل رہا تھا تو امامت سے بڑا عہدہ ہونا چاہئے تھا ختمی مرتبتؐ کے پاس۔ نبوت اور امامت تو ابراہیمؑ کو بھی ملی، ختمی مرتبتؐ کے پاس امامت سے بڑا کون سا عہدہ ہے۔ اللہ نے ''کہا ہم نے تمہیں اُمّی بنایا'' وہ اُمّی منصب ہے اُمّی کے معنی جاہل نہیں بے پڑھا لکھا نہیں بلکہ دیکھنا پڑے گا کہ لفظ ''اُمّی'' بنا کس

Presented by Ziaraat.Com

لفظ سے ہے، لفظِ اُم سے بنا اُمّی لفظِ اُمّ سے بنا اور اُمّ کے لغت عرب میں پچیس معنی لکھے ہیں یہ عجیب بات ہے کہ کبھی عربی کے ایک لفظ کے ایک ہی معنی لئے جاتے ہیں اور کبھی پچیس معنی لئے جاتے ہیں۔ رسولؐ نے کہا مَن کُنتُ مَولاہُ اب مولا کے معنی گنوانے شروع کئے مولا کے معنی بھائی، مولا کے معنی ناصر، مولا کے معنی پڑوسی، مولا کے معنی غلام تو اٹھارہ بیس پچیس نام گنوا دیئے اور جب ''اُمّی'' کا لفظ آیا تو اُس کے ایک ہی معنی لئے نہ پڑھنا آتا تھا اور نہ لکھنا آتا تھا تو اب لفظ اُمّ سے جتنے بھی معنی بنے تو اُس کا یہی ترجمہ کیا جائے گا کہ جاہل تو یہ اُمّہ کمیٹیاں جاہلوں کی کمیٹیاں اُمّہ کمیٹیاں بڑا زور شور ہے۔ اُدھر اُمّ سے جتنے لفظ بنے تو یہی ترجمہ کیجئے گا لیکن نہیں مفسّرین نے کہا کہ نہیں اُمّ القریٰ نام ہے مکّے کا اور وہاں کا رہنے والا جو وہاں پیدا ہوا ہو اُسے اُمّی کہتے ہیں، تو اُس میں ایک بات یہ آ جاتی ہے کہ یہ صحیح ہے کہ اُمّی یعنی مکّے کا رہنے والا۔ لیکن پھر اس طرح ابوجہل کہہ رہا ہے میں بھی اُمی، ابولہب کہہ رہا ہے میں بھی اُمّی، ہر ایک مکّے میں پیدا ہوا تو پھر کوئی اور معنی ہیں اُمّ کے، تو آیئے پہلے لغت سے معنی لے لیں اور جتنے بھی معنی لغت میں ہیں ہر معنی میں ختمی مرتبتؐ اُمی ہیں، اُم کے ایک معنی لغت میں ہیں مرکزی لشکر کا علم، ایک معنی ہیں جہاں پر دو دریا آ کر مل رہے ہوں، سنگم ہو رہا ہو اور جہاں سے مشترکہ دریا چل رہا ہو اُسے بھی اُمّ کہتے ہیں۔ دو اُم ملیں جہاں دو اُمّ مل جائیں تو اب جب تیسری چیز چلے گی تو وہ اُمّی ہوگی اور اُمّ کے معنی عَلم جس کے ہاتھ میں وہ عَلم ہو وہ اُمّی ہوگا تو پھر آپ دیکھیں کہ ختمی مرتبتؐ کے ہاتھ میں کوئی عَلم ہے یا نہیں تو بدر میں اُحد میں، خندق میں، خیبر میں کبھی حمزہ کے ہاتھ میں عَلم اور کبھی یہ کہہ کر کہ کل عَلم اُس کو دونگا جو کرّار ہوگا،

Presented by Ziaraat.Com

غیر فرّار ہوگا، مرد ہوگا۔ خیبر میں علیؑ کو عَلم دے دیا کبھی جعفرِ طیارؑ کو عَلم دے دیا تو رسولؐ کے ہاتھ میں تو عَلم نہیں تو وہ پھر کون سا عَلم ہے جو ختمی مرتبتؐ کے پاس ہے یہ عَلم وہ عَلم ہے کہ دنیا میں بھی ہوگا ہاتھ میں اور محشر میں بھی ہوگا۔ اس لئے کہا کہ ہر نبی کو اُس کی اُمت کے ساتھ بلائیں گے اور ہر نبیؑ پر تمہیں گواہ بنائیں گے۔ شفاعت کا علم تمہارے ہاتھ میں ہوگا۔ سب سے بڑا عہدہ نبیؐ کا یہ ہے جو کسی نبی کو نہیں ملا کہ شفاعت کا عَلم تمہارے پاس ہے کہ جو شفاعت کا اُمّ اُٹھائے گا۔

دیکھنا یہ ہے کہ یہ عہدہ دنیا میں بھی ہے تو جب دنیا میں بھی ہے تو یہاں کون سا علم اُٹھائے گا۔ مولائے کائنات سے پوچھا گیا کہ رسولؐ نے اپنے بعد کیا چھوڑا تو آپ نے فرمایا دو چیزیں ایک کتاب چھوڑی اور ایک عَلمِ قائم چھوڑا راوی نے کہا عَلمِ قائم کیا ہے، علیؑ نے کہا میں ہوں عَلمِ قائم، طے ہوگیا کہ علیؑ جو ہیں وہ عَلم ہیں۔ زیدِ شہید نے اپنے پدرِ گرامی سیّد الساجدینؑ سے پوچھا کہ بابا کیا بات تھی غدیر کے روز جہاں بیٹھے تھے ہمارے جد وہیں رسولؐ خدا اشارہ کر کے کہہ دیتے کہ مَن کُنتُ مولاہُ فھٰذا علیٌ مولا ہاتھ پر بلند کیوں کیا؟، کہا بیٹا باتِ یہ تھی کہ غدیر کے روز رسولؐ نے علیؑ کو ہاتھ پہ بلند کر کے علیؑ کو عَلم بنایا تھا، غدیر کا عَلم رسولؐ کے ہاتھ میں ہے اس لیے وہ اُٹھی ہے۔

علیؑ عَلم ہیں، علیؑ کہہ چکے کہ میں عَلمِ قائم ہوں اور یہ عَلم ختمی مرتبتؐ کے ہاتھ میں ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ہاتھ پہ یہ عَلم بلند کیوں ہوا اور لشکر میں عَلم کیوں بلند ہوتا ہے۔ اس لئے بلند ہوتا ہے کہ لڑنے والے دُور تک نکل جائیں تو پرچم کو دیکھ کر مرکز میں واپس آجائیں یعنی عَلم اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ جو جو راستہ

Presented by Ziaraat.Com

بھٹک چکا ہے وہ واپس اپنی منزل پر آجائے۔ اب دنیا سمجھے کہ ہم عَلم لے کر کیوں نکلتے ہیں، جو لوگ راستہ بھول چکے ہیں وہ پلٹ کر اس طرف آتے رہیں اور وہ غدیر کا عَلم بھی تاریخ میں دیکھتے رہیں جب اُس بلند چیز کو دیکھیں تو مڑ کر دیکھیں کہ کہاں ہے ہمارا اُولی الامر، کدھر جانا ہے ہمیں اس لئے سندھ کے دیہاتوں میں اتنے بڑے بڑے علم کا فلسفہ یہی ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کتنے اُونچے اُونچے علم صحراؤں میں بلند ہیں، یعنی کہیں کوئی بھوکا پیاسا جا رہا ہو تو اُسے پتہ چل جائے کہ یہاں آبادی ہے اس لئے سندھ میں علموں کا دستور ہے تو اب وہ اُمّی ہے اور اگر آپ غور کریں کہ ایک معنی اور ہیں اُمّ کے جو میں نے ابھی کہے کہ جہاں دو دریا مل جائیں۔ اب اُس سے جو دریا مل کے چلے تو وہ اُمّی ہوگا تو آپ دیکھ لیں کہ اگر یہ دریا دنیاوی دریا ہیں تو اس بات کی قرآن نے وضاحت کر دی۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ امام سے پوچھا گیا کہ یہ کیسے سمندر، یہ کیسے دریا مل رہے ہیں، کہا کیا تو سمجھا دنیا کے سمندر، دنیا کے دریا ہیں، یہ علم و نور کے دو دریا مل رہے ہیں اور جہاں علم و نور کے دو دریا ملیں گے يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ اُس میں سے دو موتی نکلتے ہیں ایک کا نام لولو، ایک کا نام مرجان سرخ ہوتا ہے اور لولو سبز ہوتا ہے یہ دو دریا جہاں جہاں ملتے جائیں وہاں وہاں دیکھتے جاؤ۔ ایک تقریر میری مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ پر ہو چکی ہے تفصیل دوبارہ کسی دن آپ سنیں گے یہیں چہلم کے بعد تو جہاں دو دریا مل رہے ہوں تو وہاں جو بھی سامنے آجائے تو وہ اُمّی ہوگا تو اب اُمّی کی نسل میں آنے والے بہت سے اُمّی آپ کو نظر آئیں گے۔ اگر جنابِ عبداللہ اور جنابِ آمنہ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ہو جائیں تو رسولؐ اُمّی بن جائیں

Presented by Ziaraat.Com

یہاں مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ اور اگر علیؑ اور فاطمہؑ مل جائیں تو یہاں مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ہو اور لولو مرجان حسنؑ اور حسینؑ نظر آئیں اور اگر کسریٰ کی شہزادی آ جائے شہر بانوؑ آ جائیں سامؑ کی نسل میں آنے والا حسینؑ اور حام کی نسل میں آنے والی شہر بانوؑ پڑھ چکا تفصیل ایک مجلس میں اور جب یہ دونوں دریا ملیں مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ تو سیّد سجادؑ جیسا بیٹا آ جائے اور جب حسنؑ کی بیٹی فاطمہ بنتِ حسنؑ کی شادی زین العابدینؑ حسینؑ کے بیٹے سے ہو تو مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ امام محمد باقرؑ جیسا بیٹا آ جائے۔

اور جب شہر بانوؑ کی بہن گیہان بانو کی شادی محمد سے ہو اور اُس سے بیٹا قاسم پیدا ہو اور اُن سے بیٹی اُمِ فروہ پیدا ہو اور اُس کی شادی محمد باقرؑ سے ہو جائے مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ تو جعفر صادقؑ جیسا بیٹا آ جائے اور جب اسپین کی شہزادی حمیدہ خاتون اور جعفر صادق کی شادی ہو جائے تو مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ۔ پھر موسیٰ کاظم کی ولادت ہو۔

جب خراسان کے رئیس کی بیٹی نجمہ خاتون آ جائیں اور ام البنینؑ کا خطاب پا جائیں موسیٰ کاظم سے شادی ہو جائے تو ہمارا اور آپ کا آٹھواں امام پیدا ہو۔ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ اور جب ماریہ قبطیہ کے خاندان سے سبیکہ خاتون آ جائیں اور امامِ علی رضاؑ سے شادی ہو تو محمد تقیؑ جیسا بیٹا پیدا ہو تو مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ اور اُس کے بعد امام محمد تقیؑ کی شادی سمانہ خاتون سے ہو مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ تو امام علی نقیؑ کی ولادت ہو۔ سلیل خاتون آ جائیں روم کی شہزادی جہاں سے نرجس خاتون آئیں تھی اور شادی ہو امام علی نقیؑ سے تو مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ حسن عسکریؑ جیسا بیٹا آ جائے اور روم کے بادشاہ کی

Presented by Ziaraat.Com

بیٹی نرجس خاتون اگر آ جائیں اور حسن عسکریؑ سے شادی ہو تو یہ آخری ہمارا امام پیدا ہو۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ۔

یہ پاکیزہ شجرے ہیں ماں کی طرف سے بھی عظیم باپ کی طرف سے بھی عظیم اور میں آگے بڑھ جاؤں اپنے ذکر کو یہاں سے ربط دیتے ہوئے کہ خراسان کے رئیس کی بیٹی نجمہ خاتون، جن کی شادی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ہوئی جن کی کنیت اُمّ البنین تھی۔

خواب میں آ کر رسولؐ اللہ نے حمیدہ خاتون سے یہ کہا کہ اس کی حفاظت کرو۔ ساتویں امام آپ کو خیزران کہہ کر پکارتے تھے، مخاطب کرتے تھے، نام نجمہ ہے اور لقب جو پایا ہے گھر میں وہ اُم البنینؑ کا اور رسولؐ نے خواب میں آ کر کہا حمیدہ خاتون سے کہ دنیا کا عظیم ترین انسان اس سے پیدا ہونے والا ہے اور وہ مدینے میں گیارہ ذیقعدہ کو معصوم ہمارا اور آپ کا آٹھواں امام پیدا ہوا، مدینے میں پرورش ہوئی، باپ کی زندگی قید خانے میں گزری، بیٹا جوان بھی ہو گیا اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ جب مامون اور امین کی جنگ ہوئی۔ شیعوں کی سرگرمیاں ایران میں بڑھیں، مامون رشید کے وزرا نے یہ کہا کہ جب تک کہ آلِ محمدؐ میں سے کسی کو بلا کر تو ولی عہد نہیں بنائے گا تو حکومت نہیں چلا سکتا تو اب بھیجا وزرا کو اور کہا جا کر مدینے سے علی رضا کو لے آؤ۔ روضۂ رسولؐ پر نماز پڑھ رہے تھے اطلاع ملی کہ مامون نے ایران بلایا ہے وزرا نے کہا آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے مامون رشید۔ امامؑ رضا کی سواری چلی مورخین نے لکھا کہ حسینؑ کے سفر کے بعد یہ دوسرا سفر تھا کہ مدینے میں کہرام تھا، تلاطم تھا، روضۂ رسولؐ سے لپٹ لپٹ کر رو رہے تھے، معلوم تھا کہ اب مدینے واپس نہ آئیں

Presented by Ziaraat.Com

گے۔ یتیم بچے، بیوہ عورتیں امام کو رُخصت کرنے آئیں، مدینے میں کہرام تھا کہ ہمارا امام جا رہا ہے۔ ناقے پر عماری رکھی گئی، عماری میں پردے ڈالے گئے اِدھر اُدھر خس کی پٹیاں لگائیں گئیں گرمی کا سفر تھا۔ معصوم اُس میں بیٹھا اور اب اُس راستے سے لے کر چلے کہ جس راستے میں شیعوں کی آبادی نہ ہو لیکن کیا کہنا اُس آبادی میں بھی یہ عالم تھا کہ جس مقام پر ٹھہرے اور جب وضو کیا تو اُس جگہ کو سرسبز و شاداب کر کے چلے گئے، جہاں خشکی تھی وہاں چشمہ جاری کر کے چلے گئے، جہاں زمین پتھریلی تھی اُس جگہ کو نرم کر دیا کمہاروں کے لیے تاکہ یہاں کی مٹی نرم ہو جائے یہ بتا کر چلے کہ اگر داوٗد لوہے کو نرم کر سکتے ہیں تو میں پتھر کو نرم کر کے مٹی بنا سکتا ہوں۔ اس طرح سفر جاری ہے یہاں تک کہ نیشا پور میں سواری پہنچی۔ اب جو نیشا پور میں سواری پہنچی تو لاکھوں کا مجمع یہ سُن کر آیا کہ معصوم اِدھر سے گزر رہا ہے، رسولؐ کا آٹھواں فرزند اِدھر سے آ رہا ہے۔ لاکھوں کا مجمع، عماری میں پردے پڑے ہوئے ہیں اور مجمع چیخ چیخ کر رو رہا ہے کہ فرزندِ رسولؐ جمالِ رسالت دکھایئے ہم آپ کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ جب شور بہت بڑھا گریے کا تو ایک بار امام نے پردے کو اُٹھایا چہرے کو باہر نکالا لوگوں نے جمالِ رسالت ملاحظہ کیا۔ سب نے دیکھا زیارت کی فرزندِ نبیؐ کی۔ آپ خود دیکھ رہے تھے کہ لوگ دھاڑیں مار مار کے رونے لگے اور سب کا یہ اسرار ہے کہ اپنی زبان سے کوئی حدیث سنا دیجئے۔ مولا آپ کی زبان سے کچھ سننا چاہتے ہیں تو بے اختیار کہا کہ سنو میں نے سنا اپنے پدرِ گرامی موسیٰ کاظمؑ سے اور انہوں نے سنا اپنے پدر گرامی جعفر صادقؑ سے اور انہوں نے سنا اپنے پدر گرامی محمد باقرؑ سے اور انہوں نے سنا اپنے پدر گرامی سید الساجدینؑ سے اور

Presented by Ziaraat.Com

انہوں نے سنا اپنے پدرِ گرامی حسینؑ ابن علیؑ سے اور انہوں نے سنا اپنے برادر حسن مجتبیٰؑ سے اور انہوں نے سنا اپنے بابا علیؑ مرتضیٰ سے اور انہوں نے سنا رسولؐ خدا سے اور رسولؐ خدا کو جبریل امین یہ حکم وحی سنا کر گئے کہ یہ کہہ دیجئے کہ لا اِلٰہ اِلّا اللہ قلعہ ہے اور جو اس قلعے میں داخل ہوا وہ عذاب سے محفوظ رہا۔ عماری کا پردہ گر گیا، سواری آگے بڑھ گئی لوگ پھر چیخے۔ اب تاریخ لکھتی ہے کہ جس وقت حدیث شروع کی تھی چوبیس ہزار قلم کار اس حدیث کو لکھ رہے تھے، چوبیس ہزار قلم لکھ رہے تھے۔ اب ایک بار پھر اسرار ہوا تھوڑی دور سواری آگے بڑھی اور ایک بار پھر پردے کو اُلٹا اور اُس کے بعد فرماتے ہیں وَلاکِن بِشرطِھا و شرُوطِھا پردہ گر گیا لیکن اس کلمے کے قلعے میں داخل ہونے کی ایک شرط ہے بغیر شرط نہیں، پردہ پھر اُٹھا اور کہا وَاَنَا مِن شُروطِھَا اور ''اُن شرطوں میں سے ایک شرط میں ہوں'' حدیث لکھی جا رہی تھی واقعہ آپ کا بار بار کا سنا ہوا ہے۔ پوچھنا صرف یہ ہے کہ جب رسولؐ نے اپنی اُمت سے قلم مانگا تھا اُسی اُمت نے قلم نہیں دیا تھا دو سو سال کے اندر آٹھویں فرزند نے بغیر مانگے چوبیس ہزار قلم منگوا لئے یہ ہے فتح آلِ محمدؐ کی۔

رسولؐ نے مانگا قلم نہیں دیا ہم نے نہیں مانگا تم چوبیس ہزار قلم لے کر آؤ گے اور اب پوچھئے ان سے کہ بھئی مامون بھی ہے اور خُلفاء کو دیکھ چکے ہو یہ امامؑ کی زیارت کیوں کرنا چاہتے ہو تو آج احساس ہوا کہ یہ نظارے تو روز دیکھتے رہتے ہیں اب خلافتوں سے عاجز آ چکے ہیں ہم جلوۂ رسالت دیکھنا چاہتے تھے، ہم جلوۂ امامت کو دیکھنا چاہتے تھے اس لئے یہ شور تھا اور اب امام سے پوچھئے کہ مولا یہ جو چوبیس ہزار قلم لکھ رہے ہیں اِن میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ سند بھی

Presented by Ziaraat.Com

دیجئے حدیث کی۔ حدیث مانگی تھی لیکن معصومؑ نے پوری سند سنا دی۔ میں اور پھر یہ سلسلہ رب تک گیا۔ اُس کے بعد حدیث سنائی مولا نے سند کیوں دی تو بتانا یہ تھا کہ دیکھو اگر اس سلسلے سے حدیث لو گے تو دین کو صحیح چلا سکو گے۔ معصوم یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ رسالت سے حدیث لینے کے تین طریقے ہیں جو محدثین نے دیئے، کون کون سے تین طریقے یا آپ کو اصحاب بتائیں تب اُمت سمجھے یا ازواج بتائیں تب اُمت کو معلوم ہو یا غلام اور کنیز بتائیں تب اُمت کو معلوم ہو۔ یعنی تین طریقوں سے حدیثیں آئیں اور اُمت تک پہنچیں لیکن غور کیجئے کہ تینوں طریقے ناقص ہیں۔ ازواج گھر میں ہیں، جنگ میں نہیں کیا خبر کہ کیا ہوا؟ انہیں میدان کی نہیں خبر، اصحاب کو اگر باہر کی خبر ہے تو گھر میں کچھ نہیں معلوم کہ کب وحی آئی کیا ہوا۔ نہ یہ اندر کی خبر جانتے ہیں نہ وہ باہر کی تو یہ دونوں طریقے ناقص ہو گئے۔ غلاموں کا بھی یہی مسئلہ ہے کہ باہر کی بات بتا سکتے ہیں گھر کے اندر کی نہیں بتا سکتے، کنیزیں گھر کی بات بتا سکتی ہیں باہر کی بات نہیں بتا سکتیں تو تینوں طریقے جو تھے بیکار ہو گئے اب وہ طریقہ لیا جائے، وہ سلسلہ لیا جائے کہ جو گھر میں بھی ہو اور باہر بھی ہو اور وہ آلِ محمدؐ کے سوا کوئی نہیں اس لئے آٹھویں امام نے پورا سلسلہ سنا دیا۔

اس سلسلے سے حدیث کو لینا اور میں اُس کلمے کی ایک شرط ہوں اور اُس کے بعد اس شان سے سواری پہنچی اور جب سوری دار الحکومت میں پہنچی شب کو قیام کیا مامون رات کو ملنے کے لئے آیا اور مامون رشید نے یہ کہا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو ولی عہد بنا دیں اور اعلان کر دیا جائے ولی عہدی کا۔

امامؑ نے کہا ہمیں حکومت سے کیا کام، دیکھا آپ نے یعنی یہ تیسرا اعلیٰ ہے

Presented by Ziaraat.Com

سلسلۂ معصومین میں پہلے علیؑ مرتضیٰؑ دوسرے علیؑ ابن الحسینؑ، تیسرے علیؑ رضا وہ
علیؑ مرتضیٰ تھے یہ علیؑ رضا جو وہاں سیرت وہی یہاں سیرت مولا علیؑ جب مجمعِ عام
میں کھڑے تھے تو کہا یہاں کیسی بیعت، اگر بیعت کرنا چاہتے ہو تو مسجد نبویؐ میں
آنا یعنی یہ بتا دیا کہ جو سلسلہ تم خلافت کا لانا چاہ رہے ہو وہ تمہارا بنایا ہے میں
خلافتِ الٰہیہ کا نمائندہ ہوں، آپ منبر کے اُس زینے پر تشریف فرما ہوئے جہاں
رسولؐ اللہ بیٹھتے تھے آپ نے بتایا کہ وہاں بیٹھوں گا جہاں رسولؐ بیٹھے تھے تا کہ
بلافصل والی خلافت کی بیعت ہو۔ مسجد میں آؤ جلدی نہیں ہے مجھے، مجھے نہیں
چاہئے، تم کہہ رہے ہو اس لئے تو اب امام کو حکومت کی کوئی پروا نہیں۔ آخر میں
جب بحث آگے بڑھی تو مامون نے کہا کہ اگر یہ عہدہ آپ نے قبول نہیں کیا تو
آپ کو قتل کر دیا جائے گا۔ معصوم نے کہا اچھا اگر یہاں تک بات پہنچ چکی ہے تو
ٹھیک ہے اعلان کر دو اعلان ہوا سکہ جاری ہوا، خلعت پہنایا گیا۔ شاہی لباس
زیبِ تن کیا۔ یہ آلِ محمدؐ کی تاریخ میں پہلا معصوم ہے جس نے شاہی لباس پہنا
ہے، دربار بھرا ہوا ہے۔ دربار میں شہزادہ شاہی لباس میں آنے والا ہے۔ شاہی
لباس تو پہن چکے اب شاہی تلوار پیش کی جا رہی ہے تو معصوم نے جلال کے عالم
میں غلام کو دیکھا کہا ہٹا یہ تلوار اور اپنے غلام کو آواز دی لا میرے دادا کی
ذوالفقار، کمر میں ذوالفقار حمائل کی۔ پوری تاریخ میں بعدِ کربلا دو بار ذوالفقار
نظر آئی لیکن دونوں بار میان میں ایک جب واقعہ حرّا ہوا اور امام زین العابدین
" جیسا کہ چھٹی تقریر میں میں نے کہا تھا کہ علیؑ نے ینبع میں بستی بسائی تھی بیرون
مدینہ وہاں مکان بنوالیا تھا، جب مدینے کو تاراج کیا گیا تو چوتھے امام اپنے اہلِ
خانہ کو لے کر بیرون مدینہ چلے گئے تھے گھر کے تمام افراد اُس واقعہ میں محفوظ

Presented by Ziaraat.Com

رہے تھے اور مدینے کو تاراج کیا گیا، روضۂ رسولؐ میں گھوڑے باندھے گئے یہ یزید کے لشکر نے کارنامہ کیا تھا مدینے میں تو چوتھے امام خاندان کو لے کر باہر چلے گئے یعنی اطلاع ملی کہ کچھ سوار آئے ہیں روضۂ رسولؐ پر قبر کو روندنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو اب جو معصوم گھر سے نکلا تو اب پہلی بار مدینے والوں نے امام کو جہاد کی شان میں دیکھا عرض کر چکا ہوں کہ پانچویں محرم کو یا تو نظر آئے تھے اس طرح اور یا پھر آج نظر آئے واقعۂ حرّا کے موقعے پر اور کمر میں ذوالفقار دادا کی لگی ہوئی تھی، مدینے والوں نے بعدِ کربلا پہلی بار ذوالفقار دیکھی، زیارت کی اور یا پھر دوسری بار مامون رشید کے دربار میں آپ کا آٹھواں امام کمر میں ذوالفقار لگائے ہوئے آیا۔ اب آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ صاحب شاہی لباس پہنا کیوں اس لئے کہ کبھی رسولؐ نے تو پہنا نہیں سیرتِ رسولؐ کے خلاف کیا۔ کسی اور امام نے شاہی لباس کبھی نہیں پہنا یہ دربار میں شاہی لباس پہن کر آٹھواں امامؑ آیا کیوں کہ جب خدیجہؑ نے یہ کہا کہ میں عقد کرنا چاہتی ہوں آپ سے تو جواب یہ دیا کہ آپ کے لئے تو کوئی صاحبِ تخت و تاج ہونا چاہئے جس سے آپ کا عقد ہو۔ ختمی مرتبتؐ کا یہ جملہ بتا رہا ہے کہ ابھی خدیجہؑ کا عقد کسی سے نہیں ہوا۔ اگر ہو چکا ہوتا تو یہ کہتے کہ کسی سے ہو چکا ہے یہ کیوں کہا کہ کوئی صاحبِ تخت و تاج سے آپ کا عقد ہونا چاہئے۔ یہ جملہ خدیجہؑ کے دل کو لگ گیا کہ یہ میری پسندیدہ شخصیت یہ کہہ رہی ہے دل کو لگ گیا یہ جملہ تو اب جو بھجوائی ہے ملیکۃ العرب نے ابوطالبؑ کے پاس کہ شاہی لباس پہن کر دولھا بن کر آئیں تو تاریخوں میں ملتا ہے کہ خدیجہؑ نے تاج بھی سونے کا بنوایا تھا تا کہ یہ تاج لگا کر حضورؐ بارات لے کر ہمارے گھر پر آئیں تو اگر رسولؐ شاہی لباس پہن سکتا ہے تو

Presented by Ziaraat.Com

پوتا بھی پہن سکتا ہے! تو شاہی لباس میں معصوم دربار میں آیا، سکہ جاری ہوا معصوم بڑی شان سے آئے اور اب جب بنا دیا گیا ولی عہد تو علماء نے یہ کہنا شروع کیا کہ جس کو تو نے ولی عہد بنایا ہے اس کے پاس علم نہیں ہے۔ مامون رشید بڑا عالم تھا اور اس کے مناظرے اور علم پسندی کے واقعات تاریخ میں موجود ہیں۔ جب یہ بات ہوئی تو مامون نے خود سوالات شروع کئے اور بڑے بڑے علماء سے کہا کہ پوچھو تو آپ نے دیکھا کہ امام علی رضا نے ولی عہدی کیوں لی تھی تاکہ دشمن کے دربار میں بیٹھ کر بھرے مجمع میں اپنے خاندان کے فضائل بیان کئے جائیں اور اسلام جو صحیح دین ہے بتایا جائے کہ کیا ہے اللہ کا وہ پسندیدہ دین۔ اِنَّ الدِّینَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ یہ اللہ کا پسندیدہ دین ہے وہ ہے کیا تو ہم بھرے دربار میں بیٹھ کر بتائیں گے تو اب مامون سوالات کرتا ہے کبھی عیسائیوں کے عالم آجاتے ہیں کبھی یہودیوں کے عالم اور کبھی خود حکومتِ وقت کے علما آکر سوالات کرتے ہیں اور لوگ پوچھتے ہیں اب آپ دیکھیں کہ طویل ترین مناظرے بھی ہیں اور مختصر ترین بھی اور جس طرح مولا یہ جواب دیا کرتے تھے کہ مختصر سا جواب دیا بات پوری کر دی تو معصوم کا بھی نام علیؑ ہے وہی انداز ہے۔ کسی نے آکے پوچھا کہ مولا یاد نہیں رہتا ہابیل اور قابیل میں کہ اس میں قاتل کون ہے اور مقتول کون ہے کیا جواب ہے اب یہ تو یادداشت کی بات ہے کسی کو یادداشت کیسے سکھائی جاتی ہے یہ بتایئے کہ فلاں چیز اس طرح یاد رکھو۔ فوراً جواب دیا کیا مشکل ہے یاد رکھنا قاف سے قابیل قاف سے قاتل ''ہ'' سے ہابیل ''ہ'' سے ہلاکت۔ ''ق'' سے قاتل ''ق'' سے قابیل یاد رکھ جس میں ''ق'' آئے گا وہ قاتل ہے دوسرا جو ہے وہ ہلاک ہوا تو مختصر جواب بھی ہیں

Presented by Ziaraat.Com

اور طویل جواب بھی ہیں۔ عیسائی عالم آیا، اُس نے پوچھنا شروع کیا بہت بڑا عالم عیسائی عالم نے پوچھا ہے کہ آپ عیسیٰؑ کو مانتے ہیں یا نہیں تو بے اختیار امامؑ رضا نے کہا ہاں مانتے ہیں لیکن اُس عیسیٰؑ کو مانتے ہیں کہ جس نے اپنے حواریوں کو اپنے اصحاب کو اطلاع دی تھی محمد مصطفیٰؐ نبیؐ آخر کے آنے کی اور وہ تو یہ کہہ رہا تھا کہ وہ آخری ہیں اُن کے بعد کوئی نبی نہیں، اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آیا اب حیران ہوا۔ لیکن ہم تو اتنی عظمت بڑھاتے ہیں عیسیٰؑ کی اور تم لوگ جو ہو وہ اُن کی تنقیص کرتے ہو توہین کرتے ہو۔ کہا کیسے کہا تم یہ کہتے پھرتے ہو کہ وہ عبادت گزار نہیں تھے وہ روزے نہیں رکھتے تھے، وہ نمازیں نہیں پڑھتے تھے، وہ عبادتیں نہیں کرتے تھے تو کہا یہ آپ نے کیسے کہہ دیا، وہ تو بڑے زاہد تھے، وہ تو بڑی عبادتیں کرتے تھے، وہ تو بڑی نمازیں پڑھتے تھے تو کہا ایک طرف یہ بھی کہہ رہے ہو کہ عیسیٰؑ خدا ہیں تو عبادتیں کس کی کرتے تھے۔

عیسائی عالم حیران ہو گیا کہ یہ کیا ہو گیا۔ ایک یہودی عالم آیا اور اُس نے پوچھا موسیٰؑ کو مانتے ہیں۔ کہا ہاں کیوں نہیں مانتے۔ مانتے ہیں حضرت موسیٰؑ کو پھر پوچھا تو کیا دلیل پیش کرتا ہے کہ موسیٰؑ نبی ہیں عیسیٰؑ کو کیوں نہیں نبی مانتا کہا عیسیٰؑ کو نبی کیوں مانیں ہم، ہم تو نہیں مانتے اور آپ دیکھیں کہ عیسائیوں کی بھی مدد کس طرح ہو رہی ہے کہ تمہارے نبی کو بھی ہم یہودیوں سے منوائے دے رہے ہیں۔ یہ کام بھی آلِ محمدؐ کے نمائندے کا ہے کہ یہودیوں سے کہہ رہے ہیں کہ عیسیٰؑ کو مانو تو کہا کہ عیسیٰؑ کو کیوں نہیں مانتا کہا کیوں مانیں اس لئے کہ موسیٰؑ جو ہیں اُن کے پاس معجزے تھے، کہا کیا، کہا نیل ندی میں راستہ بن گیا، اُن کا عصا جو تھا وہ اژدہا بن گیا اور ہاتھ میں ید بیضا تھا۔ یہ خاص خاص معجزے ہیں۔ موسیٰؑ

Presented by Ziaraat.Com

کے بعد کسی نے ایسا معجزہ نہیں دکھایا اس لئے ہم کسی کو نبی نہیں مان سکتے۔ اب بے اختیار امام نے کہا کہ پھر موسیٰؑ سے پہلے کس نے ایسا معجزہ دکھایا تھا تو پھر موسیٰؑ کے پہلے والوں کو بھی نبی نہ مانو اس لئے کہ موسیٰؑ سے پہلے کسی نے نیل ندی میں راستہ نہیں بنایا اور عصا کو اژدہا نہیں بنایا اور ہاتھ میں یدِ بیضا نہیں تھا۔ حیران ہو گیا تو اس طرح امام نے دربار میں مناظرے کئے اور وہ واقعات جو آنے والوں کے پاس ملاقات کرنے والوں کے ہیں۔ ایک شخص خواب دیکھتا ہے تو اُس نے دیکھا کہ رسولؐ خدا آئے ہیں، بیٹھے ہوئے ہیں، تشریف فرما ہیں اُن کے سامنے طبق رکھا ہوا ہے خرموں کا اُٹھا کر مٹھی بھر کر اُس کو دے دیا۔ اُس نے گنے تو اٹھارہ خرمے تھے۔ صبح جو اُٹھا تو بڑا حیران ہوا کہ یہ کیسا خواب دیکھا، رسولؐ نے مجھے اٹھارہ خرمے دیئے تو اس کے معنی ہیں کہ میری زندگی کے اٹھارہ دن رہ گئے۔ اُس بیچارے نے تعبیر لے لی آج کا اس دور کا کوئی ہوتا اور رسولؐ خدا کو دیکھتا اور اٹھارہ خرمے رسولِ خدا دیتے تو صبح اُٹھتے ہی پورے محلے میں ڈھنڈورا پیٹتا کہ اٹھارہ کروڑ ملنے والے ہیں۔ رسولؐ نے اٹھارہ خرمے دیئے۔ لیکن محبِ آلِ محمدؐ سچا مومن تھا اس لئے موت یاد آئی، فوراً موت کو یاد کرنا مومن کی نشانی ہے، موت یاد آئی اتفاق سے شور ہوا کہ امام رضاؑ یہاں آئے ہوئے ہیں، ملاقات کے لئے گیا، اب جو پہنچا تو دیکھا کہ جس شان سے خواب میں رسولؐ کو بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اُسی طرح معصوم بیٹھا ہے، سامنے خرموں کا طبق رکھا ہے، خرمے دے دیئے اب جو گنے تو اٹھارہ۔ کہنے لگا مولاؑ کچھ اور عنایت ہوں کہا جتنے ہمارے جدّ نے خواب میں دیئے ہیں اُتنے ہی دیئے ہیں کم ہیں نہ زیادہ۔ آپ کہیں گے کہ سرسری سا واقعہ ہے لیکن کتنی باتیں بتا دیں۔ ایک تو یہی

Presented by Ziaraat.Com

بات بتا دی کہ دیکھو تم جو خواب بھی دیکھتے ہو تو اُس کی اطلاع امامِ وقت کو ہوا کرتی ہے اور اِسی لئے حدیثوں میں ہے کہ جب خواب دیکھو تو اپنے خواب کو کسی سے بیان نہ کرو بلکہ امامِ رضاؑ کے حوالے کر دو۔ تعبیر امام رضاؑ خواب کی دے دیتے ہیں اگر حوالے کر دیا جائے معصوم کی طرف تو یہ ہمارے لئے انعام ہے کہ خواب کی تعبیر اور دوسرے امامِ ضامن۔ یہ دو چیزیں آٹھویں امام کی یادگار ہمارے پاس ہیں۔ اب اُسی طرح اگر آپ آٹھویں امام کی زندگی کو دیکھتے جائیں گے تو سب سے اہم پہلو کہ علم کا چرچا آلِ محمدؐ کا، صحیح ترین دین بتایا جائے دربارِ خلافت میں اور سب سے اہم کام جو کیا جو تمام مؤرخین نے لکھا اور علماء نے لکھا وہ کام یہ تھا کہ امامؑ نے سب سے زیادہ عزاداری کو مستحکم کیا اور کل کی تقریر کی جو تمہید تھی اُس سے میں نے تسلسل ملا دیا کہ آپ نے دربارِ خلافت میں یہ بتایا کہ حسینؑ کا غم کیا ہے اور عزاداری کیا ہے۔ یہ کالے کپڑے پہن لینا سیرتِ امامِ ہشتم ہے۔ تمام علماء نے لکھا کہ محرم کا چاند ہوا اور معصوم نے سیاہ لباس سر سے پیر تک پہن لیا۔ فرشِ عزا گھر میں بچھ گیا اور آواز دی آؤ مدینے والو آ کر میرے جد کا مجھے پرسہ دو اور ایسے میں اگر کبھی دعبل نے مرثیہ پڑھنا شروع کیا تاریخ نے دعبل کا یہ مشہور مرثیہ محفوظ کیا ہے کہ اے فاطمہ زہراؑ جنت سے آ کر دیکھئے کہ آسمانِ شرف کے ستارے کہاں کہاں زمین پر ٹوٹ کر گرے اور بکھر گئے۔ کوئی کربلا میں ہے اور کوئی مدینے میں اور ایک قبر بغداد میں ہے۔

فرزدق کا مرثیہ پورا امام نے ہوا کہا ایک شعر اور بڑھا لے ''اے فاطمہؑ آپ کا ایک فرزند طوس میں دفن ہوگا'' فرزدق نے ابھی یہ شعر پڑھا تھا کہ اندر سے کنیز نے اطلاع دی کہ اب دعبل سے کہیے کہ رُک جائے آپ کی بہن فاطمہؑ کو

Presented by Ziaraat.Com

غش آ گیا ہے۔ بہن بھائی سے موت کی خبر سُن رہی ہے بے قرار ہو گئی، دعبل آتا ہے مرثیہ پڑھتا ہے۔ ہر سال آتا ہے اس سال دعبل کی بہن یہ کہتی ہے کہ ہر سال جاتے ہو لیکن امام تمہیں کچھ عطا نہیں کرتے۔ بہن نابینا ہے دعبل کہتا ہے ایسی بات مت کہو امام کو خبر ہو جائے گی اور اب جو اس سال مرثیہ پڑھنے آیا اور منبر سے مرثیہ پڑھ کر اترا تو امام اُٹھ کر اپنی نشست گاہ سے کھڑے ہو گئے۔ دوش سے عبا اتاری اور اتار کر دعبل کے دوش پر ڈال دی۔ کہا یہ مرثیہ پڑھنے کا صلہ اپنے امام کی طرف سے، جب اپنے گاؤں یہ شاعر واپس آیا اور لوگوں کو پتہ چلا کہ دعبل مرثیہ پڑھ کے امام کے پاس سے آیا ہے اور امام نے اپنی عبا عطا کی ہے تو تاریخوں میں ملتا ہے کہ لوگوں نے عبا کے ٹکڑے آپس میں تقسیم کر لئے عبا کا صرف ایک ٹکڑا رہ گیا تھا دعبل کے پاس وہ لے کر گھر آئے اور آ کر بہن سے یہ کہا کہ دیکھو تم نے یہ جملہ کہا تھا امام کو خبر ہو گئی لیکن یہ ایک ٹکڑا بچا ہے یہ کہہ کر اپنی بہن کی آنکھوں پر ڈال دیا۔ روشنی واپس آ گئی۔ دعبل کی بہن کی آنکھوں کی روشنی واپس آ گئی۔ آپ نے دیکھا عزاداری کی برکتیں، معصوم نے کس طرح عزاداری کی عظمت کو مستحکم کیا اور بتایا اس کی اہمیت کو سمجھو کہ عزاداری کیا ہے اور جیسا کہ ربطِ مصائب میں کربلا کی ایک ایک بی بی کا تذکرہ کر رہا ہوں، آج آٹھویں مجلس ہے اس لئے آٹھ محرم کو جس کا ذکر ہوتا ہے اُس کی والدۂ گرامی کا تذکرہ ہو جائے اور دو مجلسیں ہمارے پاس رہ جاتیں ہیں۔ ان دونوں مجلسوں میں ہم مصائب میں شہزادی زینبؑ کا ذکر کریں گے۔ ہم کربلا کی ہر بی بی کا تذکرہ کر چکے۔ اب دو دن ہمارے پاس شہزادی کے ذکر کے لئے بچ گئے اور آج ہم حسینؑ کے علمدار کی مادرِ گرامی کا ذکر کریں گے۔ ربط یہ ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

امامِ علی رضاؑ کی والدۂ گرامی کی کنیت بھی اُم البنینؑ ہے یہ بھی بیٹوں کی ماں ہیں لیکن اس خاندان کی پہلی اُم البنینؑ حضرت عباسؑ کی والدۂ گرامی ہیں اور کس طرح اہتمام کیا گیا ہے تاریخِ امامت میں، کیا کہنا اگر آپ غور کریں گے اور دیکھیں گے آپ کو نظر آئے گا خاص طور سے وقت نہیں ملتا کہ مصائب میں بھی ایسے نکات آپ کو دے رہے ہیں۔ اسماعیلؑ کی قربانی کا مقصد کیا تھا۔ اگر آپ مقصد تلاش کریں گے تو آپ کو مقصد نہیں ملے گا، خواب دیکھا تھا باپ نے اور بیٹے کو لے جا کر منیٰ پر آنکھ پر پٹی باندھ کر لٹا دیا بیٹا ذبح نہیں ہوا کہیں نہیں ملتا کہ یہ خانۂ کعبہ کی حفاظت کے لئے قربانی دی جا رہی تھی۔ خانۂ کعبہ بنا ہی نہیں تھا، کسی کتاب کی حفاظت کے لئے، ابراہیمؑ پر کوئی کتاب نازل ہی نہیں ہوئی تھی۔ وہ دین جو بننے والا تھا دینِ حنیف ابراہیمؑ کا اُس کا ابھی آغاز نہیں ہوا تھا تو کس لئے یہ قربانی دی جا رہی تھی۔ بس ایک ہی بات ملتی ہے کہ ایک اور قربانی کے لئے ہم نے ایک نمونہ پیش کیا تھا بس اتنی سی بات تو اب نیت کس قربانی کی ہے وہ نہیں جو دس ذی الحجہ کو ہوتی ہے بلکہ وہ ہزاروں برس کے بعد دس ذی الحجہ سے ایک مہینے بعد دس محرم کو ہوئی، اہمیت اُس قربانی کی ہے تو اسماعیل کو پیدا اس لئے کیا گیا تھا کہ حسینؑ کو منائے کربلا پر جانا ہے اب عباسؑ کی عظمت کو سمجھیں آپ۔ لوگوں نے کہا، علما نے کہا کہ کیونکہ عبدِ صالح کہا ہے حسینؑ نے اس لئے عباسؑ معصوم ہیں۔ کربلا میں عباسؑ اور علی اکبرؑ کے لئے علما نے لکھا کہ یہ دونوں شہزادے معصوم ہیں، شہزادی زینبؑ کے لئے بھی علما نے لکھا کہ معصوم ہیں اب یہ دوسری بات ہے کہ عصمتِ صغریٰ اور عصمت کبریٰ کی بات الگ الگ ہے۔ یہ اہتمام علیؑ کا تھا بھائی عقیل کسی بہادر قبیلے کی بیٹی کا انتخاب کر دیتا کہ میں عقد کروں

Presented by Ziaraat.Com

سنا ہوا واقعہ ہے لیکن ایک نتیجہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں مولا علیؑ نے عقیل سے کہا تا کہ میں عقد کروں اور اُس سے ایک بیٹا پیدا ہو وہ بہادر ترین بیٹا ہو جو کربلا میں میرے بیٹے حسینؑ کی مدد کرے۔ عقیلؑ سے کہا بڑے بھائی سے بھائی بیس سال بڑا ہے۔ امامِ وقت اور غیر معصوم سے یہ کہے کہ میرے لئے انتخاب کرو اگر یہ کہا جائے کہ عقیل ماہرِ انساب ہیں تو مولاؑ نے تو منبر پر بیٹھ کر کہا سلونی، پوچھو مجھ سے زمین سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں تو کیا عرب کے قبیلوں کے شجرے مولا نہیں جانتے تھے کہ عقیل سے کہتے کہ فلاں قبیلے میں جاؤ اور بیٹی کا انتخاب کرو، نہیں تم انتخاب کرو بہادر قبیلے کی بیٹی کا انتخاب کرو، یہ کیوں کہا آخر معلوم ہے کہا امامِ وقت ہے بھائی بیس سال بڑا ہے تفصیل نہیں بتانا چاہتا بھائی اشارہ کرنا چاہتا ہے کہ تم بھی ابو طالبؑ کے بیٹے ہو میں بھی ابو طالبؑ کا بیٹا ہوں میرے الفاظ کے معنیٰ سمجھ جاؤ اور عقیلؑ سمجھ گئے، عقیلؑ علیؑ کی بات کو سمجھ گئے۔ اشارہ یہ تھا کہ عقیلؑ میں کربلا کے لئے ایک بیٹے کا انتظام کر رہا ہوں اور تم بھی انتظام کرلو۔ عقیلؑ سمجھ گئے اور کہا اچھا علیؑ اگر تم نے عباسؑ کو تیار کیا ہے تو میں اپنے بیٹوں کو تیار کروں گا۔ بڑا بھائی چھوٹے بھائی کی بات کو سمجھ گیا اس لئے علیؑ نے کہا اور اب عقیلؑ چلے اطلاع ملی کہ بیرونِ مدینہ قبیلۂ بنی کلاب ٹھہرا ہوا ہے، گئے سردار کو اطلاع ملی کہ جنابِ عقیل آئے ہیں آ کر قدموں پر گر پڑا، کہا میرے خیمے میں تشریف لے چلئے میرے مہمان ہویئے۔ آپ گئے مہمان ہو گئے، سردار قبیلہ نے پھر ہاتھ باندھ کر پوچھا کہ اے سیّد العرب کے بیٹے کیسے تشریف لائے، کیسے آنا ہوا، کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ تیری بیٹی فاطمہؑ کلابیہ کا عقد میرے بھائی علیؑ کے ساتھ ہو جائے، بے قرار ہو گیا کہا رسولؐ کا

Presented by Ziaraat.Com

داماد میرا داماد بنے گا۔ مجھے منظور ہے، کہا نہیں اسلام کا طریقہ ہے بیٹی سے بھی پوچھ لے، گھر میں گیا زوجہ کو اطلاع دی اُس نے بھی یہی جملہ کہا رسولؐ کا داماد فاطمہؑ کا شوہر میری بیٹی فاطمہؑ کلابیہ کا شوہر بنے گا۔ انہوں نے کہا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ بیٹی سے بھی پوچھو کہ ایک پیغام آیا ہے۔ مدینے سے علیؑ ابن ابوطالبؑ کا تجھے منظور ہے، گئیں قبیلے کی لڑکیاں اور قریب جا کر کہتی ہیں کہ یہ پیغام آیا ہے فاطمہ کلابیہ نے ایک جملہ کہا، کہا میں کچھ اور تفصیل تو نہیں بتا سکتی اور نہ کچھ کہنا چاہتی ہوں میرے بابا سے اور میری مادرِ گرامی سے یہ کہہ دو کہ کل رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے پہلے وہ خواب بیان کردوں میں نے دیکھا کہ ایک بی بی آئیں، نورانی چہرہ تھا انہوں نے اپنے ہاتھ سے مجھے دلہن بنایا اور اُس کے بعد کہا کہ مبارک ہو تو میرے بیٹے عباسؑ کی ماں بن گئی۔ اب یہ آپ دیکھیں کہ آلِ محمدؐ کے گھرانے کی عجیب تہذیب ہے کہ جب آپ فاطمہؑ سے پوچھیں گے کہ آپ کا بیٹا کون ہے تو کہیں گی عباسؑ میرا بیٹا ہے اور جب آپ اُم البنینؑ سے پوچھیں گے تو وہ کہیں گی حسینؑ میرا بیٹا ہے، تمام مؤرخین نے لکھا ہے یعقوب اور یوسفؑ کے واقعے میں کہ ایک باپ سے تھے مائیں الگ الگ تھیں تو بھائی چھوٹے بھائی کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ علما نے لکھا کہ تاریخ میں صرف ایک مثال ملتی ہے کہ ایک باپ کے بیٹے ہوں اور مائیں الگ الگ ہوں حسینؑ اور عباسؑ کے علاوہ اور کوئی مثال نہیں ملتی۔ عجیب دو بھائی ہیں جن کی تشبیہ دنیا میں کسی سے نہیں دی جاسکتی۔ عقد ہوا بنی ہاشم گئے فاطمہؑ کو بیاہ کر لے آئے۔ دلہن بن کر محلۂ بنی ہاشم میں آئیں، عماری سے اُتریں اور اترتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ چوکھٹ پر سجدہ کیا۔ کنیزوں نے پوچھا بی بی کیسا سجدہ کہا یہ گھر وہ ہے جس پر

Presented by Ziaraat.Com

ملائکہ آتے ہیں، یہ زہراؑ کی چوکھٹ ہے گھر میں گئیں پہلے اُس حجرے میں گئیں جہاں دونوں شہزادے اور دونوں شہزادیاں تشریف فرما تھیں، ہاتھ باندھ کر کہا شہزادو اور زینبؑ و اُم کلثومؑ ماں بن کر نہیں آئی کنیز بن کر آئی ہوں، کنیزی کروں گی۔ یہ ہے اُم البنینؑ کی سیرت، علیؑ سے اُم البنینؑ کا خطاب پایا، اُم البنینؑ کے معنی یعنی بیٹوں کی ماں۔ خطاب دیا تو اللہ نے چار بیٹے عطا کئے ایک نہیں چار بیٹے۔ عباسؑ، جعفر، عمران، عبداللہ۔

ایک سال کے اندر قدرت نے اُم البنینؑ کو بیٹا عطا کیا۔ مولا علیؑ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اطلاع ملی آپ کے یہاں ایک بیٹے کی ولادت ہوئی ہے۔ اُم البنینؑ کو اللہ نے چاند سا بیٹا عطا کیا۔ اطلاع پاتے ہی گھر میں آئے۔ حجرے میں پہنچے اور بچے کو گود میں لے لیا ابھی بچے کی آنکھیں بند ہیں ایسے میں ایک بار مڑ کر آواز دی کہاں ہے میرا بیٹا حسینؑ اور یہ یاد رکھئے کہ جب عباسؑ پیدا ہوئے تو حسینؑ کی عمر پچیس سال کی تھی، بڑا بھائی چھوٹے بھائی سے پچیس سال بڑا ہے۔ یعنی اتنا فرق ہے، بے اختیار کہا حسینؑ ذرا ہاتھ پھیلاؤ، حسینؑ نے ہاتھ پھیلائے بچے کو حسینؑ کی گود میں دے دیا، بچہ گود میں آیا، آنکھیں بند تھیں اب گھبرا کے آنکھیں کھول دیں اور آنکھیں حسینؑ کے چہرے کی طرف ہیں بھائی بھائی کو دیکھ رہا ہے، بھائی نے بھائی کی خوشبو پائی۔ اب علیؑ کہتے ہیں کہ حسینؑ بھائی کا کچھ نام رکھا حسینؑ نے کہا چہرے سے تو یہ عباسؑ لگتا ہے۔ یعنی بپھرا ہوا شیر لگتا ہے کہا یہ تو عباسؑ ہے عباسؑ، تو پھر حسینؑ آج سے ہم نے اِن کا نام عباسؑ رکھ دیا۔

نام عباسؑ ہو گیا۔ اب عباسؑ کی پرورش کس طرح کی ہے ام البنینؑ نے،

Presented by Ziaraat.Com

لوگ کہتے ہیں کہ باپ کا اثر اولاد میں آتا ہے تو ماں کی طرف سے بھی اثر آتا ہے۔ روم کے سفیر جب عرب سے کوئی پہنچتا تھا تو پوچھتا تھا کہ عامر کے رشتے دار ہو کہ نہیں اگر وہ پہنچنے والا کہتا تھا کہ عامر سے کوئی رشتہ داری نہیں تو شاہِ روم اُس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا تھا اور اگر وہ یہ کہہ دیتا تھا کہ میں عامر کا عزیز ہوں، میں عامر کے قبیلے سے ہوں تو اُس کی بڑی آؤ بھگت ہوتی تھی، بڑا اُس کا استقبال ہوتا تھا، بڑی تعظیم ہوتی تھی۔ وہ عامر کہ عرب کے قبیلے، بڑے بڑے شجاع اپنی تلواروں پر عامر کا نام کندہ کرتے تھے کہ اس سے بڑا بہادر ہمارے آس پاس کے قبیلے میں نہیں ہے۔ یہ عامر عباسؑ کے نانا ہیں، شجاعت جو ہے ماں کی طرف سے بھی آ رہی ہے، وفا بھی ماں کی طرف سے آ رہی ہے، اگر ابو طالبؑ کی وفا رسولؐ کے ساتھ اگر علیؑ کی وفا رسولؐ کے ساتھ تو یہ وفائیں بھی عباسؑ کو مل رہیں تھیں اور ماں کی طرف سے وفائیں بھی مل رہی ہیں۔ خون میں اثر آ رہا ہے لیکن اُس کے ساتھ ساتھ تربیت اس شان سے ہے کہ اُٹھتے بیٹھتے اُم البنینؑ بیٹے سے کہتی ہیں عباسؑ یہ صرف بڑا بھائی نہیں ہے یہ آقا بھی ہے تم اس کے غلام ہو چلتے پھرتے ہر وقت اُم البنینؑ اپنے بیٹے کو سبق یاد کراتی ہیں۔ تم غلام ہو یہ آقا ہیں اور اِسی طرح دن گزر رہے ہیں بیٹا تین چار سال کا ہو گیا، پہلو میں لیٹا ہوا ہے، رات کو اُم البنینؑ نے خواب دیکھا آپ دیکھتی ہیں ایک صحرا ہے اُس میں میرا بچہ تنہا ہے ایک دوش کی جانب چشمہ جاری ہے اور دوسرے کاندھے کے پاس درختِ طوبیٰ نظر آ رہا ہے لیکن عباسؑ بار بار کہہ رہے ہیں کہ میں پیاسا ہوں۔ آنکھ کھل گئی تو بے اختیار بچے کو جگا کر پوچھا عباسؑ پیاسے تو نہیں ہو، ماں نے پوچھا، مادرِ گرامی پیاسا تو نہیں ہوں، بے قرار ہے ماں صبح کو

Presented by Ziaraat.Com

اُٹھی کہا میرے والی میں نے رات کو یہ خواب دیکھا ہے علیؑ رونے لگے کہا وہ چشمہ جو ہے وہ مشک سکینہؑ ہے اور وہ جو طوبیٰ کا سایہ ہے وہ عَلم کا سایہ ہے۔ اُم البنینؑ کیا تفصیل بتاؤں مولا علیؑ نے کربلا کا واقعہ سنایا، اس ماحول میں کہ کربلا کی تاریخ ترتیب پارہی ہو۔ عباسؑ پرورش پارہے ہیں اور جب یہ سبق مل رہا ہے کہ یہ آقا ہیں تو عالم یہ ہے مؤرخین نے لکھا کہ اگر کرسی پر باہر تشریف فرما ہیں حسینؑ تو پہلو میں پانچ سال کا بچہ شیر کی طرح موجود ہے اور اگر مدینے میں کوئی حسینؑ سے ملنے آتا ہے عرضی لے کر تو جب تک عباسؑ تک عرضی نہیں جاتی اُسے اذن نہیں ملتا امام سے ملنے کے لئے اور جب عباسؑ نو سال کے ہوئے تو مؤرخ یہ لکھتے ہیں کہ یہ عالم تھا کہ مدینے کے ایک ایک گھر میں جا کر پوچھتے تھے پانی تو نہیں ختم ہو گیا اور اگر کسی گھر سے آواز آتی تھی کہ عباسؑ پانی نہیں ہے گھر میں تو مشکیں دوش پر لاد کر مدینے کے گھروں میں پانی پہنچایا کرتے تھے۔ دیکھ رہے ہیں آپ کہ کس طرح عباسؑ کی پرورش ہو رہی ہے اور کس طرح ماں پرورش کر رہی ہے اِسی طرح ہر بیٹے کو پالا جب ۲۸ رجب کو مدینے سے حسینؑ چلنے لگے تو سب سے آخر میں جب قافلہ آگے بڑھ چکا تو عباسؑ کے ذمے کیونکہ پورے قافلے کا انتظام تھا اس لئے سب سے آخر میں جب قافلے کو رخصت کر چکے تو اب گھوڑا جو ہے وہ باہر سواری کے لئے موجود ہے، قریب پہنچے، ابھی پشتِ زین پر بلند ہونا چاہتے تھے، رکاب میں پیر رکھا تھا کہ عصمت سرا کا پردہ ہٹا کنیز باہر آئی چادر میں لپٹی ہوئی اور کہتی ہے شہزادے ماں بلا رہی ہے واپس ہوئے رکاب سے پیر نکالا عصمت سرا میں داخل ہوئے دیکھا ماں بالوں کو بکھرائے ہوئے آنکھوں میں آنسو لئے ہوئے کھڑی ہے، قریب گئے ہاتھوں کو باندھ کر

Presented by Ziaraat.Com

کہا مادرِ گرامی رخصت کر چکی تھیں، پھر دوبارہ کیوں بلایا ہے، کہا ہاں رخصت کر چکی تھی ایک بات کہنے کو بلایا ہے، کہیے اماں کیا کہنا چاہتیں ہیں، کہا عباسؑ یہ حسینؑ نہیں جا رہا یہ فاطمہؑ کی جان جا رہی ہے، عباسؑ فاطمہؑ کی کمائی سے ہوشیار رہنا، میں فاطمہ کے بیٹے کو تجھ سے لوں گی۔ یہ جملے یاد رکھیے گا۔ میں عباسؑ فاطمہؑ کے بیٹے کو تجھ سے لوں گی۔ یہ آواز ماں کی عباسؑ کے کانوں میں گونجتی رہی اور وہ وقت بھی آیا کہ جب کہا کہ اب مجھے اذنِ جہاد دیجیے، حسینؑ نے کہا عباسؑ تمہیں کیسے جہاد کی جازت دے دیں تم تو میرے لشکر کے علمدار ہو۔ دائیں جانب دیکھا بائیں جانب دیکھا کہا جس لشکر کا علمدار بنایا تھا وہ لشکر کہاں ہے، وہ لشکر کہاں ہے۔ راوی لکھتا ہے کہ جب عونؑ و محمدؑ کی لاشیں آ چکیں اور پسرانِ مسلم کی لاشیں آ چکیں تو اک بار خیمے میں گئے اور زوجہ کو آواز دی، کہا کہاں ہے میرا بیٹا محمد آٹھ نو سال کا بچہ باپ کی آواز پر آیا اپنے ہاتھ سے بیٹے کو تیار کیا، کمر میں ننھی سی تلوار لگائی گود میں لے کر آئے اور کہا آقا اس غلام زادے کو بھی رخصت کی اجازت دیجیے۔ عباسؑ کا مرتبہ کیا کہنا غلام زادے کو بھی رخصت دیجیے۔ اب دونوں بھائیوں کی گفتگو دیکھیے بڑا بھائی کہتا ہے عباسؑ صبح سے تیر چل رہے ہیں، نیزے چل رہے ہیں، تلواروں کی بارش ہے اس میدانِ جنگ میں، اس مقتل میں اس بچے کو بھیجو گے تو کہا کہ آقا میرا بیٹا ہے عباسؑ کا بیٹا ہے تو اب حسینؑ یہ سمجھے کہ میں نے عباسؑ کے بیٹے کو روک لیا لیکن عباسؑ کا جواب دیکھیے کہا آقا اس کا انتظام پہلے کر لیا چھوٹے بیٹے کو مادرِ گرامی اُم البنینؑ کے پاس چھوڑ آیا ہوں بس اب کیا کہتے عباسؑ جیسی تمہاری مرضی، بیٹے کو گھوڑے پر بٹھایا اور کہا عباسؑ کے بیٹے ہو میں جنگ دیکھ رہا ہوں، بیٹا میدانِ

Presented by Ziaraat.Com

جنگ میں گیا کچھ دیر جنگ کی چھوٹا بچہ کہاں تک لڑتا ایک بار گھوڑے سے گرا آواز دی بابا میں گھوڑے سے گر گیا۔ عباسؑ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی لجامِ فرس کو کھینچا چاہتے تھے کہ گھوڑے کو آگے بڑھائیں کہ عباسؑ کے گھوڑے سے پہلے حسینؑ نے اپنے گھوڑے کو بڑھا دیا۔ گھوڑا سامنے لائے عباسؑ کے سینے پر ہاتھ رکھا کہا عباسؑ کدھر چلے، کہا آقا میرا بچہ پکار رہا ہے، میرا بیٹا گھوڑے سے گر گیا کہا مجھے معلوم ہے لیکن عباسؑ بیٹے کی لاش کو باپ نہیں اُٹھاتا میں لاؤں گا، بیٹے کی لاش کو بھی لاؤں گا۔ عصر کے وقت حسینؑ نے فرات کا رُخ کر کے کہا تھا، عباسؑ تمہارا آقا اکیلا علی اکبرؑ کی لاش لے کر جا رہا ہے۔

جوان بیٹے کا لاشہ کیسے اُٹھاؤں یہ حسینؑ کا پیار، یہ حسینؑ کی محبتیں وہ عباسؑ کی محبتیں اور اب خود کہہ رہے ہیں کہ میں جاؤں حسینؑ کہہ رہے تھے کہ دونوں ساتھ چلیں ایک طرف میں حملہ کرتا ہوں ایک طرف تم حملہ کرو، کہا آقا یہ نہیں ہوسکتا۔

کہا کیوں اس لئے کہ جب میں جنگ کرنے میں لگا ہوں گا تو آپ کے جسم پر کوئی تیر پڑ گیا تو عباسؑ کیا کرے گا اور شہزادی زینبؑ کو کیا جواب دوں گا۔ عباسؑ کا یہ جملہ بتاتا ہے کہ عباسؑ کی زندگی تک حسینؑ کے جسم پر کوئی زخم نہیں آیا اور اگر آپ کے جسم پر کوئی زخم لگ گیا تو میں شہزادی کو کیا جواب دوں گا اور جب رخصت کا وقت آیا اور بہن نے بلایا تو یہی کہا عباسؑ میں سنا کرتی تھی بابا سے زینب تیرے بازوؤں میں رسیاں بندھیں گی لیکن میں اپنے بابا سے یہ کہا کرتی تھی کہ جس بہن کا ایک بھائی ہو وہ ناز کرتی ہے میرے تو اٹھارہ بھائی ہیں اور جس کا عباسؑ جیسا بھائی ہو کس کی مجال ہے کہ میرے بازوؤں میں رسیاں باندھے۔ عباسؑ تم جا رہے ہو زینبؑ کو آج یقین ہو گیا کہ بابا نے جو کچھ کہا تھا وہ

Presented by Ziaraat.Com

ہو کر رہے گا، بھائی بہن سے رخصت ہوا۔ بھتیجی سے رخصت ہوا اور پھر اُس کے بعد عباسؑ تو واپس نہیں آئے مشک واپس آئی، علم واپس آیا، عباسؑ کی یادگار فرات کے کنارے آج بھی روضہ موجود ہے اب اُس کے بعد بس تاریخ میں اتنا ملتا ہے کہ قافلہ واپس آیا بس تقریر خاتمے پر پہنچی۔ قافلہ واپس آیا مدینے میں شور ہے کہ وہ مسافر جو اٹھائیس رجب کو گئے تھے آج مدینے واپس آ گئے۔ مدینے کے ایک ایک گھر کے دروازے کھلنے لگے بچے بھی چلے، بوڑھے بھی چلے، جوان بھی چلے اور بشیر اعلان کرتا جا رہا ہے گھوڑے پر بیٹھا ہوا کہ وہ قافلہ جو اٹھائیس رجب کو گیا تھا وہ واپس آ گیا اور ایسے میں جب بشیر اعلان کرتا ہے کہ حسینؑ قتل ہوئے، بی بی اُم البنینؑ آگے بڑھیں اور کہا بشیر یہ کیا کہا تو نے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حسینؑ قتل ہو جائیں کیا میرا بیٹا عباسؑ بھاگ گیا تھا بشیر کہتا ہے بی بی پہلے پورا واقعہ تو سنو عباسؑ نے اپنی حدیں تمام کر دیں تھیں۔ جب سن لیا اطمینان ہو گیا کہ عباسؑ نے اور عباسؑ کے بھائیوں نے اپنی قربانیاں پیش کیں اور بڑی شان سے پیش کیں تو سیدھی وہاں سے جنت البقیع پہنچیں پہلے سجدہ شکرانے کا کیا کہ میری قربانیاں قبول ہو گئیں اور اُس کے بعد زہراؑ کی قبر پر پہنچی اور آواز دی شہزادی اُم البنینؑ سے خوش ہونا، شہزادی میرے بیٹے عباسؑ سے آپ خوش ہونا۔ اب تاریخ میں یہ ملتا ہے کہ بعدِ کربلا جب بھی صبح ہوئی سر پر چادر ڈالی ہاتھ میں عصا لیا اور سیدھی جنت البقیع پہنچیں جب تک زندہ رہیں اُم البنینؑ کا عمل یہی تھا خاک پر بیٹھ گئیں چار قبریں بنائیں کہا یہ میرے بیٹے عباسؑ کی قبر ہے، یہ میرے بیٹے عونؑ کی قبر ہے، یہ میرے بیٹے جعفرؑ کی قبر ہے، یہ میرے بیٹے عمران کی قبر ہے اور اُس کے بعد قبروں کو مٹا دیا کہا عباسؑ تجھے میں

Presented by Ziaraat.Com

نہیں روؤں گی، جعفرؑ تجھے نہیں روؤں گی، عونؑ تجھے نہیں روؤں گی۔ اس لئے کہ تم چاروں کی ماں زندہ ہے اس لئے حسینؑ کا ماتم کروں گی کہ اُس کی ماں مرچکی ہے اور کبھی یہ جملہ کہتی ہیں کہ عباسؑ اگر تیرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو فاطمہؑ کا بیٹا حسینؑ کبھی قتل نہ ہوتا۔

Presented by Ziaraat.Com

نویں مجلس

حدیثِ کساء

سیرتِ امام محمد تقی علیہ السلام و امام علی نقی علیہ السلام ذکرِ جنابِ زینب سلام اللہ علیہا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

ساری تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

سیرتِ معصومینؑ کے عنوان پر آج اُس عشرۂ مجالس کی نویں تقریر جیسا کہ میں نے کل عرض کیا تھا کہ آج کی اور کل کی تقریر وہ ہی تقریریں ہیں اور معصوم ہمارے سامنے چار ہیں۔ یعنی کیا ہی اچھا ہوتا کہ دسویں تقریر کا آغاز تو یہ پانچ تن کساء میں جمع کیوں ہوئے آیا طہارت کا اعلان کرنا تھا، رشتوں کو انوار دکھانے تھے یا یہ بتانا تھا کہ یہ کساء میں جو خیمہ ہے اس کے حدود میں کوئی اور نہیں آسکتا یہ تو بظاہر ہم غور وفکر کریں تو ایک بات سمجھ میں آتی ہے کہ اصول جو صدیوں صدیوں پر محیط جس کی نگاہیں ہر صدی ہر زمانے کو دیکھ رہی تھیں۔ اُس نے چاہا کہ عالمِ انسانیت کی ہدایت کے لئے ہم ایسے پانچ رنگوں میں جائیں گے کہ انسان اپنے زندگی کے کسی بھی موڑ پر اگر اپنے معاشرے کی زندگی میں اپنی خاندانی زندگی میں .... ہندوستان اور پاکستان کے عظیم ترین ماہر تعلیم خواجہ غلام سید مرحوم جو خواجہ الطاف حسین حالی کے نواسے تھے اور اِس دَور کے موجود ممبئی میں جو افسانہ نگار ہے خواجہ احمد عباس اُن کے بڑے بھائی بہت اعلیٰ

Presented by Ziaraat.Com

عہدوں پر ہندوستان میں رہے تو انہوں نے ایک کتاب ایجوکیشن کے بارے میں لکھی۔ انہوں نے لکھا کہ اگر کوئی تعلیم کو عام کرنا چاہے اور تحقیقِ تعلیم میں اگر کوئی اپنا نظریہ پیش کرے تو وہ نظریہ اُس کا اُس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک کہ اُس نظریے کو اپنے گھر میں رائج نہ کر دیا ہو اور گھر والوں کو اس کا پابند نہ بنا دیا ہو۔

تو ختمی مرتبتؐ بتانا یہ چاہ رہے تھے کہ جو پیغام دے کر جا رہا ہوں، جو تعلیمات تمہارے سپرد کر کے جا رہا ہوں پہلے میں نے اس میں ڈھالا ہے اپنے گھر والوں کو اور دیکھو نمونے یہ ہیں تو اب ضروری تھا کہ کسی واقعے کے تحت ذہنوں میں یاد رہ جائے اس لئے آپ کے سامنے تحفے میں حدیث کساء چلی آ رہی ہے اور اس کی برکتیں ہیں کیا کہنا تو رسولؐ بتانا یہ چاہتا تھا کہ بظاہر یہ پانچ تن ہیں میں، میرا بھائی علیؑ، میری بیٹی اور میرے نواسے لیکن میں دنیا میں جتنے رشتے ہوں گے خاندانی اب یہ معجزہ ہے پانچ تن کا جتنے بھی تمہارے خاندانی رشتے ہوں گے جن میں تمہیں ضرورت پڑتی ہے معاشرتی زندگی میں میل جول کی وہ تمام رشتے ان پانچ میں چادر کے نیچے ہیں۔ عورت کے تین ہی روپ ہیں پہلے وہ بیٹی ہے، پھر بیوی ہے، پھر ماں۔ زہراؑ تنہا ہیں مگر اِسی چادر میں بیٹی بھی ہیں باپ موجود ہے، بیوی بھی ہیں شوہر موجود ہے، ماں بھی ہیں بچے موجود ہیں۔ اگر دنیا کی کوئی عورت بہترین بیٹی بننا چاہتی ہے تو چادر کی طرف دیکھے زہراؑ کو۔ اگر کوئی عورت معاشرے میں بہترین زوجہ ثابت ہونا چاہتی ہے تو چادر کی طرف دیکھے، زہراؑ کو، اگر معاشرے میں کوئی عورت بہترین ماں بننا چاہتی ہے تو زہراؑ کو دیکھے اور اب اُس کے گرد رشتے ہیں اور اگر کوئی بہترین شوہر ثابت ہونا چاہتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے تو علیؑ کو دیکھے، کوئی اگر بیٹی کا بہترین باپ بننا چاہتا ہے تو رسولؐ کو دیکھے اور اگر کوئی بیٹوں کا بہترین باپ بننا چاہتا ہے تو علیؑ کو دیکھے اور جو معاشرے کے بہترین بیٹے بننا چاہتے ہیں وہ حسنؑ اور حسینؑ کو دیکھیں گویا معاشرے کا ہر رشتہ اس میں یکجا کر دیا گیا تاکہ انسان دیکھے، سمجھے اور غور کرے اور عورت وہی عورت مکمل ہے کہ جو بیٹی بھی ہو، بیوی بھی ہو اور ماں بھی ہو اور وَنِسَآءَنَا جو کہا گیا تھا تو اُس کے لئے مفسرین نے یہی لکھا وَنِسَآءَنَا یعنی اُس عورت کو طلب کیا گیا تھا مباہلے میں جس کے تینوں روپ ہوں، وہ بیٹی بھی ہو، وہ زوجہ بھی ہو اور وہ ماں بھی ہو۔ اس لئے رسولؐ اللہ ازواج میں سے کسی کو نہیں لے گئے تھے۔

رسولؐ اللہ کی زوجہ بیوی ہو سکتی ہے، بیٹی ہو سکتی ہے ماں نہیں ہو سکتی تو زہراؑ دنیا کی مکمل ترین خاتون ہیں اور جتنی بھی عورتیں زہراؑ سے پہلے گزری ہیں اور جو بلند ترین ہیں اگر انہیں زہراؑ کے سامنے لے آئیں تو کسی نہ کسی فضیلت میں زہراؑ ان سے افضل ہوں گی۔ اگر مریمؑ آ جائیں ماں ہیں، عمران کی بیٹی ہیں کسی کی زوجہ نہیں ہیں تو اِسی طرح آپ کو تاریخ میں ملے گا کہ تاریخ کی واحد خاتون زہراؑ ہیں، عمر اٹھارہ سال کی مگر نمونہ دیکھیں آپ سیرت کا اتنا عظیم الشان اور یہ عجیب بات ہے کہ قدرت کا یہ انتظام آپ دیکھیں کہ دنیا یہ کہہ رہی تھی کہ رسولؐ ابتر ہے اور وہ اللہ جو اپنے حبیب کے لئے کوئی بات سن نہیں سکتا وہ اگر چاہتا تو رسولؐ اللہ کے بیٹوں کو زندہ رکھتا اُس نے دیکھا کہ آدمؑ کا ایک بیٹا ہابیل قتل ہو گیا تو اُس نے شیث جیسا بیٹا عطا کر دیا۔ تحفے میں دے دیا۔ یہ تمہارا بیٹا ہے اس سے نسل چلے گی تمہاری، اُس نے دیکھا کہ نوحؑ کا بیٹا کفر کی طرف راغب ہو گیا، پہاڑ پر چڑھ گیا فنا ہو گیا تو اللہ نے تین بیٹے دے دیئے۔ سام و حام و

Presented by Ziaraat.Com

یافث اور اُن کی اولاد اب جو بڑھی تو آپ غور کریں کہ سام کی اولاد اور حام کی اولاد میں آنے والے بیٹے جو آئے تو کسی بیٹے کا نام روس ہے، کسی بیٹے کا نام مصر ہے، کسی بیٹے کا نام عرب ہے، کسی بیٹے کا نام چین ہے، کسی بیٹے کا نام ہند ہے، کسی بیٹے کا نام سندھ ہے اور ہر بیٹا ایک ملک بساتا دنیا کی آبادیاں بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ نوحؑ کے پوتوں کے نام پر آج دنیا کے ملکوں کے نام ہیں کہ یہ نسل بڑھ رہی ہے قدرت عطا کر رہی ہے۔ نوحؑ کو بیٹے بھی اور پوتے بھی عطا کیے، نوحؑ کو اتنی کثیر اولاد دینے والا اپنے آخر نبی کو کوئی بیٹا نہیں دیتا اور دیتا ہے تو واپس لے لیتا ہے۔ یعقوبؑ کو بارہ بیٹے دینے والا، ہارونؑ کو شبّر و شبیر، مبشر جیسے بیٹے عطا کرنے والا، جناب زکریا کو بڑھاپے میں یحییٰ جیسا بیٹا دینے والا، ابراہیمؑ کو ضعیفی میں دو بیٹے عطا کرنے والا، ختمی مرتبتؐ کو کوئی بیٹا نہیں دیتا بلکہ ایک بیٹی دے کر اُسے پردے میں چھپا دیا تم کہہ رہے ہو ابتر ہے۔ میں نے کوثر جاری کر دیا کوثر زہراؑ کا نام ہے اور تفصیلِ کوثر بن کر حسنؑ اور حسینؑ آ گئے۔ بس اب راز یہ ہے کہ بیٹا کیوں نہیں دیا بیٹا اس لئے نہیں دیا کہ چونکہ رسولؐ کو رحمت اللعالمین کہہ چکا تھا بیٹی رحمت ہوتی ہے بیٹا نعمت ہوتا ہے۔

آپ رحمت ہیں اس لئے آپ کو رحمت دے رہا ہوں لیکن نعمت سے بھی محروم نہیں رکھا، کوثر کی صورت میں حسنؑ اور حسینؑ نعمت کی شکل میں آ گئے ہیں اسی لئے کہا مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ، يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ، فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ جب ہم دو دریاؤں کو ملاتے ہیں تو لولو مرجان جیسے موتی نکلتے ہیں تو تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ حسنؑ اور حسینؑ نعمت ہیں، حسنؑ اور حسینؑ اُمت کے لئے بھی نعمت اور رسولؐ کے لئے بھی نعمت۔

Presented by Ziaraat.Com

اب یہ دوسری بات ہے کہ نسل چلی تو بیٹی سے چلی لیکن دنیا نے کوشش یہ کی کہ ہر دور میں یہ ظاہر کیا جائے کہ بیٹی سے نسل نہیں چلا کرتی اور ہر امام کے دَور میں آپ کو یہ بات نظر آئے گی کہ بار بار ائمہ طاہرین سے یہ کہا گیا۔ امامِ علی رضاؑ کا تذکرہ کرر ہا تھا کل معصوم کا میں، گھوڑے پر بیٹھا ہوا مامون ساتھ ہے، معصوم بھی گھوڑے پر تشریف فرما ہیں دو پہاڑیوں کے درمیان سے گزر رہے ہیں تو مامون نے کہا کہ بیٹی سے تو نسل نہیں چلتی آپ فخر کس بات پر کرتے ہیں۔ ایک چچا کی اولاد میں ہوں، ایک چچا کی اولاد آپ ہیں تو آپ رسولؐ کے پوتے کس طرح ہوئے، اُن کے خاندان میں اُن کی نسل میں آپ کیسے وارث ہوے، امام خاموش رہے کچھ دُور گھوڑا بڑھا تھا کہ ایک بار اشارہ کر کے یہ کہا کہ یہ بتا مامون اس پہاڑی کے پیچھے سے اگر رسولؐ آ جائیں اور تجھ سے آ کر کہیں کہ مامون رشید اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دے تو تو کیا کہے گا تو مامون نے کہا کہ میرے لئے باعث فخر ہے کہ رسولؐ میری بیٹی مانگ رہے ہیں، کہا یہ تو کر سکتا ہے اپنی بیٹی رسولؐ کو دے سکتا ہے لیکن رسولؐ مجھ سے میری بیٹی کا رشتہ نہیں مانگ سکتے میری بیٹی رسولؐ کی بیٹی ہے اور رسول اللہؐ میرے جد ہیں۔

اور دربار میں بھی بار بار گئے اور فرمایا تو کیوں نہیں سمجھتا کہ میں اولادِ رسولؐ ہوں، قرآن میں دیکھ لے ہر نبی کو سلام کیا گیا۔ **سلامٌ علیٰ ابراھیمؑ**، **سلامٌ علیٰ موسیٰؑ وھارونؑ** ہر نبی کو سلام ہوا لیکن جب اپنے آخری نبی کو سلام کیا تو تنہا نہیں کہا بلکہ اس طرح ارشاد ہوا۔ **سلامٌ علیٰ آلِ یٰسین**، تو ہم آلِ رسولؐ ہیں، ہم پر اللہ نے سلام کیا ہے۔ معصوم مامون کے دربار میں اس طرح استدلال دے رہے ہیں اور بتا رہے ہیں۔ اب جب امامِ رضاؑ کے بیٹا

Presented by Ziaraat.Com

نہیں ہوا تو اب وہ الزام تاریخ میں دوسری بار دہرایا گیا۔ رسولؐ کو ابتر کہا گیا تھا۔ آٹھویں امام کو لاولد کہا گیا تھا لیکن یہ تو اب امام ہی جانتا ہے کہ ماریہ قبطیہ کے خاندان سے آنے والی خاتون سبیکہ خاتون اور جب سبیکہ سے عقد ہوا اور گھر میں آئیں تو اب اپنی بہن سے کہتے ہیں کہ آج کی رات آپ رُک جائیں اس لئے کہ اللہ افضل ترین فرزند آج سبیکہ کو عطا کرے گا اور بہن کہتی ہیں حکیمہ خاتون کہ جس وقت ولادت کے آثار ظاہر ہوئے چراغ سارے گل ہو گئے لیکن حجرے میں نور پھیل گیا اور میں نے دیکھا کہ بچے نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا، بچے کو میں نے گود میں لیا اور یہ بچہ، پیدا ہونے والا بچہ آپ کا نواں امام تقی جوادؑ تھا۔ حضرت امام علی رضاؑ کو اللہ نے پانچ بیٹے عطا کئے، تقی جواد، سید ابراہیمؒ، سید حسنؒ، سید حسینؒ، سید جعفر تقیؒ جواد کی ابھی چھ سال کی عمر تھی امام رضاؑ نے مدینہ چھوڑا اور جب مکے پہنچے یعنی جس طرح حسینؑ ابنِ علیؑ نے سفر کیا تھا کل کہہ چکا اِسی طرح مدینے سے سیدھے مکے اور پھر مکے سے ایران چلے گئے۔ نیشاپور سواری پہنچی ابھی امام رضاؑ خانۂ کعبہ میں تھے کہ طواف کرتے کرتے ایک بار معصوم بیٹھ گیا۔ غلام کی گود میں تھا چھ سال کی عمر ہے نویں امام کی۔ بیٹھ گیا وہیں فرشِ خاک پر غلام نے کہا آجایئے گود میں، رونے لگے امام آگے بڑھے تو غلام سے کہا معصوم نے ارے اُٹھنے کو دل نہیں چاہتا دل چاہتا ہے بابا کو دیکھتا رہوں اس لئے کہ بابا کے ساتھ یہ آخری حج ہے۔

پہلے یہ مشہور کیا گیا تھا کہ امام رضاؑ کے کوئی اولاد نہیں ہے، پھر سادات کو علم ہو گیا کہ تقی جواد موجود ہیں۔ امام رضاؑ کے چار بیٹے اور بھی ہیں لیکن مشہور یہ کیا گیا کہ صرف ایک بیٹا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جب سادات پر یہ راز چھپ نہ سکا اب مامون پریشان کہ سادات کو کس طرح ہاتھ میں لیا جائے، اپنے آدمیوں کو بھیجا، خط لکھا، تقی جواد کو مدینے سے بلایا گیا، معصوم مدینے سے چلے بغداد پہنچے ابھی دربار نہیں پہنچے تھے۔ سرراہ کھڑے ہوئے تھے چھ یا سات سال کی عمر ایسے میں مامون رشید کی سواری آپ کے قریب پہنچی اور بھی بچے کھڑے ہوئے تھے کہ مامون کی سواری جاہ وحشمت کے ساتھ نکلی منادی کی ندا آئی راستے سے ہٹ جاؤ، سپاہیوں کے گھوڑے دوڑتے ہوئے قریب آئے تو بچے خوف سے بھاگ گئے۔ امام جہاں کھڑے تھے وہیں پر کھڑے رہے۔ مامون نے سواری روک دی کہا تمام بچے بھاگ گئے تم کیوں نہیں ڈر کر بھاگے، معصوم نے کہا کہ دیکھ تین باتیں ہیں پہلی بات یہ کہ اگر میں تجھے ظالم سمجھتا کہ تو ظالم ہے ظلم کرے گا تو میں بھاگ جاتا یا میں ڈرتا کہ میں نے کوئی خطا کی ہے تو میں بھاگ جاتا یا پھر راستہ تنگ ہوتا، تیرے گزرنے کے لئے راستہ نہ رہ جاتا تو بھاگ جاتا، راستہ تنگ نہیں تو جاسکتا ہے تو ظالم نہیں کہ ظلم کرے گا مجھ پر، میں نے تیری کوئی خطا نہیں کی تو میں کیوں بھاگتا۔ حیران ہوا اور مامون سوچ رہا ہے کہ یہ کوئی معمولی بچہ نہیں ہے۔ سواری آگے بڑھ گئی، شکار کھیلنے جارہا تھا واپس ہوا پھر بچے اُسی طرح بھاگ گئے امام اُسی طرح کھڑے رہے، مامون نے سواری روک لی بند مٹھی معصوم کے سامنے کر کے کہا بتایئے میری مٹھی میں کیا ہے۔ کہا اللہ نے دنیا میں سمندر اور دریا بنائے ہیں، اُن میں مچھلیاں ہیں بادل جب سمندر سے اُٹھتے ہیں تو اُن میں چھوٹی مچھلیاں بادلوں میں چلی جاتیں ہیں۔ بادل اپنے میں اُن مچھلیوں کو لئے رہتے ہیں۔ بادشاہ اپنے شکاری باز فضاؤں میں چھوڑتے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

شکاری باز جاتے ہیں اور بادل سے مچھلی لاتے ہیں مچھلی لاکر بادشاہ کے ہاتھ پر رکھتے ہیں۔ بادشاہ مٹھی بند کر کے خاندانِ رسالت کے بچّے سے امتحان لیتا ہے۔ معصوم کی عمر سات سال ہے پوچھئے معصوم سے کہ کیا تھا اور بچّوں کی طرح آپ بھی بھاگ جاتے تو معصوم یہی کہے گا کہ کرّار غیر فرار کا بیٹا ہوں اور بچّے بھاگ جائیں وہ دنیاوی بچّے ہیں ہمارے خاندان کا آدمی کبھی بھاگا ہی نہیں۔ کسی سے ڈرتے نہیں تو ہم کیسے مامون سے ڈر کر بھاگ جاتے اور اب یہی سوال معصوم سے کریں کہ بات تو مامون نے صرف اتنی پوچھی تھی کہ میری مٹھی میں کیا ہے لیکن معصوم نے اتنا طویل جواب کیوں دیا تو معصوم صرف یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ علم کی عظمت کو پہچان لو جو آلِ محمدؐ کو عطا کیا گیا ہے زمین سے لے کر آسمان تک کی باتیں تجھے بتاتے ہیں کہ زمین کا علم بھی ہمارے پاس ہے اور آسمان کا علم بھی ہمارے پاس ہے اور یہ بھی بتانا تھا کہ دیکھ بادشاہ جو ہیں وہ ایسی شکل اختیار کیا کرتے ہیں کہ جو اسلام میں ممنوع ہے۔ ہم آلِ محمدؐ پردہ چاک کر کے بتاتے ہیں کہ یہ شکار وغیرہ جو ہیں وہ بادشاہوں کے کام ہیں آلِ محمدؐ کے کام نہیں تو اس طرح معصوم نے اشارہ کیا اب اُس نے نام پوچھا تو انہوں نے کہا میں علیؑ رضا کا بیٹا ہوں۔ حضرت امام محمد تقیؑ صرف (۲۵) پچیس برس حیات رہے جوانی کی عمر میں مامون رشید نے اپنی بیٹی ام الفضلؑ کے ساتھ عقد کر دیا اور جس دن شادی ہوئی ظاہر ہے کہ عرب کی شہزادی سے شادی ہو رہی تھی خلیفہ وقت کی بیٹی سے شادی ہو رہی تھی تمام مورخین نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ تاریخی کتابوں میں اس شادی کے پورے واقعے کو درج کیا ہے کہ کتنی دھوم سے شادی ہوئی۔ دربار سجا دیا گیا تھا، محل سرائیں سجی ہوئی تھیں، ریشمی پردے ڈال دیئے

Presented by Ziaraat.Com

گئے تھے، زرّیں کمر غلام اور کنیزیں اور ایسے میں امام کو تخت پر بٹھایا گیا۔

صیغے جاری کیے خود ہی خطبۂ عقد پڑھا عقد ہو چکا جب عقد ہو چکا دربار بھرا ہوا، سفرا ابھی بیٹھے ہوئے ہیں، دربار کا بلکہ ملک کا سب سے بڑا عالم یحییٰ بن اکثم اور تمام علماء نے چہ میگوئیاں کیں کہ مامون نے کس کو داماد بنالیا ارے ابھی تو مکتب میں پڑھنے کے دن تھے ابھی تو ان کی تعلیم و تربیت ہوتی اس کے بعد شادی کرنی چاہئے تھی مامون کو۔ مامون کے کان تک بات پہنچی اُس نے یحییٰ بن اکثم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تو یہ سمجھ رہا ہے کہ ابھی اُس کو تعلیم کی ضرورت ہے تو خود سوال کر۔ بھرا ہوا دربار علماء بیٹھے ہوئے ہیں اور اُس عہد کا سب سے بڑا عالم یحییٰ بن اکثم کافی عمر ہے اس کی اور گیارہ سال کے بچّے سے پوچھ رہا ہے اب سب متوجہ ہو گئے کہ سوال کیا جا رہا ہے معصوم سے اور دولھا بنے ہوئے بیٹھے ہیں اب داماد ہو گئے ہیں خلیفۂ وقت کے اور سوال کیا گیا اے ابنِ رسولؐ اگر اجازت ہو تو سوال کروں کہا پوچھ کہا بتایئے اگر کوئی حالتِ احرام میں شکار کھیلے تو اُس کا کفارہ کیا ہے، معصوم نے کہا کہ اتنا بوڑھا ہو گیا تجھے سوال کرنے کی تمیز نہ آئی، کتنا مہمل سوال ہے، تیرے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا، مامون مسکرایا کہا وضاحت کیجئے ارے سوال تو صحیح کر اُس شخص نے جانور کو حرم سے باہر شکار کیا یا حرم کی حدود میں؟ یہ تو بتا شکار کھیلنے والا جو احرام باندھے ہوئے تھا وہ حج کا تھا یا عمرے کا یہ تو بتا کہ شکار کھیلنے والے نے جان کے شکار کھیلا یا سہواً کھیلا یہ تو بتا شکار کھیلنے والا عالم تھا یا جاہل تھا؟ احرام باندھنے والا شخص آزاد تھا یا غلام تھا، بچّہ تھا یا بڑا، پہلی مرتبہ شکار کیا تھا یا اُس سے قبل بھی شکار کر چکا تھا، وہ شخص اپنے اس فعل پر مُصِر تھا یا نادم تھا؟

Presented by Ziaraat.Com

یہ تو بتا کہ شکار کھیلنے والے نے رات کو شکار کھیلا یا دن میں شکار کھیلا، یہ تو بتا کہ شکار کھیلنے والے نے بڑے پرندے کا شکار کیا یا چھوٹے پرندے کا شکار کیا، شکار کھیلنے والے نے کسی جانور کا شکار کیا یا بڑے جانور، وحشی جانور کا شکار کیا، ان حالتوں میں بائیس حالتوں میں کون سی حالت تھی بتا تو جواب دوں۔ (نعرۂ حیدری)

اب یحییٰ بن اکثم حیران ہوگیا بہرحال مامون نے کہا کہ آپ خود وضاحت کر دیں۔ کہا اگر اُس نے حدودِ حرم میں شکار کھیلا تو اُس کا کفارہ دو بکروں کو قربان کرنا ہوگا اور حدودِ حرم کے باہر شکار کھیلا تو اُس کا کفارہ ایک بکرا قربان کرنا ہوگا، اگر اس نے وحشی گدھے کا شکار کیا ہے تو کفارے میں ایک گائے اور ایک شتر مرغ کا شکار کیا ہے تو پھر اُس کے بدلے میں ایک اونٹ اور اگر کسی چھوٹے پرندے کا شکار کیا تو ایک بکری اور اگر بڑے پرندے کا کیا ہے تو دو بکریاں۔ یہ حدودِ حرم سے باہر کی بات ہے اگر حدودِ حرم میں کھیلے گا تو یہی چیزیں دگنی ہوجائیں گی اور اب اُس کے بعد معصوم کہتے ہیں کہ اگر وہ عالم یا جاہل ہے تو دونوں برابر خانۂ خدا میں دونوں کو وہی کرنا پڑے گا جو عالم کرے گا یا جاہل کرے گا ہاں یہ دیکھا جائے گا کہ بالغ ہے یا نابالغ ہے۔ اگر نابالغ ہے شکار کھیلنے والا تو کفارہ نہیں اور اگر بالغ ہے تو کفارہ دینا پڑے گا۔ اگر احرام اُس نے حج کا باندھا ہے منیٰ پر قربانی دینا پڑے گی اور اگر عمرے کا احرام باندھا ہے تو وہیں مکے میں قربانی دینی پڑے گی اور اگر اُس نے جان کر شکار کھیلا ہے تو اگر نادم ہوگیا تو گناہ نہیں ہوگا اور اگر اسرار ہے تو کفارا دینے کے بعد بھی عذاب برقرار رہے گا اور اگر بھولے سے کھیلا ہے تو معاف ہے اور اگر اُس نے دوبارہ شکار کھیلا ہے، دوسری بار کھیلا ہے تو اب دوگنا کفارہ دینا پڑے گا اور اب اسرار نہ

Presented by Ziaraat.Com

کرے۔ بائیس صورتیں امام نے بتائیں سوال اتنا سا تھا اور امام نے بتایا کہ مہمل ہے۔ اب یحییٰ بن اکثم کو معلوم ہوا کہ امام کو حق ہے کہ جو حج بھی کروائے اور حج کے مسائل بھی سمجھائے، جو اُس گھر میں پیدا ہوا ہو، جو اُس گھر کے مالک ہوتے ہیں وہی اُس گھر کے بارے میں بتا سکتے ہیں اور اُن مسائل کو سمجھا سکتے ہیں تو اُس عہد سے لے کر اب تک آج بھی ان مسائل کو سمجھانے کے لئے اللہ نے ایک حجّت کو برقرار رکھا ہے۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

اب امام نے یحییٰ بن اکثم سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں بھی ایک سوال کروں یحییٰ بن اکثم سے معصوم نے فرمایا کہ اگر تو کہہ دے تو میں بھی تجھ سے پوچھ لوں، ڈر تو رہا تھا لیکن بہر حال کہہ دیا اُس نے کہ پوچھ لیجئے۔ تو امامؑ نے کہا اے ابن اکثم یہ بتا کہ ایک شخص نے طلوعِ آفتاب سے پہلے ایک کنیز کو دیکھا وہ اُس پر حرام تھی، طلوعِ آفتاب کے بعد حلال ہوگئی، ظہر کے وقت پھر حرام ہوگئی اور عصر کے بعد پھر حلال ہوگئی اور مغرب کے وقت پھر حرام ہوگئی اور عشاء کے وقت پھر حلال ہوگئی۔ نصف شب میں وہ عورت پھر حرام ہوگئی، صبح کو پھر اُسی مرد پر حلال ہوگئی۔ اب آپ دیکھئے اب وہ حیران ہوا، کہا میری تو سمجھ میں بات نہیں آئی آپ کوئی وضاحت کیجئے، کہا دیکھ کسی کی کنیز کو کسی نے دیکھا، کنیز دوسرے کی تھی نظر ڈالی طلوع آفتاب سے پہلے اُس کے لئے حرام تھی، طلوع آفتاب کے بعد اُس کنیز کو خرید لیا اب حلال ہوگئی، ظہر کے وقت کنیز کو آزاد کر دیا پھر حرام ہوگئی، عصر کے بعد اُسی سے عقد کر لیا پھر حلال ہوگئی، مغرب کے وقت ظہار کیا، ظہار کیا ہے بچوں کو سمجھا دوں کہ اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کو یہ کہہ دے کہ تیری پشت میری ماں یا بہن کی طرح ہے تو عقد جو ہے منقطع ہو جاتا ہے،

Presented by Ziaraat.Com

ظہار (یعنی یہ کہہ دیا "ظھرك کظھرِ اُمّی") کیا پھر حرام ہوگئی، عشا کے بعد کفارہ دے دیا پھر حلال ہوگئی، نصف رات کو طلاق دے دی پھر حرام ہوگئی، صبح ہوتے ہی رجوع کر لیا، پھر حلال ہوگئی۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

اور جب رات آدھی گزر چکی تو اب مامون یہ چاہتا ہے کہ معصوم یہیں محل سرا میں قیام کرے، انتظام کیا گیا، ایک سجے ہوئے حجرے میں ڈیڑھ سو کنیزوں کو سجا کر بھیجا گیا لیکن امام نے مڑ کر اُن کنیزوں کی طرف نہیں دیکھا اور یہی کہہ رہے ہیں کہ میں یہاں قیام نہیں کروں گا۔ مامون پریشان ہے، چاہتا ہے کہ آج کی رات داماد یہیں رہے تو ایسے میں دربار کا مشہور گوّیا گانے والا میوزیشن آج کے دور میں، اُس نے مامون کے کان میں کہا کہ آپ کہیں تو میں روک لوں، کہا ہاں روک لے۔ اُٹھا اشارہ کیا رقص کرنے والوں کو اور خود رباب اور ستار اور مضراب ہاتھ میں لے کر راگ چھیڑے اِدھر راگ چھڑے اُدھر معصوم نے مُڑ کر کہا شرم نہیں آتی اتنی بڑی داڑھی ہے خوفِ خدا نہیں ہے تیرے دل میں، کچھ اس عالم میں کہا کہ اُس کے ہاتھ سے مضراب چھوٹ گیا، بے ہوش ہوگیا، کہاں کے ساز، کہاں کے کارندے، کہاں کے راگ، اتنی بات تو طے ہوگئی کہ معصوم کی موجودگی میں اگر ساز اور راگ ہوں تو معصوم کو انتہائی ناگوار معلوم ہوتا ہے طے ہوگئی نا بات، جب اس عشرے کا آغاز ہو رہا تھا تو میرے ایک دوست نے کہا کہ ٹائم آپ نے بڑا عجیب رکھا ہے اس لئے کہ وہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ لوگ ٹیلی ویژن پر ڈرامے دیکھ رہے ہوتے ہیں تو میں نے کہا کہ میں اُسی ٹائم پر پڑھوں گا میں اُن لوگوں کے لئے پڑھ ہی نہیں رہا ہوں کہ جو سوا دو مہینے میں ڈرامے دیکھتے ہیں اور ٹی وی کھولتے ہیں، اُن کے لئے نہیں پڑھ رہا

Presented by Ziaraat.Com

ہوں بلکہ وہی آئیں گے جو سوا دو مہینے اپنے گھر کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن بند رکھتے ہیں تو امام کی موجودگی میں اگر راگ چھڑے، ساز چھڑے ڈرامہ ہو تو معصوم کو ناگوار ہوتا ہے۔ ایک طرف یہ بھی دعویٰ ہے کہ سوا دو مہینوں میں ائمۂ طاہرین ہمارے گھروں میں مہمان رہتے ہیں اور اُس کے بعد بھی اگر گھروں میں ریڈیو کھلتے ہیں اور ٹیلی ویژن کھلتے ہیں تو اب انجام دیکھیں مامون کے دربار کے گویئے کا کہ تیسرے دن مر گیا۔ معصوم نے ایسی جلال کی نگاہ ڈالی تھی یعنی پسند نہیں ہیں یہ چیزیں معصوم کو تو یہ خیال کریں وہ لوگ کہ جو ایامِ عزا میں بھی اپنے گھروں کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کھولتے ہیں۔ تھوڑا سا صبر تھوڑی سی بات اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اپنے کو کنٹرول کرے۔ ٹیلی ویژن کو بند کر کے رکھے اور پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے قوم کے نوجوان زیادہ تر بزرگ تو بیچارے عام دنوں میں بھی ٹی وی نہیں دیکھتے تو وہ سوا دو مہینے میں کیا دیکھیں گے۔ رہ گئے بچے یا جوان تو میرا خیال یہ ہے کہ اگر آپ غور کریں گے تو زبردستی والی بات دوسری ہے واقعی کوئی بچہ اور جوان میرے خیال میں قوم کا ٹی وی دیکھتا نہیں ہوگا سوا دو مہینوں میں تجربہ آپ کے سامنے پیش کر دیا، صرف یہ کہ شام ہوتے ہی انجمنیں ماتم کے لئے نکل جاتی ہیں اور کم از کم بارہ بجے تک تو انجمنیں ماتم کرتی ہیں اور لڑکے اور بچے انجمنوں میں جاتے ہیں اس کے معنی انہیں وقت ہی نہیں ملا ٹی وی دیکھنے کا تو ہمارے خیال میں ہمارے یہاں کا کوئی بچہ جو امام حسینؑ کا چاہنے والا ہے وہ ٹی وی نہیں دیکھتا ہوگا اور نہ گانے سنتا ہوگا سوا دو مہینے اور اسی بات پر جس پر آپ کو ناز ہے فخر ہے۔ اسی پاکستان میں چند وکلاء بیٹھے ہوئے آپ سے پچیس سال پہلے...... میں بحث کر رہے تھے شیعہ وکلاء بھی تھے

Presented by Ziaraat.Com

اور سُنّی بھی، شیعوں میں عزم جونپوری آلِ رضا صاحب اور دیگر وکلاء بحث کر رہے تھے تو بحث یہ تھی کہ یہ سوا دو مہینے ماتم اور مجلسیں ہوتی ہیں اس کا فائدہ کیا ہے۔ یہ آپ لوگ کیوں کرتے ہیں تو عزم صاحب مرحوم نے جو جواب دیا تھا لاجواب جواب دیا تھا اور جو جواب دیا تھا اُسی کو انہوں نے جو پہلا مرثیہ کہا تھا اُس میں نظم کیا تھا۔ عزم جونپوری انہوں نے کہا کہ دیکھئے ۴۷ء سے لے کر اور جس دور میں گفتگو ہو رہی تھی اُس وقت تک کے تمام پاکستان کے اخباروں کو جمع کریں اور جتنی جرائم کی خبریں ہوں، ڈاکے کی، زنا کی، چوری کی، مال چھیننے کی وہ ساری کٹنگ ایک جگہ رکھیں اور ایوریج نکالیں کہ اُن مجرموں میں شیعہ کتنے تھے۔ آپ یقین کریں چپ ہو گئے سب یہ آپ کے سامنے تجزیہ ہے۔ روز آپ اخبار پڑھتے ہیں اس نظریئے سے ایک دن پڑھ لیجئے خدا کا شکر ہے کہ آپ کو کسی صفحے پر جرائم کی خبروں میں ہمارے یہاں کا کوئی نام نہیں ملے گا تو عزم صاحب نے کہا کہ بھئی یہ سوا دو مہینے کی برکت ہے، سوا دو مہینے اتنی سچائیاں سنتے ہیں کہ سوا دو مہینے کے بعد جو سال گزرتا ہے تو نہ چوری کے قریب جاتے ہیں نہ زنا کے قریب جاتے ہیں۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

یہ ہے برکت ان مجلسوں کی اور میں نے اُس وقت اس موضوع پر ایک مجلس پڑھی تھی کہ جب فقہ کا پاکستان میں شور وغل اُٹھا کہ صدرِ پاکستان جنرل ضیاء الحق اورنگزیب کے بعد پہلی بار تاریخ میں فقہ کا نفاذ کرنے جا رہے ہیں اور فتاویٰ عالمگیری کی جلدیں بھی چھپ کر آ گئیں اور بڑا اہتمام ہوا نظریاتی اسلامی کونسل کا قیام ہوا اور طے ہوا کہ سب شرعاً ہوگا اُس وقت اچانک ہمارے بعض علماء نے بیانات دینا شروع کئے۔ سب سے پہلے بیان جو آیا وہ آپ کے علامہ

Presented by Ziaraat.Com

نصیر الاجتہادی کا آیا اور اُن کا بیان اور ہیڈنگ یہ تھی کہ ہاتھ کاٹنے اور زانی کی سزا جو ہے آپ نہیں دے سکتے ہمارے لوگوں کو۔ توجیہ یہ تھی کہ چور کے ہاتھ ہماری فقہ سے کٹیں گے اور زانی کی حد جو ہے وہ ہماری فقہ سے جاری ہوگی تو میں نے مجلس میں یہ پڑھا تھا کہ آپ نے یہ مان لیا کہ ہمارے یہاں زانی بھی ہوتے ہیں اور چور بھی ہوتے ہیں آپ کو بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ چودہ سو سال سے اب تک تاریخ میں کبھی فقہ جعفری کا مسئلہ حل نہیں ہوا، حکومت کی سطح پر کبھی نہیں لایا گیا، فقہ جعفری کو، ہماری فقہ چل رہی ہے جاری وساری ہے۔ ہر آن یہ عمل اجتہاد کے ذریعے جاری ہوتا ہے، تو ہم کو کسی حکومت کی سطح پر کوئی فقہ وقہ نہیں چاہئے اور پھر زانی اور چور کا جہاں تک مسئلہ ہے اس مسئلے سے ہمارا کوئی واسطہ ہی نہیں ہے نہ ہمارے یہاں کوئی چور ہوتا ہے نہ زانی ہوتا ہے۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

معتصم عباسی خلیفۂ وقت کے دربار میں ایک دن ایک چور کو پیش کیا گیا، مقدمے کی سماعت میں چور نے اقرارِ جُرم کر کے خلیفہ معتصم سے سزا کا مطالبہ کیا، معتصم نے علما کو جمع کیا اور پوچھا اس چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے، قاضیٔ شہر احمد بن ابی داؤد نے کہا پشتِ دست چھنگلیا کی طرف سے، خلیفہ معتصم نے پوچھا اس کی وجہ؟ قاضی نے کہا قرآن "ید" کا لفظ ہے اور "ید" کے معنی ہیں ہتھیلی اور انگلیاں، اس لئے کلائی کے پاس ہاتھ کاٹا جائے گا، تمام علماء نے اس رائے پر اتفاق کیا، لیکن بعض علما نے کہا "کہنی" سے ہاتھ کاٹا جائے کہ قرآن میں "ید" کی حد "کہنی" تک ہے "المرافق" یعنی کہنی تک ہاتھ دھولو وضو میں، اچانک معتصم متوجہ ہوا امام محمد تقیؑ کی طرف کہا آپ بھی تو کچھ بتائیں، کہا اگر میں بتاؤں گا تو یہ تیرے تمام علماء جو ہیں یہ میرے دشمن ہو جائیں گے، کہا نہیں کچھ

Presented by Ziaraat.Com

ارشاد کیجیے، کہا اس لیے حکم دیا ہے کہ کہنی سے ہاتھ کٹے گا، کہا تم کو نہیں معلوم کہ اللہ نے قرآن میں یہ کہا ہے کہ وہ جگہیں جہاں پر آدمی اپنی پشت کو ٹیکتا ہے پیشانی کو، ہتھیلی کو، گھٹنوں کو اور پیر کے دونوں انگوٹھے، وہ اللہ کی جگہیں ہیں، وہ سات اعضا سجدے کے لیے ہیں اس لیے اُس کا ہاتھ جو کٹے گا وہ انگلیاں کٹیں گی تا کہ وہ سجدے میں جا سکے، اگر کہنی یا کلائی سے ہاتھ کٹے گا تو وہ سجدہ نہیں کر سکتا، قرآن میں ارشاد ہے اَنَّ المساجد للہ مقامات سجدہ خدا کے ہیں اور جو چیز خدا کے لیے ہے اُسے کاٹا نہیں جا سکتا۔

معتصم حیران ہو گیا اور اس نے حکم امام کے مطابق ہتھیلی کے بعد انگلیوں کی جڑوں سے ہاتھ کٹوا دیا۔

قاضی احمد بن ابی داؤد کے لیے یہ واقعہ عذاب بن گیا اور اُس نے تمنا کی کہ کاش مجھے موت آجائے، تین دن کے بعد قاضی احمد معتصم کے پاس گیا اور کہا کہ امام محمد تقیؑ کے سامنے علما کی توہین بہت خطرناک ہے، لوگ اُن کی طرف متوجہ ہو جائیں گے، تیرے دربار کے عہدے دار سردار اور فوج کے لوگ اثر لیں گے، تیری حکومت کے حالات بدل جائیں گے، معتصم لرز گیا اور امام محمد تقی کو زہر دے کر شہید کروا دیا۔

امام نے بتایا معصوم نے آپ کے نویں امام نے اور اسی کے بعد معتصم کو علماء نے بہکایا آپ نے دیکھا کہ یہ کیا ہوا یعنی ہمارے یہاں فقہ میں جب چور آئے گا اُس کی انگلیاں کٹیں گی اور وہاں کہنی سے ہاتھ کٹ جائے گا یا کلائی سے ہاتھ کٹ جائے گا تو اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے شور جو مچایا فقہ جعفری کا تو جتنے سنی تھے وہ سب شیعہ ہو گئے کہ انگلیاں ہی کٹیں گی جتنے زانی تھے وہ بھی شیعہ

Presented by Ziaraat.Com

ہو گئے۔ زکوٰۃ کے مسئلے میں دیکھئے جس کو جس کو اپنا پیسہ بچانا تھا سب شیعہ بن گئے تو اب یہ فقہِ جعفری معجزہ ہے میں کیا کروں یہ فقہِ جعفری کا معجزہ ہے کہ لبنان میں تین بڑے عہدے ہوتے ہیں ایک صدر کا وزیر کا اور اسپیکر کا اور تین برابر کی وہاں آبادیاں ہیں عیسائی، سنّی اور شیعہ تو اُس میں یہ ہوتا ہے کہ اب کا مجھے نہیں پتہ میں پہلے کی بتا رہا ہوں دس سال پہلے کی بات ہے جو میں نے پڑھی تو صدر جو آئے گا وہ عیسائی ہوگا اور وزیر سُنّی ہوگا اور اسپیکر شیعہ ہوگا یا وزیر جو ہے وہ عیسائی ہوگا صدر سُنّی ہوگا یہ وہاں کے آئین اور لاء میں ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ آج سے دس سال پہلے لبنان کے تین وزیرِ اعظم سنّی بنے تھے لیکن تینوں جب مرے تو شیعہ مرے۔ فقہ امام صادقؑ کا معجزہ دیکھئے تینوں کو اللہ نے ایک ایک بیٹی دی تھی مرنے سے پہلے وہ اپنی فقہ کے اعتبار سے میراث بیٹی کو نہیں دے سکتے تھے، فقہ حنفی میں میراث بیٹی کو نہیں ملا کرتی فقہِ جعفری میں ملتی ہے اس لئے تینوں کو شیعہ ہونا پڑا کہ میراث بیٹی کو مل جائے مسلمانوں کو یہ ضد کب سے ہوئی کہ بیٹی کو میراث نہیں ملے گی، فدک کے بعد سے آج تک پچھتا رہے ہیں بیٹی کو میراث نہ دے کے۔

جس معصوم کا ذکر کر رہا ہوں تاریخ میں یہ سب سے کم عمر معصوم ہے جنابِ فاطمہ زہراؑ کے بعد یعنی معصومین کی جو عمریں ہوئیں جنابِ فاطمہؑ کی اٹھارہ سال وقت شہادت اور امام محمد تقیؑ کی کل پچیس سال اب تبائیں کہ پچیس سال کی عمر کیا ہوتی ہے، مامون رشید نے جب اپنی بیٹی اُمّ الفضل کا عقد امام محمد تقیؑ سے کر دیا آپ کچھ دِنوں کے بعد دارالحکومت سے مدینے واپس آ گئے تھے۔ زوجہ کو لے آئے اُمّ الفضل ساتھ ہے لیکن زندگی معصوم کی دشوار کر دی اُمّ الفضل نے،

Presented by Ziaraat.Com

خطوط لکھتی ہے، بار بار شکایتیں لکھتی ہے مامون سمجھاتا ہے لیکن مامون کے مرنے کے بعد جب معتصم خلیفہ بنا تو چچا کو خط لکھا اُم الفضل نے، معتصم نے پہلے تو پروا نہیں کی لیکن بعد میں معصوم کو بغداد بلوالیا اور شکایت کی اُلٹی کہ انہوں نے سمانہ خاتون سے شادی کی ہے اور اُن سے رغبت رکھتے ہیں لیکن یہاں قدرت سلسلۂ امامت کی حفاظت کر رہی تھی، قدرت یہ بتانا چاہ رہی تھی کہ اُمت والوں نے ہمارے نبی کو بھی بیٹیاں دیں تھیں اس حسرت میں کہ نسل چلے، خلافت ملے تو مسلمانوں کے قبیلے میں آئے اللہ نے تمہاری حسرتوں کو پامال کر دیا تو اب تم اُس کے نویں فرزند کو بیٹیاں دے رہے ہو۔ ساتویں امام سے کسی نے پوچھا کہ ناز کیا ہے آپ کو اپنے خاندان پر، کہا یہی کیا ناز کم ہے کہ ہم کسی کے شجرے میں شامل ہونا نہیں چاہتے دنیا ہمارے شجرے میں گھسنا چاہتی ہے۔ ہر ایک چاہتا ہے کہ سادات کے شجرے میں شامل ہو جائے لیکن قدرت کا انتظام ہے کہ اگر سادات میں کوئی شامل ہوگا تو وہ پھر ایسی بیبیاں ہوں گی جیسے سبیکہ خاتون یا جیسی سمانہ خاتون، دسویں امام کی والدہ اور جس وقت آٹھویں امام ایران گئے تھے تو آپ چھ سال کے تھے اور جب تقی جواد نے مدینہ چھوڑا تو اب دسویں امام جو ہیں وہ بھی چھ سال کے ہیں اور مدینے میں اور بغداد میں پہنچے ہیں بغداد میں آپ کو زہر دیا گیا۔ معصوم کی انتیس ذیقعد کو شہادت ہوئی اور اپنے دادا امام موسیٰ کاظمؑ کے پہلو میں روضۂ کاظمین جو موجود ہے بغداد میں وہاں دفن کیا گیا اس معصوم کو اِدھر مدینے میں ایک صحابی امام کا کہتا ہے کہ میں امام محمد تقیؑ کے گھر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ معصوم شہزادہ ایک تختی لئے ہوئے بیٹھا ہے اور اُسے غور سے دیکھ رہا ہے اور کچھ دیر کے بعد آنکھ سے آنسو جاری

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے۔ اُٹھ کر جانے لگے عصمت سرا میں تو میں نے پوچھا معصوم رونے کا سبب کیا ہے، کہا بابا نے بغداد میں انتقال کیا میں اُس منظر کو دیکھ رہا ہوں اور بس اب مجھے گھر میں تعزیت ادا کر کے سیدھے وہاں جانا ہے نمازِ جنازہ پڑھانے، دفن کرنے کے لئے۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ گھر میں آئے تو دادی کی گود میں لپٹ کر رونے لگے، گھر والوں کو بتایا کہ بابا کا انتقال ہو گیا، پچیس سال کا جوان امام محمد تقی خلیفۂ عباسی معتصم کے زہر کے اثر سے تڑپ تڑپ کر شہادت پا گیا امام علی نقیؑ پہنچے امام نے نمازِ جنازہ پڑھائی، امام نے دفن کیا اور اب جیسا کہ کل کہا تھا کہ دو معصوموں کا ذکر ہوگا اس لئے کہ کل آخری تقریر ہے اور کل بھی گیارھویں امام اور ولی عصر کا ذکر ہوگا۔ دسویں امام کو بچپن میں امامت ملی اور یہ دور وہ دور ہے کہ متوکل جیسا ظالم و جابر بادشاہ اور خلیفہ نے مدینے میں چین سے آلِ رسولؑ کو بیٹھنے نہیں دیا اور یہاں بھی یہی ہوا کہ امام کو مدینے میں سکون سے نہیں بیٹھنے دیا۔ سپاہی آ گئے، شاہی سوار آ گئے بلایا گیا امام کو۔ معصوم اپنے نانا کے روضے سے رخصت ہو کر دادی کی قبر پر گئے، مدینے سے چلے اور اب سامرا جو ہے وہ دارالحکومت بن چکا ہے سامرے پہنچے لیکن راہ میں جب سپاہی لے کر چلے تو عالم یہ ہے کہ چاروں طرف سپاہی ہیں اور فوج میں صرف ایک مومن ہے جو امام کا چاہنے والا ہے اور سب جانتے ہیں کہ یہ ان کے شیعوں میں سے ہے لوگ اُس کا مذاق اُڑا رہے ہیں، پوری فوج اُس سے یہ کہتی ہے کہ یہ ہیں تیرے امامِ گرمی کا عالم دیکھ رہا ہے، دیکھ کتنی گرمی ہے، زمین جل رہی ہے، دانہ بھُن رہا ہے زمین پر اور تیرے امام علی نقیؑ سردیوں کے کمبل اور لحاف لے کر جا رہے ہیں۔ تم لوگ یہ بھی کہتے ہو کہ زمین کی ہر جگہ قبریں ہوتی ہیں اس صحرا میں تو کوئی قبر نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

راستے کے ایک صحرا میں قافلہ رُکا، خیمے لگائے گئے، امام بھی اب خیمے میں تشریف فرما ہیں تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ رات میں ایک طوفان آیا اور طوفان کے ساتھ بارش اور بارش کے بعد برف باری۔ اب جو برف باری ہوئی تو یہ عالم کہ فوج کے ایک ایک سپاہی کے دانت سے دانت بجنے لگے اور اِدھر مولا نے ایک گرم کمبل غلام کو دیا کہ میرے چاہنے والے کو دے آ جو فوج میں ہے اور جب صبح کو فوج اُٹھی تو آدھے سے زیادہ فوج میں لوگ مر چکے تھے۔ اُس نے کہا دیکھا تم نے کہ صحرا میں بھی قبریں ہوتی ہیں اور کس طرح ان قبروں سے اس سے پہلے نہ معلوم کتنے یہاں دفن ہو چکے ہوں گے، کیسے قیامت کے دن ایک قبر سے ستّر مردے اُٹھیں گے اور اب یہ اعجاز دکھاتے ہوے معصوم آپ کے اور ہمارے دسویں امام سامرے میں پہنچے اور سامرے میں پہنچے تو وہ ظالم و جابر بادشاہ سامنے ہے جس کا نام متوکل ہے اور جب پچیس محرم کو کہ جب ایک عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ میں زینب ہوں، وہی زینب جو کربلا والی زینب ہے اللہ نے میری عمر کو طویل کر دیا ہے میں زندہ ہوں اور جب مسئلہ امام کے سامنے آیا تو کہا کہ اُس زینب کذّابیہ کو شیر کے کٹہرے میں ڈال دیا جائے، درندوں کے کٹہرے میں ڈال دیا جائے، کہا اس سے کیسے پتہ چلے گا، کہا پتہ چل جائے گا اس لئے کہ درندوں پر حرام ہے کہ سیدوں کا خون کریں جب اُس کاذب عورت کو پتہ چلا کہ شیروں کے پنجرے میں ڈالا جا رہا ہے کٹہرے میں ڈالا جا رہا ہے درندوں کے پاس تو اُس نے کہا کہ یہ خود کیوں نہیں چلے جاتے پہلے یہ جائیں اور اب متوکل کے حکم سے امام جیسے ہی کٹہرے میں پہنچے اُن درندوں نے اپنے منہ کو قدموں پر رگڑنا شروع کیا اور امام نے وہیں مصلاّ بچھایا نماز شروع کی، امام

Presented by Ziaraat.Com

سجدے میں ہیں تو جانور بھی مؤدب چاروں طرف بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ جانور کبھی کبھی گردن اُٹھا کر متوکل کی طرف بھی دیکھ رہے ہیں شاید اپنی زبانِ بے زبانی سے یہ کہہ رہے تھے کہ تو نے بھیج دیا آلِ رسولؐ کو ہمارے پاس آج زیارت ہوگئی۔ قدم کے بوسے تو لے لئے، تو کیا سمجھا، تو کیا سمجھا تھا تو معصوم کے معجزے تاریخ میں موجود ہیں، معصوم کے کارنامے موجود ہیں اور عالم یہ ہے کہ نظر بند ہیں کہیں جا نہیں سکتے۔ کہیں آ نہیں سکتے ہر وقت نگاہوں میں رکھے جاتے ہیں۔ ایسے میں متوکل کو سرطان ہوگیا، پھوڑا نکل آیا حکومت کے بڑے بڑے طبیبوں نے علاج کیا افاقہ نہ ہوا، تکلیف بڑھتی جاتی ہے امام تک بات پہنچی تو کہا بکری کی مینگنیوں کو گلاب کے عرق میں حل کر کے لگایا جائے سرطان ختم ہو جائے گا۔ ایسا ہی ہوا دوسرے دن متوکل ٹھیک ہونا شروع ہوا، ٹھیک تو ہوگیا لیکن یہ نہیں معلوم کہ علاج کس نے کروایا اور اُدھر لوگ امام علی نقیؑ کی شکایتیں کر رہے ہیں کہ اسلحے جمع کر رہے ہیں، بغاوت کرنے والے ہیں، معصوم پر یہ الزامات لگائے جا رہے تھے، متوکل کہتا ہے سپاہیوں سے کہ جاؤ گھر کی تلاشی لے لو آدھی رات کو سپاہی گھر پہنچے اور اوپر سے چھت سے چڑھ کر جاتے ہیں کہ امام کے گھر میں کود جائیں۔ امام کو احساس ہوا چراغ لے کر خود آ گئے، کہا میں دروازہ کھولتا ہوں آ جاؤ، اُدھر سے آ جاؤ، سب آ گئے کہا کیا بات ہے، کہا یہ پتہ چلا ہے کہ آپ نے گھر میں اسلحے جمع کئے ہیں، امامؑ نے کہا حجرے میں تلاشی لے لو، لوگ پہنچے تو دیکھا کہ درہم دینار کی تھیلیاں اور اُس پر شاہی مہریں لگی ہوئی ہیں اور ایک تلوار بھی ہے لیکن تلوار پر متوکل کی ماں کی مہر لگی ہوئی ہے، وہ سب لے جا کر متوکل کو دے دیا، متوکل حیران ہوا اپنی ماں کی مُہر دیکھ کر پوچھا تو پتہ

Presented by Ziaraat.Com

یہ چلا کہ بیمار ہوا تھا متوکل تو ماں نے منّت مانی تھی جب ماں کو پتہ چلا کہ متوکل اچھا ہو گیا ہے امام علی نقی کو تحفے میں یہ چیزیں بھیجی تھیں، متوکل شرمندہ ہوا۔

(نعرۂ صلوٰۃ)

یہ معصوم کے معجزے ہیں یہ معصوم کی سیرت ہے۔ یہ سامرے میں آپ نے پیش کی تھی اور جس طرح بچپن میں یعنی دسویں امام چھوٹے ہیں تو باپ نے انتقال کیا تو اب یہ گیارھویں امام چھوٹے ہیں تو آپ کے دسویں امام نے انتقال کیا یعنی پوری زندگی میں ان پریشانیوں کے باوجود، قید کے بعد ظالم و جابر بادشاہ کی ان باتوں کے باوجود نگاہوں کے سامنے اور بھی زیادہ اذیتیں ہوئیں اور سب سے بڑی اذیت یہ ہے کہ متوکل نے یہ حکم دیا ہے کہ کربلا میں قبرِ حسینؑ پر ہل چلوایا جائے، کربلا کی زیارتیں بند کی گئیں اتنے مصائب معصوم کے آپ کے دسویں امام کے۔ زیارتیں بند ہیں لیکن کیا کہنا چاہنے والوں کا ہاتھ کٹیں، پیر کٹیں، زیارت کو جائیں گے کتنا ہی ٹیکس کیوں نہ دینا پڑے، زیارت کو جائیں گے۔ یعنی معصوم کی موجودگی میں سمجھ رہے ہیں یہ زیارت کرنے والے زائرین کہ معصوم اس سے خوش ہوگا کہ معصوم کی زیارت کی عظمت کیا ہے کہ ہاتھ کٹوا کر اور پیر کٹوا کر بھی جانا چاہئے اور لوگ جا رہے ہیں لیکن قبر کی حفاظت ہوئی اور قبر کو اور قبر کے نشان کو متوکل مٹا نہ سکا اور اس ہی سامرے میں آپ کے دسویں امام نے انتقال کیا اور یہیں قبر بنی اور یہیں شہادت ہوئی۔ اب اگر آپ تاریخ دیکھیں تو آپ کو تاریخ میں یہ نظر آئے گا کہ جب بھی کسی معصوم نے مدینہ چھوڑا حسینؑ کے بعد تو تاریخ میں یہ ملتا ہے کہ ہر معصوم کی ایک بہن ضرور مدینے سے چلی ہے۔ کل جس معصوم کا ذکر کیا تھا ساتویں امام کی بہن فاطمہ بنتِ امام صادقؑ،

Presented by Ziaraat.Com

نویں امام کی بہن حکیمہ خاتون، آٹھویں امام کی بہن فاطمہ جو اَب معصومۂ قم کے نام سے مشہور ہیں اُن کا ذکر میں نے کل اس لئے نہیں کیا تھا کہ مجھے یہاں ایک اور مجلس آٹھویں امام کی سترہ صفر کو شاید تابوت بھی بڑھنا ہے تو اُس میں پھر مجھے امام رضاؑ کا ذکر کرنا ہے اُس دن پھر معصومۂ قم کے حالات پڑھوں گا اور یہ عجیب بات ہے کہ ہر امام نے اپنی کسی نہ کسی بیٹی کا نام فاطمہ ضرور رکھا اور بیٹوں میں سے کسی ایک کا نام علی ضروری رکھا لیکن سلسلۂ معصومینؑ میں آپ کو نظر آئے گا یعنی چہاردہ معصومینؑ کی ترتیب اس طرح ہے کہ چہاردرہ معصومینؑ میں چار محمد، چار علیؑ، غور کیا آپ نے چار محمد ہیں اور چار علی، محمدؐ علیؑ کے بعد چوتھے امام علیؑ، پانچویں امام محمدؑ اور اُس کے بعد آٹھویں امام علیؑ اور نویں امام محمدؑ اور دسویں امام پھر علیؑ آخری امام محمدؑ اس طرح چار علی چار محمد ایک موسیٰ ایک جعفر اور دو حسن یہ ہیں کل نام سات نام محمد، علی، جعفر، موسیٰ اور حسن سلسلہ معصومینؑ میں چار علی چار محمد، دو حسن ایک موسیٰؑ ایک جعفرؑ یہ عجیب بات ہے کہ بعدِ حسینؑ پھر کسی معصوم کا نام حسینؑ نہیں ہوا۔ علی بھی نام ہوا محمد بھی نام ہوا اور حسن بھی نام ہوا لیکن حسینؑ کے بعد پھر کسی معصوم نے اپنے معصوم بیٹے کا نام حسینؑ نہیں رکھا۔ یہ اللہ نے امام حسینؑ کی شہادت کو عظمت عطا کی بعد کے معصومین نے یا میں یہ کہوں کہ حکمِ الٰہی سے یہ نام رکھے جاتے تھے اس لئے قدرت نے یہ چاہا کہ حسینؑ دوسرا نہ ہو گیارھویں امام حسنؑ ہیں لیکن حسینؑ کوئی نہیں۔ اگر دوسرا حسینؑ ہوتا تو پھر لازمی تھا کہ حسینؑ کے ساتھ ایک بہن زینب بھی ہوتی، ایک بھائی عباسؑ بھی ہوتا پھر جنگِ کربلا بھی ہوتی پھر پوری تاریخ ہوتی اس لئے تاریخ تو وہاں پر رُک گئی، تکمیل پا گئی شہادت کی عظمتیں مل چکیں، حسینؑ ایک تو بہن بھی ایک ہے، زینبؑ،

Presented by Ziaraat.Com

آغاز میں نے تقریر کا کیا تھا حدیثِ کساء سے تو میں وہیں جا رہا ہوں حدیث کساء کے موضوع پر ہر رشتہ موجود چادر میں ماں بھی، بیٹی بھی، زوجہ بھی لیکن عورت کا چوتھا روپ بہن بھی ہے لیکن ان پانچ میں بہن کوئی نہیں تو اللہ نے اس رشتے کو اُس وقت پردے میں رکھا ظاہر نہیں کیا لیکن قدرت نے چاہا کہ یہ رشتہ بھی انہی پانچ میں سے نکلے کہیں اور سے نہ آئے تو آپ نے دیکھا کہ بہن جو آئی ہے عملی نمونے کے لئے وہ انہی پانچ میں سے ہے رسولؐ کی نواسی علیؑ اور فاطمہؑ کی بیٹی، حسنؑ اور حسینؑ کی بہن یعنی پانچ معصوموں کی گود میں پلی ہے یہ، اب زینب کی عظمت جانیں، کل کہہ چکا کہ دونوں تقریروں میں شہزادی زینب کا ذکر کروں گا، سب کا ذکر میں نے ایک ایک دن کیا لیکن اب ظاہر ہے کہ شہزادی کے لئے دو دن بھی نامکمل ہیں مصائب کے اور میں صرف مصائب تو پڑھتا نہیں آپ کو معلوم ہے کہ میں ان کربلا والوں کے فضائل بھی پڑھتا ہوں اور روز پڑھتا ہوں تو آج جس بی بی کا ذکر ہے وہ زینب ہے اور فضائل جو ہیں وہ مصائب بھی ہیں جو مصائب ہیں وہ فضائل بھی ہیں۔ زینب کے فضائل مصائب، مصائب فضائل۔ علیؑ اور فاطمہؑ کی یہ بیٹی جب پیدا ہوئی سب سے پہلے گود میں رسولؐ کے آئی، بچی کو رسولؐ کی گود میں دیا گیا علیؑ سامنے تھے، کہا علیؑ بیٹی کا کچھ نام رکھا، کہا رسولؐ اللہ آپ کی موجودگی میں بھلا میں کیسے نام رکھ سکتا ہوں، حسنؑ اور حسینؑ کا نام آپ نے حکمِ الٰہی سے رکھا، اس بچی کا نام بھی آپ ہی رکھیں گے تو بے اختیار کہا زینِ اب۔ اب یعنی باپ کی زین معنی زینت وہ بیٹی جو اپنے باپ کی زینت ہے خدا کی قسم بیٹی باپ کی زینت ہوتی ہے اور زینب جیسی بیٹی اگر زینت بن جائے باپ کی تو اب باپ کے دل سے پوچھئے کہ

Presented by Ziaraat.Com

اُس کی نظر میں بیٹی کی عظمت کیا ہے۔ پہلی تقریر میں کر چکا کہ کس طرح علی لیکر گئے ہیں روضۂ رسولؐ پر بیٹیوں کو، کیا شان ہے علیؑ کی زندگی میں زینب کی عظمتیں کیا ہیں اور اُس کے بعد بھی آج علیؑ کی نگاہ میں زینب کا مرتبہ کیا ہے۔ کسی شخص نے جا کر روضۂ نجف میں علیؑ کی ضریح کو پکڑ کر یہ کہا کہ مولا کئی بار دعا مانگ چکا ہوں لیکن دعا پوری نہیں ہوتی۔ اب میں آپ کو آپ کی بیٹی زینب کا واسطہ دیتا ہوں، رات کو خواب میں آ گئے آنکھ میں آنسو، چہرے پر اضطراب، جلال کا عالم آئندہ نہ نام لینا زینب کا میرے روضے پر تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ ارے میری ضریح پر کھڑے ہو کر میری بیٹی کا نام اس طرح لیا تو نے تیری زبان پر نام کیسے آیا، تُو مجھے زینب کا واسطہ دیتا ہے شاید آج بھی اگر علیؑ کے سامنے زینب کا نام لیا گیا ہوگا اس لئے علیؑ کو اضطراب ہوا ہوگا کہ نگاہوں میں شام اور کوفے کے منظر آ گئے ہوں گے۔ اس لئے مولاؑ نے آ کر خواب میں یہ کہا کہ اب میری قبر پر کھڑے ہو کے اس طرح واسطہ نہ دینا۔ اسی لئے بار بار یعنی آخری وقت ہے علیؑ کے سر پر ضربت لگ چکی ہے، لیکن اس کے باوجود خیال اتنا ہے کہتے ہیں کہ یہ کون رو رہا ہے کون رو رہا ہے، یہ شہزادیاں رو رہی ہیں، جاؤ کوفے والوں سے کہہ دو کہ ہمارے بعد کچھ دنوں کے یہ دونوں کوفے کے بازار میں آئیں گی، اُس وقت یاد رکھنا کہ آج یہ کوفے کی شہزادیاں ہیں ۱۹ رمضان شبِ ضربت علیؑ زینبؑ کے مہمان رہے ہیں، اُمِ کلثومؑ کے پاس مہمان رہے ہیں اور جب نماز ادا کی نمازِ شب اور بیٹی نے مصلاّ لا کر دیا تو کہا بیٹی آج چاہتا ہوں تیری چادر پر نماز پڑھوں، اس رات زینب کی چادر پر نمازِ شب ہوئی ہے، یہ کوفہ ہے اس لئے یہ سب کچھ ہے تا کہ دنیا والے جب سنیں یہ واقعات تو کم از کم

Presented by Ziaraat.Com

۶۱ ھ تک کچھ تو یاد رہے کہ باپ نے اس چادر پر نماز پڑھی تھی مگر ہائے پرسوں شاید کہا تھا میں نے کہ نصر اللہ نے جب کتاب میں پڑھا کہ علیؑ نے بھاگے ہوؤں کا پیچھا نہیں کیا، دشمنوں کے بچوں کو اسیر نہیں کیا، دشمنوں کی عورتوں کو اسیر نہیں کیا، کسی کے کبھی بازو نہیں باندھے علیؑ کی سیرت یہ تھی اور دشمنوں نے علیؑ کی اولاد کے ساتھ یہ کیا۔ خیمے جلائے گئے، خیموں میں آگ لگائی گئی بیٹیوں کے سر سے چادریں چھینی گئیں، اور اب حسینؑ کا وارث کون ہے، بیمار بیٹا لیکن بیمار بیٹا جلتے ہوئے خیموں میں ہے اب امامت کو کون بچائے گا۔ حسینؑ جب رخصتِ آخر کے لئے آئے تو حسینؑ یہ سمجھ رہے تھے کہ زینبؑ کو جو ذمے داریاں دی جا رہی ہیں اُس کو میری بہن کس طرح نبھائے گی۔ تاریخوں میں ملتا ہے کہ جب رخصتِ آخر کے لئے آئے تو بہن کا ہاتھ تھام کر ایک تنہا خیمے میں لے گئے اور کچھ باتیں کیں ہیں بہن سے تاریخ میں ملتا ہے کہ تنہائی میں بہن سے کچھ باتیں کی ہیں تاریخ میں یہ نہیں بتایا کہ بہن اور بھائی میں باتیں کیا ہوئیں لیکن روایت میں اتنا لکھا ہے کہ جانے کا انداز یہ تھا کہ جب خیمے میں جا رہے ہیں بھائی اور بہن تو حسینؑ آگے چل رہے تھے بہن پیچھے چل رہی تھی اور جب گفتگو تمام ہوئی اور خیمے سے بہن اور بھائی برآمد ہوئے تو اب بہن آگے چل رہی تھی بھائی پیچھے چل رہا تھا۔ گویا بتا دیا کہ قیادت زینب تمہیں دے دی ہے قافلے کی، تھوڑا میرے سامنے ذرا چل کر دکھا دو دنیا کو بتا دیں کہ یہ عصمت جو امامت کے آگے چند قدم چلی ہے اِن کی منزلت پہچان لینا، حسینؑ نے اسلام بچایا ہے تو زینب کا حصہ بھی برابر کا ہے اور چونکہ اتنی ذمے داریاں بھائی نے دیں ہیں اِسی لئے یہ عالم ہے کہ جب پوچھا گیا ہے سیّد سجاد سے کہ واقعۂ کربلا میں سب سے زیادہ

Presented by Ziaraat.Com

مظلوم کون ہے، سب سے زیادہ اذیت کس کو ہوئی ہے، سب سے زیادہ تکلیفیں کس نے اُٹھائیں ہیں امامؑ رونے لگے، کہا کس کس کا نام لوں لیکن کہا سنو سب سے زیادہ اذیتیں میری پھوپھی زینبؑ نے اُٹھائیں ہیں۔ اب پوچھنے والے کی ہمت یہ نہیں ہے کہ پوچھے کیوں امامؑ سمجھ گئے خود وضاحت کی کہا ارے جب تازیانہ لے کر، نیزہ لے کر کسی بچے کی طرف کوئی ظالم بڑھتا تھا، ہماری طرف بڑھتا تھا یا کسی بی بی کی طرف بڑھتا تھا میری پھوپھی اماں ہمیشہ سے بچا لیتی تھیں یہ ہے شہزادی، شہزادی نے اس طرح خدمت کی ہے، کیا کہنا ایک منزل تک لانا چاہ رہا ہوں، مکمل کروں گا شہزادی کے حالات کہ باپ کی نگاہ میں اتنی عظمت اور اب بھائی کی نگاہ میں عظمتِ زینبؑ کیا ہے تھوڑا اور یاد کرلیں، ذہنوں میں بچے اور نوجوان محفوظ کرلیں کہ بھائی اور بہن کی یہ محبتیں کس منزلِ کمال پر ہیں نہ ایسا بھائی ہوا نہ ایسی بہن تاریخ میں ہوئی۔ تاریخِ اسلام میں نہیں نظر آتا بہن سو رہی ہے، آرام کر رہی ہے، مدینے کا واقعہ ہے بہن آرام کر رہی ہے، چہرے پر دھوپ پڑ رہی ہے، بھائی کا اُدھر سے گزر ہوا دیکھا بہن آرام کر رہی ہیں دوش سے عبا اتاری اور عبا لے کر بہن کے سامنے کھڑے ہو گئے، بہن نے سایہ پایا اُٹھ گئیں، بے اختیار کہا آپ معصوم ہیں یہ آپ نے کیا کیا بھیا، کہنے لگے تمہاری نیند میں نہیں چاہا میں نے کہ خلل پڑے، میں نے چاہا جب تک سوتی رہو میں سایہ کئے کھڑا رہوں گا۔ اُس دن سے زینبؑ کے ذہن میں یہ ایک بات رہی ہوگی کہ کاش کوئی ایسا موقعہ آئے کہ میرا بھائی آرام کر رہا ہو اور میں اُس پر سایہ کروں گی تو ضرور ذہن میں رہا ہوگا اور اُس دن کیا گزری ہوگی زینبؑ پر کہ جب گیارہ محرم کو جلتی ریت پر دھوپ میں بھائی کا لاشہ دیکھا ہوگا اب سایہ

Presented by Ziaraat.Com

کرنے کا موقعہ نہ تھا تو اب بہن نے ایک جملہ کہا کہ بھیا بہن سایہ تو کرتی تمہارے لاشے پر بہن سایہ تو کرتی لیکن ظالموں نے سر کی چادر لوٹ لی۔ کیا زمانے نے آلِ محمدؐ پر ظلم کئے ہیں اب کس کس طرح بیان کئے جائیں۔ پانچویں امام سے پوچھا گیا یہ واقعاتِ کربلا جو سامنے ہیں کیا یہی ہیں پورے واقعات، کہا سنو آدھے سے بھی کم تمہیں بتایا گیا صرف اس لئے چھپا لیا اگر زبانِ عصمت سے پورے واقعات کو سن لیتے تو تمہاری موتیں واقع ہو جاتیں۔ تم اپنے سروں کو دیواروں سے ٹکرا دیتے آپ غور کریں کہ کیا کیا مظالم کئے گئے، کس کس طرح کے ظلم ہوئے اور حد سے جب ظلم بڑھے ہیں اور جو واقعات ملتے ہیں وہ خدا کی قسم صدیوں رونے کے لئے کافی ہیں۔ دنیا کہتی ہے یہ کیسے آنسو ہیں اور کب تک روؤ گے اگر رونے والوں کو رونے دیا جاتا ہوتا تو آج ہم کیوں روتے۔ رونے والے تو سب تھے، رونے نہیں دیا اور پھر اُس کے بعد بھی اتنی تکلیفیں پہنچائی گئیں ہیں بس یہ آخری جملے کہ اب قید خانہ شام میں یہ دیکھا ہے منظر سید الساجدینؑ نے زینب پر جو مصیبتیں پڑی ہیں اُس کی ایک جھلک آپ دیکھ رہے ہیں کل تفصیل سے بیان کروں گا، سیدِ سجادؑ نے دیکھا کہ پھوپھی بیٹھ کر نماز پڑھ رہی ہیں بے اختیار کہا پھوپھی اماں کبھی آپ کو نمازِ شب بیٹھ کر پڑھتے نہیں دیکھا تو کہا بیٹا اب تیری پھوپھی کھڑی نہیں ہو پاتی، کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ پاتی بیٹا بات یہ ہے کہ یزید کے یہاں سے جو کچھ کھانا اور پانی آتا ہے اتنا کم ہوتا ہے کہ میں اپنے حصے کا بچوں کو پانی پلا دیتی ہوں اور کھانا کھلا دیتی ہوں، تیری پھوپھی کئی دن سے پیاسی ہے، کئی دن سے بھوکی ہے۔

❀❀❀

Presented by Ziaraat.Com

مسلمان اللہ کے گھر کا طواف کرنے آئے ہیں، یہ خانۂ کعبہ علیؑ کی والدۂ گرامی کا زچہ خانہ ہے اور علیؑ کا گہوارہ ہے، وہ علیؑ کی ذات تھی جس نے خانۂ کعبہ میں دوشِ رسولؐ پر قدم رکھ کے بتوں کو توڑا تھا، مسلمانوں کو طواف کرتے ہوے دیکھئے اور اُن کے چہروں پر نظر ڈالئے بھئی خوب اُنھوں نے علیؑ کو کعبے کے گہوارے سے الگ کر دیا ہے اور خود گہوارے کا چکر کاٹ رہے ہیں۔

رسولؐ اللہ کی مشہور حدیث ہے "مَنْ مات وَلم یعرف امام زمانه مات میتة الجاهلية" جو شخص مرجائے اور اپنے امام کو نہ جانے گویا جاہلیت کی موت مرگیا"، جس نے عقیدۂ امامت کو چھوڑ دیا اُس نے توحید کے بجائے طاغوت کی اطاعت قبول کرلی۔

جس طرح ہدایت کے لئے رسولؐ کی ضرورت ہے اُسی دلیل سے اُمت کو امام کی بھی ضرورت ہے۔ اگر انسان ہدایت پانے میں خود کفیل ہوتا تو انبیاء کی اسے ضرورت نہ ہوتی۔ قرآن میں ارشاد ہے:-

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ (سورۂ بنی اسرائیل۔ آیت ۷۱)

"روزِ قیامت ہر ایک گروہ کو اس کے اپنے امام اور رہبر کے ساتھ آواز دی جائے گی"۔

دنیا اور آخرت میں امام کے بغیر کام نہیں چلے گا، آج کل جہاد کے نعرے بہت عام ہیں لیکن معصوم کے بغیر جہاد نہیں ہوسکتا، جہاد ایک راہِ عدل ہے اور اس کو صرف امام سمجھا سکتا ہے۔ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ جنگِ جمل میں قید ہوجانے والے اشخاص کو حضرت علیؑ آزاد کردیتے تھے لیکن جنگِ صفین میں جو قید ہوتے تھے انھیں قتل کردیتے ہیں اس کی کیا وجہ تھی۔ امامؑ نے فرمایا، جنگِ صفین میں مخالفین کا رہبر زندہ تھا فرار ہونے کے بعد سب اس

Presented by Ziaraat.Com

کرنے کا موقعہ نہ تھا تو اب بہن نے ایک جملہ کہا کہ بھیا بہن سایہ تو کرتی تمہارے لاشے پر بہن سایہ تو کرتی لیکن ظالموں نے سر کی چادر لوٹ لی۔ کیا زمانے نے آلِ محمدؐ پر ظلم کئے ہیں اب کس کس طرح بیان کئے جائیں۔ پانچویں امام سے پوچھا گیا یہ واقعاتِ کربلا جو سامنے ہیں کیا یہی ہیں پورے واقعات، کہا سنو آدھے سے بھی کم تمہیں بتایا گیا صرف اس لئے چھپا لیا اگر زبانِ عصمت سے پورے واقعات کو سن لیتے تو تمہاری موتیں واقع ہو جاتیں۔ تم اپنے سروں کو دیواروں سے ٹکرا دیتے آپ غور کریں کہ کیا کیا مظالم کئے گئے، کس کس طرح کے ظلم ہوئے اور حد سے جب ظلم بڑھے ہیں اور جو واقعات ملتے ہیں وہ خدا کی قسم صدیوں رونے کے لئے کافی ہیں۔ دنیا کہتی ہے یہ کیسے آنسو ہیں اور کب تک روؤ گے اگر رونے والوں کو رونے دیا جاتا ہوتا تو آج ہم کیوں روتے۔ رونے والے تو سب تھے، رونے نہیں دیا اور پھر اُس کے بعد بھی اتنی تکلیفیں پہنچائی گئیں ہیں بس یہ آخری جملے کہ اب قید خانہ شام میں یہ دیکھا ہے منظر سید الساجدینؑ نے زینب پر جو مصیبتیں پڑی ہیں اُس کی ایک جھلک آپ دیکھ رہے ہیں کل تفصیل سے بیان کروں گا، سیّدِ سجادؑ نے دیکھا کہ پھوپھی بیٹھ کر نماز پڑھ رہی ہیں بے اختیار کہا پھوپھی اماں کبھی آپ کو نمازِ شب بیٹھ کر پڑھتے نہیں دیکھا تو کہا بیٹا اب تیری پھوپھی کھڑی نہیں ہو پاتی، کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ پاتی بیٹا بات یہ ہے کہ یزید کے یہاں سے جو کچھ کھانا اور پانی آتا ہے اتنا کم ہوتا ہے کہ میں اپنے حصے کا بچوں کو پانی پلا دیتی ہوں اور کھانا کھلا دیتی ہوں، تیری پھوپھی کئی دن سے پیاسی ہے، کئی دن سے بھوکی ہے۔

❀❀❀

Presented by Ziaraat.Com

دسویں مجلس

فلسفۂ امامت

سیرتِ امام حسن عسکریؑ وسیرتِ ولیؑ عصرؑ، ذکرِ جنابِ زینب سلام اللہ علیہا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ساری تعریف اللہ کے لئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے

''سیرتِ معصومینؑ'' کے موضوع پر دسویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ تمہید میں ہم ''فلسفۂ امامت'' پر مختصر مختصر گفتگو کریں گے پھر اپنے اصل موضوع سے منسلک ہو جائیں گے۔

ہمارے عقیدے کے مطابق امامت اصولِ دین کا ایک اہم رکن ہے، امام کے معنی پیشوا اور رہنما کے ہیں، جس کی پیروی کی جائے اس کو امام کہتے ہیں۔

آخری حج سے واپسی پر غدیر خم کے مقام پر رسولؐ اللہ پر وحی ہوئی کہ

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِیۡنَ (سورۂ مائدہ۔ آیت ۶۷)

''اے رسولؐ! جو کچھ حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہو چکا ہے پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو کہ رسالت کا کوئی کام تم نے انجام نہیں دیا، خداوند عالم تمہیں تمام ہونے والے خطرات سے محفوظ رکھے گا، بے شک

Presented by Ziaraat.Com

اللہ کافر لوگوں کی ہدایت نہیں کرتا"۔

آیت میں ارشاد ہے کہ ڈرو نہیں ہم تمہاری حفاظت کریں گے، حیاتِ رسولؐ کا آخری زمانہ ہے اور ہزاروں محبت کرنے والے موجود ہیں، غدیرِ خم وہ مقام ہے جہاں سے اطراف کے قافلے جدا ہو کر اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوتے تھے، موسم اور ہوا شدید گرم ہے اور رسولؐ کی زندگی کا آخری سال ہے، ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو پیغام رسولؐ کو پہنچانا ہے ایک ایسے موضوع کے سلسلے میں ہے کہ حضورؐ اکرم منافقین کی شدید مخالفت سے ہراساں ہیں۔ اِن تمام باتوں کے پیشِ نظر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ آیت کسی اہم پیغام کے بارے میں ہے اور وہ پیغام رسولؐ اللہ کی جانشینی اور اُمت کے لئے ایک معصوم رہبری اور امامت کا مسئلہ ہے۔ آیت کا لہجہ بتا رہا ہے کہ امامت اصولِ دین میں ہے۔

دین کی بنیاد یعنی اساسِ اسلام پانچ چیزوں پر قائم ہے جن میں سے اہم ترین رکن ولایت، امامت، خلافتِ الٰہیہ یعنی رہبری ہے جو بعد رسولؐ اُمت کے لئے ایک نعمت قرار پا چکی ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور ولایت پر قائم ہے، امامؑ کے صحابی زرارہؔ نے پوچھا ان میں سے کون سا ستون اہم ہے؟ امامؑ نے فرمایا، ولایت سب سے زیادہ اہم ہے کیونکہ نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کی کنجی ولایت ہے، کیونکہ ان تمام مسائل کی رہبری ولی اور امام کرتا ہے، اطاعتِ امام کے بغیر نماز، روزہ، زکوۃ اور حج بیکار ہے۔ نماز، روزہ، حج جسمانی طاقت نہ ہونے پر معاف ہے زکوۃ اور حج مالی وسائل محدود ہونے پر معاف ہے لیکن ولایت و امامت ہر حال میں قبول کرنا واجب ہے وہ کبھی معاف نہیں ہوسکتا۔

خانۂ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے یہ بات دل میں رہے کہ یہ ہزاروں

Presented by Ziaraat.Com

مسلمان اللہ کے گھر کا طواف کرنے آئے ہیں، یہ خانۂ کعبہ علیؑ کی والدۂ گرامی کا زچہ خانہ ہے اور علیؑ کا گہوارہ ہے، وہ علیؑ کی ذات تھی جس نے خانۂ کعبہ میں دوشِ رسولؐ پر قدم رکھ کے بتوں کو توڑا تھا، مسلمانوں کو طواف کرتے ہوے دیکھئے اور اُن کے چہروں پر نظر ڈالئے بھی خوب اُنھوں نے علیؑ کو کعبے کے گہوارے سے الگ کر دیا ہے اور خود گہوارے کا چکر کاٹ رہے ہیں۔

رسولؐ اللہ کی مشہور حدیث ہے "مَنْ ماتَ وَلم یعرف امام زمانه ماتَ میتة الجاهلیة"۔ جو شخص مرجائے اور اپنے امام کو نہ جانے گویا جاہلیت کی موت مرگیا'' جس نے عقیدۂ امامت کو چھوڑ دیا اُس نے توحید کے بجائے طاغوت کی اطاعت قبول کرلی۔

جس طرح ہدایت کے لئے رسولؐ کی ضرورت ہے اُسی دلیل سے اُمت کو امام کی بھی ضرورت ہے۔ اگر انسان ہدایت پانے میں خود کفیل ہوتا تو انبیاء کی اسے ضرورت نہ ہوتی۔ قرآن میں ارشاد ہے:-

یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ ۢ بِاِمَامِهِمْ (سورۂ بنی اسرائیل۔ آیت ۷۱)

''روز قیامت ہر ایک گروہ کو اس کے اپنے امام اور رہبر کے ساتھ آواز دی جائے گی''۔

دنیا اور آخرت میں امام کے بغیر کام نہیں چلے گا، آج کل جہاد کے نعرے بہت عام ہیں لیکن معصوم کے بغیر جہاد نہیں ہوسکتا، جہاد ایک راہِ عدل ہے اور اس کو صرف امام سمجھا سکتا ہے۔ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ جنگِ جمل میں قید ہوجانے والے اشخاص کو حضرت علیؑ آزاد کر دیتے تھے لیکن جنگِ صفین میں جو قید ہوتے تھے انھیں قتل کر دیتے ہیں اس کی کیا وجہ تھی۔ امامؑ نے فرمایا، جنگِ صفین میں مخالفین کا رہبر زندہ تھا فرار ہونے کے بعد سب اس

Presented by Ziaraat.Com

کے پاس جمع ہوتے اور فساد کو بڑھا دیتے اس لئے قتل کرنا ضروری تھا۔ جنگِ جمل کے بڑے بڑے مخالف گروہ کے رہنما قتل ہو گئے تھے۔ مثلاً طلحہ اور زبیر قتل ہو چکے تھے اونٹ کے پیر کٹنے کے بعد اب فساد کرنے والوں کے پاس کوئی جائے پناہ نہیں تھی اس لئے حضرت علیؑ نے سب کو آزاد چھوڑ دیا کہ شاید توبہ کر کے یہ راہِ راست پر آجائیں۔

امامت کا عقیدہ دین پر یقین میں اضافہ کرتا ہے، اِسی لئے ہر امام کے روضے کی زیارت کو مستحب قرار دیا گیا اور یہی امام حسینؑ کی عزاداری کا بھی فلسفہ ہے کہ انسان فرشِ عزا پر بیٹھ کر اپنے امام اپنے رہبر و رہنما کے صبر و استقامت کا تذکرہ سُنے اور طاغوت کی طاقتوں سے برأت اختیار کرے اور فیصلہ کرے کہ کس طرح جینا ہے اور کون سی راہ اختیار کرنا ہے۔

''اصولِ کافی'' میں حدیث ہے کہ جو شخص بہت زیادہ زحمتیں اُٹھا کر عبادت کرے لیکن عقیدۂ ولایت اور امامت نہ ہو در حقیقت وہ گمراہ ہے اور اللہ اس کی عبادتوں اور اعمال کا دشمن ہے۔

اُمّت کو گمراہی سے بچانے کے لئے حضورؐ اکرم نے اپنی زندگی کے آخری سال میں لوگوں کے ساتھ آخری حج کیا اور واپسی پر غدیرِ خم میں حضرت علیؑ کو فرمانِ الٰہی کے مطابق دین کا امام، ولی اور خلیفہ بنا دیا۔ آیت نازل ہوئی۔

''آج کفّار مایوس ہو گئے'' جن کافروں نے رسولؐ اللہ کو (معاذ اللہ) شاعر، ساحر اور مجنون کہا تھا وہ اِن تہمتوں کو لگا کر بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ غدیر کے روز اُن کی شکست ہو گئی، بدر، احد و خندق و خیبر کی جنگیں بھی اسلام کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اسلام زندہ رہا، سازشیں ناکام ہو گئیں کفّار کو صرف ایک اُمید تھی اور وہ رسولؐ اللہ کی موت کے خواہش مند تھے اس لئے کہ وہ حساب لگائے بیٹھے تھے

Presented by Ziaraat.Com

کہ رسولؐ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اُن کے کوئی بیٹا بھی نہیں ہے اور ابھی تک کسی کو اپنا جانشین بھی نہیں بنایا ہے۔ اُن کے انتقال کے بعد خوب شور وغل ہو گا اور اسلام کا نام ونشان مٹا دیا جائے گا۔ لیکن رسولؐ اللہ کے بعد اب اُمت میں جو سب سے افضل ترین شخص تھا وہ علیؑ جو کردار میں کامل واکمل تھے انھیں غدیر میں امام اور خلیفۃ المومنین بنا دیا گیا ہے تو کافروں کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا اور اس دن صحیح معنوں میں کافر مایوس ہو گئے۔ اسلام کو "اکملت لکم دینکم" کی سند مل گئی اس روز دین کامل ہو گیا۔ دین امامت اور ولایت پر کامل ہوا، آج مسلمانوں پر نعتیں بھی تمام ہو گئیں اور سچ یہ ہے کہ اگر تمام نعتیں ہوں لیکن ولایت اور امامت نہ ہو تو سب بے کار ہے۔

دنیا سمجھ گئی کہ دین کی حفاظت قیامت تک ولایت اور امامت کرتی رہے گی، امام کے صفات مسلمان مورخین نے دل کھول کر اپنی کتابوں میں لکھے ہیں، امام معصوم ہو عصمت کے بغیر امام نہیں ہو سکتا، امام کشادہ سینہ رکھتا ہو۔

قرآنِ مجید میں ''شرحِ صدر'' کا ذکر پانچ مقامات پر ہے۔

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (سورۂ نحل۔آیت ۱۰۶)

جو کفر کے ساتھ اپنے سینے کو کھولے یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے۔

کافر بھی یہ کہتے ہیں کہ ہمارا سینہ بھی کشادہ ہے۔ یہاں شرحِ صدر کفر کے ساتھ استعمال ہوا۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ط (سورۂ زمر آیت۔ ۲۲)

تو کیا وہ شخص جس کے سینہ کو خدا نے قبولِ اسلام کے لیے کشادہ کر دیا ہے تو وہ اپنے پروردگار کی ہدایت کی روشنی پر چلتا ہے۔ گمراہیوں کے برابر ہو سکتا ہے

Presented by Ziaraat.Com

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (سورہ الم نشرح۔آیت ۱)

اے رسولؐ کیا ہم نے آپ کا سینہ علم سے کشادہ نہیں کیا۔

فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ

(سورۂ انعام۔آیت ۱۲۵)

تو خدا جس شخص کو راہِ راست دکھلانا چاہتا ہے اس کے سینے کو اسلام کی دولت کے واسطے صاف اور کشادہ کر دیتا ہے۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ (سورہ طٰہٰ۔آیت ۲۵)

موسیٰ نے کہا پروردگار! تو میرے لئے میرے سینہ کو کشادہ فرما دلیر بنا

معاذ اللہ یہ کہا گیا کہ فرشتہ آیا اس نے رسولؐ کے سینے کو چاک کیا اور اس میں ایک کالا داغ دور کیا تو یہ عمل ہر صاحبِ اسلام کے ساتھ ہونا چاہیئے تھا، جب سب کے ساتھ نہیں ہوتا تو اتنی پست بات مسلمان رسول اللہ کے لئے کیوں لکھ رہا ہے۔

اب شرحِ صدر کے معنی عملِ جراحی نہیں ہے بلکہ سینہ تو کافر کا بھی کشادہ ہوتا ہے اور صاحبِ ایمان کا سینہ بھی کشادہ ہوتا ہے۔ اب اس سورے کی قدر کرو جس میں یہ کہا گیا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (سورہ الم نشرح۔آیت ۱)

سینہ خدا کی نعمتوں سے کھلتا ہے یہ عملِ جراحی نہیں ہے۔ میر انیسؔ نے حضرت عباسؑ کے سینے کی تعریف میں فرمایا:-

گھر حُسن کا اور علم کا گنجینہ ہے سینہ　　رُخ شمعِ تجلّی ہے تو یہ سینہ ہے سینا
دل بغض سے خالی ہے تو بے کینہ ہے سینہ　　دشمن سے بھی ہے صاف وہ آئینہ ہے سینہ

ہے غیرتِ آئینہ تن اس رشکِ قمر کا
اِس پہلو سے پہلو نظر آتا ہے اُدھر کا

جیسے ہی اللہ نے حضرت موسیٰ کو لوگوں کی ہدایت کے لئے چنا تو انھوں نے

Presented by Ziaraat.Com

بارگاہِ الٰہی میں سینے کی کشادگی طلب کی۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ (سورہ طٰہٰ۔آیت ۲۵)

پروردگار مجھے سینے کی کشادگی اور ایک بلند روح عطا کر کہ میں تمام حوادث کے مقابلے میں بردبار رہوں''

رسولؐ اللہ نے فتح مکہ کے روز جب مسلمانوں نے چاہا کہ مشرکین سے ماضی کے مظالم کا انتقام لیں تو آپ نے ان کو اجازت نہیں دی اور فرمایا آج کا دن رحمت کا دن ہے نہ کہ انتقام کا یہ ہے معصوم کی کشادہ دلی۔ اسی بات کو قرآن میں اللہ نے کہا اے حبیب ہم نے آپ کے سینے کو کشادہ کر دیا۔

یہی شان امام کی ہوتی ہے کہ وہ کشادہ دلی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ امام حسنؑ مجتبیٰ کا جب ایک مردِ شامی سے سامنا ہوا اور اُس نے آپ کو نازیبا الفاظ میں بُرا بھلا کہا تو آپ نے اس سے فرمایا، کیوں ناراض ہو رقم کی ضرورت ہو تو رقم دوں، گھر نہ ہو تو گھر کا انتظام کروں اور اس قدر اس کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آئے کہ وہ شامی شرمندہ ہوگیا اور کہا اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس شخص کو امام بنائے، اس طرح کے واقعات تمام آئمہ طاہرین کی سیرت میں نظر آتے ہیں۔ یہ ہے کشادہ دلی جو امامت کے لئے لازمی ہے۔

امامت کے لئے عدالت بھی واجب ہے، مولا علیؑ نے اپنے قاتل ابن ملجم کے لئے فرمایا کہ اس نے مجھے ایک ضربت لگائی ہے اے حسنؑ تم بھی اُسے ایک ہی ضربت لگانا، خیال رکھنا قدم عدالت کی حد سے اس پار نہ جا پڑے۔ مولا علیؑ نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں اگر مجھے ساتوں ممالک اور حکومتیں بخش دی جائیں کہ میں کسی چیونٹی پر ظلم کروں اُس کے منہ سے چاول کا چھلکا چھین لوں تو یہ کام میں نہیں کرسکتا۔

یہ ہے امام کے عدالت کی شان مولا علیؑ کو بتایا گیا کہ معاویہ کے لشکر نے کسی

Presented by Ziaraat.Com

جگہ کسی غیر مسلمان عورت کے زیور چھین لئے ہیں، اس پر یہ ظلم ہوا ہے اور کسی نے اس پر کوئی ردِّعمل ظاہر نہیں کیا آپ اس قدر افسوس فرماتے ہیں اور پھر ارشاد فرمایا کہ مسلمان اس حادثے سے شرم کے مارے مرجائے تو اس کی جگہ یہ ہے۔

امام شجاع ترین ہوتا ہے اور موت سے نہیں ڈرتا مولا علیؑ فرماتے ہیں خدا کی قسم میں موت سے اس طرح مانوس ہوں جس طرح بچہ اپنی ماں کے دودھ سے مانوس ہوتا ہے۔

امام صاحبِ فضیلت ہو، جس میں کوئی فضیلت نہ ہو وہ امام نہیں ہوسکتا۔ امام قرآن کے مطابق حکم کرتا ہے، امام مہربان ترین شخص ہوتا ہے ماں باپ سے زیادہ لوگوں پر مہربان ہوتا ہے، امام کو دنیا کی ہر زبان آتی ہے۔ وہ ہر قوم سے اُن کی لغت اور زبان میں گفتگو کرتا ہے، امام کو علم ''منطق الطیر'' پرندوں، چرندوں، درندوں کی بولی سمجھ سکتا ہے اور انھیں جواب دے سکتا ہے، امام کو فرشتوں اور جناتوں کی زبان کا علم ہوتا ہے۔ امام زہد وتقویٰ میں بے مثال ہوتا ہے وہ سادہ زندگی بسر کرتا ہے تاکہ معاشرے کے محروم اور غریب لوگوں کے جیسے رہتے ہیں تاکہ انھیں تسلّی ملتی رہے۔ امام صبر ویقین کی منزل پر کامل ہوتا ہے، امام کا انتخاب اللہ کی طرف سے ہوتا اور اس کا گواہ معصوم ہوتا ہے۔

امام کو اللہ اپنے لطفِ خاص سے ایک ایسی ہیبت وجلالت عطا کرتا ہے جو عام انسان میں نہیں ہوتی، دشمن بھی امام کی جلالتِ شان کو دیکھ کر تھرانے لگتا ہے، امام حسن عسکری علیہ السلام کی شان ہیبت وجلالت مشہور ہے۔

قُم کا ناصبی و دشمنِ اہلِ بیت تحصیل دار احمد بن عبیداللہ بن خاقان اپنی نجی محفل میں بیٹھا تھا۔ باتیں نکل آئیں علوی اور شیعی اشخاص و معاملات کی، تو احمد بن عبیداللہ نے اعتراف کرتے ہوئے کہا:

Presented by Ziaraat.Com

سامرے میں امام حسن عسکریؑ کے بعد اتنی مسلم اور باعظمت شخصیت میں نے نہیں دیکھی۔ ان کا وقار، عصمت و پاک دامنی وعظمت کے متعلق بنی ہاشم و اولادِ علیؑ میں دو رائیں نہ تھیں بنی ہاشم کے چھوٹے بڑے سب ان کا احترام کرتے، ہر ایک ان کی عزّت کرتا تھا۔ حکومت کے فوجی اور غیر فوجی افسر، ان کا ادب ملحوظ رکھتے تھے، عوام میں ان کی عزّت کی جاتی، ہر دل ان کی طرف کھنچتا اور نظر ان کے حضور میں جھکتی ہر گردن ان کے آستانے پر خم ہوتی تھی۔

ایک دن میں اپنے والد کی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا، اجلاس عام ہو رہا تھا، اتنے میں حاجب آیا اور عرض کیا ابو محمد بن الرضاؑ تشریف لا رہے ہیں والد نے باآوازِ بلند کہا آنے دو۔

مجھے یہ سُن کر تعجب ہوا۔ میرے والد کے سامنے حاجب نے بڑی جسارت کی تھی۔ اس دربار میں، شہزادوں اور ولی عہد یا شاہی معززین کے سوا کسی کی کنیت لینے کی اجازت نہ تھی۔

میں اسی خیال میں کھویا اور اسی حیرت میں غرق تھا کہ ایک گندمی رنگ، خوش قامت، خوبصورت، سڈول بدن، نو عمر، جلیل الشان باہیبت، باحُسن و وقار بزرگ سامنے آئے۔ والد نے جیسے ہی اُنھیں دیکھا، سروقد تعظیم کو اُٹھے، آگے بڑھ کر استقبال کیا، قریب پہنچ کر معانقہ کیا، پیشانی پر بوسہ دے کر ہاتھ میں ہاتھ لیے آئے، اپنی مسند پر بٹھا کر خود ایسے پہلو سے بیٹھے کہ امامؑ کی طرف رُخ رہے۔ میں نے والد کے پاس سینکڑوں آدمی آتے دیکھے مگر یہ آداب و اعزاز، اس شان سے استقبال و پیشوائی کسی کی ہوتے نہیں دیکھی۔ بنی ہاشم، بنی عباس اور فوجی افسر سب ہی آتے تھے، ہاں شہزادوں اور ولی عہد کے لیئے یہ آداب ضرور برتے جاتے تھے۔ خیر، باتیں شُروع ہوئیں تو والد ہر جملے پر فداك

Presented by Ziaraat.Com

نفسی۔ فداك ابی و اُمی۔ کہتے۔ اتنے میں حاجب نے عرض کی ''موفق (خلیفہ معتمد کا بھائی اور سپہ سالار) آئے ہیں''! موفق کی آمد پر ہمیشہ صاحب، دربان، فوجی افسر پیشوائی کو جاتے، درباری دو صفیں باندھ کر کھڑے ہوتے تھے۔ لیکن آج والد اسی طرح امامؑ کی طرف متوجہ رہے، یہاں تک کہ باڈی گارڈ نے والد کو دیکھا تو انھوں نے امامؑ سے عرض کی، ''میں آپ پر قربان، جب مناسب سمجھیں تشریف لے جائیں''۔ امامؑ اُٹھے تو دوبارہ معانقہ کیا اور ملازمین خاص سے کہا کہ صفوں اور قطاروں کے پیچھے سے لے کر جانا کہیں موفق نہ دیکھ لے۔

میں نے حاجیوں سے پوچھا: ''یہ کون صاحب تھے جنھیں تم لوگوں نے والد کے سامنے کنیت سے یاد کیا، اور انھوں نے بھی یہ آداب انجام دیئے''؟

غلاموں نے کہا: ''علوی تھے، حسن بن علی نام اور ابن رضا کہلاتے ہیں''۔ میرا تعجب اور بڑھ گیا، اسی وقت سے مجھے کچھ کھٹک اور فکر سی رہنے لگی۔ والد کی عادت تھی کہ نماز عشاء کے بعد دفتری کام لے کر بیٹھتے اور شاہی کاغذات تیار کرتے تھے۔ آج وہ نماز پڑھ کر بیٹھے تو میں بھی پہنچ گیا۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگے۔ احمد، کیا کوئی بات کہنا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! اگر اجازت ہو تو عرض کروں! انھوں نے اجازت دی، میں نے عرض کیا ''صبح کو آپ نے جن صاحب کی آمد پر خصوصی استقبال کیا تھا، وہ کون تھے؟ بڑے اعزاز و اجلال و بزرگی کے آدمی تھے۔ آپ بار بار قربان ہوتے اور ماں باپ نثار فرما رہے تھے''۔

کہنے لگے ''بیٹا! وہ رافضیوں کے امام حسنؑ بن علیؑ معروف بہ ابن رضاؑ تھے۔ پھر چپ ہوگئے، میں بھی خاموش رہا، پھر بولے۔ ''بیٹا، اگر بنی عباس سے امامت منتقل ہو، تو بنی ہاشم میں اس عظیم انسان کی فضیلت و عفت و عصمت و زہد

Presented by Ziaraat.Com

وعبادت، خوش اخلاقی اور صلاح وتقویٰ کی وجہ سے کوئی دوسرا امامت کا اہل نہیں۔ اگر ان کے والد کو دیکھا ہوتا تو تمھیں معلوم ہوتا کہ کیسے اونچے انسان، کس قدر عظمت وفضیلت کے مالک تھے"۔

یہ باتیں سُن کر مجھے اپنے والد کی طرف سے کچھ کدورت اور دل میں کھٹک بڑھ گئی۔ میں سوچنے لگا کہ عجیب باتیں اور عجیب کام کیا ہے انھوں نے۔ اب دن رات ابن رضاعہ کا خیال ستاتا اور ہر ایک سے ان کا ذکر کرتا تھا۔ بنی ہاشم، فوجی افسر، دفتر کے اعلیٰ عہدیدار جج اور فقیہ بلکہ عوام میں جس سے سنا یہی سنا کہ بڑے محترم بڑے معزز، بے حد قابلِ تعریف اور حد سے زیادہ بلند مرتبہ بلکہ تمام اہل بیتؑ اور مشائخ میں افضل وبرتر ہیں۔ دوست ودشمن سے یہ تعریفیں سُن کر مجھے بھی ان کی قدر ہوئی اور اب ان کا دلی دشمن نہ رہا۔

امام حسن عسکریؑ کا خادم جس کا نام شاکری تھا، امام کے بارے میں یوں کہتا ہے: میرے مولا حضرت امام حسن عسکریؑ نسل علیؑ سے ہیں جو کہ بہت پاک طینت ہیں جن کی مثال نہیں ملتی، وہ جب پیر اور جمعرات کے دن سامرہ کے دارالخلافہ جاتے تھے، تمام بازار سواروں سے بھرے ہوتے تھے۔ جب امامؑ داخل ہوتے تو ہر طرف سناٹا چھا جاتا۔ سواریاں راستے سے ہٹ جاتیں، یہاں تک کہ چوپائے خود بخود راستہ چھوڑ دیتے۔ امامؑ جب دارالخلافہ میں وارد ہوتے اور اپنے مقام پر تشریف رکھتے تو ہر طرف لوگوں کے ہجوم کا عظیم منظر نظر آتا اور جب امامؑ جانے کا قصد کرتے تو خدام آوازیں دیتے، امامؑ کی سواری لے آیئے، ہر سو سکوت چھا جاتا، گھوڑوں کی ہنہناہٹ بند ہو جاتی، جب تک امامؑ کی سواری کا گزر نہ ہو جائے۔

علاوہ ازیں شاکری امام کے متعلق کہتے ہیں: امام محراب عبادت میں یوں

Presented by Ziaraat.Com

سجدہ پروردگار کرتے کہ ہم بسا اوقات سو سو کر بیدار ہو جاتے تھے مگر آپ سجدے کی حالت میں ہوتے، آپ بہت مختصر کھانا تناول فرماتے تھے، جب امامؑ کے پاس انجیر، انگور وغیرہ پیش کئے جاتے تھے تو آپ ایک یا دو دانہ تناول کر کے فرماتے تھے:

اے محمد! یہ سب کچھ بچوں کے لیے لے جاؤ، میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! یہ سب کچھ لے جاؤں؟ آپ فرماتے: ہاں یہ سب لے جاؤ۔

ان سب تاریخی اسناد اور روایات سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ امام کی شخصیت ہر اعتبار سے افضل بالاتر تھی۔ لوگ آپ سے بہت محبت کرتے تھے اور اسی طرح آپؑ بھی لوگوں سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔

گیارھویں امام اور اُن کے فرزند کا ذکر ہے، کل میں نے دسویں امام پر تقریر کو تمام کیا تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتیں جو ہیں اگر اُن پر بھی غور کریں تو سیرتِ معصومینؑ میں بہت بڑے اہم نکات سامنے آتے ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ چہاردہ معصومینؑ کے سلسلے میں چار محمدؐ، چار علیؑ، ایک موسیٰ ایک جعفرؑ اور دو حسنؑ چہاردہ معصومینؑ میں چار محمدؐ، چار علیؑ اور ایک کا نام جعفرؑ، ایک کا نام موسیٰؑ اور دو کا نام حسنؑ، حسینؑ ایک تو اگر آپ اس پہ غور کریں کہ گیارھویں امام کا نام حسنؑ کیوں رکھا گیا۔ بات ہم اپنی یہاں سے شروع کر رہے ہیں گیارھویں امام کا نام حسنؑ کیوں رکھا گیا اور ترتیب یہ ہے کہ پہلے ایک محمدؐ آتا ہے پھر علیؑ پھر محمدؐ پھر علیؑ یہ ہے ترتیب نویں امام محمدؐ ہیں دسویں امام علیؑ ہیں جب گیارواں امام آیا تو اُس کا نام ظاہر ہے کہ حکمِ الٰہی سے رکھا گیا، معصوم نے رکھا حسنؑ کیوں رکھا گیا تو آپ کو ذرا سا پلٹ کر دیکھنا پڑے گا کہ اُس کا نام حسنؑ کیوں تھا تو بات سمجھ میں

Presented by Ziaraat.Com

آ جائے گی تو بدر و اُحد و خندق و خیبر و حنین میں تلواریں چمکیں، جنگ ہوئی، اسلام کا دفاع ہوا اور اُس کے بعد جمل و صفین و نہروان میں تلواریں چمکیں اب اُس کے بعد خاموشی یعنی جنگ ہوتے ہوتے اگر خاموشی ہو جائے تو یہ خاموشی کسی بڑی جنگ کا پیش خیمہ ہوتی ہے کہ عظیم ترین جنگوں کے بعد اچانک دو پارٹیوں میں صلح ہو جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم بھی تیاری کر لو ہم بھی تیاری کرتے ہیں پھر آئیں گے تیار ہو کر میدان میں اور دیکھیں گے کون جیتتا ہے کون ہارتا ہے، فیصلہ ہو جائے گا تو حسنؑ کی خاموشی یہ بتا رہی تھی کہ ایک بڑی جنگ ہونے والی ہے، حسنؑ کا نام یہ اشارہ کر رہا ہے کہ میں خاموش ہوں، خلقِ حسن کی لوگ قسم کھاتے ہیں اب جنگ ہوگی کربلا میں میری خاموشی کے بعد تو اب گیارھویں امام کا نام حسنؑ اس لئے رکھا گیا تا کہ دنیا اس حسنؑ کو بھی پہچان لے کہ وہی سیرت ہے۔ اُسی طرح کی خاموشی ہے، یہ خاموشی بتا رہی ہے کہ کوئی بڑی جنگ ہونے والی ہے اور ذوالفقار لے کر کوئی آنے والا ہے۔

آپ کے گیارھویں امام کی والدہ کا نام غزالہ خاتون اور بعض مورخین نے حدیثہ خاتون اور سلیل خاتون بھی لکھا اور لکھا کہ بڑی عابدہ، زاہدہ اور اپنے دور کی اولوالعزم خاتون تھیں۔ ان کا بڑا عظیم مرتبہ تھا اور روم کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں یعنی دونوں اماموں کی مائیں ابھی جن کا ذکر بعد میں ہوگا یعنی امام حسن عسکری کی زوجہ اور والدہ دونوں کا تعلق روم سے ہے اور دونوں عظیم بیبیاں ہیں۔ دسویں امام کے تاریخ نے چار بیٹے لکھے ہیں، سب سے بڑے حسن عسکریؑ اُن کے سگے بھائی اُن سے چھوٹے سید حسینؑ اور دوسری بیوی سے دو بیٹے اور ایک کا نام جعفر ایک کا نام محمد۔ بعض مورخین نے لکھا کہ محمد لاولد

Presented by Ziaraat.Com

رہے سامرے میں اُن کا مزار ہے جہاں معجزے بھی ہوتے ہیں، اُن کی نذر بھی ہوتی ہے، لوگ منتیں مانتے ہیں۔ مشہور ہے کہ وہاں پر چوری نہیں ہوسکتی اگر کوئی چوری کرے تو چور پکڑا جاتا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ اولاد تھی لیکن دو فرزندوں سے نسلِ سادات اب تک باقی ہے، ایک سیّد حسین اور ایک جعفر، عام طور سے بعض لوگوں نے لکھ دیا کہ جعفرِ تواّب معاذ اللہ امام زادہ کوئی تواّب نہیں ہوسکتا۔ جب کاذب ہی نہیں ہوگا تو تواّب کیسے ہوسکتا ہے۔ توبہ خطا کے بعد ہے۔ جب خطا کا امکان ہی نہیں تو توبہ کیسی؟

یہ میرا عقیدہ ہے اور دعوائے امامت جو ہے وہ بالکل اُسی طرح کا ہے کہ جس طرح محمد حنفیہؓ نے بعدِ کربلا دعوائے امامت کیا تھا تاکہ اصل امام کو پہچنوا دیا جائے تو جب امام حسن عسکری علیہ السلام کا جنازہ آیا سامنے اور نماز پڑھنے کے لئے آگے بڑھے تو اب ضروری تھا کہ یہ آگے بڑھیں، کوئی بچہ آئے پردے کو ہٹا کے اور کہے چچا ہٹئے امامِ وقت میں ہوں تو یہ طریقۂ تعارف تھا امام وقت کا تو جعفر کو کذّاب یا تواّب کہنا جو ہے وہ بالکل غلط ہے۔ سیّد جعفر بڑے متقی اور پرہیزگار تھے اور زیادہ تر نقوی سادات جو ہیں ہندوستان اور پاکستان میں جعفر کی اولاد میں ہیں اور خاص طور سے جنابِ جعفر بن علی نقیؑ کی اولاد ہیں۔ ساداتِ امروہہ اور بہار و پٹنہ کے نقوی سادات ہیں اور نصیر آباد کے جہاں کے مولانا کلبِ حسین صاحب ہیں اور یہ جعفر کی اولاد ہیں اور الٰہ آباد کے آس پاس کے لوگ جو ہیں، جتنی بھی بستیاں ہیں ساداتِ بارہہ تک اور فتح پور ہنسوہ تک وہ سب سیّد حسین کی اولاد ہیں وہ سارے نقوی سادات ہیں۔ شجرے ان سب لوگوں کے چھپ چکے ہیں اور اتفاق سے میں بھی اسی امام علی نقی علیہ السلام کی اولاد میں

Presented by Ziaraat.Com

ہوں یعنی سیّد جعفر الذکی اور سیّد حسین کی اولاد میں اور ان کا روٹ جو ہے آنے کا وہ اصفہان سے کڑا منڈوہ سادات آئے اور سادات گردیزی سیّد جعفر کی اولاد ہیں جو گردیز سے ملتان گردیز محلّے میں بسے یہ لوگ اور گردیز سے آ کر مانکپور میں آباد ہوئے اور مزار اُن سیّد زادے کا وہیں ہے اور وہاں سے نسل جو تھی وہ آگے بڑھی اور سامرے میں دسویں امام کا انتقال ہوتا ہے۔ ابھی تک ہر امام کو قید خانے میں رکھا جا رہا تھا لیکن اس امام کو قید خانے میں نہیں رکھا گیا بلکہ سامرہ میں کیونکہ نیا دارالحکومت بنا تھا، عباسی خلیفہ تھا اس لئے جتنی بھی فوج تھی ملک کی مرکزی فوج وہ دارالحکومت سامرہ میں رہتی تھی اور جہاں چھاوٗنی تھی، جہاں فوج رہتی تھی اُس فوج کے درمیان میں مکان دیا گیا رہنے کے لئے تاکہ چاروں طرف فوج نگرانی کرتی رہے معصوم کی اور اُسی چھاوٗنی میں دسویں امام کے بعد گیارھویں امام کی بھی زندگی گزری۔ عسکر کے معنی ہیں لشکر تو کیونکہ اُس مقام کا نام عسکر پڑ گیا تھا تو چھاوٗنی میں رہنے والا اس لئے آپ کو عسکری کہا جانے لگا۔ اس نام کا معجزہ یہ ہے کہ نام تو عسکری ہو گیا یعنی جہاں کینٹ ہے، چھاوٗنی ہے، جہاں فوج ہے وہاں کا رہنے والا تو کمال یہ ہے معصوم کا کہ نہ وہ دارالحکومت رہا نہ وہ شان شوکت رہی، نہ وہ چھاوٗنی رہی نہ لشکر رہے نہ وہ فوجیں رہیں، آج بھی حسن عسکریؑ کا قلعہ وہاں موجود ہے۔ اُس نام کی مناسبت سے سامرے میں اگر کوئی جائے گا تو دسویں امام کی وجہ سے اور گیارھویں امام کی وجہ سے۔ یعنی خلیفہ عباسی کی نشانیاں کوئی دیکھنے وہاں نہیں جائے گا۔ اس لئے کہ کوئی نشانی ہی نہیں ہے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ کسی بھی بنی امیہ کے خلیفہ کی اور کسی بھی بنی عباس کے خلیفہ کی قبر کا کہیں دنیا میں پتہ نہیں، کہیں پتہ نہیں کسی کو

Presented by Ziaraat.Com

بھی قبر کا پتہ نہیں ڈھونڈیں گے آپ کہیں نہیں ملے گی۔ یعنی بنی امیہ کا لفظ جو میں نے کہا اس پر ذرا سا غور کریں۔ یعنی کوئی بھی اگر بنی امیہ میں ہے تو اُس کی قبر کا نشان نہیں ملے گا۔ بس اس سے زیادہ میں نہیں کہہ سکتا کوئی بھی اگر داخل ہے اس قبیلے میں تو اُس کی قبر کا نشان نہیں ملے گا۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ چار پتھر کہیں رکھ کر تصویر دے دی جائے اور کہا جائے کہ یہ ہے قبر تو بنا لو۔ یہ دیواریں توڑ کر یہودیوں کا قبرستان ملا لیا جائے یہ دوسری بات ہے لیکن نشان نہیں ملے گا۔ اب ہو سکتا ہے کوئی جوان اُٹھ کر مجھ سے یہ پوچھ لے کہ بھائی ہارون رشید کی قبر کا نشان کیوں ہے؟ اب کچھ مسائل آ گئے۔ اِسی طرح میں آگے بڑھتا جاؤں گا۔ ہارون رشید کی قبر کا نشان کیوں ہے۔ ایک خلیفہ کیوں رہ گیا جس کی قبر جو ہے وہ امامِ رضاؑ کے روضے میں بنی ہوئی ہے۔ امام کے پیروں کی طرف یہ کیا راز ہے۔ تو اب قدرت یہ چاہتی ہے کہ فرعون نیل ندی میں غرق ہو جائے لیکن اُس کی میت ایوانِ مصر میں رکھی رہے غرق ہو گیا اور فرعون کی لاش ابھی آپ نے اخباروں میں تصویریں دیکھیں ہوں گی۔ دو ایک سال پہلے کہ مرمت ہونے کے لئے لاش بھیجی گئی تھی مصر سے مسالہ وغیرہ لگانے کے لئے تو اب قدرت نے یہ بتایا کہ تا کہ اس کی لاش کو دیکھ کر زمانے کو عبرت حاصل ہو اور اب کوئی خدائی کا دعویٰ کرتے ہوئے گھبرائے اُس کی نظر میں نیل ندی آ جائے۔ موسیٰؑ کا عصا نظر میں آ جائے، پورا انجام سامنے آ جائے لاش کو دیکھ کر، اس لئے لاش کو محفوظ رکھا تو اب تمام خلفا میں ایک کی قبر کو رکھا تا کہ وہاں جا کر یہ یاد آئے کہ یہ ہارون رشید ہے اور اب ایک قبر سے ظاہر ہے جب ہارون کی قبر پر کوئی جائے گا تو یہ سوچے گا کہ مامون کی قبر کہاں ہے، منصور کی قبر

Presented by Ziaraat.Com

کہاں ہے، عبدالملک کی قبر کہاں ہے، مروان کی قبر کہاں ہے، یزید کی قبر کہاں ہے، معاویہ کی قبر کہاں ہے، ایک قبر سے ساری کی ساری قبریں یاد آئیں گی اور جب یاد آئیں گی تو پتہ چلے گا کہ نشان ہی نہیں ہے قدرت چاہتی ہے کہ یاد آتا رہے کہ کسی کی قبر کا نشان ہی نہیں ہے۔

لیکن راز یہ ہے کہ اگر ذرا سی بھی نیکی کوئی کر جائے گا آلِ محمدؐ کے ساتھ تو ہم اُس کا صلہ دے دیں گے تو ہارون رشید جب نجف کے صحرا میں شکار کھیلنے گیا ہے اور شکاری کتّوں کو ہرن کے پیچھے دوڑایا ہے اور ہرن بھاگے ہیں اور اونچی پہاڑی پر چڑھ گئے ہیں اور اب ہارون کوشش کرتا ہے کہ یہ شکاری کتے پہاڑی پر چڑھیں لیکن کتے نہیں جاتے پہاڑی پر، وہاں ایک ضعیف شخص ملا کہا اے شیخ! کیا بات ہے اس پہاڑی پر ہمارے شکاری کتے نہیں چڑھ رہے اور ہرن جو ہیں وہ یہاں درخت کے نیچے پناہ لئے ہوئے ہیں تو اُس بوڑھے نے کہا ارے تجھے نہیں معلوم یہ سامنے ہمارے مولا علیؑ ابن ابی طالبؑ کی قبر ہے تو ہارون رشید کے دَور میں قبر جو تھی وہ دریافت ہوئی مولا کی۔ اَئمہؑ تو جانتے تھے، اہلِ بیتؑ جانتے تھے تو قبر کا دریافت کرنے والا اور پہلی چار دیواری بنانے والا ہارون رشید ہے تو قدرت نے کہا کہ تم نے پہلے امام کی قبر کا اتنا احترام کیا ہے کہ بس اتنی نیکی کہ سب کی قبریں مٹ جائیں گی لیکن تیری قبر کا نشان میں رکھوں گا تو اُس کی قبر کا نشان صرف اس لئے رہ گیا کہ اُس نے مولاؑ کی قبر کا نشان بنوا دیا تھا تو اب بھی اگر چاہتے ہیں عرب کے حکمران کہ اُن کی قبروں کے نشان رہ جائیں یا اُن کا نام لینے والا رہ جائے تو اب بھی وہ پلٹ کر ذرا جنّت البقیع کی طرف دیکھ لیں اور کاش اُن کو کوئی یہ سمجھا دیتا کہ یہ کیا کیا ہے، کیا کر رہے ہو تو اب ہارون کی قبر کا

Presented by Ziaraat.Com

نشان رہ گیا لیکن ایک صحافی ہے یہاں کراچی میں۔ آج سے سات آٹھ سال پہلے اُس نے روضے کی سیر کی، ایران کا سفر نامہ لکھا اور وہ چھپا اُس نے وہاں سوال بھی کیا کہ یہ ہارون کی قبر پر کیا کہا جاتا ہے، بتایا وہاں کے لوگوں نے کہ یہاں کھڑے ہو کر کیا کہا جاتا ہے ایرانیوں نے بتایا کہ یہاں لعنت کی جاتی ہے، یہ اس لئے ہے کہ وہ ایک رکن ہمارا جو ہے زیارت سے پہلے ہو جائے اب تیسری وجہ بتا رہا ہوں قبر کی تا کہ جب داخل ہوں تو اب جس طرح حج کر چکے تو اب دو تین پتھروں کے بغیر اُس کے تو حج پورا نہیں ہوگا تو یہاں قدرت یہ بتانا چاہتی ہے کہ زیارت پوری نہیں ہوگی اگر یہ نہیں کرو گے تم۔ تو اس لئے بھی ایک انتظام قدرت نے کر دیا۔ تو وہ ڈیٹیل (Detail) اُس نے اپنے سفر نامے میں لکھی اور اُسی میں اُس نے یہ بھی بتا دیا کہ یہ معجز نما کس طرح کے ہیں چھپا موجود ہے، حوالے کے لئے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جب وہ صحافی میوزیم میں گیا امامِ رضاؑ کے وہ چڑھاوے چڑھے تھے روضے پر، وہ جو وہاں سجے ہوئے رکھے ہوئے ہیں اُس نے ایک ایک چیز دیکھی۔ ایران، عراق اور ہندوستان عرب ایران، عراق اور ہندوستان کے بادشاہوں نے اپنے تاج اُتار کر پھینک دیئے جس وقت روضے میں داخل ہوئے پہلی بار کسی کی کمر میں تلوار تھی اُس نے تلوار چڑھا دی، جو جس کے پاس تھا یعنی یہاں تک انہوں نے بتایا کہ یہ رجسٹر میں لکھ لیا جاتا ہے کہ کیا کیا چیزیں ضریح کے اندر سے ملیں ہیں، پاکستانی صحافی نے کچھ بٹن قمیصوں کے ٹوٹے ہوئے دیکھے، اُنہوں نے کہا جس کے پاس جو ہوتا ہے کوئی بٹن توڑ کر ڈال دیتا ہے، جیب میں قلم ہے، جذبات میں اور محبت میں جس کے پاس جو کچھ ہے اور لوگ تحفے لے کر بھی آتے ہیں روضے پر یہاں آفس

Presented by Ziaraat.Com

میں دے جاتے ہیں، اُس نے سوال کیا کہ کیا یہ امامؑ رضا قبول بھی کر لیتے ہیں۔ خدام نے بتایا انچارج نے وہاں کے بتایا کہ ہاں ایسے واقعات ہوئے ہیں جو اس رجسٹر میں درج ہیں۔ انہوں نے کہا کوئی واقعہ حال کا سنا دیں آپ تو اُس نے کہا جی ہاں حال میں یہ واقعہ ہوا کہ ایک بہت ہی بوڑھی عورت ایک چھوٹا سا مٹی کے تیل کا لیمپ لئے ہوئے آئی اور اُس نے کہا یہ ہماری طرف سے امام رضاؑ کو دے دو۔ ہم نے ایک منّت مانی تھی وہ پوری ہو گئی۔ خدام کہتا ہے کہ جب وہ لیمپ اندر لایا گیا تو آفس کے عملے کے سارے لوگ اُسے دیکھ کر ہنسنے لگے اور بوڑھی عورت سے کہا کہ یہاں تو بڑے بڑے بادشاہوں نے تاج چڑھائے ہیں تیرا ایک چھوٹا سا مٹی کا لیمپ امام رضاؑ لے کر کیا کریں گے کہا دے دو انہیں قبول کرنا ہوگا تو کر لیں گے۔ خدام کہتے ہیں کہ روضے کے آفس کا آڈٹ ہو رہا تھا عملہ ہمارا آڈٹ کر رہا تھا اور شاہ ایران کو حساب دینا تھا دوسرے دن چارج پیش کرنا تھا ضروری تھا، ڈیوٹی تھی اُسی رات لائٹ چلی گئی آفس کی اور کیونکہ کام کرنا ضروری تھا اس لئے وہی مٹی کے تیل کا لیمپ جلا کر ہم نے رات بھر میں اپنے آڈٹ کا کام کیا تو پتہ چلا امام رضاؑ نے اُس کو قبول کر لیا ہے۔

آج بھی معصومینؑ کے روضوں پر برکتیں ہیں، رحمت کی بارشیں ہیں، آج بھی قدرت کی نگاہیں اُسی طرف ہیں اور یہی ایک للک ہے کہ جو ہمیں زیارت کے لئے لے جاتی ہے ورنہ یہ چیزیں کس کو نصیب ہوئیں اس لئے ساتویں امام نے ہارون رشید سے کہا تھا کہ تو جسموں کا بادشاہ ہے ہم دلوں کے بادشاہ ہیں تو آلِ محمدؐ کو ملکِ عظیم ملا، وہ ملکِ عظیم یہی ہے کہ انہوں نے روحوں پر دماغوں پر ذہنوں پر اور دلوں پر حکومت کی اور اُسی کی یہ برکت ہے کہ بغیر کسی دولت بغیر

Presented by Ziaraat.Com

کسی لالچ کے آج اُن کی بارگاہوں میں عقیدت سے لوگ سر جھکاتے ہیں۔ وہ ہٹ دھرمی تھی وہ حکومت اور دولت کے پردے پڑے ہوئے تھے ورنہ وہ بھی مجبور تھے یہ کہہ دیا تھا اوّل روز کہ حسبُنا کتاب اللہ کہ ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے کہہ دیا تھا وہی غلطی کی تھی لیکن جب کبھی بھی ایسی مشکل آئی کہ جسے اب حل نہیں کیا جا سکتا، اب کتاب مدد نہیں دیتی تو اب پھر حدیث کا دوسرا رُخ فوراً یاد آتا تھا کہ رسولؐ نے یہ بھی تو کہا تھا کہ کتاب کے ساتھ عترت کو نہ چھوڑنا تو چاہے قید خانے میں ہی کیوں نہ ہو معصوم، تو اب مجبوری ہے کیا کیا جائے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں ایک عیسائی آ گیا ہے اور وہ ہاتھ اُٹھانے لگتا ہے بارش ہونے لگتی ہے تو اب مسلمان تو اُس کے پیچھے پیچھے چلیں گے عیسائی تو کمال دکھا رہا ہے۔ ظاہر ہے اب خلیفۂ وقت تو کمال نہیں دکھا سکتا۔ اب اسلام کے لوگ جو ہیں وہ ٹوٹیں گے اور جائیں گے اور عیسائی مذہب میں مل جائیں گے، عیسائی مسلک اختیار کرتے جائیں گے تو مجبوری ہے اب قیدی کو چھاؤنی سے بلایا جائے گا کہ حل کریں مسئلہ اور معصوم آئے گا اور معصوم بتائے گا کہ اب جو یہ دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے گا تو قریب جاؤ اس کے اور اُس کے اور اُس کی انگلیوں میں جو چیزیں پھنسی ہیں چھین لو اِس سے۔ اُدھر اُس کے ہاتھ اُٹھے اِدھر حکم دیا امام نے کہ جاؤ اور اُس کے ہاتھ سے وہ چیزیں چھین لی گئیں لاکر امام کو دے دی گئیں۔ امام نے اسے مٹھّی میں دبا لیا اور کہا اب اس سے کہو کہ پانی برسوائے، اب بادل آئیں اور بارش ہو، جو آئے ہوئے بادل تھے وہ واپس چلے گئے۔ مطلع صاف ہو گیا امام نے کہا کہ اس کو کسی نبی کی قبر سے ایک ہڈی مل گئی تھی اور نبی کی ہڈی کی یہ خاصیت ہے کہ زیرِ آسمان اگر ہاتھ میں

Presented by Ziaraat.Com

رکھ کر دعا کی جائے تو بادل آتے ہیں اور بارش ہوتی ہے، امام نے اُس ہڈی کو فوراً دفن کروایا اور کہا دیکھو بارش اب ہوگی، دو رکعت نماز وہیں صحرا میں پڑھی دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے، بادل گھِر کر آئے، لوگوں نے ارادہ کیا کہ بھاگ جائیں بارش بہت تیز ہونے والی ہے، امامؑ نے کہا گھبراؤ مت یہ خراسان میں برسے گا بادل، پھر آئے گھر کر بادل پھر لوگوں نے ارادہ کیا جائیں، کہا گھبراؤ نہیں مدائن میں برسے گا۔ پھر آئے بادل کہا یہ مکے میں برسے گا اور اُس کے بعد گھنے بادل آئے اور امام نے کہا کہ اب جاؤ لیکن گھبرا کے مت جانا جب تک کہ یہ مجمع یہاں موجود ہے اس میں کا آخری آدمی اپنا آخری قدم اپنے گھر کے دروازے میں نہیں رکھ دے گا جب تک پہلی بوند نہیں پڑے گی۔

اب معصوم سے صرف سے دو سوال کریں، ایک تو یہ پوچھ لیں کہ مولا آپ نے بارش کروانے کے لئے یہ دو رکعت نماز پہلے کیوں پڑھی؟ یہ عجیب بات ہے کہ جس امام نے بھی جب کوئی معجزہ دکھانا چاہا تو پہلے نماز پڑھ لی ہے اُس کے بعد معجزہ دکھایا۔ یہ صرف اس لئے تھا کہ اگر نماز پڑھ کر نہ دعا کرتے اور معجزہ دکھا دیتے تو ان کی ربوبیت کے لوگ قائل ہو جاتے۔ نماز پہلے پڑھ لیتے تھے تاکہ پلٹ کر خدا نہ کہہ سکو تم مجھے۔ یہ ہے توحید کی حفاظت۔

اور یہ گیارھواں معصوم ہے اس کے لئے بارش مشکل کیا ہے اس لئے کہ اہل سنت والجماعت محمد جعفر پھلواروی نے لکھا کہ اس روایت پر تمام سُنی اور شیعہ متفق ہیں کہ جب کبھی بھی مکے میں قحط پڑا اور بارش نہیں ہوئی تو ہر قبیلہ دوڑ کر بنی ہاشم کے پاس آتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر ایک فرد بھی آکر صحرا میں کھڑا ہو جائے تو ابھی بارش ہونے لگے۔ لوگوں نے لکھا ہے کہ جب تک عبدالمطلبؑ رہے لوگ

Presented by Ziaraat.Com

اُنہیں لے جاتے تھے۔ اُن کا چہرہ دیکھ کر بادل آتے تھے تو اب یہ ایثار ہے ابوطالبؑ کا کہ قحط پڑا ہے لوگوں نے آ کر ابوطالبؑ سے کہا کہ بارش کروایئے لیکن خدا کی قسم کیا ایثار ہے، کیا وفا ہے ابوطالبؑ کی، چاہتے تو اکیلے جا کر بارش کروا دیتے لیکن پانچ سال کے بھتیجے محمدؐ کو کاندھے پر بٹھالیا کہ آج تعارف بھی ہو جائے گا اور دنیا دیکھ لے کہ ہمارے یہاں کے بچے بھی بارش کروا دیتے ہیں اور لے کر کاندھے پر گئے اور کہا کہ یہ وہ ہے کہ جس کے چہرے کو دیکھ کر بادل آتے ہیں تو اب تاریخ میں آپ دیکھتے چلے جائیں کہ بارش سے ائمہ کا ربط کیا ہے۔ ساتویں تقریر میں کہہ چکا کہ حبشی قید خانے سے بھاگے یہ کہتے ہوئے ارے جب حبش کے جنگلوں میں بارش نہیں ہوتی او رہم دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے ہیں تو موسیٰ کاظمؑ آ کر دعا کرتے ہیں اور بارش ہونے لگتی تھی۔ قید میں ہے معصوم لیکن جاتا ہے مدد کرنے کے لئے تو گیارھویں معصوم نے اس طرح بارش کروائی لیکن اُس کے باوجود شاہی کو تو ہے بغض، معجزات دیکھتی ہے اور اُس کے باوجود ہٹ دھرمی یہ ہے کہ امامت کو قبول نہیں کرتی اور ایذا پر ایذا دی جاتی ہے، امام حسن عسکریؑ کو قید خانے سے اس طرح بلایا گیا بلا کے لاؤ اور خلیفۂ وقت کے پاس ایک گھوڑا آیا شریر ہے کہ اُس کے قریب کوئی جا نہیں سکتا اور اچانک بلا کر کہا اصطبل میں جایئے اور اس گھوڑے پر سواری کیجئے، امام گئے اور جا کر اُس کی پشت پر ہاتھ رکھ دیا تو تاریخوں میں ہے جیسے ہی ہاتھ رکھا گھوڑا پورے بدن سے تھر تھرانے لگا اور پسینہ ٹپکنے لگا اور اُس کے بعد بہت آہستہ آہستہ اُس کی گردن پر ہاتھ پھیرا اور اُس کے بعد اُس کو وہاں سے ہٹایا رکاب میں قدم رکھا، زین پر سوار ہوئے اور اُس کے بعد کاوادے کر کافی دیر تک اُس

Presented by Ziaraat.Com

کو چلاتے رہے، اُس کے بعد اتر گئے حیران ہو گیا خلیفہء وقت ایک شریر ترین گھوڑا جس کو بڑے بڑے ماہرین استعمال نہ کر سکے تو چونکہ پلٹ کر اپنی تاریخ دیکھتے نہیں ہیں کہ کیا ہو چکا ورنہ اس طرح کی ایذائیں نہ دیتے، اس طرح کے امتحانات نہ لیتے، آنکھوں پر پردے پڑ گئے تھے اور نہ رسولؐ اور رسولؐ سے پہلے اور اُس کے بعد کی تاریخ مسلسل دیکھتے رہے تو اسی لئے ہم تاریخ دُہراتے ہیں۔ یہ جو واقعات ہیں اسی لئے دہرائے جاتے ہیں تاکہ ان واقعات کو سن کر دنیا سبق حاصل کرے اور بھول نہ جائے چونکہ یہ بھول جاتے تھے اس لئے عظمتِ رسالت اور عظمتِ امامت اِن کی نگاہ میں نہیں۔ امام یاد دلاتے تھے، ہر دور کا امام یاد دلا دیتا تھا۔ عبدالمطلبؑ یمن گئے اور شاہِ یمن سے ملاقات کی جب چلنے لگے تو شاہِ یمن نے کہا کہ کچھ تحفے میں آپ کو دے رہا ہوں جس میں چار گھوڑے کچھ تلواریں، کچھ یمنی چادریں اور یہ اس لئے دے رہا ہوں کہ میں نے انجیل میں یہ پڑھا ہے کہ مکّے میں ایک نبی پیدا ہونے والا ہے میں تو حیات نہیں رہونگا اگر آپ حیات رہیں تو یہ تحفے اُسے پہنچا دیجئے گا۔ مسکرائے عبدالمطلبؑ کہا وہ بچہ پیدا ہو چکا وہ میرا پوتا ہے اور پانچ سال کا ہو چکا ہے۔

شاہِ یمن خوش ہوا، عبدالمطلبؑ نے وعدہ کیا یہ چیزیں اُس تک پہنچ جائیں گی تاریخوں میں لکھا کہ جب ختمی مرتبت نے شہادت پائی میں شہادت کہتا ہوں وفات نہیں اس لئے کہ آپ کی شہادت ہوئی زہر دے کر ختمی مرتبتؐ کو قتل کیا گیا تو یہ شہادت ہے، شہادت کے بعد آپ نے پچیس گھوڑے میراث میں چھوڑے حاکمِ وقت یہ کہہ رہا تھا نبیؐ کی بیٹی سے کہ نبی نہ وارث ہوتا ہے نہ وارث بناتا ہے لیکن میراث میں تلواریں، غلام، کنیزیں اور گھوڑے جو چھوڑے ہیں وہ

Presented by Ziaraat.Com

سب کسی کی مجال نہیں کہ اب اولاد سے چھین لے۔ پچیس گھوڑے چھوڑے اور یہ پچیس کے پچیس گھوڑے جن کے لئے دعا کی تھی سرکارِ رسالت نے کہ ان کی طویل عمریں ہوں اور ۶۱ھ تک یہ گھوڑے حیات رہے اور ان تمام گھوڑوں میں وہ چار گھوڑے جو آئے تھے یمن سے عبدالمطلبؑ کے دور میں تو عرب کا قاعدہ یہ تھا کہ جس طرح انسانوں کے شجرے محفوظ کئے جاتے تھے عرب گھوڑوں کے شجرے بھی لکھ لیا کرتے تھے اور صرف یہی نہیں کہ اس گھوڑے کا باپ اور اُس کے باپ کا نام بلکہ، گھوڑے کے باپ کا نام، دادا کا نام، پردادا کا نام، اُس کے بعد دادی کا نام، دادی کے باپ کا نام، نانی کا نام، نانی کے باپ کا نام، یعنی پانچ رُخوں سے گھوڑوں کے شجرے لکھے جاتے تھے اور خاص گھوڑا ذوالجناح اور مرتجز دو گھوڑے جن کے شجرے علامہ مجلسی نے بحارالانوار میں دیئے اور آخری نام جو شجرے میں آتا ہے ذوالجناح کے آخری نام وہ جنابِ ابراہیمؑ کا گھوڑا تھا۔ یعنی تین ہزار سال سے مسلسل شجرہ لکھا جا رہا تھا ارے جس گھرانے کے گھوڑوں کے شجرے بھی موجود ہوں

پھر اُن کے اپنے شجروں کو تو قرآن نے بیان کیا، دنیا کے حکمرانوں کے شجروں کا بھی پتہ نہیں نہ اُن کے باپ دادا کا پتہ ہے، مسلمان ایسے گمنام لوگوں کو اپنا رہنما مانتے ہیں؟۔

یہاں تو گھوڑوں کے شجرے ملتے ہیں۔ ایک گھوڑے کا نام میمون ہے، ایک گھوڑے کا نام مرتجز ہے، ایک گھوڑے کا نام عقاب ہے، یہ وہ مخصوص گھوڑے ہیں کہ جن کی الگ الگ خصوصیات تھیں۔ میمون کا رنگ جو ہے وہ سبزہ ہے، سرمئی رنگ ہے اور عقاب سرخ رنگ کا ہے اور اُس کے ماتھے پر سفید ٹیکہ ہے

Presented by Ziaraat.Com

اور اس کا کمال یہ ہے کہ میدانِ جنگ میں جب جاتا ہے تو عقاب کی طرح اُڑتا ہوا جاتا ہے اور اتنا بہادر ہے عقاب کہ تیروں اور تلواروں کی پروا نہیں کرتا بلکہ دشمنوں کے لشکر میں دھنستا چلا جاتا ہے اپنے سوار کی حفاظت کرتا ہوا۔ اب آپ حسینؑ کا انتخاب دیکھیں کہ عقاب علی اکبرؑ کو دیا، میمون قاسمؑ کو دیا، مرتجز عباسؑ کو دیا ذوالجناح کو اپنے پاس رکھا۔ اب ان گھوڑوں کی معرفتِ امام دیکھیں اس لئے میں اُس واقعے کے سبب یہاں تک آیا ہوں تاکہ ربط دے سکوں اور آپ کو بتا سکوں کہ چاہے کربلا کی جنگ ہو یا گیارھواں معصوم جو بھی حالات ملیں گے وہ یہاں بھی مل جائیں گے یعنی اولوالامر کی سیرتوں میں کوئی فرق نہیں پاؤ گے۔

اور جب مرتجز پر چلے جنابِ عباسؑ تو ایک بار کانوں میں گھوڑے کی پہچانی ہوئی آواز آئی۔ مڑے، اب جو مُڑ کر دیکھا تو خوبصورت ترین گھوڑی جس کا نام طاویہ تھا اور جو امامِ حسنؑ کی خاص گھوڑی تھی سواری کی اور مدائن کے میدان میں لڑ کر معاویہ کے لشکر نے امام حسنؑ سے چھین لی تھی۔ اب یہ عباسؑ کی ایک اور فتح دیکھیں۔ علم کی حفاظت، مشک کی حفاظت، فرات کا لے لینا اُن فتوحات میں ایک یہ بھی فتح ہے، سب سے پہلے یہ کام کیا کہ وہ پہلوان مارِد جو طاویہ پر سوار ہے آگے بڑھے اُس سے جنگ ہوئی پہلے اُسے قتل کیا ابھی فرات کا رُخ نہیں کیا۔ اُسے قتل کیا اور قتل کرنے کے بعد طاویہ کو قبضے میں کیا تو طاویہ نے عباسؑ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ برسوں کے بعد آلِ محمدؐ کے گھرانے کے کسی فرد کی زیارت کی اور خوشی میں آنکھ سے آنسو جاری تھے تو اب عباسؑ نے یہ کیا کہ مرتجز کو وہاں سے واپس کیا، طاویہ پر سوار ہوئے تاکہ اس پر سوار ہو کر پہلی فتح لشکر کو دکھاتے ہوئے جائیں۔

Presented by Ziaraat.Com

بعدِ رسولؐ خدا مدینے میں عباسؓ بن عبدالمطلب نے خلیفۂ وقت کے سامنے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں جانشینِ رسولؐ ہوں اور تبرکاتِ رسولؐ مجھے دے دو تو کیوں کیا عباس نے یہ دعویٰ صرف اس لئے کیا تا کہ مسجدِ نبوی میں یہ ظاہر ہو جائے جس کے پاس تبرکاتِ رسولؐ جائیں گے وہی اصلی وارث ہے نبی کا۔ لباسِ رسولؐ، اسلحہ، زرہ، خود، گھوڑا، تلوار، علیؑ نے کہا آ جانا مسجدِ نبویؐ میں چچا کو بلا لیا سامان آ گیا، کہا یہ ذوالفقار ہے، یہ رسولؐ کا عمامہ ہے، عبا یہ ہے اور یہ سامنے ذوالجناح موجود ہے لباس پہنئے تلوار کمر میں لگایئے اور جایئے ذوالجناح پر سوار ہوئے سب لے جایئے۔ عباسؓ نے چاہا کہ ذوالفقار کو اُٹھالیں، عباسؓ اتنے شجاع، لحیم شحیم آدمی سے ذوالفقار اُٹھ نہ سکی۔ اب یہ معجزہ ہے ذوالفقار کا کہ غیر معصوم سے نہ اُٹھ سکتی ہے اور نہ غیر معصوم سے چل سکتی ہے۔ نہیں اُٹھ سکی تو اب کیا ہوا علیؑ نے کہا دیکھئے لباس پہنا رسولؐ کا، کہا دیکھو لباس ٹھیک ہے میرے جسم پر عمامہ سر پر رکھا دوش پہ عبا ڈالی، کمر میں پٹکا باندھا، تلوار کمر میں لگائی گھوڑے کے قریب گئے گھوڑے پر بیٹھے، سواری کی واپس آئے جب عباسؓ گھوڑے کے قریب گئے تھے تو گھوڑے نے عباس بن عبدالمطلبؓ کے ساتھ بے ادبی کی واپس آ گئے۔ علیؑ گئے گھوڑے نے گردن جھکا دی، اب سات سال کا سن ہے حسنِ مجتبیٰ کا، کہا بیٹا یہ لباس اپنے نانا کا پہن لو بیٹے کے جسم پر لباس ٹھیک کمر میں ذوالفقار حمائل کی اور شہزادہ گھوڑے کی طرف چلا گھوڑے پر سوار ہوئے علیؑ کی شان سے گھوڑے کو کاوا دے کر سواری کر کے واپس آئے حسینؑ کا سن بھی سات برس کا ہے حسنؑ سے ایک سال چھوٹے ہیں، مولا علیؑ نے کہا حسینؑ یہ لباس پہنو نانا کا۔ حسینؑ نے بھی لباس پہنا، کمر میں ذوالفقار لگائی علیؑ نے کہا جاؤ

Presented by Ziaraat.Com

گھوڑے پر سوار ہو جاؤ مسجدِ نبویؐ کا مجمع ہے اُس نے یہ منظر دیکھا کہ ابھی تک علیؑ آئے تھے حسن آئے تھے ذوالجناح نے گردن جھکا دی تھی، جیسے ہی ذوالجناح نے دیکھا حسینؑ آ رہے ہیں تاریخ نے لکھا چاروں گھٹنے موڑ کر زمین پر بیٹھ گیا حسینؑ گئے سوار ہوئے پھر مؤرخین لکھتے ہیں کہ ذوالجناح بہت آہستہ آہستہ اُٹھنا شروع ہوا اور صحن میں بہت آہستہ آہستہ چلنے لگا کہ سوارِ دوشِ محمدؐ مجھ پر سوار ہوا ہے اور شاید قدرت کو یہ منظور ہے کہ ذوالجناح یہ احترام جو تو نے کیا ہے جب آخری بار سواری کرے یہ شہزادہ تو ایسا ہی کرنا تو اس گھر سے جانور بھی معرفت رکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں امامِ وقت کو تو وہ کربلا ہو یا علیؑ کا دور ہو یا گیارھویں امام کا دور ہو تو امام نے یہ معجزہ دکھایا کہ جانور جو ہیں وہ سرکشی نہیں کیا کرتے آلِ محمدؐ سے، گواہی دے دی گھوڑے پر سواری کر کے اور اب امام کے وہ معجزات ہیں جو اپنے چاہنے والوں کے ساتھ ہیں امامؑ اپنے چاہنے والوں کو نہیں بھولتے۔ ابنِ عیاش امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں آیا اُس نے کہا مولا بڑا غضب ہو گیا کہا کیا ہوا کہا خلیفۂ وقت نے ایک قیمتی نگینہ دیا تھا مجھے یاقوت دیا تھا، اور یہ کہا تھا کہ اِسے تراش کر لاؤں، انگوٹھی بنا کر مولا اُسے تراش رہا تھا میں کہ نگینہ ٹوٹ گیا، دو ٹکڑے ہو گیا اب میں ڈرتا ہوں کیا ہو گا میں قتل کر دیا جاؤں گا، بادشاہ کے غصے سے تو آپ واقف ہیں، امام مسکرائے کہا ابنِ عیاش آرام سے گھر جاؤ کوئی پریشانی کی بات نہیں کہا مولا آپ مسکرا رہے ہیں میں مشکل میں پڑ گیا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے گھر والوں کو آپ کے حوالے کر دوں۔ (بہت غور سے سنیں بچے اور جوان) وہ کہتا ہے بال بچوں کو میں آپ کے حوالے کر دوں اور اُس کے بعد میرا تو جو انجام ہو گا تو ہو گا کہا ابنِ

Presented by Ziaraat.Com

عِیاش پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے جاؤ تم گھر جاؤ۔ اب یہ پریشان چلے کہ میں تو مدد مانگنے گیا تھا اور مولا مسکراتے رہے کیوں؟۔ لیکن جب گھر آیا ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی گھر میں داخل ہوئے کہ شاہی سپاہی آ گئے انہوں نے کہا چلو خلیفۂ وقت نے بلایا ہے، یہ کانپنے لگا اور سپاہیوں سے کہا کہ اتنی سی مہلت دو کہ میں اپنے امام سے مل لوں، گئے کہا مولا دیکھئے وہ وقت آ گیا اب بلایا ہے خلیفہ نے اب میں زندہ نہ واپس آؤں گا، اپنا گھر اپنے بچوں کو آپ کی امان میں دے کر جا رہا ہوں۔ کہا ابن عِیاش چلے جاؤ کوئی پریشانی کی بات نہیں، جاؤ چلے جاؤ مسکرا رہے ہیں امام یہ مسکراہٹ بڑی معنی خیز ہے آپ کے گیارھویں امام کی، اس پر غور کریں یعنی مسکراتے نہ صرف کہہ دیتے کہ اطمینان سے رہو۔ مسکراہٹ چہرے پر مورخین نے لکھا کہ یہ مسکراہٹ اشارہ کر رہی ہے کسی جانب۔ اب ابنِ عِیاش دربار میں پہنچا اور جیسے ہی دربار میں داخل ہوا ایک بار خلیفۂ وقت نے آواز دی ابنِ عِیاش آ گئے تم اور یہ کانپ رہے ہیں تھرتھرا رہے ہیں کہ کیا حکم ملنے والا ہے، کہا ہاں آ گیا، کہا ابنِ عِیاش اُس دن تمہیں ایک نگینہ دیا تھا، یاقوت دیا تھا، کہا ہاں دیا تھا، کہا اُسے توڑ کر دو ٹکڑے کر دو اس لئے کہ جب تم لے کر گئے تو میری دونوں بیویوں میں جھگڑا ہو گیا ایک کہتی تھی کہ میں انگوٹھی لوں گی ایک کہتی تھی کہ میں انگوٹھی لوں گی میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ دو کر کے دونوں کو دے دوں۔

قرآن کی حفاظت میں امام کا کارنامہ عظیم تر ہے، اب رسولؐ نے یہ کہا تھا کہ قرآن اور عترت ساتھ ہیں، امامت کی گیارھویں منزل تک قرآن اور عترت ساتھ ہیں اور ساتھ ساتھ کوثر تک جائیں گے، تاریخ میں لکھوا کر معصوم جایا

Presented by Ziaraat.Com

کرتے ہیں کہ ہاں ساتھ ہیں اور اسحاق کندی نے یہ کہا ہے کہ قرآن میں جتنی غلطیاں ہیں ایک جگہ کر کے کتاب چھاپوں گا، اعلان پورے عرب میں ہو گیا ہے، اسحاق کندی کہتا ہے کہ کہیں تضاد ہے، کہیں قواعد کی غلطی ہے، کہیں کچھ ہے، کہیں کچھ ہے اور میں یہ غلطی نکال دوں گا اور کتاب لکھوں گا، امام کے کانوں تک بھی بات پہنچ گئی، اسحاق کندی کا کوئی شاگرد آیا کہا تو سمجھاتا نہیں اپنے استاد کو، کہا میں استاد کو کیسے سمجھا سکتا ہوں، بڑا مانا ہوا فلسفی ہے، لیکن دہریہ ہے، اسحاق کندی دہریہ ہے، کہا اچھا اب جانا اپنے استاد کے پاس تو یہ کہہ دینا کہ کیا تم نے جس آیت کے معنی لئے ہیں مفہوم سمجھا ہے کیا یہی معنی مالک کائنات نے بھی لئے ہیں۔ شاگرد نے ایک دن جا کر کہہ دیا یہ جو آپ غلطی نکال رہے ہیں جس لفظ اور جس آیت کے معنی آپ سمجھ رہے ہیں اللہ کا بھی یہی مطلب تھا، یہی معنی اُس نے بھی فرض کیئے ہیں۔ ایک بار سر اُٹھایا چونکا کہنے لگا یہ بات تمہارے ذہن میں کہاں سے آئی، یہ تو تم نے عجیب بات کہہ دی اور یہ تم نہیں کہہ سکتے یہ کوئی اور بول رہا ہے۔ دیکھئے اسحاق کندی نے پہچان لیا کوئی اور بول رہا ہے تو شاگرد نے بتا دیا کہ ہاں امام حسن عسکریؑ نے یہ کہا ہے، کہا اچھا یہ کہا ہے انہوں نے، کہا ہاں، کہا کتاب لے آ جو میں نے لکھی ہے وہ کتاب لایا چراغ کی لَو میں لگا کے پوری کتاب جلا دی۔ اب اگر وہ کتاب آ جاتی تو آج کتنی بحثیں ہو رہی ہوتیں اس مسئلے پر غور کریں آپ کہ بتا دیا کہ میرا وجود جو ہے عترت کا وجود حفاظتِ قرآن ہے جب تک ہم ہیں روئے زمین پر کتاب کی حفاظت ہوگی اور اُس میں یہ بھی اشارہ کر دیا کہ اگر کوئی بڑا ماہر ہے، مفسر بننا چاہ رہا ہے اور یہ سمجھ کر ترجمہ کر رہا ہے تفسیر کر رہا ہے تو کوئی یہ نہ سمجھے کہ جو معنی اُس

Presented by Ziaraat.Com

نے آیت کے لئے وہی معنی ہیں۔ ہم آلِ محمدؐ وہ معنی لیتے ہیں جو اللہ نے بیان کئے ہیں۔ دنیا والے وہ معنی لیتے ہیں جو وہ سمجھے، ہمارا علم الگ ہے دنیا والوں کا علم الگ ہے۔

یہ معصوم کے کارنامے ہیں اور زندگی کے واقعات ملتے ہیں یہ میں نے کسی تقریر میں کہا بھی تھا کہ کاش تمام معصومینؑ کی مکمل سوانحِ عمریاں لکھی جاتیں، ہمارے نوجوان پڑھتے اُنہیں اور مستفید ہوتے۔ حالات بھرے پڑے ہوئے ہیں کتابوں میں عربی اور فارسی کی کتابوں میں اُردو میں منتقل نہیں ہو رہے ہیں اور اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہا ہے اور اسی لئے میں بار بار یہ کہتا ہوں کہ ماضی کی طرف پلٹ کر دیکھیں صرف اس لئے ذہن آپ کا منتقل کرتا ہوں تاکہ یہ احساس باقی رہے کہ ہم سے پہلے والے بہتر تھے یا ہم بہتر ہیں اور یہ یاد رکھئے کہ وہ جو گزر گئے اُن کا آپ شکوہ نہیں کر سکتے کہ وہ ہمارے لئے کام نہیں کر کے گئے لیکن بعد میں نئی آنے والی نسلیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں کوسیں۔ اس نسل کو جو گزر گئی ہے کم از کم پلٹ کر دیکھئے کہ ایک ہندو نول کشور کیا تھا اُس کو شیعیت سے کیا محبت تھی، تجارت تھی اُس کی لیکن شیعوں کی کوئی کتاب ایسی نہیں بچی جو اُس نے چھپوائی نہ ہو اور آج اس پاکستان میں جو کتاب خانے لوگوں کے پاس ہیں اور جہاں جہاں بھی کتب خانے بھرے پڑے ہیں وہ سب نولکشور کا احسان ہے وہ چاہے اُردو کی کتابیں ہوں یا عربی فارسی کی کتابیں حدیث وفقہ کی کتابیں سب نولکشور پریس سے چھپی ہوئی اور ہندوستان میں چھپ چکی ہیں۔ آج آپ کے پاس کوئی پریس نہیں ہے، نہ کوئی ادبی ادارہ ہے، نہ کوئی آپ کے پاس ایسا ریسرچ سینٹر قائم ہے جہاں اسکالرز بیٹھ کر ریسرچ کر سکیں،

Presented by Ziaraat.Com

امام تو بتا گئے کہ دیکھو ہمیں تھوڑی سی آزادی مل گئی تھی، جب ہمیں قید نہیں ملی تھی بنی اُمیّہ اور بنی عباس لڑ رہے تھے، ہم نے مدینے میں ایک اکیڈمی قائم کر دی تھی۔ جرمنی اسکالرز نے لکھا کہ جعفرِ صادق نے جو اکیڈمی بنائی اُس کو مذہبی انداز پر نہیں اُٹھایا بلکہ مضامین لکھوائے، ہر سبجیکٹ پر لکھوایا اور انعام بھی دیئے انعام دیتے تھے، مقابلہ کرواتے تھے اب جہاں جہاں سے بھی شاگرد آئے ہیں یونان، مصر اور ایران سبجیکٹ دیئے، کسی کو منطق، کسی کو کیمیا، کسی کو فلسفہ مقالے تیار ہو رہے ہیں اور آپ کے گیارھویں معصوم تک، یہ معصوم ہے جس نے تفسیرِ قرآن مکمل لکھوا دی اور ہم تک تفسیر جو پہنچی وہ اسی معصوم کی تفسیر ہے جو ہمارے پاس کچھ چیزیں بچی کھچی رہ گئیں ہیں۔

اور یہ امام حسن عسکریؑ کا معجزہ تھا کہ آیتوں کی تفسیر کو محفوظ کروا دیا اور اب تقریر کا رُخ دوسری طرف جا رہا ہے صرف اس لئے کہ معصوم کی عمر جو ہے وہ کل اٹھائیس سال ہے نویں امام کی عمر پچیس سال وفات کے وقت شہادت کے وقت امام حسن عسکری کی عمر اٹھائیس سال تھی، اب دیکھیں پچیس اور اٹھائیس کیا عمریں ہوتی ہیں لیکن اس اٹھائیس سال کی عمر میں بھی جو کام منصبِ امامت کے ساتھ تکمیل تک پہنچایا اور امامؑ سے آخری کام جو قدرت لے رہی ہے وہ یہ ہے کہ ابھی دسویں امام زندہ ہیں اور ابھی گیارھویں امام کی عمر جو ہے وہ انیس سال کی یا اکیس سال کی ہے اور امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے غلام بشر بن سلیمان کو بلایا اور کہا بشر بن سلیمان یہ دو اشرفی کی تھیلیاں اور یہ خط لے کر جاؤ اور سیدھے یہاں سے دجلہ کے کنارے جانا کچھ کشتیاں آ رہی ہیں ایک کشتی آئے گی اور اُس پر سے ایک بردہ فروش اُترے گا اُس کے ساتھ کچھ کنیزیں ہوں گی، جوان

Presented by Ziaraat.Com

لڑکیاں ہوں گی اُن کنیزوں میں ایک کنیز کو تو دیکھے گا کہ جو بہت نحیف اور بیمار سی لگے گی لیکن کشتی سے وہ اُترے گی نہیں بلکہ بہت بول رہی ہوگی اور وہ رومی زبان میں بولے گی اور کبھی عربی میں بولے گی اور وہ بار بار یہ کہے گی کہ کوئی خریدار میری طرف نہ بڑھے مجھے خریدنے کی کوشش نہ کرے اور مجھے ہاتھ نہ لگائے چہرہ اُس کا نقاب سے چھپا ہوگا تم جانا اور اُس بردہ فروش سے یہ کہنا کہ اس کی قیمت کیا ہے تو وہ جو قیمت بتائے اُس کے حوالے یہ تھیلیاں کر دینا اور اُس کنیز کے حوالے یہ خط کر دینا۔ بشر بن سلیمان کہتے ہیں کہ امام کے ارشاد کے مطابق میں دجلہ کے کنارے پہنچا اور جیسا کہ امام نے ارشاد کیا تھا ایک کنیز جو ہے مسلسل رومی زبان میں اور عربی زبان میں بار بار بات کرتی ہے میں نے بڑھ کر اُس کے ہاتھ میں وہ کاغذ دے دیا اِدھر میں بردہ فروش سے قیمت چکانے لگا جب قیمت مکمل ہوئی جو بات طے ہوئی میں نے تھیلیاں اُس کے حوالے کیں اور اُدھر منظر میں نے یہ دیکھا کہ اُس کنیز نے اُس خط کو کھول کر اپنی آنکھوں سے لگایا، بوسے دیئے۔

اب وہ کنیز کو لے کر چلا تو اب بشر بن سلیمان پوچھتا ہے کہ کیا معجزہ ہوا تمہارے ساتھ میری سمجھ میں نہیں آیا، کہا ارے مجھے کوئی ہاتھ کیسے لگا سکتا تھا میں روم کے شاہ کی پوتی ہوں میرا نام ملیکہ ہے اور سنو میں یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ میرے دادا نے اپنے پوتے کے ساتھ یعنی میرے چچا کے بیٹے کے ساتھ میرے عقد کی تیاریاں کیں تھیں دربار سجا ہوا تھا، دارالحکومت میں دھوم دھام کے ساتھ میرے عقد کی تیاریاں کی جارہی تھیں، دربار سجا ہوا تھا، چاروں طرف جہاں مہمان بیٹھے تھے، بڑے بڑے بت نصب کر دیئے گئے تھے اور جب

Presented by Ziaraat.Com

تخت پر، شاہی تخت پر بٹھایا گیا لا کر میرے چچا کے بیٹے کو اور چاہا پادریوں نے کہ اب نکاح کر دیں ایسے میں طوفان آیا آندھی آئی صلیبیں گر گئیں، بت فرش پر گر کر ٹوٹ گئے، پادریوں نے کہا یہ کیسی نحوست ہے، تو میرے دادا نے ارادہ بدلا اور میرے دوسرے چچا کے بیٹے کے ساتھ چاہا کہ شادی ہو جائے لیکن جب اُس کے ساتھ بھی یہی ہوا اور اسی طرح طوفان آیا تو اب میرے دادا نے ملتوی کر دیا کہ وہ میری شادی کریں اور اُس کے بعد اُسی رات کو میں نے خواب دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ آئے ہیں اور اُن کے ساتھ مسلمانوں کے نبی محمدؐ اور علی مرتضیٰؑ اُن کے وصی بھی آئے ہیں، جنابِ مریمؑ بھی آئی ہیں اور آتے ہی رسولِ خدا نے جناب عیسیٰؑ سے کہا کہ تمہارے نائب شمعون کی بیٹی سے میں اپنے فرزند حسن عسکری کا عقد کرنا چاہتا ہوں۔ نسل کیا ہے ماں کی طرف سے یہ کنیز نہیں ہے یہ روم کی شہزادی ہے اور ماں کی طرف سے اس کا شجرہ نائب عیسیٰؑ شمعون تک پہنچتا ہے اور باپ کی طرف سے اس کا شجرہ یعنی حضرت اسماعیلؑ کی نسل میں امام حسن عسکری ہیں اور اسحاق کی نسل میں شاہِ روم ہے۔

ابراہیمؑ کے دو بیٹے اسحاق اور اسماعیل کی نسل کے سلسلے حسن عسکریؑ اور نرجس خاتون کی صورت میں اس طرح مل رہے ہیں یہ آلِ محمدؐ کے گھر کی آخری شادی ہے جو دنیا والوں نے دیکھی اسحاقؑ کی نسل میں نرجس خاتون ہیں اور بتایا کہ اُس کے بعد ختمی مرتبتؐ نے اجازت دی اور شمعون نے خواب میں کہا کہ میں خوشی سے اپنی بیٹی کی شادی کر رہا ہوں اور اب میں نے اُس جوان کو دیکھا رسولؐ کے پہلو میں، جس کی عمر اکیس سال کی تھی اور وہاں پر عقد ہونے جا رہا تھا روم میں جہاں تخت بچھایا گیا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ وہیں کچھ فرشتوں نے لا کر

Presented by Ziaraat.Com

منبر رکھا اور نور کا عالم دیکھا میں نے اور اُس منبر پر جا کر تمہارے نبیؐ نے میرا عقد پڑھا اُس جوان کے ساتھ جس کا نام حسن عسکریؑ ہے اور جب خدمت میں آئیں تو فوراً امام علی نقی علیہ السلام نے اپنی بہن حکیمہ خاتون کے سپرد کیا عقد کرنے کے بعد اور کہا اس کی حفاظت کیجئے اس کے بطن سے آخری امام پیدا ہونے والا ہے۔

حضرت نرجس خاتون نے مزید اپنی روداد سنائی کہ جب میں بیماری ہوئی اور فکر میں رہنے لگی اور دعا کرنے لگی کہ ایک بار پھر اُس جوان کو خواب میں دیکھوں۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ رسولؐ کی بیٹی فاطمہؑ آئیں ہیں اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ ملیکہ بہت جلد تو سامرہ پہنچنے والی ہے اور تیری ملاقات میرے بیٹے سے ہوگی۔ لیکن ایسا کرنا کہ تیرا دادا اپنا لشکر بھیجنے والا ہے عرب پر حملہ کرنے کے لئے جب لشکر کے غلام اور کنیزیں نکلیں محل سے تو تو بھیس بدل کر اُن کنیزوں کے ساتھ شامل ہو جانا اور تو اس طرح دجلہ تک پہنچے گی اور دجلہ سے آ کر ہمارا آدمی تجھے اُس جگہ تک پہنچا دے گا اور جب پہنچیں ملیکہ تو اب نرجس خاتون کا خطاب ملا اور گیارھویں امام کی زوجہ قرار پائیں اور ہمارا اور آپ کا آخری امام نرجس کی گود میں آیا۔ نرجس کی گود میں گویا گلِ نرجس کھل گیا اور اس شان سے کہ حکیمہ خاتون کو حجرے میں بھیجا تھا لیکن حکیمہ خاتون یہ کہتی ہیں کہ ایسا نور کا عالم ہوا کہ میرے اور نرجس کے درمیان ایک پردہ حائل ہو گیا اور جو پردہ ہٹا حجرے کا چراغ گل ہو گیا۔ لیکن روشنی تھی اب یہ پردہ ہٹا تو میں نے اُس بچے کو دیکھا جو زمین پر سجدہ کر رہا تھا اور آیات کی تلاوت کر رہا تھا یہ ہے شان حسن عسکری کے لعل کی اور اب اگر نظر آیا ہے بچہ تو گھر میں صرف کہ حکم یہ

Presented by Ziaraat.Com

ہے معتمد کا کہ گھر میں جو کنیز بھی جس کے یہاں ولادت ہونے والی ہو اُس کنیز کو گرفتار کرلیا جائے اب شاہی کی یہ پوری کوشش ہے اُسی طرح جس طرح نمرود عورتوں کو قتل کروا رہا ہے کہ ابراہیمؑ پیدا ہونے نہ پائیں اور وہاں دارالحکومت بابل سے دور پہاڑی کی ایک غار میں جنابِ تارّخ اور جنابِ مثلیٰ بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ بچہ سامنے انگوٹھا چوس رہا ہے اور جنابِ تارّخ کہتے ہیں جنابِ ابراہیمؑ کے والد کہ مثلیٰ تم نے اس بچّے کی پیشانی میں اس نور کو دیکھا، کہا ہاں نور تو میں نے دیکھا، یہ کیسا نور ہے؟ کہا سنو صحیفۂ الیاسؑ اور ادریسؑ میں یہ لکھا ہے کہ اس کی نسل میں آخری نبیؐ آنے والا ہے، یہ نور اِس کی پیشانی پر اُسی کا ہے اور بچّہ جو ہے وہ پروان چڑھ رہا ہے، نمرود کی حکومت کا خاتمہ کرنے کے لئے۔ اِسی طرح فرعون اس کوشش میں ہے کہ مصر کی عورتوں کو قتل کردیا جائے تاکہ موسیٰؑ پیدا نہ ہوسکیں لیکن قدرت کا نظام کہ بچہ آئے گا اور تیری گود میں پلے گا تو اب یہ قدرت کا نظام جہاں تک آئے گا اس لئے کہ اب آخری حجت ہے اور اب بس قیامت تک نہ کسی نبی کو آنا ہے نہ کسی امام کو آنا ہے بڑا اہم منصب ہے اس لئے قدرت کو بڑی حفاظت کرنی ہے تو اب نگاہوں سے پوشیدہ اور کوئی دیکھ نہیں سکتا کوئی مل نہیں سکتا اور اب یہ گیارھویں امام کا آخری وقت ہے۔ زہر دے دیا ہے خلیفۂ وقت نے زہر نے اثر کیا، اٹھائیس سال کی عمر آخری وقت ہے اور اب قریب جو ہیں وہ نرجس خاتون ہیں بال بکھرائے ہوئے، آنکھوں میں آنسو اور آپ کے ولیِ عصرؑ کو گود میں لئے ہوئے سات سال کی عمر ہے بچے کی اور اب نرجس خاتون بڑھ کر کہتی ہیں (بڑے غور سے آپ نے تقریر سنی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میرے نوجوان ذہن میں محفوظ رکھیں)۔ نرجس خاتون کہتی ہیں

Presented by Ziaraat.Com

میرے والی، میرے وارث، میرے سرتاج آپ تو دنیا سے جارہے ہیں اب اس بچے کی حفاظت کون کرے گا گھر کو گھیر لیا گیا ہے، فوجیں آ چکیں ہیں اور یہ کہا ہے خلیفۂ وقت نے کہ گھر میں جو ہو اُسے قتل کر دیا جائے میں اپنی حفاظت کیسے کروں گی اور اس بچے کی حفاظت کیسے کروں گی۔ معصوم نے دیکھا، زوجہ سے کہا نرجس گھبراؤ مت اللہ میرے لعل کی حفاظت کرے گا لیکن اس وقت تم پچھلے دروازے سے نکل کر چلی جاؤ اور سامرے کے فلاں فلاں محلے میں فلاں فلاں گلی میں پہنچ کر یہ بچہ اشارہ کرے جس دروازے کی طرف اُس دروازے پر دستک دینا اور اُس گھر سے جو نکلے گا وہ تمہاری اور تمہارے بیٹے کی حفاظت کرے گا۔ جب تک کہ بیٹا جوان نہ ہو جائے۔ نرجس نے ہاتھ باندھ کر پوچھا کہ میرے والی اُس کا نام بھی بتا دیں وہ کون بزرگ ہیں، کہا نرجس سنو اچھا تم سننا چاہتی ہو سنو میرے جد عباسؑ نے کربلا میں یہ قسم کھائی تھی کہ جب تک میں جیوں گا آلِ محمدؐ کی حفاظت کروں گا، اولادِ رسولؐ رہے گی حفاظت کا ذمہ ہم لیتے ہیں میرے جد عباسؑ کی اولاد میں ایک بزرگ ہیں جو بارھویں امام کی حفاظت کریں گے۔ نرجس تمہاری بھی حفاظت کریں گے۔

حفاظت کی ذمے داری کا منصب عباسؑ کی اولاد کے پاس ہے کہ آخری حجت کی وہ حفاظت کریں، حفاظت ہوئی اور اُس کے بعد آپ سنتے رہتے ہیں تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ امام اُس کا وجود، اس کی عظمت صرف وہ موضوعات ہیں، وہ مسائل ہیں کہ جو فقہی مسائل کے پردے میں رہ کر بتائے ہیں ملاقات کے واقعات میں اس کے علاوہ اور بہت سی چیزیں ہیں، علاماتِ ظہور میں علاماتِ ظہور پر قیامتِ صغریٰ کے نام سے قمر

Presented by Ziaraat.Com

عباس زیدی صاحب نے کتاب بہت خوبصورت سی لکھ دی جو اُردو میں موجود ہے اور بچوں کو پڑھنی چاہئے جوانوں کو کہ جس میں علامات لکھی گئیں ہیں کب ظہور ہوگا اُس سے پہلے کیا کیا حالات پیدا ہوں گے تو یہ ساری تفصیلات کے لئے عشرے چاہئیں ایک تقریر میں بیان نہیں ہوسکتیں، تقریر کے آخر میں بتانا صرف یہ ہے کہ آٹھویں امام کے دور سے بنی عباس نے بار بار یہ دعویٰ کیا گیا کہ رسولؐ کی بیٹی کی اولاد وارثِ رسولؐ نہیں ہوسکتی، اس کا جواب کیا ہے اور قدرت نے کیا انتظام پہلے سے رکھا اب آپ غور کریں کہ وہ اللہ جس نے عیسیٰ کو زندہ رکھا وہ چاہتا تو نبوت کو ختم کرسکتا تھا یوسفؑ پر، وہ چاہتا تو موسیٰؑ پر ختم کرسکتا تھا۔ موسیٰؑ کو آسمان پر اٹھالیتا اُن کو زندہ رکھتا، یعقوبؑ کو زندہ رکھتا، شعیبؑ کو زندہ رکھتا، ایوبؑ کو زندہ رکھتا، داوٗدؑ یا سلیمانؑ کو زندہ رکھتا، یہ کس لئے بنی اسرائیل کی نبوت کو عیسیٰؑ پر ختم کر کے عیسیٰؑ کو زندہ رکھا اور آسمان پر اُٹھالیا۔ بس ایک جملہ ہے وہ کہہ کر آگے بڑھ جاؤں کہ یہ قدرت نے انتظام اس لئے کیا ہے تاکہ جب فاطمہؑ کا لعل آئے تو میں آسمان سے مریمؑ کے لعل عیسیٰؑ کو بھیجوں اور اگر دنیا اُس وقت بھی یہ دعویٰ کرے کہ بیٹی کی نسل سے کیسے امامت ملا کرتی ہے تو عیسیٰؑ پلٹ کر کہیں کہ جس طرح مجھے ماں کی طرف سے نبوت ملی ہے۔

یعنی بیٹی والے کی گواہی بیٹی والا دے تاکہ دنیا اُس دن کچھ نہ کہہ سکے کہ کیسے امامت نسل میں آئی۔ بیٹی والے کے سامنے دیکھ لو تو یہ انتظام ہے کہ باپ رکھا ہی نہیں گر باپ ہوجاتا تو کہیں نہ کہیں سے دنیا شجرہ ملا کر کہتی کہ عیسیٰ باپ کی طرف سے نبوت پارہے ہیں اس لئے کہا باپ رکھیں گے ہی نہیں تاکہ رجسٹرڈ ہوجائے کہ ماں کی طرف سے نبوت پارہا ہے پھر شک نہ کرسکو

Presented by Ziaraat.Com

آخری حجت پر اور وہ پیچھے نماز پڑھ کر بتا دے کہ یہ افضل ہے میں اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں۔

معصوم کہاں ہیں؟ اور اگر ہیں تو اُن کے ہونے سے فائدہ کیا ہے؟ صرف وہ سوالات ہیں کہ جن کے جوابات دیئے جا سکتے ہیں اور موضوع بنائے جا سکتے ہیں۔ اگر ہیں تو فائدہ کیا؟ اور کب آئیں گے؟ اب اس سے زیادہ مصیبت کا دور اور کیا ہوگا مسلمانوں کے لئے کہ یہ کیوں نہیں آتے؟ تو میں نے ابھی پچھلے جمعے کو امام بارگاہِ بوتراب میں مجلس پڑھتے ہوئے بعدِ نماز جمعہ یہ کہا تھا، وہی جملے دُہرا رہا ہوں کہ بھئی کیوں آ جائیں وہ یہ تو صحیح ہے کہ آپ دعا کرتے رہیں غافل نہ رہیں تا کہ یاد رہے اور بھولیں نہیں کہ امام جو ہے نہیں ہے بلکہ یاد رہے کہ ہمارا امام موجود ہے اور ہم یقین میں ہیں، ملتِ جعفریہ یقین میں ہے کہ امام موجود ہے دعا کرتے رہیں آنے کی لیکن کیوں نہیں آتے تو مسئلہ دراصل یہ ہے کہ جب نمرود نے آگ جلائی، لکڑیاں ڈالی گئیں، شعلے بلند ہوئے تو قدرت اگر چاہتی کہ یہ لکڑیاں ڈال رہے تھے آگ روشن کر رہے تھے تو اُن کے ہاتھ اللہ شل کر دیتا اور جب ابراہیمؑ کو منجنیق میں بٹھایا جا رہا تھا تو اُس وقت جب منجنیق گھوم رہی تھی اُس وقت نمرود کے درباریوں کے ہاتھ شل کر دیئے جاتے ابراہیمؑ آگ میں پھینکے ہی نہ جاتے لیکن نہیں قدرت نے یہ ہمیشہ کہا ہے کہ انسان کی حدیں جہاں تک ہیں وہ اپنی حسرتیں نکال لے، آگ جلا لے، نمرود منجنیق پر بٹھا لے جہاں انسانوں کی حدیں ختم ہوگئیں وہاں سے قدرت کی حدیں شروع ہوگئیں تم نے فضا میں پھینک دیا اب یہ ہماری ذمے داری کہ ہم آگ کو گلزار بنا دیں۔

جب قدرت یہ کہہ رہی ہے کہ اس کائنات کی آگ دشمنی کی آگ یہ ہر طرح

Presented by Ziaraat.Com

کی آگ ایک طرف اور یہ جو ایٹم اور اسلحے کی لڑائی کی آگ ہے اور یہ ہے کہ مغرب میں آگ نظر آئے گی علامات ہیں اور مشرق میں آگ نظر آئے گی تو اب نارِ نمرود بنالو، دنیا کی اپنی حسرتیں نکال لو، اللہ کا ارادہ ہے کہ جہاں سے تمہاری حسرتیں ختم ہوں گی وہاں سے مہدیؑ کو لا کر اپنی حدیں دکھائیں گے۔

اور فخرِ ابراہیمؑ آ کر اسی دنیا کی اس نارِ نمرود کو گلزارِ ابراہیمؑ بنا دے گا اور حق و انصاف سے دنیا کو بھر دے گا اور یہ دنیا خوبصورت بنا دے گا تو تم اپنی حسرتیں نکال لو ابھی تو تیسری عالمگیر جنگ کہاں لڑی گئی ہے، ابھی تو روس امریکہ اور چین کہاں کودے سعودی عرب میں، ابھی وہ سیاہ جھنڈے کہاں نظر آئے، ابھی مسلمانوں کے ملکوں میں آپس میں لڑائیاں شروع ہوئی ہیں کہ وہ علامتیں قریب آتی جارہی ہیں اور اب سوال یہ ہوتا ہے کہ ہیں تو پھر کہاں ہیں؟ لیکن جب پوچھا گیا تھا امام حسن عسکریؑ سے کہ جب وہ چھپ جائیں گے تو اُمت کو فائدہ کیسے پہنچائیں گے۔ ایک جملہ کہا تھا گیارھویں معصوم نے کہ میرا بیٹا غیبت میں رہ کر اپنی قوم کی اس طرح مدد کرے گا جس طرح بادل کے پیچھے رہ کر آفتاب روشنی پھیلاتا ہے تو اگر اب یہ دیکھنا ہے کہ مدد کس طرح ہوتی ہے تو تاریخ میں آپ واقعات دیکھتے چلے جایئے جن کے ساتھ تجربے ہوئے اُن سے جا کر پوچھ لیجئے اور ملتے ہیں تاریخ میں ایسے واقعات کہ کویت میں ایک صاحب تھے وہ ریٹائرڈ ہوئے تو علما سے مجتہدین سے پوچھا کہ میں نے بڑی رشوت لی میں نے بڑے گناہ کئے میں نے جھوٹ بھی بولا، گناہ کیسے معاف ہوں گے۔ علما نے یہ کہا کہ زیادہ سے زیادہ یہ کرو کہ پابندی سے پانچوں وقت کی نماز پڑھو نماز کوئی قضا نہ ہو اور اگر پیسہ ہو تمہارے پاس تو حج و زیارت کے لئے

Presented by Ziaraat.Com

جاؤ انشاء اللہ امید ہے کہ اللہ اپنی رحمت سے تمہیں نوازے گا اور گناہ معاف ہو جائیں گے، سب کچھ کیا نماز پابندی سے پڑھنے لگے اور اب زیارات کے لئے چلے پانی کے جہاز پہ بیٹھے، جہاز رواں ہے عرشے پر بیٹھے مسافروں سے بات کر رہے تھے کہ اچانک اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اذان کی آواز سنی تم نے تو ساتھیوں نے کہا کہ یہاں سمندر میں کہاں اذان کی آواز، کہا میں سن رہا ہوں، میں چلا اذان ختم پر ہے میں جا رہا ہوں اور یہ کہہ کر سمندر میں کود گئے بیہوش ہو گئے اب کہتے ہیں کہ میری آنکھ جو کھلی تو میں نے اپنے آپ کو ایک خوبصورت جزیرے میں پایا، سر سبز و شاداب جزیرہ عمارتیں دیکھیں تو بلند خوبصورت سفید عمارتیں آگے بڑھا تو اب شاہرائیں دیکھیں ایسی شاہرائیں کہ میں نے دنیا کے کسی ملک میں نہیں دیکھیں تھیں اور میں نے یہ دیکھا کہ بہترین سفید لباس میں پر نور چہرے لئے ہوئے ہزاروں کی تعداد میں لوگ ایک بلندی کی طرف جا رہے ہیں میں نے نگاہ اُٹھائی تو اُس بلندی پر ایک خوبصورت مسجد نظر آئی بہت بڑی مسجد تھی اور لوگ اُس طرف جا رہے تھے تو میں نے ایک نورانی صورت بزرگ سے بڑھ کر پوچھا کہ تم لوگ کہاں جا رہے ہو انہوں نے کہا تمھیں نہیں معلوم کیا نئے آئے ہو اس جزیرے میں، مہینے کا ایک جمعہ ایسا ہوتا ہے کہ جس میں اس جزیرے میں امامؑ خود نماز پڑھانے آتے ہیں۔ آج کی نماز ہمارے امامؑ پڑھانے آئے ہیں۔ آج یہاں کا گورنر نماز نہیں پڑھائے گا۔ یہاں کا حکمران اُن کی ساتویں پشت میں ہے بلکہ آج وہ خود نماز پڑھائیں گے۔ چلو تم بھی چلو ایک کنارے جا کر کھڑے ہو گئے نماز ہوئی نماز تمام ہوئی اتنی دیر میں کسی نے آ کر کہا نام لے کر ان کا کہ تجھے امام بلاتے ہیں۔ چونکہ اب

Presented by Ziaraat.Com

یہ ایک چیز ہے علماء نے لکھا کہ جس وقت امامؑ سے ملاقات ہوتی ہے یا ہونے والی ہوتی ہے تو آدمی یہ بالکل بھول جاتا ہے کہ میں کون ہوں، کہاں ہوں اور کس کے سامنے ہوں۔ یہ ایک رعب ہے امامؑ کی ہیبت کا یا ایک معجزہ ہے جو علما نے لکھا ہے محرابِ مسجد کے پاس پہنچے دیکھا امام تشریف فرما ہیں، اب جمالِ امامت کی زیارت کی ہاتھوں کے بوسے لئے اور آنکھ سے آنسو جاری ہیں روتے جارہے ہیں، اُدھر امام مسکرائے اور کہا کہ امامِ وقت کے سامنے ہو تم۔ اگر کچھ دل میں خواہش ہو تو بیان کرو کوئی خواہش ہے۔ اب وہ انسان جو اچانک امامؑ کے سامنے پہنچ گیا ہو اور اُس سے امامؑ یہ کہے کہ کوئی خواہش بیان کرو تو کتنی مشکل منزل ہے خواہش کا بیان کرنا لیکن یہی پہچان ہے مومنِ کامل کی کہ وہ اپنے ہوش وحواس کو برقرار رکھ کے کچھ عرض کرسکے، ایک اور یاد آ گیا پہلے وہ سُن لیجئے لکھنؤ کا واقعہ ہے کہ پندرہ شعبان شب میں مشہور تھا کہ آدھی رات کو جو ولادت کا وقت ہے معصوم کی اگر رات بھر نمازیں پڑھتے رہو تو اُس وقت پر ایک نور سا چمکتا ہے یہ ولادت کا وقت ہے لمحہ ہے اور اگر اُس نور کی چمک میں اگر کوئی دعا مانگ لو تو فوراً پوری ہو جاتی ہے تو غفرانمآبؒ نے اپنے دوست سے کہا کہ بھئی اس رات ہم جاگیں گے اور نمازیں پڑھیں گے، اُس نور کی چمک کو دیکھیں گے تاکہ دعا کریں رات بھر نمازیں پڑھیں اور نور چمکا انہوں نے بھی دعا مانگی دوست نے بھی دعا مانگی جب دعا تمام ہوئی تو اب پوچھا کہ تم نے کیا مانگا کہنے لگے پہلے آپ بتایئے آپ نے کیا مانگا کہنے لگے کہ نہیں آپ پہلے بتائیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ مانگا کہ میرے جتنے باغات ہیں اُن سب میں اس سال ہر درخت میں قلمی آم، دسہری اور سفیدہ وغیرہ آئیں یہ دعا مانگی ہے پھر

Presented by Ziaraat.Com

غفرانمآب سے کہنے لگے آپ نے کیا مانگا کہنے لگے میں نے یہ مانگا کہ قیامت تک میرے خاندان میں میری نسل میں اجتہاد باقی رہے۔

تو اب مانگنے کا سلیقہ بھی آتا ہو، صرف یہ بتانا چاہ رہا ہوں کیا مانگا ہے اور کس منزل سے مانگا کہ کیا خواہش ہے دل میں، کہا مولا ایک خواہش ہے دل میں کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ میں پنجتنِ پاک کی زیارت کروں، کہا ہاں ہاں ہوسکتا ہے اور ایک بار امامؑ ہاتھ کو اُٹھایا، کہا میرے ہاتھ کی جانب دیکھو، اب یہ کہتے ہیں کہ میں نے ہاتھ پر نظر کی تو مجھے دور تک پانچ دَر وسیع تر نظر آئے اور اُن میں میں نے پانچ چہرے دیکھے۔ ایک چہرے کو نقاب میں چھپے ہوئے دیکھا، معصوم بولتے جارہے ہیں کہ یہ میرے جد رسولؐ خدا ہیں، دیکھ رہے ہو تا تم، یہ میرے جد علیؑ ہیں، یہ میرے جد حسنؑ ہیں، یہ میرے جد حسینؑ ہیں تم نے دیکھا۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ میں زیارت کرتا جا رہا تھا اور روتا جا رہا تھا۔ ایسے میں معصوم پوچھتا ہے کہ اب تو کوئی خواہش نہیں ہے دل میں اگر ہو تو بتا دو اب بتایئے کہ پانچ کی زیارت کرنے کے بعد اب دنیا میں کون سا ایسا انسان ہوگا کہ کوئی اور خواہش کرے، ہے کوئی آپ کے ذہن میں، جب انہوں نے پوچھا تو انہوں نے کہا ہاں ایک خواہش اور ہے مولاؑ اگر پوری ہو سکے، کہا کیا کہا مولا کربلا جا رہا تھا زیارت کرنے، قبرِ حسینؑ دکھا دیجئے۔ اب ہاتھ سے آواز آئی کہ چادر میں جو بی بی تھیں اُس نے مڑ کر رسولؐ سے یہ کہا کہ بابا آپ نے حسینؑ کے چاہنے والوں کو دیکھا حسینؑ کی زیارت کرلی مگر قبر سے کتنی محبت ہے کہ حسینؑ کو دیکھنے کے بعد بھی کربلا کو دیکھنا چاہتے ہیں، بابا آپ نے کربلا کی عظمت دیکھی میرے حسینؑ کی خاک کی عظمت دیکھی آپ نے۔ زیارت کے بعد واپس آئے تاریخ

Presented by Ziaraat.Com

میں واقعہ آیا ہے اور اب وہ جزیرہ جہاں یہ پہنچے تھے اُس کی تفصیلات علی بن فاضل نے دیں ہیں کہ کس طرح میں مصر پہنچا اور مصر سے میں اسپین پہنچا اور اسپین جب پہنچا تو وہاں میں نے کچھ مسافروں کو دیکھا اور وہ عجیب سے تھے تو لوگوں نے کہا کہ یہ رافضیوں کے جزیرے سے آئے ہیں میں اُن کے ساتھ ہو لیا میں وہاں پہنچا تو میں نے وہاں کے لوگوں سے یہ پوچھا کہ تمہارے لئے کھانے پینے کا سامان کہاں سے آتا ہے جزیرے والوں نے کہا کہ کچھ جہاز ہیں وہ ہر چھ مہینے کے بعد آتے ہیں اور غلہ پہنچا جاتے ہیں کہا اچھا اُس جزیرے تک گئے ہو، کہا وہاں کوئی جا نہیں سکتا۔ جہاز آتے ہیں کہتے ہیں کہ میں انتظار میں رہا چھ مہینے گزرے، جہاز آیا ایک بزرگ اُس پر سے اترے، اب جو میں نے دیکھا کہ ایک نہیں بلکہ سات جہاز تھے سفید رنگ کے، سات جہاز اناج اوپر سے اترا، کئی دن جہاز رُکے رہے، لنگر انداز رہے، جب وہ چلنے لگے میں نے اُن بزرگ سے کہا کہ آپ مجھے لے چلیں گے کہا ہاں مجھے اطلاع مل چکی ہے کہ وہاں سے تمہیں ایک مسافر کو لانا ہے، کہتے ہیں میں جہاز پر بیٹھا سفر جاری رہا اور پھر اُس جزیرے میں اترا اور اُس جزیرے کی میں نے عجیب شان دیکھی، شاندار مسجد دیکھی، بلند عمارتیں دیکھیں، نورانی چہرے دیکھے اور اُن بزرگ کے ساتھ جو مجھے لے کر آئے تھے انہوں نے کہا چلو میں تمہیں نمازِ جمعہ میں لے چلتا ہوں جامع مسجد، کہتے ہیں میں گیا اور نماز پڑھانے والے نے نمازِ جمعہ واجب کی نیت سے پڑھائی میں بڑا حیران ہوا، نماز ختم ہوئی جنہوں نے نماز پڑھائی تھی میں اُن کی خدمت میں گیا انہوں نے مجھے بلایا میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ تعارف کرواؤں کہا ان کا نام ہے شمس الدین، ان کے والد

Presented by Ziaraat.Com

امامِ زمانہ کی ساتویں پشت میں ہیں اور اس جزیرے کے حکمراں ہیں۔ امام کے پانچ بیٹے ہیں اور جن کی اولادوں کی ہر جزیرے میں حکومتیں ہیں ایک جزیرہ نہیں ہے امام کے پاس وہ جزیرہ الگ ہے جس کا نام وادیٔ خضرا ہے اور اُس کا ترجمہ گرین لینڈ ہوتا ہے اور اب دنیا ماننے کے لئے مجبور ہوگئی ہے۔ ثبوت پیش کرتا ہوں تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ شاید کوئی ثبوت مانگے آج سے سولہ سال پہلے جب میں نے یہ بات پڑھی کہ وادیٔ خضرا دراصل گرین لینڈ ہے تو لوگ سمجھے نہیں تھے بات اور اب ذاکرین منبر سے پڑھنے لگے کہ ہاں گرین لینڈ جو ہے وہی وادیٔ خضرا ہے، وادی گرین لینڈ خضرا، خضرا کے معنی سبز خضرا یعنی ہرا گرین معنی ہرا۔ اب لے کر جہاز جب یہ جا رہے تھے علی بن فاضل کو تو یہ کہتے ہیں کہ میں نے سمندر سفید دیکھا اور جب جزیرے میں پہنچا تو بلند ترین برف کی دیواروں سے جزیرے کو ڈھکا ہوا پایا، یہ روایت میں الفاظ موجود ہیں۔ گرین لینڈ کی تفصیل پڑھنا چاہیں تو پڑھ لیں کہ روشنی سی کبھی چمکتی ہے جزیرے میں، جو جہاز اُدھر کا رُخ کرتا ہے ڈوب جاتا ہے، نہ ہوائی جہاز جا سکتا ہے، نہ پانی کا جہاز جا سکتا ہے اور برف کی دیواریں اُس جزیرے کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ چاند تک پہنچنے والے، ستاروں پر کمندیں ڈالنے والے زمین کے اِس خطے میں نہ پہنچ سکے۔ پہنچیں تو کیسے پہنچیں اس لئے کہ کوئی چمک دیکھ رہے ہیں جزیرے سے اور یہ چمک جو آ رہی ہے اب یہ آپ کو جو سنا رہا ہوں نیویارک ٹائمز اخبار کی کٹنگ میرے پاس موجود آپ دیکھ سکتے ہیں اور بیان اُس کا کہ نیویارک میں ساحلِ سمندر پہ بڑی مارکیٹیں اور دکانیں ہیں اُن میں ایک ایسی بھی مارکیٹ ہے کہ اگر کوئی جائے تو دنیا کی ہر جگہ کا کفن وہاں سے

Presented by Ziaraat.Com

خرید سکتا ہے۔ اُس دکان کا مالک دکان پر بیٹھا تھا اُس کی دوکان کے دو حصے تھے ایک طرف صابن کی بھٹی تھی جس کی دیکھ بھال کرتا تھا اور ایک طرف کفن کی دوکان تھی۔ ایسے میں ایک شخص آیا اور اُس نے کہا ہمیں عربی کفن چاہئے کفن دیا تو یہ حیرت سے اُسے دیکھنے لگا اور کہا شکل وصورت سے تم کچھ ہمیں نئے سے لگ رہے ہو بہت سے ملکوں کے لوگ ہم نے دیکھے ہیں لیکن تمہارا لباس، تمہاری شان وشوکت تم کہاں سے آئے ہو۔ چونکہ اب دنیا کو بتانا اس لئے بھی ظاہر ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ سامنے کبھی تم نے دیکھا ہے، سمندر سے جاتے ہوئے یہ وادیِ خضرا جس کا نام گرین لینڈ ہے کہا ہاں، کہا وہاں تو کوئی جا نہیں سکتا، وہاں تو آبادی نہیں ہے، وہاں تو پورے جزیرے میں برف جمی ہوئی ہے، کہا دیوانے ہو وہاں تو خوبصورت شہر ہے، سڑکیں ہیں مکانات ہیں اور آج امام کی طرف سے جو گورنر ہیں اُن کے ایک غلام کا انتقال ہوا ہے اور اُس کے لئے کفن لینے آیا ہوں، یہ کہتا ہے مجھے بھی لے چلو اُس جزیرے میں مجھے بھی لے چلو، اُس جزیرے میں کہا بھائی اجازت تو نہیں ہے کسی نئے آدمی کے لئے اچھا اگر تم چلنا چاہتے ہو تو ساحل تک چلو میں ابھی جاتا ہوں اور واپس آتا ہوں اگر اجازت مل گئی تو ہم تمہیں لے جائیں گے۔ اب یہ کہتا ہے کہ میں ساحل پر گیا تو میں نے عجیب وغریب جہاز دیکھا سائنس نے بڑی ترقی کر لی اور دنیا کے ہر ملک کے جہاز میری نظر سے گزرے لیکن جب یہ سفید جہاز میں نے دیکھا تو میں حیران رہ گیا۔ اتنا بڑا خوبصورت جہاز کہ آج کے سائنس دان تو ایسا جہاز نہیں بنا سکتے اب وہ کہتے ہیں کہ وہ سوار ہوا، جہاز نگاہوں سے غائب ہو گیا اور کچھ دیر کے بعد سمندر کی لہروں پر سے جہاز ابھرا واپس آیا اور وہ شخص جہاز

Presented by Ziaraat.Com

سے اترا اور کہا ہم نے خدمت میں عرض کیا تھا وہاں کے حکمراں سے لیکن وہاں سے اجازت نامہ تمہارے لئے نہیں آیا، اس لئے تم واپس جاؤ تم نہیں جا سکتے اُس جزیرے میں، کہا کیوں کہا دیکھو بات یہ تھی کہ ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ تم جہاں جانا چاہتے ہو اُس کی لگن تمہارے دل میں ہوگی، لیکن تم جانا تو چاہ رہے تھے لیکن دل میں سوچتے ہوئے یہ آ رہے تھے کہ ارے میں آگ روشن کر کے بھٹی میں آیا ہوں، کسی خادم کو بتایا نہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ بھٹی میں آگ لگ جائے، تم اپنی تجارت کے بارے میں سوچ رہے تھے، اس لئے جو دنیا کے بارے میں سوچتا ہے وہ جزیرے میں نہیں جا سکتا اور تمہاری بھٹی میں آگ لگ چکی ہے۔ یہ واپس آیا تو حقیقتِ حال سامنے تھی اور اب جو بیان دیا تو اخبار میں چھپا تو اب دنیا کو یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ پہچان لو یہاں پر ہیں تم پہنچ نہیں سکتے۔

میرا وقت پورا ہو گیا بلکہ پانچ منٹ اوپر ہو گئے اور تقریر کو میں نے ختم کیا۔ اب وہ شخص جو پہنچا ہے علی بن فاضل وہ کہتا ہے کہ میں نے بلندی پر ایک ایسی عمارت دیکھی اور اُس کے بارے میں میں نے پوچھا تو شمس الدین نے کہا کہ کبھی تم چلے جانا اور جا کر دیکھ آنا۔ یہ کہتے ہیں میں گیا تو یہ کہتے ہیں کہ مجھ سے شمس الدین نے کہا کہ دیکھو یہاں سے مجھ کو احکامات ملتے ہیں اور یہاں ایک حجرہ ہے وہاں ایک طاق ہے اور وہاں دو آدمی حفاظت کرتے ہیں حجرے کی اور وہاں پر خط مل جاتا ہے وہ خط ہم تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

خط کے ذکر پر ایک بیمار بیٹی کا خط یاد آ گیا جو مدینے سے صغراؑ بی بی نے اپنے پدرِ گرامی حسینؑ ابنِ علیؑ کو لکھا تھا۔

مقاتل کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام حسینؑ تمام بھائیوں، بہنوں اور

Presented by Ziaraat.Com

بھتیجوں اور بیٹیوں اور بیٹوں کو اپنے ہمراہ لے کر مدینے سے نکلے مگر فاطمہ صغراؑ کو اپنے ساتھ نہیں لے گئے۔ بحر المصائب میں لکھا ہے کہ حسینؑ ابنِ علیؑ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا کہ جب میں عراق پہنچوں گا تمہارے بھائی علی اکبرؑ کو بھیجوں گا وہ تم کو لے جائیں گے، پھر فاطمہ صغراؑ کو اپنے بابا کی کوئی خبر نہیں ملی، مخزن البکا اور اسرار الشہادت اور بحر المصائب میں لکھا ہے کہ فاطمہ صغراؑ نے اپنے بابا کے نام خط بھی لکھا جس کا کوئی جواب بی بی کو نہیں ملا، یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا کہ خون آلود پرندہ فاطمہ صغراؑ کے گھر کی دیوار پر آ کر بیٹھا۔

۲۸؍رجب ۶۰ ہجری محلۂ بنی ہاشم میں سواریوں کا انتظام تھا عماریاں اور کجاوے دروازے کے پاس لگا دیئے گئے تھے، حضرت عباسؑ تلوار کھینچ کر قناتوں کے گرد ٹہلنے لگے، حضرت علی اکبرؑ مکان میں آئے، صغراؑ نے علی اکبرؑ کو دیکھا تو ہاتھ پھیلا کر بھائی کی طرف بڑھیں، دو محبت کرنے والے بھائی بہن بچھڑنے کے لئے گلے مل رہے ہیں:-

پاس آن کے اکبرؑ نے کی یہ پیار کی تقریر   کیا مجھ سے خفا ہو گئیں صغراؑ مری تقصیر
چلّانے لگی چھاتی پہ منہ رکھ کے وہ دلگیر   محبوب برادر ترے قربان یہ ہمشیر

صدقے ترے سر پر سے اُتارے مجھے کوئی
بل کھائی ہوئی زلفوں پہ وارے مجھے کوئی

پیارے مرے بھیا مرے مہرو علی اکبرؑ   چُھپ جائیں گے نظروں سے یہ گیسو علی اکبرؑ
یاد آئے گی یہ جسم کی خوشبو علی اکبرؑ   ڈھونڈھیں گی یہ آنکھیں تمہیں ہر سُو علی اکبرؑ

دل سینے میں کیونکر تہہ و بالا نہ رہے گا
جب چاند چھپے گا تو اُجالا نہ رہے گا

Presented by Ziaraat.Com

کیا گذرے گی جب گھر سے چلے جاؤ گے بھائی　　کیسا مجھے ہر بات میں یاد آؤ گے بھائی
تشریف خدا جانیے کب لاؤ گے بھائی　　کی دیر تو جیتا نہ ہمیں پاؤ گے بھائی

کیا دم کا بھروسہ کہ چراغ سحری ہیں
تم آج مسافر ہو تو ہم کل سفری ہیں

بھیا مری تنہائی پہ آنسو نہ بہاؤ　　وہ دن ہو کہ پھر خیر سے اس شہر میں آؤ
ہر چند یہ مشکل ہے کہ جیتا ہمیں پاؤ　　صدقے گئی پھر آنے کا وعدہ کئے جاؤ

حضرت علی اکبرؑ اور جنابِ فاطمہ صغراؑ کے رونے کا کیا ذکر ایسا روئے کہ جنھوں نے دونوں کو پالا تھا وہ منھ پھیر کر ہٹ گئے، سب کی آنکھوں سے ساون کی جھڑیاں برس رہی تھیں۔ فاطمہ صغراؑ نے علی اکبرؑ سے کہا بھیا بابا کو تو روک نہیں سکتی مگر تم نہ جاؤ، علی اکبرؑ اور زیادہ روئے، کہا بہن دل نہیں مانتا اِس مصیبت اور اس خطرناک سفر میں بابا کو تنہا چھوڑ دیں، صغراؑ نے کہا اچھا وعدہ ہی کرتے جاؤ کہ جہاں آرام سے ٹھہرو گے وہاں ہمیں بُلا لو گے، علی اکبرؑ نے وعدہ کیا صغراؑ ہم تمہیں لینے آئیں گے۔

اِدھر بیبیاں ناقوں پر سوار ہوئیں، قافلہ روانہ ہوا، کربلا کے مسافروں نے الفراق، الفراق، الوداع، الوداع کہتے ہوے سرحدِ مدینہ تک راہ طے کی تھی دیکھا صغراؑ قافلے کے پیچھے پیچھے روتی چلی آتی ہیں، امامؑ نے پوچھا صغراؑ اب کیوں آئیں، صغراؑ نے کہا بابا دل چاہتا ہے کہ پھر ایک بار سب کو دیکھ لوں، حضورؑ نے حکم دیا، ناقے بٹھا دیئے گئے، قناتیں کھنچ گئیں، صغراؑ ہر ایک سے ملنے لگیں، زینبؑ سے رخصت ہوئیں، چھوٹی بہن سکینہؑ سے ملیں یہاں تک کہ جناب ربابؑ اور علی اصغرؑ سے گلے ملنے کی نوبت آئی، سر سینے سے ہٹایا ہی تھا کہ ماں کی

Presented by Ziaraat.Com

گود میں نظر پڑ گئی، دیکھا علی اصغرؑ آنکھیں کھولے بہن کو پاس سے دیکھ رہے ہیں، صغراؑ نے ہاتھ پھیلا دیئے، بہن کی محبت ننھے دل میں انتہا کی تھی، ہمک کر بہن کی آغوش میں چلے آئے اور بہن کے گلے سے لپٹ گئے، جب دیر ہوئی ربابؑ نے گود میں لینا چاہا مگر علی اصغرؑ نہ آئے، صغراؑ نے کہا اے مادرِ مہربان مجھ سے اصغرؑ کو زبردستی نہ لیجئے اگر خود سے چلے آئیں تو لے لیجئے، یہ ملنا آخری ملنا ہے مجھ سے معصوم بچّے کا دل نہ توڑا جائے گا۔

زینبؑ بلاتی ہیں، سکینہؑ ہاتھ پھیلاتی ہیں مگر علی اصغرؑ بہن کے شانے سے سر نہیں اُٹھاتے، جب زینبؑ کو یقین ہو گیا کہ علی اصغرؑ بہن کی گود سے نہ آئیں گے، بھائی کو بُلایا، زینبؑ کے پاس آئے، مگر روتے ہوئے ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہوئے اور آنکھوں سے آنسو پونچھتے ہوئے، سر جھکائے ہوئے علی اصغرؑ کے قریب آئے اور کان میں جھک کر کہا کہ اے میرے ننھے مسافر بابا تیری طرف سے بھی تو عہد کر چکا ہے کیا اُمّت کے بخشوانے کو نہ چلو گے، اگر تم صغراؑ کے پاس رہ جاؤ گے تو گلے پر تیر کون کھائے گا اور حسینؑ تلوار سے قبر کس کی کھودے گا، یہ سننا تھا کہ علی اصغرؑ بے تاب ہو کر حسینؑ کی آغوش میں آ گئے۔

قافلۂ حسینی روانہ ہو گیا، قافلے کی گرد اُڑتی رہی اور صغراؑ کے سر پر پڑتی رہی، مسافر چلے گئے، دن گذرتے رہے صغراؑ کو مسافروں کی یاد آتی رہی، صغراؑ کو اپنے بھیا علی اکبرؑ پر بھروسہ تھا کہ اب آتے ہوں گے مجھے لینے آئیں گے، انتظار میں دن گذرتے رہے، علی اکبرؑ کو بھی صغراؑ سے کیا ہوا وعدہ یاد تھا، عاشور کے دن علی اکبرؑ کو صغراؑ کی یاد اُس وقت بہت آئی جب میدانِ شہادت کے لئے روانہ ہو رہے تھے اور بڑے بھائی سیّد سجّاد کے گلے مل کر روتے ہوئے کہہ رہے تھے مدینے

Presented by Ziaraat.Com

واپس جا کر میری بہن صغراؑ کو سب کچھ بتا دیجئے گا۔

اس معرکے سے جب ہو وطن آپ کا جانا　صغراؑ کو کئی بار کلیجے سے لگانا
کہنا کہ بہن پھر گیا بابا سے زمانا　وعدہ تو کیا تھا پہ نہ تم تک ہوا آنا

شبیرؑ پہ فوجوں کی گھٹا چھا گئی صغراؑ
آنے ہی کو ہم تھے کہ اجل آ گئی صغراؑ

علی اکبرؑ سینے پہ سناں کھا کر مقتل میں سو گئے، آقائے دربندی کتاب ''اسرار الشہادت'' میں لکھتے ہیں کہ فاطمہ صغراؑ اپنے مسافروں کے انتظار میں ہر روز گھر کے دروازے کے پاس آیا کرتی تھیں کہ شاید کوئی بابا کی خبر لایا ہو، جب کافی عرصہ گذر گیا اور ان کے بابا کی طرف سے کوئی اطلاع نہ آئی تو صغراؑ نے آہ و بکا شروع کر دی اور اپنے بابا کے نام ایک خط لکھا جس میں اپنے حالات لکھے اور پھر بابا کی جدائی کی وجہ سے رونے لگ گئیں، ایک اعرابی قاصد نے صغراؑ کے رونے کی آواز سُن لی اور بڑا متاثر ہوا اس نے پوچھا تو پتہ چلا یہ حسینؑ کی بیٹی ہے جو بابا کے فراق میں رو رہی ہے، قاصد نے بلند آواز سے دروازے پر صدا دی السّلام علیکم یا اھل البیت النبوۃ و معدن الرسالۃ اور کہا میں قاصد ہوں کربلا جانا چاہتا ہوں اگر کوئی ضرورت ہو تو بیان فرمایئے، جنابِ صغراؑ نے آواز سنی تو دوڑ کر دروازے کے پاس آ گئیں اور سلام کا جواب دیا اور کہا اے قاصد میں امام حسینؑ کی بیٹی ہوں جب وہ عراق تشریف لے گئے تو میں بیمار تھی مجھ کو جدۂ ماجدہ اُمّ سلمیٰ کے پاس چھوڑ گئے تھے اب مجھ میں بابا کی جدائی برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی اور میں نے ایک خط لکھا ہے اور چاہتی ہوں

Presented by Ziaraat.Com

کہ کوئی بابا کے پاس پہنچا دے، قاصد نے وہ خط لے لیا اور بروز عاشورہ امام حسینؑ کی جنگ کے وقت کربلا پہنچا اور امام حسینؑ کے سپرد کر دیا امام حسینؑ نے اس خط کو کھولا اور پڑھا تو بہت روئے پھر اہلِ حرم کے پاس تشریف لائے اور ان کو خط پڑھ کر سنایا وہ بھی بہت روئے اور پھر یہ ظاہر نہیں ہوا کہ وہ قاصد انسان تھا یا فرشتہ شہید ہو گیا یا نہیں، ایک روایت یہ ہے کہ صغراؑ کا خط پہنچانے والے جبریلِ امیں تھے جو اس گھر کے پرانے خادم ہیں۔

مقتل مفتاح البکا اور ریاض القدس میں روایت ہے کہ جب امام حسینؑ نے **ھل من ناصرٍ ینصرنا** کی ندا دی تو کسی نے آپ کی آواز پر لبیک نہ کہا، صرف فضا و ہوا نے لبیک کہا مگر اُسی وقت امام حسینؑ نے صحرا کی طرف دیکھا تو ایک ناقہ سوار آتا ہوا نظر آیا، جب قریب آیا تو امام حسینؑ پر سلام کیا اور کہا اے فرزندِ رسولؐ! میں آپ کی بیمار بیٹی فاطمہ صغراؑ کا خط لایا ہوں اور قاصد نے امام حسینؑ کے ہاتھ اور پاؤں کے بوسے لینا شروع کیا۔ قاصد سے خط لے کر امام حسینؑ خیموں کے پاس تشریف لائے اور بلند آواز سے فرمایا اے زینبؑ، اُم کلثومؑ، اے رقیہ، اے ربابؑ آؤ تم کو بشارت ہو کہ فاطمہ صغراؑ نے تمہاری طرف خط بھیجا ہے، تمام شہزادیاں درِ خیمہ پر جمع ہو گئیں، امام حسینؑ نے بیمار شہزادی کا خط پڑھ کر سنایا۔

''فاطمہ صغرا بنتِ حسینؑ کی جانب سے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں بابا جان آپ پر میرا سلام ہو اور میرے چچا عباس بن امیر المومنینؑ پر بھی میرا سلام ہو پھر میرے تمام بھائیوں اور بہنوں پر میرا سلام ہو پھر میرے شیر خوار بھائی علی اصغرؑ پر میرا سلام ہو، بابا آپ سب میری طرف سے ایک ایک مرتبہ میرے

Presented by Ziaraat.Com

شیر خوار بھائی کا بوسہ لیں، آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ جب آپ عراق میں قیام فرمائیں گے تو بھیا زین العابدینؑ یا چچا عباسؑ کو بھیج کر مجھے بلالیں گے، بھیا علی اکبرؑ نے بھی وعدہ کیا تھا کہ میں صغراؑ تم کو لینے آؤں گا، میرا انتظار طویل ہو چکا ہے اور میرا شوقِ دیدار زیادہ ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ میں ہلاکت کے قریب پہنچ گئی ہوں اور موت کی منتظر ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

صغراؑ کا خط سُن کر اہلِ حرم میں ماتم و کہرام بپا ہو گیا، مقتل عین البکا میں ہے کہ جب قاصد نے خط پیش کیا اور امام حسینؑ کو تمام احوال سے آگاہ کیا تو عرض کی کہ مولا میری ایک اور حاجت بھی ہے امام نے فرمایا وہ کیا، قاصد نے کہا کہ آپ کی بیٹی فاطمہ صغراؑ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں ان کی طرف سے جناب عباسؑ کے ہاتھ اور جناب علی اکبرؑ کی پیشانی کا بوسہ لوں، امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے قاصد میرے ساتھ آ، امام حسینؑ اس کو لے کر جنابِ عباسؑ کی دست بریدہ لاش پر آئے اور فرمایا اے عباسؑ فاطمہ صغراؑ کا قاصد آپ کے ہاتھ چومنے آیا ہے، آپ کے ہاتھ کہاں گئے، پھر امام حسینؑ رونے لگے، اس کے بعد علی اکبرؑ کی لاش پر آئے اور شہزادے کے سر کو گود میں لیا اور فرمایا اے میرے نورِ نظر تمہاری بہن نے اس قاصد کو تمہاری پیشانی اور آنکھوں کا بوسہ لینے کے لئے بھیجا ہے مگر میں کیا کروں تمہاری آنکھیں خون سے بھری ہوئی ہیں تمہاری پیشانی زخمی ہے۔

اہلِ حرم کا لٹا ہوا قافلہ جب مدینے واپس آیا، صغراؑ نے جوانوں کو نہ پایا، پتہ چلا حسینؑ شہید ہو گئے، عباسؑ، علی اکبرؑ، قاسمؑ، عونؑ و محمد سب مارے گئے، پھوپھی سے علی اصغرؑ کو پوچھا معلوم ہوا، حرملہ کے تیر سے شہید ہو گئے، صغراؑ نے پھر اپنی دو بہنوں کا حال پوچھا، سکینہؑ کہاں ہے؟ پھوپھی نے بتایا سکینہؑ قید خانے میں

Presented by Ziaraat.Com

گھٹ گھٹ کر مر گئیں، فاطمہ صغرا کی ہم سن ایک بیٹی امام حسنؑ کی تھیں جن کا نام میمونہ تھا، فاطمہ صغرا اُن سے بہت مانوس تھیں اور اُن سے بہت محبت کرتی تھیں، فاطمہ صغرا نے پوچھا پھوپھی میری چچا زاد بہن اور میری پیاری سہیلی میمونہ کہاں ہیں، پھوپھی نے کہا کہ راستے میں اونٹ سے گریں اور اونٹ کے قدموں سے پامال ہوکر شہید ہوگئیں۔ یہ سنتے ہی فاطمہ صغرا غش کر گئیں اور ان کی بیماری اتنی شدید ہوگئی کہ تین روز کے بعد چاہنے والوں کو یاد کر کے روتے روتے انتقال کر گئیں۔ ''الطراز المذہب'' میں فاطمہ صغرا کی وفات کا تذکرہ ہے۔

اودھ کے بادشاہ نصیر الدین حیدر کے زمانے میں فاطمہ صغرا کا تابوت اُٹھتا تھا اور وہ خود جنابِ فاطمہ صغرا کی وفات کا حال اپنے کہے ہوئے مرثیے میں پڑھتے تھے۔

یادِ پدر میں فاطمہؑ آخر کو مر گئی　　فرقت میں اپنے باپ کے جی سے گذر گئی
مرنے کی اس کے خلد میں جس دم خبر گئی　　کیا خوش نصیب تھی کہ وہ پیشِ پدر گئی

اہلِ حرم نے ماتمِ صغریٰ بپا کیا
خلدِ بریں میں شیرِ خدا نے بکا کیا

سامانِ دفن عابدِ بیمار نے کیا　　زینبؑ نے اپنے ہاتھ سے غسل وکفن دیا
بانوؑ نے اس کے مرنے سے خونِ جگر پیا　　سجادؑ کہتے تھے کہ میں دکھ سہنے کو جیا

عابدؑ یہ کہہ کے خاک پہ تیورا کے گر پڑے
بیماری کے سبب سے وہ غش کھا کے گر پڑے

ماتم تھا اہلِ بیتؑ کا صغرا کی لاش پر　　منہ پیٹتی تھی کوئی پٹکتی تھی اپنا سر
کہتی تھی کوئی ہائے میری پارۂ جگر　　صغرا کے مرنے کی جو خبر پہنچی گھر بہ گھر

میں کیا کہوں جو اہلِ محلہ کا حال تھا
جینا ہر اک بی بی کو اپنا وبال تھا

Presented by Ziaraat.Com

تربت بنا کے صغرؑا کی سجادؑ نوحہ گر　　کرنے لگے بیاں یہ منھ رکھ کے قبر پر
اے مبتلائے درد و غم اے عاشق پدر　　اب سوئے گی تو چین سے بیکس کے سینے پر
دنیا میں اتنی زیست کا ہرگز مزا نہیں
مجبور ہوں میں کیا کروں آتی قضا نہیں

اس جا سے روتی پہنچی وہ ساری بیبیاں　　آئیں یہ سوئے روضۂ پیغمبرِ زماں
تربت پہ جب نبیؐ کے وہ آئیں بیچاریاں　　نامِ حسینؑ لے لے کے وہ کرنے لگیں فغاں
کہتی تھی رو رو زینبِ بیکس دہائی ہے
بے جرم رن میں مارا گیا میرا بھائی ہے

روتی تھیں سب وہ اس طرح آپس میں کرکے بین　　کہتی تھی کوئی اکبرؑ و اصغرؑ کوئی حسینؑ
رو رو کے سرخ کرتی تھی زینبؑ جو اپنے نین　　تربت میں روحِ احمدِ مرسل کو تھا نہ چین
زینبؑ پیاس بھائی کی جب یاد کرتی تھی
روحِ بتولؑ نالہ و فریاد کرتی تھی

❁❁❁

Presented by Ziaraat.Com

علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی کی کتابیں

نمبر	کتاب کا نام	صفحات	قیمت
	......《سوانح حیات》......		
۱۔	سوانح حضرت فاطمہؑ (انڈونیشیا پیپر)	1040	700/=
۲۔	ایران کی شہزادی جنابِ شہر بانوؑ	472	400/=
۳۔	شہزادہ قاسمؑ ابنِ حسنؑ (جلد اوّل)	640	500/=
۴۔	شہزادہ قاسمؑ ابنِ حسنؑ (جلد دوم)	400	500/=
۵۔	سوانح حیات شہزادہ علی اصغرؑ	960	800/=
۶۔	اُمّ البنینؑ	400	300/=
۷۔	سوانح حیات حضرت اُمِّ کلثومؑ	544	600/=
	......《تاریخ》......		
۸۔	شہزادہ قاسمؑ کی مہندی	400	500/=
۹۔	شہزادی زینبؑ اور تاریخ ملکِ شام	224	200/=
۱۰۔	امام حسنؑ کی فتح اور دشمنِ خدا کی شکست	144	200/=

Presented by Ziaraat.Com

۱۱۔	غم حسینؑ اور عزاداروں کی شفاعت	224	200/=
۱۲۔	ذوالجناح	720	600/=
۱۳۔	شہید علمائے حق	144	200/=
	﴿ادبیات﴾		
۱۴۔	معصوموں کا ستارہ شہزادہ علی اصغر (فرنچ سے ترجمہ)	288	300/=
۱۵۔	اردو غزل اور کربلا	240	200/=
۱۶۔	احساس (علمی، ادبی مضامین)	384	300/=
۱۷۔	نوادراتِ مرثیہ نگاری (جلد اول)	338	300/=
۱۸۔	نوادراتِ مرثیہ نگاری (جلد دوم)	368	300/=
۱۹۔	کلامِ ضمیر (مرثیے، نوحے، سلام)	304	200/=
۲۰۔	شعرائے اُردو اور عشقِ علیؑ	912	500/=
۲۱۔	شاعرِ اعظم (میر انیسؔ)	720	500/=
۲۲۔	میر انیس کی شاعری میں رنگوں کا استعمال	416	300/=
۲۳۔	میر انیس بحیثیت ماہرِ حیوانات	408	400/=
۲۴۔	میر انیسؔ (انگلش)	366	500/=
۲۵۔	اُردو مرثیہ پاکستان میں	544	500/=
۲۶۔	خاندانِ میر انیسؔ کے نامور شعرا	992	500/=
۲۷۔	ضمیرِ حیات	1232	1000/=

Presented by Ziaraat.Com

۲۸۔	دبستانِ تاریخ	968	700/=
	......《عشرہ مجالس》......		
۲۹۔	عظمتِ حضرتِ زینبؑ (۱۵ مجالس)	368	300/=
۳۰۔	حضرت علیؑ میدانِ جنگ میں	224	200/=
۳۱۔	معراجِ خطابت (۵ جلدیں)	(مکمل سیٹ)	1400/=
۳۲۔	حضرت علیؑ کی آسمانی تلوار ذوالفقار	368	300/=
۳۳۔	امام اور امت (اُردو)	272	200/=
۳۴۔	امام اور اُمت (انگریزی ترجمہ)	307	200/=
۳۵۔	احسان اور ایمان	336	200/=
۳۶۔	ولایتِ علیؑ	336	200/=
۳۷۔	مجالس محسنہ (جلد اوّل)	400	200/=
۳۸۔	مجالس محسنہ (جلد دوم)	368	200/=
۳۹۔	معجزہ اور قرآن	320	200/=
۴۰۔	ظہورِ امام مہدیؑ	272	200/=
۴۱۔	عظمتِ صحابہ	288	200/=
۴۲۔	تاریخِ شیعیت	304	200/=
۴۳۔	قاتلانِ حسینؑ کا انجام	352	250/=
۴۴۔	علم زندگی ہے	352	300/=

Presented by Ziaraat.Com

۴۵۔	عظمت حضرت ابوطالبؑ	296	250/=
۴۶۔	اسلام پر حضرت علیؑ کے احسانات	257	250/=
۴۷۔	قرآن کی قسمیں	344	250/=
۴۸۔	معرفتِ الٰہی اور سیرتِ معصومینؑ	256	300/=
۴۹۔	بت شکن اور بت تراش	304	300/=
۵۰۔	انسان اور حیوان	272	300/=
۵۱۔	اقوامِ عالم اور عزاداریٔ حسینؑ	304	300/=
۵۲۔	علیؑ وارثِ انبیاءؑ	328	300/=
۵۳۔	محسنین اسلام	312	300/=
۵۴۔	عورت اور اسلام	256	300/=
۵۵۔	حیاتِ حضرتِ عباس علمدارؑ	312	300/=
۵۶۔	علی وسیلۂ نجات	288	300/=
۵۷۔	حسینی معاشرہ اور تاریخ انبیاء	320	300/=
۵۸۔	سیرتِ معصومینؑ	384	300/=

Presented by Ziaraat.Com

عشرۂ مجالس شائع ہو گیا ہے

عشرۂ مجالس
حیاتِ امام حسینؑ

یکم تا ۱۰ محرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۰ء

......بمقام......

امام بارگاہ آلِ عباؑ گلبرگ کراچی

......انیسِ خطابت......

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

Presented by Ziaraat.Com